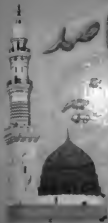


المقاصد

الشيخ
محمد بن عبد الله



مفتی اعظم ہند مفتی شانت گیل القادری

محرم

مفتی محمد عبدالعلیم القادری مفتی منہ

حرم



المقاصد السنية

لترديد الوابية

محقق مفتی محمد مفتی علی محمد کلانی۔

مترجم مفتی محمد محمد العظیم القادری مثنیٰ علیہ۔

ایم۔ سرسید، جامعہ اسلامیہ راولپنڈی۔

ناشر۔ مفتی اعظم سرحد اکیڈمی عالمی۔

۱۹۸۰ء

دارالعلوم قادریہ سبحانیہ شاہ فیض کالونی ۵۔ کراچی ۷۴



نام کتاب۔ اثبات الاغراض و المقاصد السنیة

لتردید الخرافات القبیحة الوهابیة

مصنف۔ مفتی اعظم سرحد مفتی شامستہ کل۔ رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ۔۔۔۔۔ محمد عبدالعلیم قادری

پرنٹنگ۔۔۔۔۔ محمد عبدالعلیم قادری

پرنٹنگ۔۔۔۔۔ جماعت اہل سنت اہل حق

پروف۔۔۔۔۔ یدینک۔ لکھنؤ۔ اہل حق۔ اہل حق۔ اہل حق۔ اہل حق۔ اہل حق۔

تاریخ طباعت۔۔۔۔۔ ۱۴۰۵ھ۔ ۱۴۰۵ھ۔ ۱۴۰۵ھ۔ ۱۴۰۵ھ۔ ۱۴۰۵ھ۔ ۱۴۰۵ھ۔

تاریخ طباعت۔۔۔۔۔ ۲۶ ستمبر ۲۰۰۵

ناشر۔ مفتی اعظم سرحد اکیڈمی العالمی۔

درا علوم قادریہ سبحانیہ شاہ فیصل کالونی ۵ کراچی ۲۵



﴿انتساب﴾

میرے شفیق و مربی

قبلہ و کعبہ

و مرشد کریم

والد محترم

دامت برکاتہم العالیہ

شمس شریعت بدر طریقت

مفتی و شیخ الحدیث بابا عبد السبحان القادری

صاحب دامت برکاتہم العالیہ

گرتوں اقدس ہے عز و شرف

القمیر علی اندر محمد عبدالعزیز القادری علی حد

[illegible]

ہاں بلکہ ہوائی راہیں بھی بنائے گئے ہیں۔
سب سے پہلے ان میں سے ایک کوئی ہے۔
لوگوں کے لئے یہ سڑکوں کی طرح ہے۔
اس کا مقصد اس قدر ہے کہ لوگ
پہنچنے والے ہو۔

سوال: اہل بیت علیہ السلام کی زندگی میں کیا عجیب و غریب باتیں رونما ہوئی ہیں؟

1421ء میں حرکت کر رہا تھا۔ مسرت و خوش حالی کے ساتھ 27 اگست 1421ء کو
موت ہو گیا۔ اس کی تدفین ہوئی۔ اس کی تدفین ہوئی۔ اس کی تدفین ہوئی۔

مستند انصاف قاضی سجاد علی شاہ فیض آبادی گڑھی پور



ابو اعلیٰ مفتی محمد رفیع الرحمن رحمۃ اللہ علیہ
 مولانا محمد رفیع الرحمن رحمۃ اللہ علیہ

بابائے اہلسنت حضرت غمزدراز

معین حق معین دین حضرت غمزدراز

محمد علی مفتی مرشد بھی طریقت کے

یہ علم کا منبع ہے تو خلی غمزدراز

مفتی سرحد ہیں مفتی شائستہ گل

مفتی انیس مفتی ہیں انیس غمزدراز

مفتی عبدالسبحان ہیں انیس شائستہ گل

مرشد اعلیٰ ہیں ، ہیں ، شکر گل

بابا میرے والد ہیں لاریب ہیں مرشد

آفتاب ولایت ہیں جد اعلیٰ غمزدراز

مفتیوں کے باغ میں بہار سنت ہے شہا

اہلسنت ہو مبارک بہار سنت ہے بیا

یہ فیض ہے اس بیت کا کہ سینوں تم پر میں
 مفتیوں کا ہے گھرانہ اہلسنت باگمماں
 مصطفیٰ کے نور سے روشن ہیں یہ چہرے تمام
 مقتدا ہیں جا ہیں یہ اہلسنت کے امام
 عبدالحلیم عابدہ شاہد الی کریم
 مذہب ہوں مقتف ہوں راسخ الی رحیم
 حجر اسود ہوں گریبا تھوں میں کعبہ کا ناف
 چھایا ہے سایہ تیرا یا جدماعظم دراز

حضرت مولانا محمد شفیع صاحب مدظلہ العالی

مولانا محمد شفیع صاحب مدظلہ العالی نے اپنی اس مثنوی میں

مولانا محمد شفیع صاحب مدظلہ العالی

مولانا محمد شفیع صاحب مدظلہ العالی

مولانا محمد شفیع صاحب مدظلہ العالی



محمد ابراهیم

است علی علم ریاضت علمی شایسته که احسن است و میسر است

یوحی فی امام است بهم پیشوا کل

نور او نمای شده در صورت شایسته گل

غوث زمان عبدالغفور القادری سر ج کل

فیض او باهر شده در چهره شایسته گل

جهد مامی و ارفع بهم وارث ختم الرسل

نام شما شایسته گل در وقوع شایسته گل

الغرض از چشم فیضان شایسته اب شدم

کتاب شما بحر در در دست ما کامیاب شدم

ص ف ک و د و ع و ر و م و ن و ل

قربان شوم از نام تو یا جد ما شایسته گل

مقصود مصطفی توفی مطلوب عبداللہ توفی

طام توفی شایسته گل باطن توفی شایسته گل

سیف ربانی تو کی محبوب جیلانی تو کی
 دریا سے زبد و گل کامل تو کی کامل تو کی
 صورت شامانوار گل
 یاجد ماثا است گل یاجد ماثا است گل
 من فقیہ عبدالحلیم شکر خدا ہے نیاز
 کہ در نسل این پاکان ہمہ پیدا شدہ
 بہ بکن اس مرعہ گل در حضور رجا
 گل شامانوار باد یاجد ماثا است گل

محبت اللہ علیہ السلام و رسولہ و آلہ و صحبہ و تلامذہ سے ہر وہ لفظ و لفظ ہر وہ
 لفظ جس میں باری تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا ہے

الفقیہ الشیخ محمد عبدالحلیم القادری
 حلیف نیاز قبیلہ و الد محترم

!

ما علم احی و در احیوم قادر یہ سبحانیہ شاہ فیصلہ کالونی
 کراچی



میں نے ملحقہ اس میں سے ایک شخص کو لے کر اپنے گھر میں آ کر بیٹھا
 کہ وہاں وہ خود ہی نے خود ہی لکھی تھی

لورڈ ڈیلاور نے اسے شمع دلائی تھی
 ہر ایک کو خاص ہے حالانکہ وہ اس کے لئے تھی

یہ خط ڈیلاور نے لکھا ہے لورڈ ڈیلاور نے لکھا ہے

خاتون کے لئے لکھی ہے وہ لکھا ہے

خاتون کے لئے لکھی ہے وہ لکھا ہے
 وہی خط لکھی ہے وہی لکھی ہے

لورڈ ڈیلاور نے اسے شمع دلائی تھی

وہ خط لکھی ہے وہی لکھی ہے

خاتون کے لئے لکھی ہے وہ لکھا ہے

وہی خط لکھی ہے وہی لکھی ہے

لورڈ ڈیلاور نے اسے شمع دلائی تھی

خاتون کے لئے لکھی ہے وہ لکھا ہے

وہی خط لکھی ہے وہی لکھی ہے

لورڈ ڈیلاور نے اسے شمع دلائی تھی

خاتون کے لئے لکھی ہے وہ لکھا ہے

وہی خط لکھی ہے وہی لکھی ہے

لورڈ ڈیلاور نے اسے شمع دلائی تھی

خاتون کے لئے لکھی ہے وہ لکھا ہے

وہی خط لکھی ہے وہی لکھی ہے

لورڈ ڈیلاور نے اسے شمع دلائی تھی

خاتون کے لئے لکھی ہے وہ لکھا ہے

وہی خط لکھی ہے وہی لکھی ہے



پیشکش

پیشکش

مذہب حق دہم ملت حضرت عیسیٰ دوست دارم چار یار تاق اولاد حق
حضرت علامہ حجة الاسلام والمسلمین امام المتکلمین مفسر کلام رب العالَمین
وہیں احادیث و حجتہ للعالمین و حجتہ للعزیزین صدر علماء الشرق و الغرب حافظ الملت
والمسیر اسعد النکل (علی عصرہ) مفتی شائستہ کل القادری (الشہسوار مفتی اعظم سرحد)
رحمۃ اللہ علیہ سے علامہ شمس شریعت بلوخریفت عالمہ عفی و حلی (باقی اللہ)
مفتی محمد علی القادری رحمۃ اللہ علیہ بن صدر الشریعہ مولانا مفتی محمد راز خان
القادری رحمۃ اللہ علیہم اجمعین و نور اللہ مرقدہم

ہم مقام منہدی شاہ کائناتک ضلع مردان (صوبہ سرحد پاکستان) میں پیدا ہوئے آپ زہد و تقویٰ
میں بلند مقام رکھتے تھے حدیث و فقہ میں بہرہ کثیبت کے مالک تھے، منطق و فلسفہ صرف
جوہرہ مرافقہ و توفیق مقامہ و رسم لائقہ موصول فلفہ۔ اصول حدیث تفسیر موصول تفسیر ہدایہ
و کونہ تصوف و احقاق بقرات و معانی و تجوید و بیان الملت و سنوگ و سنیز و شاہک باستانہ الرجال
جاریہ و فی تاریخ عرب و تقوٰی میں مہارت پور رکھتے تھے بیات و حساب طب و اخلاق
و غیرہ علم و تہذیب و فاضل حیات، مشائخ، جرح و فرست، قیافہ بطریقات و دیگر بہت سارے
۱۰۰۰ میں مہارت پور رکھتے تھے۔ فقہ و تدریس و تخریر میں سلطان کامل تھے۔
مصول علوم دینیہ کا سبب نہایت طویل ہے طوالت کے خوف سے یہاں ذکر نہیں کر سکتا انشاء
اللہ تعالیٰ میری کتاب (ایام) بیات مفتی اعظم سرحد جلد مقرر عام پڑھانے والی ہے، اس سفر کا
تصنیف تذکرہ ۲۲ جہات۔

آپ نے اپنی عمر و خدمت سرانجام دینے مسلمانوں کے قلب کھلم دینے سے رہنمائی
دینے کے لئے اور صوم گویہ خفیہ حلیہ کی بنیاد منہدی شاہ کائناتک ضلع مردان میں رکھی، مدرسہ
سے جلی بہتم ہونے پر ساتھ ہی آمد میں کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے لکھی حدیث و فقہ
و اخلاق کائناتک سے سبب عامہ فاضلہ میں کا سلسلہ آگے بڑھاتے ہوئے کی مدد میں کا

قر کیا گیا۔ اس ادارہ کے مددگار تھے

(۱) حضرت علامہ مفتی عبدالرحمان قادری (سابقہ جہان آباد) رحمہ اللہ علیہ جہان آباد مرقوم۔

(۲) حضرت علامہ مفتی عبدالجبار قادری (والد کرام دامت برکاتہم العالیہ) قائم اہل نادر۔

(۳) حضرت علامہ ابو العظیم قادری دامت برکاتہم العالیہ، مدرس

(۴) مولانا عبدالستار قادری صاحب دامت برکاتہم العالیہ اعدائے۔۔۔

کے اسامہ گرامی سر فرست ہیں

ابراہیم حقانی ۱۱ عظیم نادر آج بھی قائم و دائم ہے جسے حضرت علامہ فضل اللہ نقشبندی نے مفتی عبدالرحمان قادری اسی طرح لکھتے سے چلا ہے جس نے کافی آسٹی اور یہ خطوط اور سر فرستہ کی کام جاری رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ مزید کامیابی عطا فرمائے (مذکرہ حضرات سے پہلے ہے کہ وہ اس ادارہ کی تعمیر و ترقی میں حضرت علامہ برادر مزملیہ صاحب رحمہ اللہ کے ساتھ بھرپور تعاون فرمائیں تاکہ مسک اہل سنت کا یہ عظیم ادارہ ہرگز نہ بند ہو سکے کی مزید خدمت پہنچ جانے پر ابراہیم کی ہانکے)

مفتی اعظم سرحد نے مجلس فقہ حنفی

مفتی اعظم سرحد نے مجلس فقہ حنفی تمام جمعیت اعضاء الاحناف سے ہاتھ سے مراد ان (مجلس ہندوستان) نقل از قیام پاکستان سن ۱۳۶۲ھ بموافق ۱۹۴۳ء اور بمقام ہاشم مسجد (مفتی بابائی عبداللطیف قادری) رحمہ اللہ علیہ کاننگ مران تشکیل دی یہ مجلس ابتدائی طور پر وہی علماء پر مشتمل تھی بعد میں توسیع ہوتی رہی۔ مجلس کے ابتدائی اراکین کے اسامہ گرامی مندرجہ ذیل ہیں۔

نڈی شاہ مرہٹہ

کاننگ مرہٹہ

کاننگ مرہٹہ

امجری مرہٹہ

امجری مرہٹہ

امجری مرہٹہ

کاننگ مرہٹہ

نڈی شاہ مرہٹہ

کاننگ مرہٹہ

کاننگ مرہٹہ

حضرت علامہ مفتی شاد علی قادری (دمت اللہ علیہ)

حضرت علامہ مفتی عبداللطیف قادری (دمت اللہ علیہ)

حضرت علامہ مفتی الحق صاحب دامت اللہ علیہ

حضرت علامہ مجاہد صاحب دامت اللہ علیہ

حضرت علامہ فضل دیکر صاحب دامت اللہ علیہ

حضرت علامہ فضل کریم صاحب دامت اللہ علیہ

حضرت علامہ ذوالی صاحب دامت اللہ علیہ

حضرت علامہ عبدالرحمان قادری صاحب دامت اللہ علیہ

حضرت علامہ ابو العظیم قادری صاحب دامت برکاتہم العالیہ

مولانا عبدالستار صاحب دامت اللہ علیہ

بڑی مجلس میں مجلس کا ایک طبقہ مردوں کی مجلس کا ایک طبقہ عورتوں کی مجلس کا ایک طبقہ
ہر ایک طبقہ میں ایک مجلس

پھر اس میں کا مختلف مردوں اور عورتوں کی مجلس سے وقت باقاعدہ وقت عمل میں آیا گیا
حضرت علامہ مفتی شمس الدین علی دہلوی نے مختلف طبقوں پر مختلف احکامات لکھنے کا سرپرست
ہی ہوئے تھے

علامہ مفتی صاحب نے مختلف احکامات لکھنے کی ضرورت سے لئے حضرت علامہ
ابن صاحب مفتی صاحب اہل مجلس کا نام پیش کیا جسے مختلف طبقوں پر منظور کیا گیا
وقت پر عمل میں آیا۔ اس کا ایک طبقہ مفتی صاحب نے حکامات (سیرت زری جز) لکھنے
کا نام لکھا تھا۔ صاحب اب ابھری عورتوں کا ایک طبقہ کیا، قرآن مجید ۱۰ تا ۱۵ سے علامہ مفتی
صاحب رقم طراز ہوئے۔

مختلف احکامات کا قاعدہ منظور و منظور کیا یہ جہاں جہاں لکھ کر تو اس فقہ (کتاب المروءات)
سے پا کر موجودات

یہ مجلس تمام مختلف احکامات میں باہر سے مردوں۔ مسلمانان ہند کو درپیش دینی مسائل
و مذہب مفتی کی آواز میں ملے۔ اسے پہلے خالی مکی تھی۔ مختلف کے اجلاس مفتی صاحب
کی اجلاس تھیں۔ قاعدہ منظور ہوتے تھے۔ اس مجلس میں مسائل پیش کئے جاتے اور تمام علماء
مفتیان اور مدرسین اس میں آتے۔ طویل بحث و تحقیق، کتب کی چھان بین کے بعد وہ
مسئلہ حل ہوتا تھا۔ اس وقت تک دفعہ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کیا جاتا تھا۔ حضرت فقہ
مفتی کی روشنی میں پانچ سو سالہ احکامات سے کسی فیصلہ پر سب اتفاق ہو جاتے اور تمام علماء کرام
اجماع ملے۔

پھر اس وقت میں شہداء امکاکی ۱۱ سیادت و قیادت میں نوجو عالم تھائی

شہداء نوجو عالم غازیہ بنہ گوروں کبھی دو ایہاتو

نوجو عالم جہاں انور بنہ شہداء خانہ کبھی فتنہاتو

سالانہ دفاع علی و دہ معنی شہاد

باہد ما شائستہ گل باہد ما شائستہ گل

۱۔ خیر صاحب الکتاب
 ۲۔ علی صاحب الکتاب
 ۳۔ علی صاحب الکتاب
 ۴۔ علی صاحب الکتاب
 ۵۔ علی صاحب الکتاب
 ۶۔ علی صاحب الکتاب
 ۷۔ علی صاحب الکتاب
 ۸۔ علی صاحب الکتاب
 ۹۔ علی صاحب الکتاب
 ۱۰۔ علی صاحب الکتاب

۱۱۔ علی صاحب الکتاب
 ۱۲۔ علی صاحب الکتاب
 ۱۳۔ علی صاحب الکتاب
 ۱۴۔ علی صاحب الکتاب
 ۱۵۔ علی صاحب الکتاب
 ۱۶۔ علی صاحب الکتاب
 ۱۷۔ علی صاحب الکتاب
 ۱۸۔ علی صاحب الکتاب
 ۱۹۔ علی صاحب الکتاب
 ۲۰۔ علی صاحب الکتاب

پاورت نامہ اصل کتاب از مولانا علی۔ تہذیب النہجہ شریفہ

اس اجلاس میں مختلف طور پر جو تہذیب شریعہ منظور ہو گئی۔ حدودہ عالیہ تہذیب۔
 جو تہذیب شریعہ منظور شدہ ہے

(۱) البات الحیات الحسدیۃ للانسیاء والاولیاء والعلماء والشہداء شعیبہ احادیث صحیحہ و الاحماع والاقوال اہل السنۃ والجماعۃ
 انبیاء کرام علیہم السلام علماء شہداء اولیاء کرام رمت اللہ علیہم انجمن پٹی تہذیب میں ذلکہ مبیات ہیں
 (۲) واجوبہ دلائل المحالین وایضاً کے دلائل کارہ۔

جو انیسویں سال کا دوسرا اجلاس ہے

یہ اجلاس تاریخ ۷ صفر ۱۳۸۵ھ بروز جمعہ بدولتہ علم مقام مسجد اہل شریعہ کانٹک منعقد ہوا
 جس میں تین سال پہ بحث ہوئی اور مختلف طور پر منظور ہوئے۔ اور شرکاء اجلاس۔ وحقاً
 فرماتے تہذیب شریعہ اہل ہیں کل انجمن (۳) علماء کرام شریعہ ہوئے۔
 جو تہذیب شریعہ منظور شدہ ہے

(۱) غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مہاروی شریف سے ہے

(۲) غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تاریخ ولادت و وفات پر محسوس کا انشاء

(۳) میلاد اور مہاروی شریف کی تاریخ تعیین کرنا جائز بھی ہے اور مفید بھی ہے

مہارل جہانے جو سے نشانوں پہ سلیہ چارہ نئیوں میں نہ رگوں والا پانچواں شہنشاہ ملہا۔ سلطان
 فقہ، معرکت رسول پورے کاپاسوں مسک حق، مسلک طلعت سے تاجدار تان الایت
 ہمارے شہنشاہ اورشیں ضعیف ازما، سیاست سے اسے تحریک خلافت کے اثر سے اس نے سب
 خاک پاکستان کے نام سے قائد اعظم محمد علی جناح نے تار پلند کی تو آپ تحریک پاکستان
 کے صف اول کے مجاہد ٹھہرتے ہیں۔ آپ نے مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں
 تحریک پاکستان و حصول پاکستان اختصار کے ساتھ مطالعہ فرمائیں

﴿تحریک پاکستان مفتی اعظم سرحد﴾

سرزمین بند پر احسان تیرا مہنگن پال پہنچ بلوچی سے قہرمان تیرا
 آپ نے لوند خور کے مقام پر تحریک خلافت سے متعلق دریافت کی اسے بدینی خان آباد
 ہاتھیان (نام علاقہ) اور جناب خان نامہ محمد خان آف لوند خور نامہ خانہ نامہ بھی سنگلی
 بھی کیا مانگی شریف شریف بہار حضرت کی طریقت جس شریعت کی تان اہل سنت القادی
 صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) کو مسلم پٹ میں شریعت پڑا۔ یاد مانگی شریف کی سونگلی پڑی کاٹری
 کے انعقاد پر اتفاق ہوا اور حضرت کی صاحب کی اہدات سے مفتی اعظم سرحد نے پورے
 ہندوستان کے علماء و مشائخ کو مانگی شریف میں جمع کرنے کے سے اہدات سے ملے۔
 اور علماء و مشائخ کو دعوت دینے خود پورے ہندوستان کا ہمارے لیے ہی دن تھلا رہا ہے۔

حزبی کانفرنس مانگی شریف پے

1945ء

آگے بابا ہمارے جب سے اس میدان میں

لہو آیا جھنڈا ہلالی ملک پاکستان میں

سرحد کے ہاں ہاتھاب کے بابو چستان کے

سنگلی ہوئے کھیر کے ٹوک معترف ہر آن میں

اور سے روشن یہ چہرہ محترم شانت گل ● ہندو شانت گل ہیں اجماع شانت گل

جو آف مانگی شریف جس امداد میں حضرت اہل سنت القادی رحمۃ اللہ علیہ کی صدارت میں

حضرت مفتی شانت گل القادی رحمۃ اللہ علیہ ۱۰ شب ہمدردیوں سے یہ عظیم الشان مئی کانفرنس مانگی

خان نے جناب محمد علی بنان صاحب سے اپنی قیام گاہ اپنے بائیں ملاقات کی جگہ پر
میں شمولیت اور قریب پانچ سو سال سے مسلسل میں کثرت و شہید، غلام اسلام اور جمعی شریک
سے، جب وہ قیام شروع قیام معظم صاحب نے تسلیم کے
نوادہا جان مفتی اعظم سرحد نے قیام معظم محمد علی بنان صاحب و محمد کاہنہ رب مکی شریف
و کئی بار پتہ اور میں خطاب کرنے کی دولت اپنی جو محمد علی بنان صاحب نے کئی بار
قیام معظم، عبدالرب شہزادہ جناب لیاقت علی خان مرحوم نے نوادہا جان مفتی آف مکی شریف
سے مسلسل رابطہ رکھا، یعنی برکاتی سے کئی خطوط لکھے، ایم ارسال کے جو مکی شریف
اب بھی موجود ہیں۔

قیام معظم محمد علی بنان کا پورا سرحد

آج 24 نومبر 1945ء کا سورج بڑے آپ بڑے — ساتھ اپنی زبان سے مکی شریف
کی فضا میں گونج رہا ہے کہ جہد استقامت کثرت سے ہوئے ہیں۔ طرف محبوب نے
رنگ بدلتے جھنڈے لہرا رہے ہیں، ابھی مفتی اعظم سرحد ساتھیوں و بیویات دیتے ہوئے
نظر آ رہے ہیں، ابھی ایک نو جوان ہاتھ سبز لباس زیب تن کے ہوئے، ہاتھوں سے محبت
کا اظہار کر رہا ہے، اٹھ اچھا۔ اتنی محبت کہ ہزار مہارب ابھی سزا تک دیا ہوئے، نوادہ جوانوں
کو تربیت دیتے ہوئے، نوادہ ہاتھوں میں پڑا ہوا جھنڈا لئے سکر تاج و تہذیب، جہاد جہاد
خوش و غم، یہ کون ہیں، ابھی ہاں یہ نوادہا جان مفتی محمد اسماعیل قادری، نوادہ محمد اسماعیل
العلی (ابن) ہیں، اٹھ، ابھی نوادہ نعرے بلند ہوتے ہیں، ملیے نوادہ اس سے مکی شریف
کی فضا میں گونج اٹھیں، نعرہ تجریہ اللہ اکبر، نعرہ رسالت، بار سوں اللہ علیہ السلام۔

پاکستان زندہ باد، جناب صاحب زندہ باد، سرحد صاحب زندہ باد، سرحد صاحب زندہ باد، مفتی اعظم
زندہ باد، مفتی اعظم زندہ باد۔

دیکھنے والی آنکھوں نے دیکھا کہ مکی شریف کے سرحد صاحب کے مریدین، مفتی اعظم
اعظم سرحد کے تلامذہ و محسن مدرسین کا ہوا، ابھی ماریٹا، ابھی سرحد مکی شریف
مریدین پر اپنے محبوب قیام کے استقبال کے لئے موجود ہے، قیام معظم محمد علی بنان کی سوانح
مکی شریف کے حدود میں داخل ہوئی، قیام معظم محمد علی بنان کے ساتھ ایک طرف جناب
محترم لیاقت علی خان دوسری طرف ڈھما، طلب و ملت ہیں۔

تعالیٰ طلبہ پر دعا شروع ہو جائی اور وہاں طلبہ نے بھی دعا شروع کر دی۔ رات کاہا کا ہوا ہوا، کچھ کچھ تھیں اور سے جو سے ۱۰ بج رہا تھیں۔ رات کے چھانے میں مشغول ہو جاتا یہ میرے والد کا خاص کام ہے اور چاہے میں کچھ کچھ اور صحت والہ کھڑے کا نظر رہے کہ اسے من غل سے یاد ہوا وہاں تک طلبہ کے کھانے کے ساتھ قرآن، علم کا عمل، ہم اور بھائی شریف، شہزادہ الیہاں وغیرہ اور کھڑے کے اسباق پر دعا کے لکھو، شریفانہ جملے میں سے کچھ کچھ کچھ کے کئی فصل پر دعا کے علم صرف کے کچھ کچھ قسم کے کچھ کچھ میں احادیث اور (جو فقیر کی مرتبہ لڑا ہے) پر دعا کے طور پر کھڑے شریف سے کئی جواب حاصل ہوئے ہیں۔ یہ کئی کچھ تعالیٰ کئی کتب طلبہ کرام کو کھڑے بھی کراے پہلی پہلی کتب کی احادیث اور طلبہ کرام عربی زبان پڑھنے اور لکھنے شروع رکھتے ہیں۔

مجھ فقیر میں اتنی بہت کہاں کہ صبح 8:30 تا 12:30 طلبہ کو کھانے کا وقت 4:30 تا 5:30 کھانے کی

دینا اس سال کچھ تعالیٰ کئی طالبات نے بھی اپنی لڑائے سے جب عربی عالم عربی ماضی عربی، خاص، عالیہ اور عالیہ فی علوم العربیہ والا سلامیہ تنظیم المدارس حضرت عثمان تحت اہتمام دیگر کامیاب ہوئی یہی کئی کئی طالبات میں کچھ طالبات نے تنظیم المدارس کے اجتماعات میں شرکت کیا (اسے گریج) حاصل کیا اور عربی عربی۔ کچھ اور سے اجتماعات میں ہماری کچھ طالبات (اسے گریج) آئیں اور کچھ طالبات نے عام میں (اسے گریج) حاصل کیا اور کچھ طالبات نے فاضل عربی میں (اسے گریج) کیا اور کچھ طالبات نے کچھ تعالیٰ دارالعلوم قادریہ بھائی میں موجود ہے تعلیمی مصروفیات، گریج مصروفیات مختلف سہولت سے جماعت، اکثریتوں کو مجلسوں سے خطاب، بنی علماء، کونسل گلستان، جو عربی مینسٹر صاحب سے ہاں علم و خوشیوں و اعزاز میں شمولیت، کھڑے میں مفتی محمد رفیق صاحب رحمت اللہ علیہ سے جیلیم میں شمولیت سہون شریف، میں یا رسول اللہ ﷺ کا غزنی کی تیاریاں مختلف مقامات پر مینسٹر میں شمولیت، یا رسول اللہ ﷺ کا غزنی میں شمولیت کیلئے احباب، علماء و حضار، اہلسنت و جماعت سے اور یا رسول اللہ ﷺ کا غزنی میں شمولیت والا اور میں صد تنظیم اہلسنت و جماعت، مفتی اعظم عہدہ فقیر برادر رحمت اللہ علیہ کے جتنا کچھ جیلیم میں شرکت



الحمد لله الذي جعل في كل شيء حكمة وحكمة في كل شيء
فما من شيء إلا وفيه حكمة والحكمة هي الصفة التي لا ينفك عنها

۱۔ ہر ایک کے لئے ایک ایک کتبہ لکھا گیا ہے۔
 ۲۔ ہر ایک کے لئے ایک ایک کتبہ لکھا گیا ہے۔
 ۳۔ ہر ایک کے لئے ایک ایک کتبہ لکھا گیا ہے۔
 ۴۔ ہر ایک کے لئے ایک ایک کتبہ لکھا گیا ہے۔
 ۵۔ ہر ایک کے لئے ایک ایک کتبہ لکھا گیا ہے۔
 ۶۔ ہر ایک کے لئے ایک ایک کتبہ لکھا گیا ہے۔
 ۷۔ ہر ایک کے لئے ایک ایک کتبہ لکھا گیا ہے۔
 ۸۔ ہر ایک کے لئے ایک ایک کتبہ لکھا گیا ہے۔
 ۹۔ ہر ایک کے لئے ایک ایک کتبہ لکھا گیا ہے۔
 ۱۰۔ ہر ایک کے لئے ایک ایک کتبہ لکھا گیا ہے۔

میرزا علی اکبر خانی صاحب السیاحات

[illegible]

(۱) اگرچہ یہ سب باتیں اچھی ہیں، لیکن ان کے بغیر کسی بھی چیز کی تعمیر و ترقی نہیں ہو سکتی۔

[illegible]

ملفوظات صاحب مرآت القلوب فی مناقب و مناقبات حضرت مولانا محمد تقی عثمانی

ازلی و ازلی سے نہیں ہوا، مگر ان کے وجود سے پہلے ہی مخلوق کے وجود سے پہلے ہوا۔

100

Journal of Management Inquiry 18(6)

2000

1999

امیری عربی : ۲۰۰۰ و ۲۰۰۱ - ۲۰۰۲

[illegible]

محمد بن عبد الله بن محمد بن علي بن رسول الله

2000

[illegible]

یہ ساری باتیں اس کے لیے کہ وہ اپنے دل کی بات کہے اور اس کے لیے کہ وہ اپنے دل کی بات کہے۔
اس کے لیے کہ وہ اپنے دل کی بات کہے اور اس کے لیے کہ وہ اپنے دل کی بات کہے۔

اسی طرح اگر آپ کو معلوم ہو کہ آپ کا کام کسی خاص جگہ پر ہے تو آپ کو یہ بھی پتہ چلے گا کہ اس جگہ پر کون سے کام کی ضرورت ہے اور کون سے کام کی ضرورت نہیں ہے۔

[illegible]

11-11-11

میں نے کہا کہ میں نے یہ سب جہلی خوشامخوام نام نہاد
عقروں سے لیا ہے۔ ان کے ہاتھوں سے ہی اس کی شکل

دینے والی کتاب میں ہے۔ سب سے پہلے یہ ہے کہ اس کے بارے میں
 میں کہیں سب سے پہلے اس کے بارے میں ہے کہ آپ کے بارے میں
 کوئی مذہب ہے۔ آپ نے آپ کے بارے میں ہے کہ میں نے یہ سب
 والی سنت خاتمہ کے بغیر صحابیوں کی اس کی نہیں تھی۔ وہ اس کی کہیں صحابیوں کی
 میں ان سے نام نہادوں، علم کے سنت اور سنت اس سے کہیں صحابیوں کی سنت
 نے جان بابت کہ اصل عقلی سہو، علم والی سنت اس سے کہیں صحابیوں کی سنت
 سہو، علم والی سنت جماعت میں ہے
 اپنے اراکین یا ساتھیوں کے ساتھ اس کی سنت اس سے کہیں صحابیوں کی سنت
 جماعت میں ہے

۱۰ جن کا یہ عقیدہ ہو کہ خدا تعالیٰ کو آپ کی جیوت کے ساتھ ساتھ
 کسی چاروں کا عقیدہ ہے کہ ان کے عقیدے کو آپ کی جیوت کے ساتھ ساتھ
 (نور برائیں جیوت کے ساتھ ساتھ) لا ایلہ الا انت ان شاء اللہ
 ۱۱ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ساتھ کسی کے ساتھ ساتھ
 مرکز میں میں نے اسے آپ کی جیوت کے ساتھ ساتھ
 ایمان صلیبیہ (38)

۱۲ رسول اللہ ﷺ کو کوئی عقیدہ نہیں ہے کہ جیوت کے ساتھ ساتھ
 ہے کہ کسی جیوت کے ساتھ ساتھ کسی کے ساتھ ساتھ
 ۱۳ جو مسلمان اسلام میں باقی ساتھ ساتھ جیوت کے ساتھ ساتھ
 کفر و شرک نہیں ہے

۱۴ جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ساتھ کسی کے ساتھ ساتھ
 کسی کے ساتھ ساتھ کسی کے ساتھ ساتھ

۱۵ جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ساتھ کسی کے ساتھ ساتھ
 سب کی حالت میں اور کفر و شرک کے ساتھ ساتھ

اس طرح بہت سے عقائد ہیں جن پر ایمان نہ پہنچتا ہے کہ ان کے ساتھ ساتھ
 نہ کہ حق دیکھ بھادنی عقائد کی حالت میں ہے کہ ان کے ساتھ ساتھ
 مسلمان بھی نہیں پہنچتے کہ ان کے ساتھ ساتھ

چاقورین کرام

مرد فوراً بڑے ایمان کی روشنی میں فیصلہ فرمائیں کہ حق کیا ہے اور باطل کیا ہے؟ صحیح یا بے اور غلط کیا ہے؟ کہ ایمانات کے ضمن میں جرحی و محجی ہے وہ ہی بات ایمان اور کفر ایمان ہے اور کفر کے مقابل غلط ہے وہ ایمان کے عقائد و رنگس ہے

یعنی "کفر" اور "پاکیزہ کفر" اور "مکرم کفر" ہے۔ جیسا کہ اس کتاب کے نام سے ہی ظاہر ہے کہ یہ مسلک حق الہیت و جماعت کے دفاع اور ہدایت کی ترویج میں قرآن اور احادیث شریفہ کی روشنی میں بڑی معلوماتی مستند اور مدلل کتاب لکھی گئی ہے جس کا مطالعہ اپنے مذہب و مسلک اور عقائد و حفاظت کے لئے اور ہدایت کے پر فریب جال سے بچنے کیلئے انتہاء عمدہ و نفع بخش ہے۔ حنفیہ ہدایت ہوگا آخر میں اپنے سنی مسلمان بھائیوں سے اہتمام کرنا ہوں کہ وہ علماء اسلام سے رابطہ قائم رکھا کریں

دیوبندی اور وہابیہ

کی تعریف کے قریب بھی نہ جائیں، اور اپنے مذہب و مسلک حق الہیت و جماعت سے عقائد پر پھاڑی مانند قائم و دائم رہیں۔ ماشاء تعالیٰ حضور پر نور ﷺ کے صدقے میں ہم سب کو اپنے مذہب و مسلک پر ہدایت قدم رہنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین، ہم سب کو بحسن و بکمال سید عالم ﷺ۔



فقیر عبد السبحان القادری

مہتمم دارالعلوم قادریہ سبحانیہ شاہ فیصل کالونی ۵ کراچی

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي جعلنا على عقيدة أهل السنة والجماعة وحفظنا من عبادة الرهبانية الكفرة الفجرة الضالة والصلوة والسلام على سيدنا محمد الذي حكم على الرهبانية بالشفاعة وعلى آله وأصحابه الذين حكموا على الرهبانية بشر والحل والصلوة الصالح

ترجمہ: قطبہ تمام تقریبیں اللہ چلے ہیں جس نے ہمیں اہلسنت والجماعت کا عقیدہ عطا فرمایا اور وہابیوں کے عقائد جو کفر مرتد ہیں اور نہ ہی بے سے پھیلا رہے ہیں، ان کے بارے میں جناب سید محمد رحمہ اللہ پر جس نے وہابیوں پر شدت اپنی کر کے کالیفہ سلطانیہ کی اس باتوں نے وہابیوں پر شرارت حق تمام مخلوق میں بری مخلوق اور وہابیوں کے کفر و ہوک و خمر صاف فرمایا، آمین

(حضرت علامہ صحیح الاسلام والمسلمین مفتی محمد رفیع القادری رحمۃ اللہ علیہما (فراتے ہیں) کہ جب صوفی سرحد میں لڑتے وہابی ظاہر ہوا۔ تو طاق بازاری ضلع مردان سے علامہ رام نے کانٹنگ مردان میں 26 دسمبر 1376ء ایک جمعیت تشکیل دی جس کا نام (جمعیت اہل علم، اہلسنت والجماعت) وضع کیا گیا۔ ان علامہ رام نے ان سنت والجماعت کے چند امراض و مقامات جمعیت استقامت) تحریر کر کے میرے حوالے کیے۔ میں نے جوابات کے تحریر و ترتیب کے وقت ضروری مسائل کا مزید اضافہ کیا۔ ان جوابات سے ہر اکابر ایک ضخیم کتاب بن گئی جو میں نے اسے کتابی صورت دیا اس کا نام ۔

الذات الاغراض والمعاصد السیة لفرید الحرفات القبیحة الرهبانیة

بترقیق اللہ تعالیٰ عروجل وسعد وکرمہ

ذلک فصل اللہ ہرنبہ من یشاء واللہ ذو الفصل العظیم

چونکہ یہ کتاب قرآن مجید میں ہے اور اس میں چاروں ائمہ نے اتفاق کیا ہے۔

وَمَا إِلَهُكَ إِلَّا هُوَ حَلَّىٰ عَنْهُمْ فَاسْأَلْهُمْ أَيُّهُم بِشَيْءٍ عَمِلُوا ۖ
اور جو نے نہیں بھیجی تھی وہ آپ سے پہلے کون مر رہا ہم انکو پوچھتے تھے کہ (وہ) سے کون
فصلیں کسی مسئلہ کا حکم نہ ہو تو اسرار میں علماء اسے پڑھو۔ سورۃ ایہاء آیت (۴۷)
۱۔ اس میں یہ ہے کہ

فروغِ نسوان علیٰ حق تو بعد از دیگر تعلیم للعالم
 نہ دانا پادشاهِ عالم نے فراموش نہیں کیا کہ جو کچھ علم سے عورت بہاوت کر رہی ہو
 وہ نہ تو کھانا کھا کر مر جائے گی نہ سیر کر کے مر جائے گی۔ (ایک گویا ہے، حجام اپنی سے معلم
 کا بیٹا) اس کی تعلیم ہے۔ ہر روز صبح سے شام تک اس کی تعلیم ہے۔

ہاں! ہاں! تو یہ سب آج ہی ہوتے ہوئے صلیب تلخ نہیں آتات جسے مانی ڈھرتے ہزار گنبدوں
میں جہنم کی آگ بھی اٹھ کر نہیں جلا سکتی کی اہمیت ہے، مسلمانوں کو تھکاتے رہا گیا تھا
تھکاتے لڑتے، لڑتے مارے جاتے تھے۔

غير المحتهد المطلق يقوم التعليم ان كان محتهدا الى بعض مسائل الفقه او بعض
المسئله كما انهم انهم على القبول متحرري الاجتهاد وهو الحق فيطلبه غيره فيما لا يقدر
عليه واما في العالم المتطوره التعليم انهم انهم محتهدون المحتهد واللاه يحمله لطلبه



جو شخص کلمہ مطلق نہ بولا اس کا حکم ہے ۔ اور مجتہدین فقہاء سے اس کو بعض اختلاف کے تحت
 صحیح مانا ہوتا ہے۔ لیکن ان کے پاس حق ہے اور بعض مسائل فقہاء کو بعض حد تک جیسے یہ اہل
 دین و علم وہاں بوقت وہاں مسائل میں خود مجتہد ہے۔ لیکن مسائل و حد وہ تو نہیں جانتا
 ان میں وہ عقیدہ رکھتا ہے۔ اور بعض کے عام سے عام سے مسائل کو عام ہے۔ لیکن ان مجتہدین
 عقیدہ کے خلاف اس پر مجتہد مطلق کی دلیل کی صحت ظاہر ہو جائے۔ لیکن مجتہد مطلق کی دلیل
 کی صحت اس پر لازم نہ ہو۔ اس کا عام و عقیدہ نہ ہو۔ لیکن اس کی دلیل ہے۔ لیکن یہاں
 جمہور علماء کا ہے۔ خود قرآن مجلی سے۔ کات۔ صبح الصبح شرح حدیث



طایبہ بن الدین بن کاکی الدینی سے یہ روایت ہے کہ میں نے
 ان لوگوں کو سنا ہے کہ ان کے ہیں جو مجتہد مطلق کی طرف سے ہوتے ہیں۔
 منسوب کی مطلق کی تین قسمیں ہیں۔

- (۱) اولہ الناس ہیں جو شخص عقیدہ ہوتے ہیں۔
- (۲) دومہ سے وہ علماء ہیں جو انسانی مجتہد ہوتے ہیں مگر ان کا مقصد عام سے مطلق ہے۔
 تو کوئی حرج نہیں ہے۔ لیکن ان کا مقصد عام کے اجتہاد کے خلاف ہو تو یہ اپنے اجتہاد پر عمل
 کر چکے۔ مثلاً مالہ سے ہے۔

امام ابو جعفر امام ابو حامد محمد بن عطاء بن ابی نجر عاصم بن عاصم بن عاصم بن عاصم
 اللہ تعالیٰ علیہ السلام

- (۳) تیسری قسم میں علماء کی ہے۔ جو یہ مخصوص مسائل کو مخصوص مسائل پر قیاس سے یہ قیاس
 ملنے ہیں لیکن وجہ اجتہاد پر ذرا نہیں ہوتے۔ لیکن ان کی فکر کے بارے میں عام کی حد تک
 ہوا تو یہ اس فکر کی سطح کا اعتبار ہے۔ لیکن یہاں سے ہے۔ لیکن یہاں سے ہے۔ لیکن یہاں سے ہے۔
 علم اس طرح ہے۔ اور امام بن عاصم نے ہوا تو اس کے مطابق فکر سے نکلتا ہے۔ لیکن یہاں سے ہے۔

سورۃ ایت کے تحفہ مطلق ثابت ہوتی ہے۔ نہ کہ تعلقہ شخص؟
جواب یہ ہے۔ مطلق کا نام تعلقہ شخص کا ہے اس لئے۔ مطلق کا جو معنی مقید
کا ہے۔

سوال۔ یہ آیت تو ان علماء سے حق میں کیا ہوتی ہے جو کلی کتاب ہیں۔ نہ کہ علماء اسلام
تو پھر کتب مذکورہ سے علماء اسلام کی طرف منسوب کیے جاسکتے ہیں؟

جواب۔ محکمہ استنباط فقہ کی وجہ سے۔ جواب یہ ہے کہ
مذکورہ اول یہ ہے کہ

یہ آیت اہل سنت والجماعت کے لئے ہے۔ نہ کہ اہل بدعت کی۔
یہ آیت اہل سنت والجماعت کے لئے ہے۔ نہ کہ اہل بدعت کی۔
یہ آیت اہل سنت والجماعت کے لئے ہے۔ نہ کہ اہل بدعت کی۔

العصر و بعد۔ اللفظ لا لخصوص المور
مقتضیات سے ہے۔ نہ الفاظ کا ہے۔ نہ کہ خاص اس صورت کا جس کے لئے آیت
نہ کہ عام ہے۔ نہ کہ عام ہے۔ نہ کہ عام ہے۔ نہ کہ عام ہے۔

یہ آیت اہل سنت والجماعت کے لئے ہے۔ نہ کہ اہل بدعت کی۔
یہ آیت اہل سنت والجماعت کے لئے ہے۔ نہ کہ اہل بدعت کی۔
یہ آیت اہل سنت والجماعت کے لئے ہے۔ نہ کہ اہل بدعت کی۔

یہ آیت اہل سنت والجماعت کے لئے ہے۔ نہ کہ اہل بدعت کی۔
یہ آیت اہل سنت والجماعت کے لئے ہے۔ نہ کہ اہل بدعت کی۔
یہ آیت اہل سنت والجماعت کے لئے ہے۔ نہ کہ اہل بدعت کی۔

یہ آیت اہل سنت والجماعت کے لئے ہے۔ نہ کہ اہل بدعت کی۔
یہ آیت اہل سنت والجماعت کے لئے ہے۔ نہ کہ اہل بدعت کی۔
یہ آیت اہل سنت والجماعت کے لئے ہے۔ نہ کہ اہل بدعت کی۔

یہ آیت اہل سنت والجماعت کے لئے ہے۔ نہ کہ اہل بدعت کی۔
یہ آیت اہل سنت والجماعت کے لئے ہے۔ نہ کہ اہل بدعت کی۔
یہ آیت اہل سنت والجماعت کے لئے ہے۔ نہ کہ اہل بدعت کی۔

اہل اللہ مگر ای اشرف من علماء الامم العربیہ لغیرہ نظر کرتے ہیں۔ اس لیے کہ
 کہ اہل ذریت مراد تمام اہل علماء ہیں۔ یعنی خود، چاہتے ہیں وہ کہ اہل ذریت
 (علماء اہم) علماء اسلام کو بھی شامل ہے۔

چار وجہ چارم یہ ہے کہ

حضور انور رحمت اللہ تعالیٰ علیہ تفسیر روح المعانی جلد سوم ص ۱۵۵ سورۃ النحل میں آیت مذکورہ
 (اعلم الذکور) کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اگر کسی ہائی لوں کے یہ آیت علم اہل
 کتاب کے بارے میں قال ہوئی ہے جیسا کہ مذکورہ بالا میں معاصر علماء میں ہے۔
 یہ تو میں (لکھتا ہوں کہ) جنگ سوال کا وجوب اہل کتاب سے ہے۔ جس
 میں سے پوچھنے کی علت علم ہی تو ہے اور ہی علت اس میں علم اسلام میں بھی مرہون ہے۔
 تو پھر علماء اسلام کیوں مراد نہیں لے جاتے جب کہ وہی علت علماء اسلام میں مرہون ہے۔
 تو سوال کا وجوب علماء اسلام سے بھی پایا گیا۔

۱۰ آیت نمبر دوم یہ ہے کہ

وَادْعَاهُمْ إِلَى الذِّمَّةِ الَّتِي لَكُمْ وَاللَّهُ يَخْلُصُ إِلَيْكُمْ أُولَئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ إِلَى الذِّمَّةِ الَّتِي لَكُمْ وَاللَّهُ يَخْلُصُ إِلَيْكُمْ
 (الشمس: ۲۵) اور پھر ان کے پاس اہل ذریت ایمان بآراء ان کی ہے۔
 تو اس کا چہ چاہتے ہیں اور اگر ان کی رسول لکھ کر ان کی اختیار (موجود) ان کی طرف
 رجوع لاتے تو ضرور معلوم ہوتے اس مرہونہ لوگ جو اس سے کہتے ہیں۔ تو پھر ان کا
 اور ان کی رحمت نہ ہوتی تو ضرور تم شیطانی کی اتباع کرتے مگر تمہارے۔

اس آیت مبارکہ سے جب استدلال ان حضرات علماء اسلام کی تفسیرات ہیں

۱۱ حضرات علماء طایفہ ان رجوع

۱۱ اقول العلامة المصنفون رحمۃ اللہ علیہ امر الجاہلی باطاعة العلماء و امر العلماء
 باطاعة الله و عباده و رسول الله و لورؤوفہ الی الرسول و الی الی الامر منہم لعلہ
 الذین یستظرونہ منہم و عباده و رسولہ و لعلہ الذین یستظرونہ منہم

علماء فرماتے ہیں کہ عام مسلمان بالاسم ہے۔ وہ علماء اسلام کی اطاعت میں اور

یہ ہے کہ یہ عالم ہے کہ اس کی اصل اصل ہے کہ فرمان ہے
وہ کہ اس کی حوا

وہ کہ اس کی حوا

وہ کہ اس کی حوا
وہ کہ اس کی حوا
وہ کہ اس کی حوا

وہ کہ اس کی حوا
وہ کہ اس کی حوا
وہ کہ اس کی حوا

وہ کہ اس کی حوا

وہ کہ اس کی حوا

وہ کہ اس کی حوا
وہ کہ اس کی حوا
وہ کہ اس کی حوا

وہ کہ اس کی حوا
وہ کہ اس کی حوا
وہ کہ اس کی حوا

وہ کہ اس کی حوا

وہ کہ اس کی حوا
وہ کہ اس کی حوا
وہ کہ اس کی حوا

وہ کہ اس کی حوا

وہ کہ اس کی حوا

فہم اس سے کہ یہ، فوہی الفہم سے علامہ مجتہدین مطلق امر ہیں، اور شریعت کے
حکم میں ہر حکم مانا جائے وہ شرعاً مقدم ہے۔

۴ حضرت علامہ ملا جہان رحمۃ اللہ علیہ دلائل مذکورہ کی روشنی میں لکھتے ہیں ﴿

قلت لہذا حبوب التعلیل لصلحاء الاسلام صحیح شمس ۵۰۱ وسمندر ۲۹

یہ دلائل سے ثابت ہوا کہ علماء اسلام کی تہذیب و ادب ہے۔

۵ ہاں۔ سید ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کے مطابق۔ فوہی الفہم سے مراد۔
مراد اور حکام ہیں۔ علماء نہیں۔

جواب۔ یہ اعتراض بھی سے ہانا چار جواب ہیں۔

(۱) پہلا جواب یہ ہے

۔ فوہی الفہم۔ یعنی تفسیر میں سب اقوال ثابت ہیں۔

۶ علامہ (۲) علماء اسلام۔ جس قول میں فوہی الفہم سے مراد۔ علماء مجتہدین ہیں
تو یہ قول ائمہ (۲) مجددین اور مجتہد ہے۔

﴿ (۲) دوسرا جواب یہ ہے ﴾

لَعَلَمَهُ الَّذِينَ يَسْتَبْطِلُونَهُ

ان الفاظ مبارک سے مراد علماء مجتہدین ہیں، یہ نص ہے اور سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی
حدیث شریعہ ہے، جو نص ائمہ اہل بلاغ کے پیش نظر غیر مقبول ہو جاتی ہے، کیونکہ علم اصول
کا قاعدہ ہے کہ نص کے مقابلہ میں ترجیح دادم آجائے تو رد کرنا ہوگا کہ نص اور خبر واحد میں
تحقیق ممکن ہے انہیں اور تحقیق ممکن ہوئے (یعنی دونوں میں اگر تحقیق ممکن ہو تو تحقیق کر کے
عمل کیے بغیر نہ دادم کو ترک (یعنی چھوڑ) کر نص قرآن پر عمل کریں گے، کتب اصول۔

﴿ تیسرا جواب یہ ہے ﴾

۔ رد بقول سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے فوہی الفہم سے مراد۔ امر و حکام لئے جائیں،
ان سے مراد یہ ہوگا کہ انکی ساتھی سیاسی معاملات میں ان حکام اسلامی کا حکم مانا جائے
میں (مطلقاً دست گل) کہتے ہیں۔ یہ بھی حقیقتاً علماء مجتہدین کی اتباع ہوگی، کیونکہ ممالک
اسلامیہ میں حکام علماء کے تابع ہونے ہیں تو انکی اتباع درحقیقت ان مجتہدین کی اتباع

کی فی تھید نہ کرے بلکہ حقیقی ہی لڑائیوں میں اس کی نصیحت سے بھلا
 وہ گمراہ و جہل ہے۔ دین و مادیات امت کا مخالف ہے۔

مقام غور ہے کہ ان بزرگوں کے بعد بھی امت مسطوروں پر انھیں امور میں صحیح
 ہتھیار گذری ژمان میں سے بڑی عمر اہل حق سے بڑھتا ہے۔ ہرگز نہ
 بھی آخر مجتہدین کی تھید سے ہے ہزار نہ وہ تھید نہ ہی کل سے حقیقی ہے۔ اس
 آخر مجتہدین کے مد آنے تک وہ ایمان خاص کی حق میں شور مچاتے ہیں۔ پھر
 اس پرفتن دور میں اجتہاد حقیقی کے لئے نئے دھڑے آتے ہیں۔ گمراہ

چاہا مضمونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :

عن شریح ان عمر بن الخطاب کتب الیہ ان جاءک من فی کتاب اللہ فاقض
 بہ ولا یلتفتک عنہ المرجع فان جاءک ما لیس فی کتاب اللہ فاقض منہ رسول
 اللہ ﷺ فاقض بہا فان جاءک ما لیس فی کتاب اللہ ولم یکن فیہ سنة رسول
 اللہ ﷺ فاقض ما اجمعت علیہ الناس فعندہ فان جاءک ما لیس فی کتاب اللہ
 ولم یکن فیہ سنة رسول اللہ ﷺ ولم یسکتہ فیہ احد فلیک فاحترای الامور
 فشت ان تجتهد لعلیک ثم فاقض وان شئت ان تنازع فاعبر ولا تروی الذمیر
 الا حیر لک. حجة اللہ البالغہ

امام مضمونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ۔ حضرت شریح نے فرمایا ۔ حضرت عمر رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ نے مجھے لکھا کہ تمہارے پاس کوئی ایسا مسئلہ آئے جس کا جواب کتاب اللہ میں
 موجود نہ ہو اس کے مطابق فیصلہ کرنا اور ایمان نہ ہو کہ کوئی حقے کتاب اللہ سے نہ رکھیں ۔ تمہارے
 پاس کوئی ایسا مسئلہ آئے جس کا جواب نہ کتاب اللہ میں موجود ہو اور نہ رسول اللہ ﷺ کی سنت
 میں تو ایسی بات سناؤ کہ جس پر مجھے لوگ حقیقی ہوں جو اس پر عمل کروں ۔ تمہارے
 پاس ایسا مسئلہ آئے جو قرآن و سنت میں نہ ہو اور نہ دوسرے کوئی فقیر صحابی نے بھی
 اس میں کلام نہ فرمایا ہو ۔ تو وہ (۲) باتوں میں سے جسے چاہو اختیار کرو ۔ یعنی یا اس
 سے اجتہاد کر کے فیصلہ کرنا چاہو تو کر لو اور چاہو تو اجتہاد میں نہ آئے ۔ اور میں تمہارے
 لئے تاخیر کو بھلا کرتا ہوں ۔

جس کی ہدایت لی وہ میرے نزدیک جلیت ہے۔ ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
 نبی کریم ﷺ نے فرمایا میرے صحابہ کرام کے ہاتھ ہیں تم ہی میں سے اس یا اسی ہاتھ
 روکے ہو ایت پانے۔

۴۱ اس حدیث سے وجہ استدلال ہے

اس حدیث سے وجہ استدلال یہ دو ہیں: ۱۔ احکام شرعیہ کے اقتدار ہے۔ ۲۔ یہ بھی
 تقلید شخصی پر دلالت کرتے ہیں۔ بلکہ بعید ذلیل تقلید شخصی ہے۔
 ۴۲ حدیث بخیر ثبوت تقلید میں ہے

عن عبد اللہ بن عمرو وانی ہریر قال رضى الله عنهما قال قال رسول الله ﷺ ان احکم
 الحاکم فیما اجتہدوا اصاب فله اجران والا حکم فاجتہدوا واطعوا فله اجر واحد
 منکم لہ شطرہ القدسی ۳۲۴۔

حضرت عبداللہ بن عمرو اور حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر
 (یعنی حاکم مجتہد مطلق) اجتہاد سے فیصلہ کرے اور وہ فیصلہ (عبد اللہ کے) حق میں ہوگا تو اس کو دو حصے
 ہیں اور اگر وہ اجتہاد سے فیصلہ کرے اور وہ (عبد اللہ کے) خلاف ہوگا تو اس کو ایک حصہ ہے۔

۴۳ حضرت غلام ماطلی قاری رحمت اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ہے

قال علی القاری فی الحدیث ذیل ان المجتہد یصیب ویخطئ والکلی ما حو
 یہ حدیث مبارک اس بات کی دلیل ہے کہ مجتہد مصیبت صحیح فیصلہ تک پہنچے اور وہ صحیح
 (یا جو رحمت شانہ کے فیصلہ کی اصل حق تک نہ پہنچے) یا بھی ہوگا (اللہ تعالیٰ سے اس کو)
 کما جرم مطاخر بات اور دونوں قسموں (مصیبت و مخطئ) کے مجتہدین کو اس کے اجتہاد پر
 ملتا ہے اگرچہ وہ اور مرتبہ میں فرق ہے۔ مگر وہ فیصلہ ۳۲۵۔

۴۴ غلام ماطلی قاری رحمت اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ہے

الاتباع قال النوری یقال العلماء اجمع المسلمون علی ان هذا الحديث فی حاکم علی
 اهل للحدیث فان اصاب فله اجران اجر ما اجتہدوا واجر ما اطعوا ان اطعوا فله اجر
 ما اجتہدوا وفي الحديث محدود ف تقدیر و ان ان الحاکم فاجتہدوا فالمراد من لیس
 ماعمل للحدیث لا یعمل لہ الحدیث فان حکمہ فلاحولہ بل انہ ولا یستقل حکمہ سر ۳۲۶۔

الحل ام لا وہی مرفوضہ کلھاوا لا یعلم فی شئ من ذلک اور اس مسئلہ میں امام
 تمام مسلمانوں کو اس بات پر اجماع ہے کہ یہ حدیث اس حاکم کے مطلق ہے جو عالم ہو
 فیصد سنی صلاہت رکھتا ہو اگر اس کا فیصلہ صحیح ہے تو اس کو دوسری مجلس کے ایک اہل علم سے دہرایا
 ہوگا اور ایک اہل علم کی اجماع رائے (صحیح فیصلہ) کا دوسرا اس کا فیصلہ (باجوہ علی لایستوی) ہے
 بھی اختلاف ہو تب بھی اسکو اجتہاد کا اجر ملے گا (مفسرہ) کہہ کر علامہ نووی رحمت اللہ علیہ نے
 اس طرف اشارہ فرمایا کہ حدیث مذکورہ میں چار مبارک معذوف ہے (جو یہ ہے) کہ جب
 حاکم (یعنی مجتہد مطلق) اجتہاد سے فیصلہ کرے اور اس کا فیصلہ صحیح ہو تو اس کو دوسری مجلس کے ائمہ
 نے کہا ہے کہ جو شخص اجتہاد کی اہلیت نہ رکھتا ہو اس کے لئے فیصلہ کرنا جائز نہیں ہے اور اگر
 کسی نااہل شخص نے فیصلہ کیا تو اسے اجر نہیں ملے گا بلکہ وہ گنہگار اس کا فیصلہ جائز نہ
 ہوگا اور وہ اس کا فیصلہ صحیح ہو یا غلط کیونکہ اس کے فیصلہ کا صحیح ہونا اتفاقی ہے اور اس کا فیصلہ کسی
 دلیل شرعی پر مبنی نہیں ہے چنانچہ وہ اپنے تمام فیصلوں میں گنہگار ہوگا اور وہ صحیح ہو یا غلط
 ہو اور اسکو معذور قرار نہ دیا جائیگا اثبات تقلید میں بہت ساری احادیث وارد ہیں ان میں ان ہی
 پانچ احادیث مبارکہ پر اکتفاء کرتا ہوں۔

تیسری بحث تقلید کا ثبوت باجماع امت

علامہ جہان رحمۃ اللہ علیہ مصنف تفسیر اموی فرماتے ہیں۔

والله لو لم یجمع علی ان الامام علی بن ابی طالب یحوز للامۃ الاربعۃ منہم سیدہ
 اس بات پر اجماع ہے کہ ائمہ اربعہ کی تقلید واجب ہے۔

علامہ ابن العابدین بن ابراہیم الحنفی مصنف اشباہ فرماتے ہیں

ما حالف الائمة الاربعۃ فهو مخالف للاجماع فقد صرح فی الصحیح ان الاجماع قد
 انعقد علی عدہ العمل بمعہ مخالف للامۃ الاربعۃ۔ اشباہ
 جو چیز اس اربعہ کے نزدیک خلاف شریعت ہو وہ فی اجماع امت کے خلاف بھی خلاف
 شریعت ہے اور ابن الصمام نے اپنی کتاب میں تصریح فرمائی ہے کہ جو علم چاروں ائمہ
 کے خلاف ہے وہ اس پر عمل نہ کیا جاسکے۔

۱۳۱۳ھ میں ان کا دین ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے

ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے

۱۳۱۳ھ میں ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے

ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے

ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے

ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے

ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے

ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے

ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے

ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے

ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے

ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے

ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے

ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے

﴿اجتہاد کی تعریف﴾

قاضی ابوالخیر بغدادی بن مرینیسی شیرازی محتاج فیصل میں اجتہاد کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں

استفراغ الجهد فی ذلک الاحکام الشرعیة. (منہاج الوصول ج ۳۔ ۲۸۱)

احکام شرعیہ کو حاصل کرنے میں تمام علمی صلاحیت صرف لاء (اجتہاد) ہے

﴿علامہ جمال الدین اسنوی نہایت اصول میں (تقریرات میں)﴾

الاجتہاد استفراغ الفقیہ الوسع لمحصل علی حکم شرعی۔

کسی علم شرعی کے علم کو حاصل کرنے کیلئے (اجتہاد) کا اپنی تمام علمی صلاحیتوں کو صرف

کرنا اجتہاد ہے۔ نہایت اصول جلد ۳۔ ۲۸۶

﴿حضرت علامہ کمال الدین ابن تہام اجتہاد کی تعریف لکھتے ہیں﴾

الاجتہاد لغة بذل الطاقة فی تحصیل ذی کلفة و اصلاحا ذلک

من الفقیہ فی تحصیل حکم شرعی ظنی (تقریر جلد ۳۔ ۲۸۷)

اجتہاد کا لغوی معنی ہے کسی مشقت طلب کام کو حاصل کرنے کیلئے طاقت صرف کرنا اور

اصطلاحی معنی ہے کسی علم شرعی کو حاصل کرنے کیلئے فقیہ کا اپنی علمی صلاحیتوں کو صرف کرنا

﴿فقہاء احناف کے نزدیک اہلیت اجتہاد کی شرائط﴾

علامہ ابوالحسن مرغینانی۔ صاحب بدایہ اجتہاد کی شرائط بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

ان ینکون صاحب حدیث لہ معرفة الفقه او صاحب فقه لہ معرفة بالحلیات

مستلزمات فی الدلیاس فی المنصوص علیہ ولعل ان ینکون مع ذلک صاحب فریحا

یعرف بہا عادات الناس لان من الاحکام ما ینسب علیہا

یہ کہ وہ شخص حدیث میں ماہر ہو۔ اور اس کو فقہ کی معرفت ہو یا وہ شخص فقہ میں ماہر ہو اور

اسکو حدیث کی معرفت ہو یا کہ منصوص مسائل میں قیاس نہ کرے اور ایک قول یہ ہے کہ وہ

ذہین اور طبائع ہو لوگوں کے عرف اور عادات کو پہچانتا ہو کیونکہ بہت سے احکام عرف پر مبنی

ہوتے ہیں۔

طرح کمال الدین ابن عجم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

کہ اجتہاد میں حدیث اور فقہ دونوں میں مہارت کی ضرورت ہے تاکہ اسکا قیاس بعض حدیث سے معارض ہونے اور اول فقہاء کے خلاف ہو مگر اس پر یہ ہے کہ اجتہاد شخص ہے جو کتاب اور سنت کی عبارات النص اشکات النص ذلات النص اور لفظ النص کا عالم ہو اور قیاس کے باخ و منسوخ کو جاننے والا ہو اور شرائط قیاس اور مسائل الاجامیہ اور اقوال صحابہ کو جاننے والا ہو تاکہ وہ اقوال صحابہ یا اجماع پر قیاس کو مقدم نہ کرے اور اسے ساتھ ساتھ وہ اذہین اور طباع ہو اور لوگوں کے عرف و عادات کو جانے ہو جو شخص ان تمام شرائط کا جامع ہو وہ اجتہاد کرنے کا اہل ہے اور اس پر اہم ہے کہ وہ اپنے اجتہاد پر عمل کرے (مگر اجتہاد کی تعریف میں لکھتے ہیں) ان مذکورہ احوال سے کسی علم شرعی کو حاصل کرنے کیلئے کوشش سے غور و فکر کرنا حتیٰ کہ اس علم پر غلبہ ہو جائے۔

خطابہ دین الدین ابن عجم خلجی نے اجتہاد کی چودہ شرائط بیان کی ہیں

(۱) اسلام (۲) بلوغ (۳) عقل

(۴) تخیل اجنس ہونا (یعنی طباع اور ذہین ہونا) اسے استدلال و استنباط کا ملکہ تامہ حاصل ہو

(۵) لغت عربیہ کا علم ہو (۶) علم صرف کا عالم ہو (۷) علم نحو کا عالم ہو

(۸) علم معانی کا عالم ہو (۹) علم بیان کا عالم ہو (۱۰) وجود قیاس کا علم ہو

(۱۱) احکام سے متعلق کتاب اللہ کی آیات کا علم ہو

(۱۲) احکام سے متعلق احادیث کا علم اور صحیح علم ہو اور کتاب اور سنت کے باخ و منسوخ کو جاننا ہو

(۱۳) اجماع کی معرفت تامہ ہو (۱۴) لوگوں کے عرف و عادات کو جاننا ہو۔

حضرت علامہ شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

قال العلامة ولي الله الدهلوي هذه المذاهب الاربعة المطلوبة المحروقة قد اجتمعت
الامة على حوازلها الى يومنا هذا۔ الترجمة الثالثة

کہ یہ مذاہب اربعہ مجددین ہیں اور جن کے مسائل حیدر تحریر میں لائے جاتے ہیں۔ ان کے احکام کی تقلید پر آج تک امت کا اجماع ہے۔

۱۰) شہادہ الی اللہ محمدت رسولی دینا اللہ علیہ دوسری جگہ لکھتے ہیں۔

والله اعلم بالصواب في الامامة فقد اتفقت على ان يعتمدوا على السلف في معرفة
الشرعية فانما يجوز اعتمادهم على الصحابة التابعين اعتمادوا على التابعين
واعتماد العلماء في كل طبقة على من قبلهم الخ اليانك مجموع المحتوي هذا في

ص ٢٣

قرآن است مصطفیٰ ﷺ اسے شریعت مطہرہ کو بچانے میں صرف صالحین پر احکام کیا ہے جن
و زمانے کے مسلمانوں نے اپنے زمانے کے علماء سے شریعت کی تفسیر نہ کی تھی۔
علاء کے حق میں جو اسے کی جائیں گے اور شیخ جائیں گے، انہیں سے احکام ہیں گے
مجاہد اور اس سے اور وہ۔ ہدیہ نے اسے باطل طبقہ پر احکام کیا ہے۔
اس کا یہ مطلب ہے کہ مصطفیٰ ﷺ نے اسے

لأن الشريعة عبارة عن هذه المبادئ الأربع فحسب وهي إليها قد انحصرت فإن
هذه المبادئ قد دلت وتقر عندنا قد صلت وأصولها بالصواب قد انطلقت وبمفصلة
بعضها إلى بعضها فلو عهدنا في جميع الجهات انشرت فحاز هذا بها في قلوب
المؤمنين انصرفت وحررها المكشوفة في صدور المؤمنين قد انصرفت
الصور من المبادئ من ضوء قد انصرفت فترتت بها ما رأيت وحصلت بها ما حصلت
إعترفت بها ما عرفت فبذلك ترى أن القرينة الناحية المسماة بأهل السنة
الجماعية إليها قد انصرفت لأن الشريعة من غير المبادئ الأربع فهي
بما جاء حدث

و بعد از آنکه در تشریح این مباحثه، دانستیم که این مباحثه، همان مباحثه‌ای است که در کتاب «المنهاج» آمده است، پس می‌توانیم بگوییم که این مباحثه، همان مباحثه‌ای است که در کتاب «المنهاج» آمده است.

والأصوب وفي رتبة العدة والمعلوم بل كلها قد ادرست فكيف تكون هي الشريعة
 من الشرائع شرعت لها العيوب فكما عبد المنشرف وما حسب للأصالة ان هذه
 سببها الأربعة لآخره حكمه الشريعة قد طلب لانها من الطهارة قد حفظت لها
 من الدلائل التي قد ذكرت

محاضرات في علم الفلك

لا اختلاف ہے کہ اگر یہ (فردی اختلاف افاق) انھیں (دونوں جہانوں کو) بینے
 کرتا ہے تو ان طرف سے رست ہے، نیز یہ اختلاف فردی ہے، اصولی نہیں (یعنی
 جس میں سب متفق ہیں) اسوجہ شخص موجودہ رستے میں من ہامذہب سے خارج (باہر)
 سرور بدعتی اور حق ہے، نیز وہ شخص شیطان کا قادیان ہے، لہذا حق (یہ حق) خارج رستے سے
 ان (مذہب) اور بدعتی (دہائی) میں جو یہ عقیدہ ہے (والا) ہے مانگی عزت و احترام نہ کی
 ہوتے۔ وہ انہوں نے عیسویوں ان مراعات سے بچنا نہایت ضروری ہے۔



بحث چہارم ﴿﴾

فی مجتہد کو اجتہاد کرنے سے منع کرنے کا ثبوت

عن عروۃ قال سمعت عبد اللہ بن عمر و بن العاص و عیسیٰ اللہ عنہ یقول ان اللہ
 تعالیٰ لا یضیع العلم انتزاعا بشرع من الناس و لکن یفقد بعض بعض العلماء حتی اذا لم
 یبق عالم الا حدیث الناس (۱) سا حیا لا یستلوا فافلوا بعد علم ففصلوا و اقبلوا (۲) و
 المسلم عند ۳۰۰

حضرت ۳۰۰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے عہد ہند بن عمر رضی اللہ عنہما و عیسیٰ اللہ عنہ
 سے سنا ہے کہ ان رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ (میں سے) علم نہیں انتزاع
 کا (دوسری) بالکل اعم ہے کہ اسے اس (مذہب) سے نکال دے، بلکہ علماء کو اٹھایا جائیگا یہاں تک
 کہ جب وہ عام رہیں تو یہ (مذہب) لوگ اس (مذہب) سے مسائل (و معاملات) اہل سروروں سے ملے
 رہیں گے، ان کے مسائل (و معاملات) ان سے مسائل دریافت کیجئے، اور وہ بغیر علم کے فتویٰ
 دے گا خود بھی مراد ہوئے عروہ و بن عمر و بن عمر کرچکے

یہ حدیث سے وہ شخص اس حدیث کا آفریقہ جملہ اقلو بعد علم ہے۔

یعنی یہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

عن عیسیٰ اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ من اتقن معبر علم کان
 نفعہ علی من اللہ (۱) و (۲) و (۳) و (۴) و (۵) و (۶) و (۷) و (۸) و (۹) و (۱۰)

سید عالمؑ کی یہ بھی عقد مراد ہے کہ انہی کے ہاتھ سے علم کے فتویٰ دیا تو اس کا جہاں عقد فتویٰ ہے وہاں ہے۔

اس صحت سے اور استعداد باکلی واضح ہے۔ ہوائی دینے کا اس نے یہ ہوائی دینا ہے۔

(۳) اے جس جاہل و عی و اہل عباس و عی اللہ علیہما: اے ان لوگو! اے ان رسول اللہ ﷺ: قتل کرو، قتل کرو اللہ، اے احرار، الحديث

(ایک شخص جسے غلط فتویٰ دیا گیا تھا) انتقال کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "وہ میرا ہے۔"
(غلط فتویٰ دینے والوں) نے غلطی کیا، اللہ تعالیٰ انہیں بخش دے۔

﴿استعمال کی وجہ اس حدیث شریف سے قطورہ کا ہر ہے﴾

(۱) اہل عمرو بن العاص و اہل شریفہ رضی اللہ عنہما فالانفال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 خلاصہ: یہ حدیث مبارک احادیث کے باب میں متصل ہو چکی ہے علامہ نووی نے اس
 حدیث شریف کی تخریج میں تاہل حاکم نے ہمارے میں فرمایا کہ لا یصل الی الحدیث
 یعنی تاہل حاکم کے لئے کسی کو حکم دینا جائز نہیں مگر یہ بھی فرمایا کہ لا یصل الی الحدیث
 حاکم کا حکم نافذ نہیں ہوتا۔

نیز: نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:

فہرہ خاصہ میں جمیع احکامات وہی موجود ہے اور ابھی اس میں اضافہ
ہو گا۔ تاہم حاکم اپنے تمام صادر کردہ احکام میں گتھا ہے۔ جو اسے تھا۔ تاہم صدر احکام
موجود ہیں اور اس میں حاکم کو ان احکام میں اضافہ ہو گا۔

1940

حضرت شعیبؑ بن مہکم سے روایت آتی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی
 اُکلوا مما فی الارض حتی یصلکم الحساب الاسبغ من الحساب الاسود من الصخر

سورة بقرہ آیت ۱۸۵

قریب، لھاؤ اور پیو، یہاں تک کہ تمہارے واسطے کھانا ہو جائے، مٹی پر کاٹو اور اسپرشی
 دلو، پھر پھٹ کر دیکھو رات آنے تک روزے پورے کرو،

(۵) اے عیسیٰ عذیٰ بن عذیٰ بن حاتم رضی اللہ عنہ! خود عقلا امیض و عقلا اسود حتیٰ کہ ان بعض الذلیل نظر فلم یستبہا له فلما اصبح قال لرسول اللہ ﷺ جعلت لحت و سادنی حیطاً امیض و حیطاً اسود قال رسول اللہ ﷺ ان و سادتک لعریض انکار الحیط الامیض و الحیط الاسود لحت و سادتک دجور دجور یزید دجوراً فی دجورہم انہ یقرءون

تو حضرت عیٰی نے دواہرے لئے مایک سفید اور ایک کالا دلوں ذریعہ کنکریاں بچے کے نیچے رکھ لئے، (رات کا کچھ حصہ گزرا) تو حضرت عیٰی نے دونوں دلوں کو دیکھا (مکرات کے اندر میرے سر ڈھیرے ٹھہرنے آئے) جناب عیٰی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب صبح ہوئی تو میں جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت المقدس میں حاضر ہوا۔ اور رات کا واقعہ بیان کیا تو مجھے لعنۃ اللہ علیہ (یعنی لعنہ خوش طبعی) فرمایا، اے عیٰی! مگر کالا اور سفید دواہرے بچے کے نیچے ہوں یا نہ تو کیا حکم؟ بہت لمبا چوڑا ہو گا (پھر فرمایا) بات اس طرح نہیں بلکہ کالے ڈھیرے سے مراد رات کی تاریکی اور سفید ڈھیرے سے مراد روشنی ہے (جو فرماؤں گے طلوع ہونے وقت آسمان کے کناروں پر نظر آتی ہے) اس سے سیاہ و سفید ڈھیرے مراد نہیں۔

اس حدیث شریف سے وجہ استدلال یہ ہے کہ عدی بن حاتم اگرچہ عربی ہیں غزناموی زبان تک عربی ہے، نیز آپ کو صاحب قرآن جناب سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی صحبت کا شرف بھی حاصل تھا، مگر آپ مجتہد نہ تھے، یہی لئے نبی کریم ﷺ نے انہیں نہایت لطیف اشارے کے ذریعے مسائل دینیہ کے استخراج سے منع فرمایا، اس لئے کہ اجتہاد کا کام وہ سمجھ جائیں (کہ میں صحابی رسول ﷺ ضرور ہوں مگر مجتہد نہیں ہوں) کہہ سکتے مجتہد وغیر مجتہد میں کتنا فرق ہے علماء کرام نے فرمایا ہے۔

کہ غیر مجتہد کا اجتہاد کرنا ممنوع ہے، اور وہ (الخص) جو مجتہد نہ ہو، اور اجتہاد کرے، کو احب العزیر ہے۔
چند سال بعد فرمایا:

(١) اجمال الامام العلامة العبدى النضر تاشى وعزير كل من يكبت منكرا او ذم مختار

امام ترمذی فرماتے ہیں کہ ہر گناہ واجبِ تعمیر ہے (تعمیر سے مراد دعا)

Journal of Management Education 30(6)

١٠ لكل من يكتب مقصوده سطر ١٠

[illegible]

مکمل جہاں جہاں وہ رہا وہاں وہی ہے — یہ تو ہے

طافروا بأولى الانصار من بعد اى اے مجتہدین اجتہاد
ایک نام نہاد نقی ہے جو اسے حق میں اس سے وکرم
ہو چکی ہے۔ ہمارے حق میں اس کا ہر جملہ ہے کہ اس سے
اس کا ہر جملہ اس کے حق میں ہے۔ اس سے اس کا ہر جملہ
اس کے حق میں ہے۔ اس سے اس کا ہر جملہ ہے۔ اس سے اس کا ہر جملہ

فصل فی التعلیم و تربیت

[illegible]

کچھ مسائل ہیں۔ یہ طوطا اسنید ضعیف ہو کر مرے گا۔ اگر وہ اس وقت صحت سے
خارج نہیں، وہ مروجہ نام طوطا کے وہ بچے اور بچیاں ہیں جو اس وقت اس کے پاس
ہوئیں۔ یہ بھی کہیں کہیں چھاپے کے وہ ہیں جو اس وقت اس کے پاس ہیں۔ اس کے پاس
کچھ بچے ہیں۔ اس کے پاس کچھ بچے ہیں۔ اس کے پاس کچھ بچے ہیں۔ اس کے پاس
کچھ بچے ہیں۔ اس کے پاس کچھ بچے ہیں۔ اس کے پاس کچھ بچے ہیں۔ اس کے پاس
کچھ بچے ہیں۔ اس کے پاس کچھ بچے ہیں۔ اس کے پاس کچھ بچے ہیں۔ اس کے پاس
کچھ بچے ہیں۔ اس کے پاس کچھ بچے ہیں۔ اس کے پاس کچھ بچے ہیں۔ اس کے پاس

1000

1997, 1998, 1999, 2000, 2001, 2002, 2003, 2004, 2005, 2006, 2007, 2008, 2009, 2010, 2011, 2012, 2013, 2014, 2015, 2016, 2017, 2018, 2019, 2020, 2021, 2022, 2023, 2024, 2025, 2026, 2027, 2028, 2029, 2030, 2031, 2032, 2033, 2034, 2035, 2036, 2037, 2038, 2039, 2040, 2041, 2042, 2043, 2044, 2045, 2046, 2047, 2048, 2049, 2050, 2051, 2052, 2053, 2054, 2055, 2056, 2057, 2058, 2059, 2060, 2061, 2062, 2063, 2064, 2065, 2066, 2067, 2068, 2069, 2070, 2071, 2072, 2073, 2074, 2075, 2076, 2077, 2078, 2079, 2080, 2081, 2082, 2083, 2084, 2085, 2086, 2087, 2088, 2089, 2090, 2091, 2092, 2093, 2094, 2095, 2096, 2097, 2098, 2099, 2100, 2101, 2102, 2103, 2104, 2105, 2106, 2107, 2108, 2109, 2110, 2111, 2112, 2113, 2114, 2115, 2116, 2117, 2118, 2119, 2120, 2121, 2122, 2123, 2124, 2125, 2126, 2127, 2128, 2129, 2130, 2131, 2132, 2133, 2134, 2135, 2136, 2137, 2138, 2139, 2140, 2141, 2142, 2143, 2144, 2145, 2146, 2147, 2148, 2149, 2150, 2151, 2152, 2153, 2154, 2155, 2156, 2157, 2158, 2159, 2160, 2161, 2162, 2163, 2164, 2165, 2166, 2167, 2168, 2169, 2170, 2171, 2172, 2173, 2174, 2175, 2176, 2177, 2178, 2179, 2180, 2181, 2182, 2183, 2184, 2185, 2186, 2187, 2188, 2189, 2190, 2191, 2192, 2193, 2194, 2195, 2196, 2197, 2198, 2199, 2200, 2201, 2202, 2203, 2204, 2205, 2206, 2207, 2208, 2209, 2210, 2211, 2212, 2213, 2214, 2215, 2216, 2217, 2218, 2219, 2220, 2221, 2222, 2223, 2224, 2225, 2226, 2227, 2228, 2229, 2230, 2231, 2232, 2233, 2234, 2235, 2236, 2237, 2238, 2239, 2240, 2241, 2242, 2243, 2244, 2245, 2246, 2247, 2248, 2249, 2250, 2251, 2252, 2253, 2254, 2255, 2256, 2257, 2258, 2259, 2260, 2261, 2262, 2263, 2264, 2265, 2266, 2267, 2268, 2269, 2270, 2271, 2272, 2273, 2274, 2275, 2276, 2277, 2278, 2279, 2280, 2281, 2282, 2283, 2284, 2285, 2286, 2287, 2288, 2289, 2290, 2291, 2292, 2293, 2294, 2295, 2296, 2297, 2298, 2299, 2300, 2301, 2302, 2303, 2304, 2305, 2306, 2307, 2308, 2309, 2310, 2311, 2312, 2313, 2314, 2315, 2316, 2317, 2318, 2319, 2320, 2321, 2322, 2323, 2324, 2325, 2326, 2327, 2328, 2329, 2330, 2331, 2332, 2333, 2334, 2335, 2336, 2337, 2338, 2339, 2340, 2341, 2342, 2343, 2344, 2345, 2346, 2347, 2348, 2349, 2350, 2351, 2352, 2353, 2354, 2355, 2356, 2357, 2358, 2359, 2360, 2361, 2362, 2363, 2364, 2365, 2366, 2367, 2368, 2369, 2370, 2371, 2372, 2373, 2374, 2375, 2376, 2377, 2378, 2379, 2380, 2381, 2382, 2383, 2384, 2385, 2386, 2387, 2388, 2389, 2390, 2391, 2392, 2393, 2394, 2395, 2396, 2397, 2398, 2399, 2400, 2401, 2402, 2403, 2404, 2405, 2406, 2407, 2408, 2409, 2410, 2411, 2412, 2413, 2414, 2415, 2416, 2417, 2418, 2419, 2420, 2421, 2422, 2423, 2424, 2425, 2426, 2427, 2428, 2429, 2430, 2431, 2432, 2433, 2434, 2435, 2436, 2437, 2438, 2439, 2440, 2441, 2442, 2443, 2444, 2445, 2446, 2447, 2448, 2449, 2450, 2451, 2452, 2453, 2454, 2455, 2456, 2457, 2458, 2459, 2460, 2461, 2462, 2463, 2464, 2465, 2466, 2467, 2468, 2469, 2470, 2471, 2472, 2473, 2474, 2475, 2476, 2477, 2478, 2479, 2480, 2481, 2482, 2483, 2484, 2485, 2486, 2487, 2488, 2489, 2490, 2491, 2492, 2493, 2494, 2495, 2496, 2497, 2498, 2499, 2500, 2501, 2502, 2503, 2504, 2505, 2506, 2507, 2508, 2509, 2510, 2511, 2512, 2513, 2514, 2515, 2516, 2517, 2518, 2519, 2520, 2521, 2522, 2523, 2524, 2525, 2526, 2527, 2528, 2529, 2530, 2531, 2532, 2533, 2534, 2535, 2536, 2537, 2538, 2539, 2540, 2541, 2542, 2543, 2544, 2545, 2546, 2547, 2548, 2549, 2550, 2551, 2552, 2553, 2554, 2555, 2556, 2557, 2558, 2559, 2560, 2561, 2562, 2563, 2564, 2565, 2566, 2567, 2568, 2569, 2570, 2571, 2572, 2573, 2574, 2575, 2576, 2577, 2578, 2579, 2580, 2581, 2582, 2583, 2584, 2585, 2586, 2587, 2588, 2589, 2590, 2591, 2592, 2593, 2594, 2595, 2596, 2597, 2598, 2599, 2600, 2601, 2602, 2603, 2604, 2605, 2606, 2607, 2608, 2609, 2610, 2611, 2612, 2613, 2614, 2615, 2616, 2617, 2618, 2619, 2620, 2621, 2622, 2623, 2624, 2625, 2626, 2627, 2628, 2629, 2630, 2631, 2632, 2633, 2634, 2635, 2636, 2637, 2638, 2639, 2640, 2641, 2642, 2643, 2644, 2645, 2646, 2647, 2648, 2649, 2650, 2651, 2652, 2653, 2654, 2655, 2656, 2657, 2658, 2659, 2660, 2661, 2662, 2663, 2664, 2665, 2666, 2667, 2668, 2669, 2670, 2671, 2672, 2673, 2674, 2675, 2676, 2677, 2678, 26

فصل دوم در بیان فضیلت علم و فضل علمای
دین و دنیا و بیان فضیلت علمای دین و دنیا

لا يحمي ذلك نحن كـ اهل النظر في الصور ومحكمها من مسوحها
المراد من الصور

یہ سب سے پہلے کی بات ہے۔ ہم نے یہ بھی دیکھا کہ ان لوگوں سے ہاتھ نہیں ملتا ہے
جو اس وقت تک کہ وہ اپنے آپ کو "میں" سمجھتے ہیں، وہ اس کے لیے تیار نہیں ہوتے۔

عبارت النص^٢ لا تحل محل النص^٣ دلالات النص^٣ ورد النص^٣ النص^٢ لا تحل محل النص^٣

[illegible]

تاریخ کے لیے یہ سب سے پہلے ارضیہ ضعیفہ قویٰ اور سب سے زیادہ
لا اچھل لا اچھل یعنی مہم جوئی میں اس قدر ہی سے لے کر ایک بار پھر

یہ کہانی یہ بتاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو کمال عطا کیا ہے۔

۱۰۔ ہمارے لئے یہ بات قابلِ غور ہے کہ

۱۰۰ عذاب ہیں قول عرب کیا بُرہانہاں عذاب ہے کہ عذابِ نخل یہاں۔

وَلَا تَكُن مِّنَ الْغَافِلِينَ

مقدمہ: یہ کتاب آپ کی اپنی اپنی جگہ سے لے کر آگے ہے۔ یہ مقدمہ ہے۔

پولیسٹامین (پلاسٹک) سے ایک طیارہ بنانے کی کوشش

فليس يحرره ربه الاجتهاد وهو الحكم كقول اهل العصر يعني بعد ما ظهر له
صحة ما عده لم يحرره ان يتركه واما شكل من الامة او الحديث يلزمه ان يقول اهل
عده صاحب مدعي حواشي هذا انني لست مسئلة لاجتهاد اهل اهل الشرع -
القول - انهم راجع - ١٥٠ - ١٥١ - ١٥٢ - ١٥٣ - ١٥٤ - ١٥٥ - ١٥٦ - ١٥٧ - ١٥٨ - ١٥٩ - ١٦٠ - ١٦١ - ١٦٢ - ١٦٣ - ١٦٤ - ١٦٥ - ١٦٦ - ١٦٧ - ١٦٨ - ١٦٩ - ١٧٠ - ١٧١ - ١٧٢ - ١٧٣ - ١٧٤ - ١٧٥ - ١٧٦ - ١٧٧ - ١٧٨ - ١٧٩ - ١٨٠ - ١٨١ - ١٨٢ - ١٨٣ - ١٨٤ - ١٨٥ - ١٨٦ - ١٨٧ - ١٨٨ - ١٨٩ - ١٩٠ - ١٩١ - ١٩٢ - ١٩٣ - ١٩٤ - ١٩٥ - ١٩٦ - ١٩٧ - ١٩٨ - ١٩٩ - ٢٠٠ - ٢٠١ - ٢٠٢ - ٢٠٣ - ٢٠٤ - ٢٠٥ - ٢٠٦ - ٢٠٧ - ٢٠٨ - ٢٠٩ - ٢١٠ - ٢١١ - ٢١٢ - ٢١٣ - ٢١٤ - ٢١٥ - ٢١٦ - ٢١٧ - ٢١٨ - ٢١٩ - ٢٢٠ - ٢٢١ - ٢٢٢ - ٢٢٣ - ٢٢٤ - ٢٢٥ - ٢٢٦ - ٢٢٧ - ٢٢٨ - ٢٢٩ - ٢٣٠ - ٢٣١ - ٢٣٢ - ٢٣٣ - ٢٣٤ - ٢٣٥ - ٢٣٦ - ٢٣٧ - ٢٣٨ - ٢٣٩ - ٢٤٠ - ٢٤١ - ٢٤٢ - ٢٤٣ - ٢٤٤ - ٢٤٥ - ٢٤٦ - ٢٤٧ - ٢٤٨ - ٢٤٩ - ٢٥٠ - ٢٥١ - ٢٥٢ - ٢٥٣ - ٢٥٤ - ٢٥٥ - ٢٥٦ - ٢٥٧ - ٢٥٨ - ٢٥٩ - ٢٦٠ - ٢٦١ - ٢٦٢ - ٢٦٣ - ٢٦٤ - ٢٦٥ - ٢٦٦ - ٢٦٧ - ٢٦٨ - ٢٦٩ - ٢٧٠ - ٢٧١ - ٢٧٢ - ٢٧٣ - ٢٧٤ - ٢٧٥ - ٢٧٦ - ٢٧٧ - ٢٧٨ - ٢٧٩ - ٢٨٠ - ٢٨١ - ٢٨٢ - ٢٨٣ - ٢٨٤ - ٢٨٥ - ٢٨٦ - ٢٨٧ - ٢٨٨ - ٢٨٩ - ٢٩٠ - ٢٩١ - ٢٩٢ - ٢٩٣ - ٢٩٤ - ٢٩٥ - ٢٩٦ - ٢٩٧ - ٢٩٨ - ٢٩٩ - ٣٠٠ - ٣٠١ - ٣٠٢ - ٣٠٣ - ٣٠٤ - ٣٠٥ - ٣٠٦ - ٣٠٧ - ٣٠٨ - ٣٠٩ - ٣١٠ - ٣١١ - ٣١٢ - ٣١٣ - ٣١٤ - ٣١٥ - ٣١٦ - ٣١٧ - ٣١٨ - ٣١٩ - ٣٢٠ - ٣٢١ - ٣٢٢ - ٣٢٣ - ٣٢٤ - ٣٢٥ - ٣٢٦ - ٣٢٧ - ٣٢٨ - ٣٢٩ - ٣٣٠ - ٣٣١ - ٣٣٢ - ٣٣٣ - ٣٣٤ - ٣٣٥ - ٣٣٦ - ٣٣٧ - ٣٣٨ - ٣٣٩ - ٣٤٠ - ٣٤١ - ٣٤٢ - ٣٤٣ - ٣٤٤ - ٣٤٥ - ٣٤٦ - ٣٤٧ - ٣٤٨ - ٣٤٩ - ٣٥٠ - ٣٥١ - ٣٥٢ - ٣٥٣ - ٣٥٤ - ٣٥٥ - ٣٥٦ - ٣٥٧ - ٣٥٨ - ٣٥٩ - ٣٦٠ - ٣٦١ - ٣٦٢ - ٣٦٣ - ٣٦٤ - ٣٦٥ - ٣٦٦ - ٣٦٧ - ٣٦٨ - ٣٦٩ - ٣٧٠ - ٣٧١ - ٣٧٢ - ٣٧٣ - ٣٧٤ - ٣٧٥ - ٣٧٦ - ٣٧٧ - ٣٧٨ - ٣٧٩ - ٣٨٠ - ٣٨١ - ٣٨٢ - ٣٨٣ - ٣٨٤ - ٣٨٥ - ٣٨٦ - ٣٨٧ - ٣٨٨ - ٣٨٩ - ٣٩٠ - ٣٩١ - ٣٩٢ - ٣٩٣ - ٣٩٤ - ٣٩٥ - ٣٩٦ - ٣٩٧ - ٣٩٨ - ٣٩٩ - ٤٠٠ - ٤٠١ - ٤٠٢ - ٤٠٣ - ٤٠٤ - ٤٠٥ - ٤٠٦ - ٤٠٧ - ٤٠٨ - ٤٠٩ - ٤١٠ - ٤١١ - ٤١٢ - ٤١٣ - ٤١٤ - ٤١٥ - ٤١٦ - ٤١٧ - ٤١٨ - ٤١٩ - ٤٢٠ - ٤٢١ - ٤٢٢ - ٤٢٣ - ٤٢٤ - ٤٢٥ - ٤٢٦ - ٤٢٧ - ٤٢٨ - ٤٢٩ - ٤٣٠ - ٤٣١ - ٤٣٢ - ٤٣٣ - ٤٣٤ - ٤٣٥ - ٤٣٦ - ٤٣٧ - ٤٣٨ - ٤٣٩ - ٤٤٠ - ٤٤١ - ٤٤٢ - ٤٤٣ - ٤٤٤ - ٤٤٥ - ٤٤٦ - ٤٤٧ - ٤٤٨ - ٤٤٩ - ٤٥٠ - ٤٥١ - ٤٥٢ - ٤٥٣ - ٤٥٤ - ٤٥٥ - ٤٥٦ - ٤٥٧ - ٤٥٨ - ٤٥٩ - ٤٦٠ - ٤٦١ - ٤٦٢ - ٤٦٣ - ٤٦٤ - ٤٦٥ - ٤٦٦ - ٤٦٧ - ٤٦٨ - ٤٦٩ - ٤٧٠ - ٤٧١ - ٤٧٢ - ٤٧٣ - ٤٧٤ - ٤٧٥ - ٤٧٦ - ٤٧٧ - ٤٧٨ - ٤٧٩ - ٤٨٠ - ٤٨١ - ٤٨٢ - ٤٨٣ - ٤٨٤ - ٤٨٥ - ٤٨٦ - ٤٨٧ - ٤٨٨ - ٤٨٩ - ٤٩٠ - ٤٩١ - ٤٩٢ - ٤٩٣ - ٤٩٤ - ٤٩٥ - ٤٩٦ - ٤٩٧ - ٤٩٨ - ٤٩٩ - ٥٠٠ - ٥٠١ - ٥٠٢ - ٥٠٣ - ٥٠٤ - ٥٠٥ - ٥٠٦ - ٥٠٧ - ٥٠٨ - ٥٠٩ - ٥١٠ - ٥١١ - ٥١٢ - ٥١٣ - ٥١٤ - ٥١٥ - ٥١٦ - ٥١٧ - ٥١٨ - ٥١٩ - ٥٢٠ - ٥٢١ - ٥٢٢ - ٥٢٣ - ٥٢٤ - ٥٢٥ - ٥٢٦ - ٥٢٧ - ٥٢٨ - ٥٢٩ - ٥٣٠ - ٥٣١ - ٥٣٢ - ٥٣٣ - ٥٣٤ - ٥٣٥ - ٥٣٦ - ٥٣٧ - ٥٣٨ - ٥٣٩ - ٥٤٠ - ٥٤١ - ٥٤٢ - ٥٤٣ - ٥٤٤ - ٥٤٥ - ٥٤٦ - ٥٤٧ - ٥٤٨ - ٥٤٩ - ٥٥٠ - ٥٥١ - ٥٥٢ - ٥٥٣ - ٥٥٤ - ٥٥٥ - ٥٥٦ - ٥٥٧ - ٥٥٨ - ٥٥٩ - ٥٦٠ - ٥٦١ - ٥٦٢ - ٥٦٣ - ٥٦٤ - ٥٦٥ - ٥٦٦ - ٥٦٧ - ٥٦٨ - ٥٦٩ - ٥٧٠ - ٥٧١ - ٥٧٢ - ٥٧٣ - ٥٧٤ - ٥٧٥ - ٥٧٦ - ٥٧٧ - ٥٧٨ - ٥٧٩ - ٥٨٠ - ٥٨١ - ٥٨٢ - ٥٨٣ - ٥٨٤ - ٥٨٥ - ٥٨٦ - ٥٨٧ - ٥٨٨ - ٥٨٩ - ٥٩٠ - ٥٩١ - ٥٩٢ - ٥٩٣ - ٥٩٤ - ٥٩٥ - ٥٩٦ - ٥٩٧ - ٥٩٨ - ٥٩٩ - ٦٠٠ - ٦٠١ - ٦٠٢ - ٦٠٣ - ٦٠٤ - ٦٠٥ - ٦٠٦ - ٦٠٧ - ٦٠٨ - ٦٠٩ - ٦١٠ - ٦١١ - ٦١٢ - ٦١٣ - ٦١٤ - ٦١٥ - ٦١٦ - ٦١٧ - ٦١٨ - ٦١٩ - ٦٢٠ - ٦٢١ - ٦٢٢ - ٦٢٣ - ٦٢٤ - ٦٢٥ - ٦٢٦ - ٦٢٧ - ٦٢٨ - ٦٢٩ - ٦٣٠ - ٦٣١ - ٦٣٢ - ٦٣٣ - ٦٣٤ - ٦٣٥ - ٦٣٦ - ٦٣٧ - ٦٣٨ - ٦٣٩ - ٦٤٠ - ٦٤١ - ٦٤٢ - ٦٤٣ - ٦٤٤ - ٦٤٥ - ٦٤٦ - ٦٤٧ - ٦٤٨ - ٦٤٩ -

یہ حکم زمانے والوں کے لئے ہے کہ جس شخص کو وجہ اجتہاد حاصل نہ ہو وہ اپنے مذہب کے مطابق فتویٰ دے، اور اگر اپنے مسلک و مذہب کا کسی مسئلہ میں ضعف ظاہر ہو جائے تب بھی اسے اپنا مذہب چھوڑنا جائز نہیں، نیز اگر کسی آیت یا حدیث کے سمجھنے میں مشکلات پیش آئیں تو اس کے لئے یہ کہنا لازم ہے کہ میں جس امام کا اقتدار ہوں (اور اسے خوب جانتے اور سمجھتے ہیں) بلکہ میرے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ اسے میرے امام نے اپنے مذہب کے اصول میں اختیار کیا ہے (اور میرے امام کے پاس اس کا جواب موجود ہے۔ کیونکہ میں اصول و شریعت میں اجتہاد کے قابل نہیں ہوں۔

میں (مفتی شائستہ کل) نے قرآن کریم و احادیث اور تصدیقات علماء کرام سے ثابت کیا کہ صحیحہ فقہی صرف باعزای نہیں بلکہ ضروری ہے، خصوصاً اس نے فقہ دور میں تو واجب ہے۔ سوچ شخص تعلیم کا مکر ہے وہ قرآن و حدیث کا منکر اور کفر ہے۔

پانچویں بحث اہل سنت و جماعت کی اتباع کے کاثبات

یہ بحث ائمہ اربعہ کے خلاف ہے۔

و اما الفرقہ الناجیۃ بھی اہل سنت و الجماعہ کے ہیں۔

اور یہ سب سنی ائمہ کے ہیں۔

(۲) اوتسمى هذه الفرقۃ الناجیۃ الخ۔

یہ بحث ائمہ اربعہ کے خلاف ہے۔

اور یہ سنی ائمہ کے ہیں۔

فخرجت لتفہیم یہاں تک کہ اہل سنت و جماعت کے ہیں۔

یعنی اہل سنت و جماعت کے ہیں۔

ما یقول علیہ صاحب سون کہ اہل سنت و جماعت کے ہیں۔

المجہدین صاحب سون کہ اہل سنت و جماعت کے ہیں۔

مطہریں صاحب سون کہ اہل سنت و جماعت کے ہیں۔

لی صاحب سون کہ اہل سنت و جماعت کے ہیں۔

یہ سب سنی ائمہ کے ہیں۔

یہ سب سنی ائمہ کے ہیں۔

یہ سب سنی ائمہ کے ہیں۔

اور یہ سنی ائمہ کے ہیں۔

یہ سب سنی ائمہ کے ہیں۔

یہ سب سنی ائمہ کے ہیں۔

یہ سب سنی ائمہ کے ہیں۔

یہ سب سنی ائمہ کے ہیں۔

یہ سب سنی ائمہ کے ہیں۔

یہ سب سنی ائمہ کے ہیں۔

یہ سب سنی ائمہ کے ہیں۔

حضرت علیؑ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے گھر سے باہر نکلتا ہے
 وہ اپنے لیے ایک کھنڈی لے کر جائے کہ اگر وہ اس سے بچے تو اس کا گھر
 بچے گا اور اگر نہ بچے گا تو اس کا گھر بچے گا۔
 (ابن ماجہ و مسند)

۱۰۔ اہل بیت علیہم السلام کے لیے دعا ہے کہ وہ اپنے گھر سے بچیں۔
 (ابن ماجہ و مسند)

۱۱۔ اہل بیت علیہم السلام کے لیے دعا ہے کہ وہ اپنے گھر سے بچیں۔
 (ابن ماجہ و مسند)

۱۲۔ اہل بیت علیہم السلام کے لیے دعا ہے کہ وہ اپنے گھر سے بچیں۔
 (ابن ماجہ و مسند)

پہلے اس کی اجازت ہے۔ گامدیر جو شخص انکی مخالفت کرے، سوہتہ توئی جمل جلال اس
 پر سخت ناراض ہوگا۔ اس پر اپنا قہر غضب نازل فرماتا ہے اور (مخالفت کرنے والے کیلئے)
 سزا دیتی ہے اور فرقہ بندی بلاشبہ تمام کے تمام مذاہب اور (چاروں مذاہب) پر منتج
 ہو چکے ہیں اور چار مذاہب یہ ہیں

(۱) مالکی (۲) حنفی (۳) شافعی (۴) حنبلی۔

چار مذاہب کی کہتے ہیں، اور مذاہب اربعہ سے خارج ہونے والی (دہائی) اور چھٹی ہے

ما یخمس من الفح المسیر رقم طراز ہیں

واللہ لک نوری۔ الفروقة اللاحقة المسماة ماعمل السنة والجماعة فی المذاهب
 الاربعة قد اجمعت لان الشريعة من غیر هذه المذاهب لی اللہ نیا ما وجدت واطاعة
 احکام الشريعة للامام قد فرغت فان لم یحکمب هذه المذاهب الاربعة للشريعة
 معترفة بالشريعة فی المذاهب اعدت۔ الفح المسیر فی کشف مکاتیب غیر المتقدیر ۵۰۵

علامہ کہتے ہیں، کہ اگرچہ تمام مسلمان انکی مذاہب (اربہ) کو اختیار کئے ہوئے ہیں
 لیکن ان میں امتداد و امتداد میں نہایت بڑی جماعت ہے (شریعت مطہرہ ان مذاہب اربہ کے
 تمام ہوتی ہی نہیں جاتی۔) مسلمان یا حنفی ہیں یا مالکی یا شافعی یا حنبلی (چونکہ شریعت اسلامیہ کی
 جماعت مسلمانوں میں ہے) جماعت کے سے ضروری تھا کہ ایسے مجتہدین کو تلاش کیا جائے
 جنہوں نے اجتہاد سے توجہ لی، انہیں متعین کی ہوں جن مجتہدین نے اجتہاد کر کے شریعت
 لی، انہیں متعین کیے ہیں۔ یہ مجتہدین چار ہیں، امام ابوحنیفہ امام مالک امام شافعی امام احمد
 بن حنبل (وصول اللہ علیہم اجمعین)۔ مذاہب اربہ (حنفی شافعی مالکی حنبلی) کو ائمہ شریعت
 کہتے ہیں۔ ان کے خیالات و آیات و ثبوت مطہرہ معروہ ہو جاتے ہیں۔

میں ملحق نہ ہو سکتا تھا۔ ان کی آیتوں اور احادیث نے مالکی جماعت معطلی
 کے لئے سبب سے یہ بات ثابت ہو گئی۔ مذاہب اربہ حق ہیں، یہ تصور کہ مذاہب اربہ
 حق کے علاوہ ہر فرقہ کی حدود و احوال امت سے باہر ہے یہ تصور باطل ہے، لہذا یہ کہ
 اسے شریعت معروہ کہتے ہیں، بالکل صحیح نہیں ہے، بلکہ شریعت معروہ ہو جائے

حکم معروہ۔ ان کے خیالات و آیات و ثبوت مطہرہ معروہ ہو جاتے ہیں۔

● پچھلی بحث وہابیوں کے اقوال کا کوئی اعتبار نہیں ہے

مرد شیخ ص ۴۴ چمکتے ہیں۔

اس سببہ من المحسوس من قال بانه تعالى حسبه فهو في غاية الجهالة و السفاهة
فبعد بلوں اعتنا کہ کیف بکون قولہ مقلوباً بکلام شخص۔ مرد شیخ ص ۴۴

انہی تیسرا بھی وہابی ان فرقہ خاں میں سے ہے جو فرقہ اللہ جل جلالہ سے لے کر ہم
تاکل ہے جو یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ ہر کی جہات امرائی ہے (ایسا عقیدہ غریب ہے) لہذا ایسے
اس سے قبول اس اعتبار نہیں کہ اس میں فیض کامل امت نہ ہوگا تو اس میں
پچھلی اس طرح مذہب قرآن و روح امتداس ہوگا۔

● دوسری بات وہابیوں کے اقوال مستحکم نہیں ہے

جامعہ اشرف بنی شرف بن الامام رحمت اللہ علیہ کہتے ہیں کہ

الاولا تعداد صفوف الطوائف من الفقه من الحنابلة والعل البدع لانه يجوز كون
الامام من غير فريسي مرد مسعود ص ۱۸۱

یہ عقیدہ معتزلی جو رہن ہمارے میں بدعت سے یہ کہا ہے کہ میری قریشی کو بھی خلیفہ بنانا
ہے (کلام) کا یہ آپ باطل ہے کہ مسلمان مسلمان کے خلاف ہے
بیکر حضور نے فرمایا ہے

عن حماد بن عمار عن ابي عبد الله بن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يكون من بعدى
اثنا عشر مبعوثا يكلمه بشيئ ثم الطيعة لسلطان الذي يليه فقال قال كليم من فريسي
عبد احمد حسن۔ جانتی کہ۔

حضرت جابر بن عبد الرحمن عن ابي عبد الله بن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يكون من بعدى
اثنان وعشرون مبعوثا يكلمه بشيئ ثم الطيعة لسلطان الذي يليه فقال قال كليم من فريسي
عبد احمد حسن۔ جانتی کہ۔

اس میں ایک اور بھی بہت ساری حواشی موجود ہیں میں صرف ان ہی پر تنہا کانوں
کا قریشی سے مشہور حواشی و حواشی قطعی جو تمام صحابہ سے (انصاف ہے)

۴۔ پھٹی دہلیز و ہابیوں کے اقوال معتبر نہیں

ہیں۔ وہ یہ ہے کہ وہ ہابیوں کی باتیں بڑے نہ مانتیں۔ کیونکہ یہ گمراہوں کا قول ہے۔
 ۱۔ اوس میں کہیں میں العربیہ المدنی (ابو حامیہ) و حسب القاء القوالہ طہریہ۔ لانہ العصبانہ
 عدم متانہ الاوامر و احتسابہ الطوابعی صلوٰہ و یصلوا۔ مراد۔ یہ وہ ہے۔

یہ اب اہل عقل نہیں۔ (۴) اور وہ باتیں جو اعمال (کام) کرتے ہیں جن سے
 شریعت طہریہ نے منع فرمایا ہے۔

(۳) یہ لوگ نہ جانیں کہ رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کرتے ہیں۔

۲۔ یہ لوگ (ہابی) مراد ہیں اور دوسروں کو گمراہ کرنے والے ہیں
 قاضی میاں سے یہاں شروع اتفاق سبب اشتباہ نہیں لکھا ہے کہ ظاہر یہ گمراہوں کا قول ہے
 یہ واقعہ ظاہری گمراہ سے عقیدہ مذہب پر ہیں

۵۔ ساتویں دہلیز و ہابیوں کے اقوال معتبر نہیں

۱۔ و انما بعض الطہریۃ و عدم قوم علی مذہب تافذ الطہری الذی یروی الاعداد بظاہر
 الحقیقت و انما بعض من غیر تافذ (و هو محمد علی بن احمد الفارسی) المعروف بابن
 حرم الطہری (ابو الساجد) ہی تکبیر المستحلف بہ ﷻ یوہو قول مرثود علیہ المعروف
 مافلسا ہن تکبیرہ و لہ اشارۃ فی عدم الاعتماد بالقرال الطہریۃ النافس و لہ خلاف
 من یحور الفصل بقرینہ او لا و الصحیح عدم الحوازی۔ مراد یہ ہے۔

۲۔ انہوں کا کہنا ہے کہ جو شخص سید محمد رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کرے تو کافر
 ہوگا۔ لیکن سید محمد ﷺ کا یہ کہنا ہے کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کا
 مذہب چاہے، وہ بالحق ہمارے خلاف ہے۔ کسی کی یہ عقیدہ کہ جو سے ایسے اقوال کا کوئی اعتبار نہیں
 ہاں عزت قاضی میاں نے لکھ دیا ہے۔

۳۔ انہوں نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ ہم نے بطور اہل حق کے فرقہ ظاہریہ و دہلیز پور کے مذہب پر ہیں
 یہ دعویٰ ہے کہ ہابیوں نے جو باتیں دعویٰ کی ہیں کہ ظاہر پر عمل کرنا ہابیوں کا عقیدہ
 ہے۔ لیکن یہ دعویٰ ہے کہ ظاہر پر عمل کرنا ہابیوں کا عقیدہ ہے۔ لیکن یہ دعویٰ ہے کہ ظاہر پر عمل کرنا ہابیوں کا عقیدہ ہے۔

میں سے بھی زیادہ گستاخوں جو ان جیسے کے اللہ میں جلال اور
 کرم و عظمت و بزرگوں میں نہ ہیں اور ان کا پاس ہوا ہے ہمارے میں شدید الفاظ استعمال
 کرتے ہیں۔

لہذا حفظہ من ضرور الوعائیں العالیٰ المصلیٰ الدعائی ومن عقائدہم
 بعدہ فومن عدالہم المبیحة المعبر المقبولة بل المردودة من رحمہ

۱۰۰ تفسیر ہے کہ معنی ہوتا ہے اللہ علیہ نے ان تیس (ایلی علیہ) کے بارے میں کہ
 ان آیت مبارکہ (و لا تھووا العز بعقل فی سبیل اللہ امواتہ) کے تحت لکھا ہے
 کہ ان تیس (ایلی علیہ) کے لیے عظیم گناہ (کے) ہیں۔ اور ان تیس (ایلی علیہ) کو
 (است) سمجھیں کہ بتایا جائے تو وہ (ایلی علیہ) کی پاب نہیں ہوگا۔ لیکن ان تیس (ایلی علیہ)
 علیہ (ایلی علیہ) اللہ جل جلالہ و جلالہ کے سے باتو یاں ثابت کرنے کی بنیاد کہ جسارت
 کی بنا پر خود بخود نہیں ہے۔ ۱۰۱

۱۰۲ لفظ اس کی ہے ان تیس (ایلی علیہ) کے بارے میں لکھا ہے کہ ان تیس علیہ علیہ علیہ
 فاسم انکی حق سے زیادہ ہوا ہے۔ فاسم سے ان تیس (ایلی علیہ) کو اسلام کا شیخ کہا تو وہ فاسم
 کافی ہے۔ فاسم علی اس۔ ۱۰۳

۱۰۴ ان تیس (ایلی علیہ) کے نام مقام مشہور مندرجہ اول ہیں
 ۱۰۵ اوکل صلواتہ کت عند حفظہ علیہم لازم ہوتا ہے کہ وہ کریم و کریم و کریم ہوتے انکی قضاء نہیں
 ۱۰۶ اور واللہ ان یصلی اللہ فی اللیل۔ اسے اساتذہ (جسے احکام ہوا ہو
 انکی وجہ سے ملاقات آئی یا ہو انکی حالت میں) فاسم سے بغیر انکی تو انکی پڑھنا
 ہا میں احیاء اللہ۔

۱۰۷ لفظ انکی الحاضر لاصح۔ اور انکی فاسم انکی کو حالت میں طلاق سے
 ہا و طلاق۔ تم انکی علی لا حق۔ ولا لوفہ الا باللہ العلی العظیم

۱۰۸ ان کی بے ادبی علی مقدس العرش لا صغر لا کبر۔ ان کی تو انکی ہوتا ہے۔ نہ

۱۰ بارویں دلیل وہابیوں کے اقوال مستحکم ہیں

۱۱۔ سید محمد رفیع تھانوی نے ۱۲۷۲ھ میں شرع عقائد میں لکھتے ہیں

والسواء حرم حرم علیہما علیہما الا جماع علیہما علیہما بہم اجماع
وہو فیہ اجماع کاغورق ہیں۔ چونکہ ان کے خدشے ہونے پر تمام علماء کا اجماع یہ ہے
۱۲۔ کے اقوال مستحکم ہیں۔

۱۳۔ میں مفتی شمس الدین نے کئی دلائل سے ثابت کیا کہ وہابیہ غلط ہیں اور ان کے
اقوال و اقوال عقائد مستحکم نہیں تو مسلمانوں کیلئے کس طرح مستحکم ہو گئے۔

و ما علیہ الا البلاغ

۱۴۔ ساتویں بحث وہابیوں کی کتابوں کا حکم ہے

۱۵۔ ان کی کتابوں کا جو مفاد و مطالبہ کرامت سے ان سے بڑھا فرض ہے۔

۱۶۔ ان کی کتابوں کا جو مفاد و مطالبہ کرامت سے ان سے بڑھا فرض ہے۔

۱۷۔ ان کی کتابوں کا جو مفاد و مطالبہ کرامت سے ان سے بڑھا فرض ہے۔

۱۸۔ ان کی کتابوں کا جو مفاد و مطالبہ کرامت سے ان سے بڑھا فرض ہے۔

۱۹۔ ان کی کتابوں کا جو مفاد و مطالبہ کرامت سے ان سے بڑھا فرض ہے۔

۲۰۔ ان کی کتابوں کا جو مفاد و مطالبہ کرامت سے ان سے بڑھا فرض ہے۔

۲۱۔ ان کی کتابوں کا جو مفاد و مطالبہ کرامت سے ان سے بڑھا فرض ہے۔

۲۲۔ ان کی کتابوں کا جو مفاد و مطالبہ کرامت سے ان سے بڑھا فرض ہے۔

باسم التوحید معلوفہ من الشریک والشرک، کما تقر عادی الزہادیۃ ہو کہ للمبتدعہ من المعثر لثو الحشویۃ او بحرہم کالزہادیۃ من تصانیف مرسوۃ باسم السیۃ او بحر ذلک و کتلہا حرمة الامساک لایحل النظر فیہا لئلا یحدث مہا الشکوک و یوہن الاعتقادات ولئلا یسب مسکھا الی البعدۃ فاللحکمۃ فی ہذہ الکتب کتلہا اذہاب اعتقاداتی وحدثت بالحرق بالدار او الغسل بالماء حتی یمحو اثر الکتابۃ لعلہا ظلم من المصلحۃ فی الدین یحوو العقائد المصلۃ الی آخرہ وجرم القاصی عیاض بانہا غسلوہا ثم حرقوہا مالمعۃ فی ذہاب اثرہا الخ عند کثرۃ الامر او الاشرار من ...



طلب پر لازم ہے کہ کتاب کے مصنفین کے عقائد کی کیا قسمی ہذا دیکھیں ہے۔ کتاب کا مصنف کون ہے، مالِ سنت والجماعت سے ہے، یعنی سنی ہے یا وہابی؟ کتاب کا مصنف سنی ہے یا بحر (تو اس کتاب پر چھیں اور اس کے مسائل پر تحقیق کیا کرتے ہیں اور مصنف وہابی ہے تو اس کتاب کے پڑھنے اور اس کے مسائل سے سمجھنا کہ وہ چھیں نہ سنی پر اعتقاد کریں) کیونکہ بہت سارے فلاسفہ ایسے ہیں جنہوں نے اپنی کتابوں کا نام کتاب التوحید رکھا (جیسے ابن عبد الوہاب نجدی نے اپنی کتاب کا نام کتاب التوحید رکھا ہے) لیکن وہ شرک اور منافقت سے پڑے (جیسے عام وہابی کی عادت ہے) کی طرف بہت سارے عقائد اور فرقہ حشوید (اور ان کے مثل وہابی) کی بہت ساری تصانیف موجود ہیں۔ چنگے نام انہوں نے کتاب اللہ رکھا مگر حقیقت میں سنت رسول ﷺ کے خلاف ہیں لہذا ایسی کتابوں کا اپنے پاس رکھنا اور انہیں دیکھنا حرام ہے (العوام رکھنے دیکھنے پڑھنے سے بچے) تاکہ اگر کسی کو یہ سب سے حق ہے الی شیں (اللہ جل جلالہ کی وحدانیت اور رسول اللہ ﷺ کی رسالت و معجزات و آیات و آیہ کے بارے میں شکوک و شبہات پیدا نہ ہوں) کی باتیں یہ عقیدہ برہان نہ ہو اور کہیں (ان وہابیوں کی کتابیں تمہیں کبودات کی طرف نہ لے جائیں) (جیسے ابن تیمیہ نے نئی دعوت ایجاد کی اللہ تعالیٰ کے لئے ہمہ ثابت کیا) (اصحیاء بائد) دوسری بدعت یہ ایجاد کی کہ بغیر طہارت کے صلیب جب میں رات کو نوافل پڑھتا ہوں یا

۳۔ اللہ تعالیٰ عرض سے نہ بڑا ہے نہ چھوٹا۔

۴۔ رسول اللہ ﷺ اور اولیاء اللہ کا سید ملک ۔

مسکتہ المکر مفہوم۔ سیدۃ المورہ میں سنی مسلمانوں کو شیعہ کیا اور انکی نجد میں سے مکہ
شریف میں حبۃ المصطفیٰ قبرستان میں سیدہ خدیجہ الطبریہ و عیسی اللہ علیہا اور سیدہ اسماء
رضی اللہ عنہا و دیگر اہل کرام و حضرات اللہ علیہم اجمعین کے مزارات
مقدسہ پر ہزار چلائے۔ اور مزارات مقدسہ کی بھرتی کی نیز اولاد رسول ﷺ سیدنا طیب
احمد رضی اللہ عنہما سیدنا عثمان۔ سیدنا امام مالک۔ حضرت سیدتنا علیہ سعیدہ و دیگر لاکھوں
صحابہ کھنوار و حضرات اللہ علیہم اجمعین کے مزارات مقدسہ کی بھرتی اس انداز سے
کی کہ ایک گھر کو سلطان اس حالت کو دیکھ کر ڈارو تھا کہ یہ تمام وہابی ٹولہ اس فعلی
فشیعہ (۱) کا۔ ای نام نہیں بلکہ بہت خوش ہیں کہ یہودیوں کی الجہاد پر ہم نے جو کام
کیا۔ بہت اچھا کیا (عزیز پاشا) آج بھی وہابی ان نجد میں گئے اقوال و کردار کے ٹکسے گاتے
تھے انہی عبدالوہاب بھوں جو بدلتی ہے جیسے آپ نے اوردان گذشتہ میں پڑھا کہ یہ بھی
ای حقیقہ ٹیٹ رہتا تھا جو ان جیسے کے عقائد ٹیٹ تھے نیز وہابیوں کے عقائد ٹیٹ میں سے
بھی ہیں۔

(۱) اگر اندھتوں کو روکے ہوئے ہے (نہیں دیکھتا)

وحرّم موسى عليه السلام عليهم مكالمتهم ومواصبتهم ويقال من قوم يصدّون
 تلك الحالة الى الآن وهذه الآية اصل في معنى فعل البدع والتمسك به
 وعدم مخالفتهم

روى ابن جرير

طار بن مالك القرظي سبني - آيت قال فادع من لك في امره -
 فرأى به ان سبها مني طاب اسلامه - سامري سے ہا قہار قات و میاں سے قات ہوا
 میں تیرے لئے یہ طاب ہے کہ جو شخص تمہیں دیکھے گا - قوا تے گا - یہ ہے -
 (سیدہ اہلال قرظی سبھی لکھتے ہیں اسکے بعد سامری نے یہ حالت تھی کہ سامری حرمین میں
 مار مارا بکرتا تھا وہ بھی سامری کی کوکس ہوا پھر سامری - بخارہ ہوا - سامری کی کوکس
 کو بخارہ ہو جایا کرتا -

(طار صوفی فرماتے ہیں) کہ اس معنی یہ ہا کہ اسے سامری قوا تے تھا - وہ دیکھا تھا کہ سامری
 یہ بات کہ قوا تے میں تیرے لئے یہ طاب ہے - تو مجھے بھی دینے کا - سے ہے گا -
 قریب نہ آتا وہ تک زخم دیکھا تیری حالت اس کی ہے - سامری بنگلہ دہا ہوا
 میں چلنا چلاتا ہوا بکرتا تھا وہ پکار پکار کر کہتا تھا وہ - قریب نہ آتا - سیدہ منی علیہ
 السلام نے بنی اسرائیل کو منع کیا تھا کہ سامری سے - ملنا - اس سے معاملہ
 نہ اس سے خرید و فروخت کرنا -

روایات میں آتا ہے کہ سامری کی قوم آج تک اسی حالت میں رہا ہے -

(طار اہمال کی اصناف لکھتے ہیں) اس آیت اور اس (اللہ) سے معلوم ہوتا ہے کہ اس
 (جماعت) اہل بدع (دہاویوں) کو اپنی مثال سے کمال پامان کریں - اور ان سے تعلق نہ لگی
 نہ انہیں اپنے قریب آنے دینا -

عصر قرآن حضرت طار ابو اسود محمد بن محمد بن علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس سے مباحثہ
 فقیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں -

(۲) وحرّم عليهم مكالمة ومواصبة ومخالطة ومباينة وغيرهما بعدا حرمانا
 بينهم من المعاملات ومصارف الناس أو حسن من العدل الاصحى في الحرم من فوج
 المنافر في البر ويقال ان قومه ماق فيهم تلك الحالة الى اليوم

(۳) ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھیجا ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے۔
 میں نے آیات معجزات و قرآن الہی و ماہد کمر الاولوالاآلایات قائل قال رسول اللہ ﷺ
 لہذا ولست وان عندکم والہم اللہین یعنی ماشاء اللہ یہ ہوا تو آپ کو اللہ تعالیٰ سے
 اللہ فاعلموہم۔ جس پر حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ۔ فاعلموہم۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ آیت سنی ہے۔
 هو اللہی انزل سے نکلوا لوالاآلایات تک پہنچی پھر فرمایا جب تم دیکھو ان لوگوں کو یہ آیات
 تشابہات کی جی وی کر کے میں قرآن سے پکاراؤ تو انہی کو ان لوگ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے
 (اہل زلفی) کے نام سے پکارا ہے۔

(۴) جس نبی پر پروردگار تعالیٰ نے وحی فرمائی ہے اس کے رسول اللہ ﷺ کے ہونے میں
 الرمان و حالون کذاون پائونکم من الاحادیث بمعنی نسعوا لہم ولا اناکم
 علیاکم والہم لا یصلوہکم ولا یغنیوہم۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے
 (ایسے) قریب اپنے واسطے دیکھے تو انہی کو کہے۔ جو تم سے بہتے ہیں احادیث قرآنی
 کر کے جھگڑنے تم نے کبھی سنا ہے اور تمہارے (مجتہد) آپ ان لوگوں سے بچ
 (انہیں اپنے قریب نہ آنے دیجئے تاکہ وہ نہ تمہیں گمراہ کر سکیں اور نہ تمہیں (حقید) سے
 فتنے میں ڈالیں۔

وہ لوگ احادیث سے ثابت ہو کہ ان پر قیام اور ان سے بچنا کہ جس سے لوگ ہیں جو
 آیات تشابہات کی جی وی کر کے واسطے ہیں وہ ان لوگوں کے اسلام شرعی پر قیام
 کہیں۔ صلوات گذشتہ میں اکی بار بدعات کا ذکر کیا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ شریف ابن عساکر نے فرمایا ہے کہ اسے فقہاء ہیں۔
 (۶) قولہ بمعنی نسعوا لہم ولا اناکم اہی بمعنیون ما لاحادیث الکتاب
 و بسندھوں احکامنا ماحلہ و اعتقادنا فاسدہ۔ اور مرقات

کہ (بمعنی نسعوا) سے مراد یہ ہے کہ وہ لوگ جہوں اور بے سردیاء ہیں یہاں
 اور نے کے احکام باطل اور عقائد فاسدہ کی تبلیغ کریں گے۔
 چونکہ وہابی بدعتی ہیں اور عقائد فاسدہ احکام باطل کی تبلیغ کرنے میں حائل سے

دوسری بحث۔ وہابیوں کا جنازہ پڑھنا ممنوع ہے ؟



۱) اللہ تعالیٰ بشار فرماتا ہے۔ وَلَا تَصِلْ عَلَىٰ عِدَّةٍ مِنْهُنَّ يَوْمَ الْآزِمِ وَلَا تَقْلُبْ عَلَىٰ مَقْرِبَةٍ مِنْهُنَّ وَأَنْتُمْ عَاذُونَ بِمَلِكِكُمْ ۖ وَأَلَلَّ اللَّهُ وَرَسُولُهُ ۚ وَأَنْتُمْ أَعْيُنُكُمْ وَأَنْتُمْ كَالْعِصْفَانِ ۚ (سورہ ابراہیم: ۲۵)۔
 ۲) مگر یہ کہ اگر ان کی قبروں میں سے کوئی مروجے کو اس کی قبر پر نہ پڑھیں ان کی قبر پر نہ پڑھیں انہوں نے اللہ و رسول پر ساتھ ضرر یا دھرم کے دو کمال (مال) میں سے دو کا حق نہیں لیا۔ (مسند احمد: ۲/۲۸۷)۔
 ۳) یہاں مٹے اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں
 ۴) وَلَا تَصِلْ عَلَيْهِمْ إِذَا عَاذُوا غِيَابَ الْعَالَمِينَ۔ (حدیث: ۲۵۵۰)

۵) شرط صحت لحاظاً سے اسلام المیت

امیت پر اللہ جل جلالہ کی رحمت ہے میت کا مسلمان ہو، ضروری ہے یا بھی میت پر اللہ جل جلالہ کی رحمت ہے۔
 ۶) اللہ جل جلالہ کی رحمت ہے میت کا مسلمان ہو، ضروری ہے یا بھی میت پر اللہ جل جلالہ کی رحمت ہے۔

۷) اللہ جل جلالہ کی رحمت ہے میت کا مسلمان ہو، ضروری ہے یا بھی میت پر اللہ جل جلالہ کی رحمت ہے۔

لَا يَهْدِي اللَّهُ قَوْمًا لِلْكَاثِرِ مَرَّةً ۚ

یہ اللہ جل جلالہ کی رحمت ہے میت کا مسلمان ہو، ضروری ہے یا بھی میت پر اللہ جل جلالہ کی رحمت ہے۔
 ۸) اللہ جل جلالہ کی رحمت ہے میت کا مسلمان ہو، ضروری ہے یا بھی میت پر اللہ جل جلالہ کی رحمت ہے۔
 (اللہ جل جلالہ کی رحمت ہے میت کا مسلمان ہو، ضروری ہے یا بھی میت پر اللہ جل جلالہ کی رحمت ہے۔)



چونکہ وہابیہ کا غرضی وجود لی بنا پر ثبات ہے

اللہ جل جلالہ کی رحمت ہے میت کا مسلمان ہو، ضروری ہے یا بھی میت پر اللہ جل جلالہ کی رحمت ہے۔

﴿ گیارہویں بحث وہابیوں کی امامت جائز نہیں ﴾

او کثرہ امامت المبتدع.

بدعتی (وہابی) کی امامت مکروہ ہے

المبتدع منہجی وطریقہ وعتادہ

قالمراد مبتدع لا یعتقد شیعنا یوحسب الکفر

وہابیوں کی امامت مکروہ ہے کیونکہ وہ اپنی بدعتی اور کفریہ راہ پر چلتے ہیں۔

مبتدع سے مراد وہ شخص ہے جس نے نیا طریقہ یا نیا مذہب بنایا ہے۔

اسے امامت ائمہ سے واجب نہیں ہے، مستثنیٰ طریقہ وہابیوں کا ہے جو حق تعالیٰ کے

پیغمبروں کے پیچھے لگا کر اپنا مذہب بنایا ہے اور ائمہ سے الگ ہے۔

اسی طرح صورت صحیحہ کی کفریات ہیں نہ انکی صورت میں ہی کفر ہے۔

نہیں اور چلتی ہے نہ ہی طریقہ وہابیوں سے الگ ہے اور وہ بھی مکروہ ہے۔

اس لیے وہابیوں کی امامت بھی جائز نہیں ہے۔

ہاں علیٰ علیٰ ہواہ صحبت حکمہ علیٰ کفرہ لا یجوز امامتہ

اور بدعتی بدعات میں انکا آگے بڑھنا کی وجہ سے امامت بھی جائز نہیں ہے۔

مذہب انہوں کا آپ انکی کفریہ اور بدعتی راہ پر چلتے ہیں۔

ان کا جلدی امامت ہے۔ جلد ۲۵ (۲) جلد ۳۱ (۳) جلد ۳۶ (۴) جلد ۴۱ (۵)

خاصہ جلد ۴۱ (۵) جلد ۴۲ (۶) جلد ۴۳ (۷) جلد ۴۴ (۸) جلد ۴۵ (۹)

﴿ گیارہویں بحث وہابیوں سے قطع تعلیق واجب ہے ﴾

انکو لا یرحمہ علیٰ الوہابۃ ولا تکروا

جب وہابیوں کا نام پڑے تو ان سے ارادت نہ کرنا اور

ان سے میل میل سے علیحدہ رہنا اور ان سے میل میل سے علیحدہ رہنا

ولا یجوز

۱) کمال کی ہدایت کے لئے اہل ایمان میں صاحب ایمان عالمی و جاہلی
ہاں سے کثرت کے لئے چاہئے کہ وہ

(۲) ولایت کائنات اہل البدعہ طوطہ طوطہ طوطہ

ان مسنونہ امور سے بچنے کی

۱۳) ولایت اہل ایمان

ایک آن ہونے کے لئے اہل ایمان میں صاحب ایمان عالمی و جاہلی

دائم تحریک کی مدد سے شروع طور ایمان میں قلبی

ان امور میں سے کثرت کے لئے چاہئے کہ وہ

۱۴) ولایت کمال ولایت اہل ایمان

ایک آن ہونے کے لئے اہل ایمان میں صاحب ایمان عالمی و جاہلی

۱۵) ولایت کمال ولایت اہل ایمان

ایک آن ہونے کے لئے اہل ایمان میں صاحب ایمان عالمی و جاہلی

۱۶) ولایت کمال ولایت اہل ایمان

ایک آن ہونے کے لئے اہل ایمان میں صاحب ایمان عالمی و جاہلی

۱۷) ولایت کمال ولایت اہل ایمان

ایک آن ہونے کے لئے اہل ایمان میں صاحب ایمان عالمی و جاہلی

۱۸) ولایت کمال ولایت اہل ایمان

ایک آن ہونے کے لئے اہل ایمان میں صاحب ایمان عالمی و جاہلی

۱۹) ولایت کمال ولایت اہل ایمان

ایک آن ہونے کے لئے اہل ایمان میں صاحب ایمان عالمی و جاہلی

۲۰) ولایت کمال ولایت اہل ایمان

ایک آن ہونے کے لئے اہل ایمان میں صاحب ایمان عالمی و جاہلی

۲۱) ولایت کمال ولایت اہل ایمان

ایک آن ہونے کے لئے اہل ایمان میں صاحب ایمان عالمی و جاہلی

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

(۸) وَلَا يُجَالِسُهُ... سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں وہابی

کو اپنے پاس نہ بنواد۔ علیہ السلامین ۵۵۔ ثم یعقوب چشتی ۱۲

(۹) وَمِنْ وَاحِدٍ مَّبْعَدٍ عَاسِلِيهِ اللّٰهُ حَلَاوَةُ السِّنَنِ
ہم (سلمان) نے بدعتی (وہابی) سے (کسی کام میں) گفتگو میں (نہی کی تو اللہ جل جلالہ
اسکے دل سے سختی مطلق عز وجل کی مناسبات لال دیتا ہے) کیونکہ وہابی (رسول اللہ ﷺ) کا
بدعتی گستاخ ہے اور اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ کل قیامت کے دن میں ان گستاخوں سے
کام نہیں کروں گا نہ لطف و کرم کی نگاہ سے دیکھوں گا بلکہ ان کو جہنم میں داخل کروں گا
لَا يَكْلِمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا يَرْحَمُهُمْ (مترجم)

(سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں)

(۱۰) وَلَا يَهْنَهُمْ فِي الْأَعْيَادِ وَأَوْقَاتِ السَّرُورِ.

ان گناہوں (وہابیوں) کو عیدین اور دیگر خوشی کے مواقع پر مبارکباد نہ دی جائے۔
فتح العالمین ۵۵

(۱۱) بَلْ يَهَابُهُمْ وَبِعَادِهِمْ فِي اللّٰهِ مَعْتَقِدٌ بِظُلْمَانِ مَذْهَبِ أَهْلِ الْبِدْعَةِ مُحْتَصِبًا

بِذَلِكَ الْبُتُوبِ الْحَزْبِلِ وَالْأَحْمَرِ الْكَثِيرِ... صاحب بدعتی مذہب ہیں۔

(سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کے ان دشمنوں سے) قطع
تعلق کرو۔ نیز ان سے اللہ جل جلالہ کی رضا و خوشنودی کے حصول کیلئے) دشمنی رکھو۔
نیز ان کے مذہب کے باطل ہونے کا (پتہ) یقین رکھو اللہ جل جلالہ تمہیں پورا پورا ارشاد
مطاہ فرمائے گا۔

(۱۲) (اور وہی عن النبی ﷺ انه قال من نظر الى صاحب

البدعة ففصله في الله ملاء الله تعالى قلبه امنا۔

نہی کہ ﷺ نے فرمایا ہے جس نے بدعتی (وہابی) کو (اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے) بغض (فرست)

کی نگاہ سے دیکھا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسکے دل کو امن سے محروم کرے۔۔۔

وأيضا المؤمن استمر صاحب بدعة له في الله اسمه
الله تعالى يوم القيامة.....

میں سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے وہابی اور ذلیل کیا۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن
کے اس (وہابی) کو عطا فرمائے گا غنیہ الطائین ۔

(۴) ومن استحق صاحب بدعة دفعه الله تعالى في الجنة مائة درجة
سوائے بدعتی (وہابی) کو حقیر (ذلیل) کیا۔ اللہ تعالیٰ (اس گستاخ کی تذلیل کی وجہ سے)
قیامت کے دن جنت میں اسکو (دوسرے جنتیوں سے) سو درجے بلند عطا فرمائے گا۔
اللہ میں جلد ۵۵

۵. واما رأيت مبتدعا في الطريق فخذ طريقا آخر .
اے (میں نے) دیکھا ہوا راستہ تبدیل کرنا (کیونکہ یہ مضروب ہے یعنی وہ انسان
ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے غضب نازل فرمایا ہے۔ راستہ اس لئے تبدیل کرنا کہ کسی انکی
قریب سے تو بھی اللہ تعالیٰ نے غضب میں نہ آئے جس طرح وادی حشر سے جلدی
گزرے گا ہم سے ہیں ہی یعنی عرصہ میں اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے پیچھے سے منع
فرمایا صالح دین میں توکل جاتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے جلدی گزر جانے
کا حکم فرمایا کیونکہ یہاں بھی اللہ تعالیٰ سے ہی حضرت صالح علیہ السلام کے گستاخوں پر
غضب نازل ہوا تھا یقیناً مخرج)۔

تو وہابی جس روایت میں ہے تو اس روایت کو تبدیل کرنا کہ اللہ تعالیٰ کے غضب سے بچ
جائے غنیہ الطائین جلد ۵۵۔

۶. بعد انما العلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ﴿

وَقَدْ لَعَنَ النَّبِيُّ ﷺ الْمُتَدَبِّرَ فَطَالَ مِنْ احْدَثِ حِلْثِ الْوَاوِي مُحَمَّدٌ ثَا لَعَنَهُ لَعْنَةُ
اللّٰهِ وَلِلْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ اِحْمَعِي وَلَا يَلْبِسُ اللّٰهُ مَنَهُ الصَّرْفَ وَالْعَدْلَ يَحْيَىٰ بِالصَّرْفِ
الْمُخْرِصَةِ وَالْعَدْلَ الْمَخْلُفَةِ غَنِيہ الطائین جلد ۵۵ مآخذ مآخذ السنن والبرہان ۵۵

۷. یہ روایت بدعتی (وہابی) پر مبنی ہے۔

اور فرمایا جس شخص نے (ایک میں) اپنی چکی لکھائی۔ پھر اس نے کسی کو لکھ کر دیا۔ اسے
 دین سے کوئی نقص نہ ہوا اور اس نے اس پر عمل کیا۔ اس پرانہ تھیں تمام ملازمین
 جمع انسانوں کی لکھ کر دیا۔ کہ اللہ تعالیٰ اس (پہلی) کے فضل و کرم سے ان کو
 ۵

(۱۷) و عن ابوب السجستانی انه قال اذا حدث الرجل بالنسب
 فقال دعاس هذا وحدثنا بمعافی القران فاعلم انه حلال

حضرت ابوب سجستانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں :

کہ جب کوئی (عالم) اپنی کریم ﷺ کی حدیث بیان کرے اور کہے کہ حدیث
 رسول اللہ ﷺ (جو زور اس مسئلہ کا مل) قرآن سے بیان (کرتے ہوئے) ہے یا
 والے) سمجھ جائے کہ ایسا شخص گمراہ ہے۔ یہ حدیثیں حدیثیں حدیثیں حدیثیں

حضرت ابو نعیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں :

(۱۸) قال النبی ﷺ اذا لم یستطع الفاجر فالتقہ بوحید مکہف

رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کسی فاجر کو اگر (اپنی) بوجہ کو اسے دشمنی سے رکھو

(۱۹) و اذا علم اللہ تعالیٰ من رجل انه مبغض لصاحب بدعة و حوت
 اللہ تعالیٰ ان یغفر ذلومہ و ان قل عملہ۔ اوصاف احسن ہر جہاں اللہ تعالیٰ

جب کوئی کسی بدعتی گمراہ (وہابی) سے (شخص) اللہ تعالیٰ کی رضا و خاطر اُٹرتے۔ تاکہ
 اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس شخص (وہابی) سے نفرت کرتا ہے۔
 تمام گناہوں کو بخش دے اگرچہ اس کے اعمال خیر کم ہی ہوں گے۔

حضرت ابو نعیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں :

(۲۰) و من لقیہ بالبشر او سائرہ فقد مضی بہا الی اللہ تعالیٰ علی محمد ﷺ

جو کسی گمراہ (وہابی) سے خوشی سے ملاقات کرتا ہے اور یہ ملاقات سے ابھری گئی (اس ملاقات
 سے اسے خوشی حاصل ہو) تو اس نے حضور پر نور ﷺ پر نازل شدہ کتاب قرآن (کے)

تحقیق فرمائی۔ یہاں تک کہ اسے

﴿سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں﴾

(۲۱) وعن المغيرة عن ابي عباس رضى الله عنه قال قال رسول الله ﷺ ابي الله

تعالى ان يقبل عمل صاحب بدعة حتى يدع بدعته. يا عباس جازم. ۵۵

حضرت مغیرہ حضرت محمد بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیا ہے کہ
رسول اللہ ﷺ فرمایا اللہ تعالیٰ ہر بدعت (وہابی) کے عمل کو قبول نہیں کرتا جب تک کہ وہ اپنی
(بدعت) سے توبہ نہ کرے

﴿سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں﴾

(۲۲) ابو طالب الفضل ابن عباس رضى الله عنه سمعت مسلما بن عبيدة

يقول من تبع مبدعا لم يزل في سخط الله تعالى حتى يرجع
من مخالفته ۵۶

حضرت فضیل بن عباس فرماتے ہیں میں نے سفیان بن عیینہ سے سنا ہے کہ جس نے بدعت
کی (وہابی) تابعدار کی تو جب تک اسکی تابعداری چھوڑ نہ دے یہود اللہ تعالیٰ سے
قرعہ نصب میں رہے۔

﴿چار اہم فتوے۔ وہابیہ خوارج ہیں﴾

تیسری بحث میں علامہ مصلحت نے دو فتوے جن میں نہیں ہے غلط بات یہ بھی غلط ہیں۔

(۱) پہلا فتویٰ جو مقام تورما میں طبع ہوا ہے۔ اس میں اس نے خود کو امام احمد بن حنبل سے منسوب کیا ہے۔

سوال: یہ کیا ہے؟ (۱) انبیاء یہ وہابیہ تصدق اور سید احمد تھوڑی دکان میں بیٹھے یہ امام تھیں۔

(۲) انبیاء امام ہیں یا اولیائے راشدہ امام تھام سے تمام جماعت (مذنی اور دیگر) ہیں۔

(۳) کسی مسلمان نے شخص کو لیٹا کر مار دیا ہے۔ سریش کی محنت کیا ہے تو اس وقت جوئی

رہی اور صاحب خان صاحب کو مار دیا ہے تو یہ کھانا حرام ہے یا نہ؟ یہ مسئلہ حاکم سے

متاثر ہے۔ امام اس فقہ قرآنی امام تھوڑی چاہ سے ہوں اور تھام سے۔

(۴) اگر کوئی مسلمان فوت ہو جائے۔ اور مکان اپنے مال میں سے ایسا ثواب کی نسبت

سے جو پانچ سو روپے میں خیرات جو کافر اور کافر سے کیا بہت سے جو صاحب

والوں کی بیویوں ان پر حرام ہو جائیں ہیں۔

(۵) انبیاء اللہ سے ہر امام کا امام ہے۔

(۶) جو لوگ اولیاء اللہ سے عزت کی عزت کیلئے جائیں۔ وہیں ہر ایک ہے۔

وہابیہ و صدقہ سے جو یہ صورت ہے وہاں کا ہے۔

(۷) صاحب غلبہ یہ ہے کہ آپاں اپنے حق قول کی یہ کافر اور کافر سے

ہے ایسے شخص سے بارگاہ میں مقبول نہ ہو گا کہ کفر سے

﴿جواب﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم حامداً ومصلیاً مسلماً امام احمد

خادمہ و امامہ و کلمۃ اللہ و خیر طریقتی نے و ازبانی سنت والجماعت مجلی امام

سے حاکم اور وہابی ہے۔ یہ مسلمان پر کفر ہے۔ یہ ایک آدمی سے بھگت سے امام

سے محمدی و کلمہ کی اختیار ہے۔

وہابیہ و ملتہا بن جنہوں نے یہ فتویٰ صادر کیا ہے اس سے امام برائی متوجہ ہیں۔

(۱) سوانح امام اہل سکر کے فقہ فرما (۲) امام احمد بن حنبل سے

۱۲) کہ جنت میں آجی کا طریقہ ہے۔

۱۳) کہ جنت میں آجی کا طریقہ ہے۔

۱۴) کہ جنت میں آجی کا طریقہ ہے۔

۱۵) کہ جنت میں آجی کا طریقہ ہے۔

۱۶) کہ جنت میں آجی کا طریقہ ہے۔

۱۷) کہ جنت میں آجی کا طریقہ ہے۔

۱۸) کہ جنت میں آجی کا طریقہ ہے۔

۱۹) کہ جنت میں آجی کا طریقہ ہے۔

۲۰) کہ جنت میں آجی کا طریقہ ہے۔

۲۱) کہ جنت میں آجی کا طریقہ ہے۔

۲۲) کہ جنت میں آجی کا طریقہ ہے۔

۲۳) کہ جنت میں آجی کا طریقہ ہے۔

(۱۶) توں پہلے ہی کہے ان تیرے پاس میں نے اس پر بھی دیکھا ہے
 کہ اتنی ہی جتنی کہتے ہیں یہی وہی ہے، قلم کی جس طرح لکھتا ہے
 یہ اب تم سے پہلے ہی کہہ چکا ہے۔

اس میں تیرے ۱۰۰۰ روپے جتنی نکاحیہ نہیں ملتی، بلکہ ۱۰۰ روپے ملتی ہیں۔
 اس میں سے ۱۰۰ روپے الیحدہ الیحدہ ۱۰۰ روپے میں سے ۱۰۰ روپے ملتی ہیں۔
 ۱۰۰ روپے الیحدہ الیحدہ ۱۰۰ روپے میں سے ۱۰۰ روپے ملتی ہیں۔

۱۰۰ روپے الیحدہ الیحدہ ۱۰۰ روپے میں سے ۱۰۰ روپے ملتی ہیں۔
 ۱۰۰ روپے الیحدہ الیحدہ ۱۰۰ روپے میں سے ۱۰۰ روپے ملتی ہیں۔
 ۱۰۰ روپے الیحدہ الیحدہ ۱۰۰ روپے میں سے ۱۰۰ روپے ملتی ہیں۔
 ۱۰۰ روپے الیحدہ الیحدہ ۱۰۰ روپے میں سے ۱۰۰ روپے ملتی ہیں۔

۱۰۰ روپے الیحدہ الیحدہ ۱۰۰ روپے میں سے ۱۰۰ روپے ملتی ہیں۔

۱۰۰ روپے الیحدہ الیحدہ ۱۰۰ روپے میں سے ۱۰۰ روپے ملتی ہیں۔

۱۰۰ روپے الیحدہ الیحدہ ۱۰۰ روپے میں سے ۱۰۰ روپے ملتی ہیں۔
 ۱۰۰ روپے الیحدہ الیحدہ ۱۰۰ روپے میں سے ۱۰۰ روپے ملتی ہیں۔

۱۰۰ روپے الیحدہ الیحدہ ۱۰۰ روپے میں سے ۱۰۰ روپے ملتی ہیں۔
 ۱۰۰ روپے الیحدہ الیحدہ ۱۰۰ روپے میں سے ۱۰۰ روپے ملتی ہیں۔
 ۱۰۰ روپے الیحدہ الیحدہ ۱۰۰ روپے میں سے ۱۰۰ روپے ملتی ہیں۔
 ۱۰۰ روپے الیحدہ الیحدہ ۱۰۰ روپے میں سے ۱۰۰ روپے ملتی ہیں۔

۱۰۰ روپے الیحدہ الیحدہ ۱۰۰ روپے میں سے ۱۰۰ روپے ملتی ہیں۔

۱۰۰ روپے الیحدہ الیحدہ ۱۰۰ روپے میں سے ۱۰۰ روپے ملتی ہیں۔

۱۰۰ روپے الیحدہ الیحدہ ۱۰۰ روپے میں سے ۱۰۰ روپے ملتی ہیں۔
 ۱۰۰ روپے الیحدہ الیحدہ ۱۰۰ روپے میں سے ۱۰۰ روپے ملتی ہیں۔

— (اٹھ کھڑی ہوئی) اب تم باپاں کی جگہ پر آؤ گے لیکن یہاں سے۔
— (اٹھ کھڑی ہوئی) اب تم باپاں کی جگہ پر آؤ گے لیکن یہاں سے۔

Figure 1. Schematic diagram of the experimental setup.

۱۰۰

[illegible]

حضرت علامہ شیخ احمد رضاوی رحمۃ اللہ علیہ

(١) أرسلت هذه الأساطير إلى الناس لكي يسموا به سوء عمله فوالا حسنا في الحوارج
 من غير أن يوبل الكتاب والسنة ويسجلون بذلك فمما المسلمين
 وأما أنهم كما هو من هذا الآن في نظائره وفي فرقة يارض الحجاج من لهم
 الإلهية يحسبون أنهم على شيء إلا أنهم هم الكاذبون استحوذ عليهم الشيطان
 فأنسوا ذكر الله أولئك حريف الشيطان إلا أن عرف السيطان هم
 الكاذبون من الكفر به في دفعه دأبه هو ما في ٢٠٢٢-٢٠٢٣

[illegible]

ولقد ولد مع والده

وكان لا بد من عقد زواج القديس لها آخر القرون بشاربلك الى ان المراء بالدهاء العبد
وحيثما قدس في الابن فاني على ما سمع الحق من في الطلب من العبد حيا وميتا
شرك فانه حيا من كل لان سوان العبد من احسن الله البيع او البصر على يده قد يكون
واحد انه من التمسك بالاسباب الاحياء او غيرها من احد هذه

[illegible]

وَقَدْ كَرَّمْتَنَا بِمَنْزِلَتِكَ الْكَرِيمَةِ

من قديم الزمان، كان الناس يهتمون بـ "الزينة" في حياتهم اليومية. فـ "الزينة" هي تلك الأشياء التي تجعلنا نشعر بالراحة والجمال. فـ "الزينة" هي تلك الأشياء التي تجعلنا نشعر بالراحة والجمال.

[illegible][illegible]

جو اللہ کا رضا چاہتے ہوئے ہر وقت دین اسلام اور مخلوق خدا کی (مانی معاشرتی نظامی و فطری اصلاح) خدمات سر انجام دیتے ہیں سو اولیاء اللہ سے محبت کرنا۔ اور اولیاء اللہ اور ان کی صحبت میں۔ وید ہذا شرک نہیں۔ بلکہ یہی وہ نفوس قدسیہ ہیں جو ہمیں اللہ سے ملا دیتے ہیں۔ یہ نفوس قدسیہ تکرپ الی اللہ سے لئے اعظم وسیلہ ہیں۔

اللہ اللہ رہنے سے اللہ نہ ہے۔ یہ اللہ والے ہیں جو اللہ سے ملا دیتے ہیں۔ مترجم) حلالہ للحوارج وہ اہل بیت و تابعین کہتے ہیں کہ اگر کسی مسلمان نے بلا واسطہ اللہ تعالیٰ سے نہ مانگا۔ اور نہ ہی اللہ کو سید یا سر اللہ تعالیٰ سے مانگا۔ تو وہ مسلمان شرک ہے (نحوہ باللہ) ان کے عقائد اللہ تعالیٰ نہ اچھے نہ برے ہیں اور یہ خوارق کرامہ اور کرامہ رہنے والے ہیں۔
اللہم احفظنا من شرورہم ومن عفتانہم الفاسدۃ الضالۃ آمین مترجم)



حضرت علامہ شیخ احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ
یہ تمام وہی قرآن و حدیث سے آتی و تہریں رہتے ہیں۔ اسی وجہ سے یہ لوگ خوارق ہیں
خوارق نہیں۔ بلکہ یہ اہل بیت و تابعین و اہل بیت و تابعین کی تفسیر کرتے ہوئے تفسیر فرماتے ہیں



(۱) دوسری بکھر رہی۔ لکھنات المونی بان بحرفہ حلالہ قولہ (بان بحرفہ) اسی
معنی میں بان بنایا سمعیہ و الفاط و یاحمد بطاہرہ و ذلک کالحوارج الدین
یا حیدور بطاہرہ و لا یحرفون معاریہ فصلوا واصلوا فان من جملة احوال
بکرم الاحد بطاہرہ الکتاب النسخہ
جلوی جلد ۱ صفحہ ۲۱ - ۲۲

اہل بیت و تابعین سے الفاظ و معانی میں آہٹ آتے ہیں۔ حقیقت وہ لوگ کلام اللہ سے
جس کا جو پہنچتے ہیں۔ ورنہ ان وہی کی طرح آئینہ کی آیت و تفسیرات سے ظاہر
ہوتے ہیں۔ حلالہ قرآن میں ہر جگہ یہ تفسیرات سے ظاہر ہی لفظی تاہم پر عمل
مستند ہے۔ یہ حدیث و احادیث سے آتی نہیں جانتے۔ اہل بیت و تابعین
ان میں سے اہل بیت و تابعین کی طرف سے

یہ ہیں جو اللہ سے اہل بیت و تابعین سے آتی و تہریں رہتے ہیں۔ اسی وجہ سے یہ لوگ خوارق ہیں
خوارق نہیں۔ بلکہ یہ اہل بیت و تابعین و اہل بیت و تابعین کی تفسیر کرتے ہوئے تفسیر فرماتے ہیں

اب سلفوں نے اس زمانے کے علماء سے اپنی جیسے کے بارے میں پوچھا تو انکے ہم صراط نے اختلاف فیصلہ و فتویٰ صادر فرمایا۔ کہ اپنی جیسے قاسق و بدعتی ہے۔ اور انہی میں سے اکثر علماء سے اپنی جیسے پر کفر کا فتویٰ صادر کیا۔

ۛ علامہ سید محمد امین ابن عابدین ثمالی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں ۛ

ۛ (۲) علماء الکفر والبدعة الفجرة اجمعوا على اختلاف الکفر والہی والصلوات والنوع الفسق والفسقة والاعتدال من شک فی کفرهم والحدیث ووجوب قتالہم فهو کافر ملہم۔ منتخب الخلدیہ ۱۰۳

کہ ان کافروں میں۔ نہ جہنم نے کئی اقسام کے کفر، بدعت، بدعتی اور فسق و فجور، نہ عقیقہ کو اختیار کیا۔ نہ اپنے جو شخص انکے کفر اور دین سے نکلے اور انکے قتل کے وجہ میں شک کرے۔ سو نور بھی ان جیسا ”کافر“ ہے۔

ۛ علامہ سید محمد امین ابن عابدین ثمالی رحمۃ اللہ علیہ۔ منتخب الخلدیہ میں لکھتے ہیں ۛ

ۛ (۳) ومن وجہ الکفر انہم يستحقون الذل والستہزون بالشرع العیس۔

مراگے کفر و جہالت میں اس سے بھی ہیں کہ یہ لوگ اپنی ہی توہین کرتے ہیں۔ اور شرع میں سے راتھ اختیار کرتے ہیں۔

ۛ علامہ سید محمد امین ابن عابدین ثمالی۔ منتخب الخلدیہ میں لکھتے ہیں ۛ

ۛ (۴) وصہا انہم یسرون العلم والعلماء مع ان العلماء وراث الانبیاء والذوال اللہ تعالیٰ اصحابہ اللہ من عبادہ العلماء۔ شیخ سعدی دار۔

مراگے لڑی جہالت میں آپ سے بھی ہیں کہ اگر یہ لوگ علم وین و علماء کی توہین کرتے ہیں (عابدین ان کے فرمایا) کہ علماء انبیاء کے وارث ہیں۔

سب اہل ہلال نے فرمایا۔ یہ بندوں میں اللہ سے زیادہ اس کے علماء ہیں۔

ۛ بانیوں کے خرنی بانچریں ۛ جب یہ ہے ۛ

ۛ وان تبصیر من المحسنة ومن قال انہ تعالیٰ جسم فهو فی غایۃ

المسماۃ و لحيالۃ اللہ یعتقد بقول اعدائہ۔ شیخ محمد باقر۔

افسوس ہے کہ فرمایا کہ جن جیسے جوتہ عروا میں سے جسم کا قائل قریباً شخص جیسے عقیدہ رکھتا ہو
 نہایت جاہل بلکہ جہالت کی انتہاء اور پختہ سوا ہے جاہل دہلیہ کا (دینی واسطہ میں) کیا شمار
 ﴿حضرت طاعی قاری مطلق کہ شرح القاری للفقہ الکبیر میں لکھتے ہیں﴾

(۶) من قال بانه سبحانه جسم وله مكان او يمر عليه زمان وسحر
 ذاك كفر لم يثبت له حقيقة الايمان۔ (روح البیان ج ۱ ص ۱۰۸) (۱۰۸ ص ۱۰۸) (۱۰۸ ص ۱۰۸)

طاعی قاری فرماتے ہیں کہ جس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ جیسے جسم ہے عیناً جیسے مکان
 ہے، یا اللہ پر زمانہ گزرتا ہے یا اسی جسم کی دیگر ادھیات ہے سو وہ شخص کافر ہے
 ایسے شخص کیلئے حقیقت ایمان ثابت نہیں۔

﴿قادی حدیث کے مستفیض الشیخ ابو شہاب احمد بن محمد﴾

العیض السکر ۹۰۹-۹۱۰ھ

دہاؤں سے کفری وجوہات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

(۷) لو قول ابن تيمية بالحسمية والجهة والانتقال وان بقدر العرش لا يصح ولا اكبر
 لعالي الله عن هذا الاقواء الشيع القبح والكفر البواح المصريح۔ (روح البیان ج ۱ ص ۱۰۸)
 ابن تیمیہ اللہ تعالیٰ کیلئے جسم کا قائل تھا اور اللہ تعالیٰ کیلئے جہت والانتقال کا قائل تھا اور یہ بھی
 کہ اللہ تعالیٰ عرش پر ہے نہ عرش سے بڑا ہے نہ چھوٹا (نور البیان) بلکہ اللہ تعالیٰ مذکورہ اشیا
 سے مبرا و مغز ہے۔ یہاں عقیدہ رکھنا کفر صریح ہے۔

﴿علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی رحمہ اللہ میں لکھتے ہیں﴾

(۸) ومنها انهم يستحلون المحرمات ويهتكون المحرمات
 طبع الفسدية ص ۱۰۸ (۱۰۸ ص ۱۰۸)

یہ (دہاؤں) حرام کو حلال کہتے ہیں (جیسے ابن تیمیہ نے کہا ہے کہ حالت حب میں رت کو
 نوش کرنا حرام ہے) اور محرمات (شعائر اللہ) کی توہین کرتے ہیں۔

﴿علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا﴾

(۹) لو قد ثبت بالنزول قطعا عند الصحاح والعوام من المسلمين ان هذه الفساح

عَنْ نَبِيِّ كَرِيم ﷺ فِي قُرْبَانِي

(۱۲) يَمْزُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْزُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَةِ.

مُؤَدِّد (دوبلی) دین سے بے شکے ہیں۔ جیسے تیرکان سے۔

ترجمہ: اہل ایمان! یہاں سے دین کو مڑاؤ جیسے تیرکان سے۔

رسول اللہ ﷺ نے وہابیوں سے فرمایا: اہل ایمان! یہ لوگ دین سے تیری حرمت سے ہاتھ نکال جاتے ہیں جیسے تیرکان سے۔

عَنْ نَبِيِّ كَرِيم ﷺ فِي قُرْبَانِي

(۱۳) يَمْزُقُونَ مِنَ الدِّينِ مَرْوَقَ السَّهْمِ ثُمَّ لَا يَرْجِعُونَ

سِرْكَارِ دُعا م ﷺ کا ارشاد فرمائی ہے کہ یہ قومیں (وہابی) ایسے ہیں کہ تیرکان سے ہاتھ نکال

جاتے ہیں کہ جیسے تیرکان سے چوٹی سے نکل جاتا ہے تیرکان (وہابی) دوبارہ دین کی طرف لوٹ کر نہیں آتے۔ جیسے ہیرا ہیرا سے نکلتا ہے۔

عَنْ نَبِيِّ كَرِيم ﷺ فِي قُرْبَانِي

(۱۴) يَقْتُلُونَ أَهْلَ الْإِسْلَامِ . . .

سِرْكَارِ دُعا م ﷺ کا ارشاد فرمائی ہے کہ یہ خواتین (وہابی) مسلمانوں کو قتل کرتی ہیں۔

عَنْ نَبِيِّ كَرِيم ﷺ فِي قُرْبَانِي سے ثابت ہوا کہ جو شخص مسلمانوں کے قتل کو (جائز) قرار دے

وہ کافر ہے۔ لیکن مسلمانوں کو قتل با حق اسلام میں حرام قطعی ہے اور میں (وہابیوں نے) مسلمانوں

کے قتل کو جائز قرار دیا ہے۔ کفر میں (میں) ہے (میں) استحقاق الحرام ہے۔

جس نے حرام کو حلال قرار دیا وہ کافر ہے۔

عَنْ نَبِيِّ كَرِيم ﷺ فِي قُرْبَانِي

(۱۵) يَدْعُونَ إِلَى كِتَابِ اللَّهِ وَلِبَسَاتِهِ فِي شَيْءٍ . . .

سِرْكَارِ دُعا م ﷺ کا ارشاد فرمائی ہے کہ یہ خواتین (وہابی) ان کو قتل کرنے کی طرف دعوت

کے بہت خود اس پر نہ تو ایمان رکھتے ہوئے کہہ رہی ہیں۔

خواتین (وہابی) کہے کہ کتب کا سب سے زیادہ اہم ہے۔ کہ یہ لوگ قرآن حکم

پر ایمان نہ رکھتے ہوئے۔

جواب میں اس کو لکھی یہ تھا کہ اگر وہ اپنے آپ کو کافر کہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ کافر ہے۔
 (۲۱) قولہ ان اعتقد المسلم کافر بعد ان یبکفر ان اعتقدہ کافر لا یبکفر
 قال فی الشہر وہی الذہیرۃ المحترقۃ للفتویٰ انہ ان اعتقدہ کافر لا یبکفر
 ۲۲

یہ کہہ کر ان اعتقدہ کافر اصحابہ بعد ان علی اعتقدہ ان کافر بکفر لانہ
 اعتقدہ المسلم کافر المذہب اعتقدہ دین الاسلام کفر بکفر لانہ
 کہ اگر کسی شخص نے دوسرے مسلمان کو بکفر قرار دیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ کافر ہے۔
 کو کافر بنے والا یقیناً کافر ہے۔ اسی طرح اگر کوئی مسلمان کسی کو کافر کہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ کافر ہے۔
 کسی شخص نے دوسرے مسلمان کو کافر کہہ کر اس کو قتل کیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ کافر ہے۔
 کی سو اگر اس نے شخص کو قتل کیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ کافر ہے۔
 اور اگر اس نے واقعہ اس

مسلمان کو کافر جان کر کافر کو قتل کیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ کافر ہے۔
 مسلمان کو کافر کہنے کا کفر یقیناً اسلام سے خارج ہے۔

ایہ وہابیہ عقائد سراسر کفر ہیں۔ ان کو مٹانے کی ضرورت ہے۔

(۲۱) ان کے دعوے کے مقتدرین اور مذہب اربعہ سے ان کے اپنے اپنے شاہ کافر ہیں۔
 ان کے دینی کفر نے جب علماء مقلدین کا چین کو مشاں اور کافر کیا تو ان کے کفر

الحاد میں کیا شک ہے۔ الحق المسئوم ۳۳۶-۳۳۵

پندرہویں بحث خوارج وہابیہ کے قتل کا جواب

(۱) اذ القیتوہم فقتلوہم فان قتلوہم احسن فتلوہم یومہ القیام

جب تم خوارج (وہابیہ) کو قتل کرو گے تو ان کو قتل کرنا احسن ہے۔ انہیں قتل کرنا احسن ہے۔
 آپ سے لیا ہوا ہے کہ

۳۳۵-۳۳۶

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

(۲) من قتلہم کفان اولی باللہ تعالیٰ مہم

میں سے تواریخ (اہل باجہ اور خاندانی سے) قتل یا سوزہ شخص روزِ مشرکہ تعالیٰ کے قریب

برگاہ اور دود حد ۲ ص ۱۵۱

(۳) من قتلہم قتلہم و قتلہم

تو ان (اہل باجہ) کا قاتل اور خنجریں وہاں نے شہید یا دونوں قاتل مدھمیں ہیں (یعنی

دونوں صورتوں میں جازا) شہید (تہذیب میں کے) اور دود حد ۲ ص ۱۵۱

(۴) من قتلہم قتلہم لا قتلہم قتلہم

خضر ہوا (یعنی قتل نہیں ہے) تو ان (اہل باجہ) کو پالوں تو میں نہیں تو

جاذبہ طرہ نیست ذکر اول اور دود حد ۲ ص ۱۵۱ نسائی حد ۲ ص ۱۵۳

۵ اہل امی عامہ و مہم ابن حنیف رحمہ اللہ عہدہ الا کامع عثمان

صی اللہ علیہ و هو محصور فقال عثمان تقتلونی و قد سمعت رسول اللہ

ﷺ یقول لا یجوز دم امرأ مسلمة الا باحد ثلاث نفس بالنفس و النیب الزانی

و المذنی لہذا و الذاک للجماعۃ مرجعہ ص ۱۵۱ حد ۲ ص ۱۵۱

سیدہ زینب امیرہ اسل بن حنیف رضی اللہ عنہا فرماتے ہیں۔ جب حضرت عثمان

(کمر) میں محصور تھے تو میں نے انہیں کی خدمت میں حاضر تھے۔ حضرت عثمان

رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر تم سے کسی سے دوسرا ہو جائے کہ رسول اکرم ﷺ

سے قتل کیا جائے تو اس کی جازا اس کے اپنے مسلمان بھائی کو عطا کرنا ہے

تو شخص میں سے کسی کو (اہل باجہ) اور اگر کسی شخص نے لڑکا یا سوا سے قتل کیا ہے

(۳) شخص این سلام سے قتل مرتد ہو جائے اس (مرتد) کو قتل کیا جائے۔

۶ اہل علیہ السلام لا یجوز دم امرأ مسلمہ بشہد ان لا الہ الا اللہ و ان محمد عبده

و مولہ الا باحدی ثلاث النفس بالنفس و الذاک لہذا و المذنی لہذا و الذاک

للجماعۃ ص ۱۵۱ حد ۲ ص ۱۵۱

یہ شخص اللہ جل جلالہ کی رحمت اور اس کے فضل کی علامت بن گئی ہے۔
 اس مسلمان قاتل کا نام نہیں تو یہ مسلمان شہر بنی شدہ ہوگا۔ اسے سزا تعلق ہو۔
 (۲) جو مسلمان دوسرے مسلمان کو قتل کرے۔ اسے قصاص میں تعلق ہو۔
 (۳) جو مسلمان اسلام کو چھوڑ کر کفر اختیار کر لے۔ اسے سزا تعلق ہو۔
 (۴) جو مسلمان دوسرے مسلمان کو قتل کرے۔ اسے قصاص میں تعلق ہو۔

علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ :

[illegible]

جوانی میں عہد الوہاب نجدی کے بانی کا رہا۔ مستقرینہ تھیں۔ جو ہمارے شہر میں آج بھی ہیں۔

کے لطیف طعنے اور اشاروں کے ساتھ بدگوارت جان کر اسے ہر لمحہ قزاقی

میں آیت ہو کر آگے بڑھتا رہتا تھا۔

ابھی کہ وہ لوگ اس کے ساتھ وہیں کے بھاگتے تھے وہیں میں قزاق پہلائے تھے

تھے میں (اگے سے نہیں آ رہا تھا)

میں نے کہا کہ یہاں ہے۔ میں نے کہا کہ یہاں ہے۔

میں نے کہا کہ یہاں ہے۔ میں نے کہا کہ یہاں ہے۔

میں نے کہا کہ یہاں ہے۔ میں نے کہا کہ یہاں ہے۔

میں نے کہا کہ یہاں ہے۔

میں نے کہا کہ یہاں ہے۔ میں نے کہا کہ یہاں ہے۔

میں نے کہا کہ یہاں ہے۔ میں نے کہا کہ یہاں ہے۔

میں نے کہا کہ یہاں ہے۔ میں نے کہا کہ یہاں ہے۔

میں نے کہا کہ یہاں ہے۔ میں نے کہا کہ یہاں ہے۔

میں نے کہا کہ یہاں ہے۔ میں نے کہا کہ یہاں ہے۔

میں نے کہا کہ یہاں ہے۔ میں نے کہا کہ یہاں ہے۔

میں نے کہا کہ یہاں ہے۔ میں نے کہا کہ یہاں ہے۔

میں نے کہا کہ یہاں ہے۔ میں نے کہا کہ یہاں ہے۔

میں نے کہا کہ یہاں ہے۔ میں نے کہا کہ یہاں ہے۔

میں نے کہا کہ یہاں ہے۔

(۱) میں نے کہا کہ یہاں ہے۔ میں نے کہا کہ یہاں ہے۔

(۲) میں نے کہا کہ یہاں ہے۔

(۳) میں نے کہا کہ یہاں ہے۔

میں نے کہا کہ یہاں ہے۔ میں نے کہا کہ یہاں ہے۔

میں نے کہا کہ یہاں ہے۔ میں نے کہا کہ یہاں ہے۔

میں نے کہا کہ یہاں ہے۔ میں نے کہا کہ یہاں ہے۔

[illegible]

طہارۃ الدین سیوٹی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں :

”وَمِنْ مَعْلَمَاتِ الْحَيَاةِ وَالْعَدَابِ الرُّوحِ وَالنَّفْسِ حُبُّهَا فَقَدْ أَهْلُ السَّعَادَةِ وَالْحَيَاةِ كَمَا
هِيَ مَذْهَبُ الْجَمْعِ : وَهُوَ تَصْلِيحُ وَفْقُ الْعَدَابِ وَكَفَرُ الْوَدَّاعِ الشَّرْعِ عَلَى سَبِيلِ
الْحَيَاةِ فِي الْحَالِ بِحُكْمِ حَقَائِدِهَا“

روح حیات ”وَمِنْ مَعْلَمَاتِ الْحَيَاةِ وَالْعَدَابِ الرُّوحِ وَالنَّفْسِ حُبُّهَا“ اور ”وَمِنْ مَعْلَمَاتِ الْحَيَاةِ وَالْعَدَابِ الرُّوحِ وَالنَّفْسِ حُبُّهَا“

انھوں نے ان کو تو بہ عذاب سے سختی سے منع فرمایا ہے۔ اسی پر عمل کرنا ہی سچا
و جماعت کا اندازہ ہے۔ یہ سچا ہی ہے۔ عذاب سے بچنے کا سب سے بہتر طریقہ
فرماتے ہیں۔ ”وَمِنْ مَعْلَمَاتِ الْحَيَاةِ وَالْعَدَابِ الرُّوحِ وَالنَّفْسِ حُبُّهَا“

عذاب حیات سے بچنے کے لیے

”وَمِنْ مَعْلَمَاتِ الْحَيَاةِ وَالْعَدَابِ الرُّوحِ وَالنَّفْسِ حُبُّهَا“ اور ”وَمِنْ مَعْلَمَاتِ الْحَيَاةِ وَالْعَدَابِ الرُّوحِ وَالنَّفْسِ حُبُّهَا“

”وَمِنْ مَعْلَمَاتِ الْحَيَاةِ وَالْعَدَابِ الرُّوحِ وَالنَّفْسِ حُبُّهَا“ اور ”وَمِنْ مَعْلَمَاتِ الْحَيَاةِ وَالْعَدَابِ الرُّوحِ وَالنَّفْسِ حُبُّهَا“

”وَمِنْ مَعْلَمَاتِ الْحَيَاةِ وَالْعَدَابِ الرُّوحِ وَالنَّفْسِ حُبُّهَا“ اور ”وَمِنْ مَعْلَمَاتِ الْحَيَاةِ وَالْعَدَابِ الرُّوحِ وَالنَّفْسِ حُبُّهَا“

”وَمِنْ مَعْلَمَاتِ الْحَيَاةِ وَالْعَدَابِ الرُّوحِ وَالنَّفْسِ حُبُّهَا“ اور ”وَمِنْ مَعْلَمَاتِ الْحَيَاةِ وَالْعَدَابِ الرُّوحِ وَالنَّفْسِ حُبُّهَا“

حضرت علامہ طاقی قاری علیؒ

مفتی طہ شریف شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں

اعطاب علی الروح والبدن کما هو منسوب المحمور وهو الصحيح
اور قرین شہادت ہے کہ روح اور اجسام دونوں اعطاب ایوم کا ہے۔ یہی مسطورہ ہے کہ اعطاب
ہے اور جی تو ایگ ہے۔

میں مفتی ثناء کی کتاب میں مسطورہ ہے کہ اعطاب کی ہے اور اعطاب کا یہ ہے کہ
اور ان دونوں کا یہ ہے کہ مسطورہ ہے کہ اعطاب کی ہے اور اعطاب کا یہ ہے کہ
کا ہے اور مسطورہ ہے کہ اعطاب کا یہ ہے کہ اعطاب کا یہ ہے کہ

اور مسطورہ ہے کہ اعطاب کا یہ ہے کہ اعطاب کا یہ ہے کہ اعطاب کا یہ ہے کہ
اور مسطورہ ہے کہ اعطاب کا یہ ہے کہ اعطاب کا یہ ہے کہ اعطاب کا یہ ہے کہ
اور مسطورہ ہے کہ اعطاب کا یہ ہے کہ اعطاب کا یہ ہے کہ اعطاب کا یہ ہے کہ
اور مسطورہ ہے کہ اعطاب کا یہ ہے کہ اعطاب کا یہ ہے کہ اعطاب کا یہ ہے کہ

اور مسطورہ ہے کہ اعطاب کا یہ ہے کہ اعطاب کا یہ ہے کہ اعطاب کا یہ ہے کہ

﴿علامہ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں﴾

اور مسطورہ ہے کہ اعطاب کا یہ ہے کہ اعطاب کا یہ ہے کہ اعطاب کا یہ ہے کہ
اور مسطورہ ہے کہ اعطاب کا یہ ہے کہ اعطاب کا یہ ہے کہ اعطاب کا یہ ہے کہ
اور مسطورہ ہے کہ اعطاب کا یہ ہے کہ اعطاب کا یہ ہے کہ اعطاب کا یہ ہے کہ
اور مسطورہ ہے کہ اعطاب کا یہ ہے کہ اعطاب کا یہ ہے کہ اعطاب کا یہ ہے کہ

اور مسطورہ ہے کہ اعطاب کا یہ ہے کہ اعطاب کا یہ ہے کہ اعطاب کا یہ ہے کہ

اور مسطورہ ہے کہ اعطاب کا یہ ہے کہ اعطاب کا یہ ہے کہ اعطاب کا یہ ہے کہ

اور مسطورہ ہے کہ اعطاب کا یہ ہے کہ اعطاب کا یہ ہے کہ اعطاب کا یہ ہے کہ

اور مسطورہ ہے کہ اعطاب کا یہ ہے کہ اعطاب کا یہ ہے کہ اعطاب کا یہ ہے کہ

اور مسطورہ ہے کہ اعطاب کا یہ ہے کہ اعطاب کا یہ ہے کہ اعطاب کا یہ ہے کہ

اور مسطورہ ہے کہ اعطاب کا یہ ہے کہ اعطاب کا یہ ہے کہ اعطاب کا یہ ہے کہ

اور خصوصاً مذہب ہے۔
 میں (مطلقاً ثابت کر) کہتا ہوں کیا دہائے ان برائیں کا طعن کوئی ہے اب بھی اپنی جہالت سے
 قائم رہیں گے یا اپنے عقائد کا سدھ سے قہر کر کے الٰہی قیود کی مینا بھڑخ کر تسلیم کریں گے
 ﴿صاحب ہدایہ کہتے ہیں﴾

(۱) ومن بعدد فی القبر یوضع فیہ الحبیوة فی قول العامة
 مجہولہ کہتے ہیں کہ قبر میں (ان مردوں کے جسم میں بھی روح ڈال کر زندہ کیا جاتا ہے) (جو
 ان گناہوں کی وجہ سے) عذاب قبر میں مبتلا کئے جاتے ہیں۔ تاکہ انکو عذاب دیا جائے۔



(۱) عذابہ باب التمس فی القبر والضرر جلد ۲، ۲۸۲، (۲) والضرر وکبریٰ حاشیہ (۳) وحشی التہذیب
 ص ۴۸۲ جلد ۱ التہذیب اربع جلد ۲، ۲۸۲

﴿صاحب تفسیر نیساپوری میں کہتے ہیں﴾

(۸) واكثر ارباب الشرع على انهم (الشهداء) احياء في الحال بحیوة حسنة
 ارباب شریعت کا مذہب ہے کہ شہداء کرام اپنی قبر میں حیۃ جمالی (حیات کاملہ) کیساتھ
 زندہ ہیں۔ نیساپوری، جلد ۱، نفرة بلاذ، اردو، ص ۱۸۲



﴿امام جلال الدین سیوطی شرح الصدور میں کہتے ہیں﴾

(۹) یعود الروح الى الجسد ثابت فی الصحيح لسائر الموتى فضلا
 عن الشهداء وفضلا عن الاتباء على نبينا وعليهم الصلوة والسلام
 قبر میں روح کا جسم میں لوٹنا "جنا" کی مذہب کے مطابق تمام الٰہی قیود کیلئے ثابت ہے حضرات
 انبیاء، کرام علی سیدنا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام شہداء اپنی قبروں میں بطریق لولی زندہ ہیں (حضرات
 انبیاء، کرام علی سیدنا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام شہداء اپنی قبروں میں حیات جسمانی "حقیقی" دنیاوی
 کے ساتھ زندہ حیات ہیں، انبیاء، کرام علی سیدنا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام شہداء کی حیات کا منکر
 کمرہ ہے)

✽ امام جلال الدین سیوطی شرح الصدور میں لکھتے ہیں ✽

والصود الروح الى قوله: وهذا الطريق استوراها وفي ان النفس بصورتها حياة كحياة
في الدنيا فهذا ما يجوز العقل فان صح به منع اتع راي وحب اتباعه واعتقاده
فانه السكينة رحمت الله عليه لم يصرح بمسوره ۱۳ وروى في لم يصرح بمسوره ۱۳
وخطبه في ربه ص ۲۰۲

✽ حضرت علامہ سکی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں ✽

(بلا شک و شبہ) قبر میں انسان کی روح کا لوٹنا یا جانا حق ہے (لیکن بات صرف اتنی ہے) کہ
آپ وہ روح جسم میں بیٹھ رہی یا نہ علامہ سکی رحمت اللہ علیہ اس شے کا اقرار فرماتے ہیں)
کہ جب روح بدن میں لوٹتی جاتی ہے تو وہ انسان عیاں زندہ ہو جاتا ہے۔ جیسے دنیا میں تھا۔
(یہاں بات تو دلائل کے علاوہ) عقل بھی تسلیم کرتی ہے کہ مرگے (یہ اصول دلائل سے ثابت
ہیں) تو قبر میں دلائل و اہل و احباب ہیں۔
میں ملتی غمزدگی اسے دلائل شریعہ سے ثابت کیا کہ قبر میں انسان کو حیات دی جاتی ہے
اسے بھی نگاہ اللہ تعالیٰ دلائل و آثار ہیں۔

✽ یہ سب شہداء قرآن کریم کی روشنی میں ✽

✽ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ✽

۱۰ یٰۤاُولَٔئِیۡلَٔلۡلہِ لَیۡسَ فِیۡ سَبۡلِ اللّٰہِ مَوۡتٌ ؕ بَلۡ اَحۡیَآءٌ وَّ لٰکِنۡ لَا تَعۡرَفُوۡنَ ۝
جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ مت کہو بلکہ وہ زندہ ہیں۔ لیکن تم ان کی
حالت کو نہیں جانتے۔ پارہ ۴۔ سورہ بقرہ۔ رکوع ۱۹

✽ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ✽

۲۰ یٰۤاُولَٔئِیۡلَٔلۡلہِ لَیۡسَ فِیۡ سَبۡلِ اللّٰہِ مَوۡتٌ ؕ بَلۡ اَحۡیَآءٌ عِنۡدَ رَبِّہِمْ یُرَوُّوۡنَ ۝
جو جس سے اللہ کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ مت کہو بلکہ وہ زندہ ہیں۔ لیکن تم ان کی
حالت کو نہیں جانتے۔ پارہ ۴۔ سورہ بقرہ۔ رکوع ۱۹

اور جسے اللہ کی راہ میں شہید نہ کرنے جائیں انہیں نہ مردہ کہان نہ کہیں بلکہ وہ اپنے
رب کے پاس زندہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ انہی نے انہیں اپنے نفس

دوران سے اس خطا فرمایا اس پر خوش ہیں مگر اپنے مایوسوں کی خوشیاں مناتے ہیں ہو انکی سے نہیں ملے ہاں بہت دیر خوف ہوگا نہ تم نہ ان کی قسمتوں اور فضل کی خوشیاں مناتے ہیں اور اللہ مسلمانوں کا اجر ضائع نہیں دیتا۔

خاتمہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ۴

۳۱) قُلْ اِنَّ اَوَّلَ الْاٰیَةِ اَلَّذِیْنَ هُمْ یُکْفَرُوْنَ ۝
سورہ اسراء سورہ ۳۱

(وصیب نبی) سے کہا گیا (آ) جنت میں داخل ہوا (وصیب نبی) کے پہنچاؤ میں قوم اس (وصیب کو) پہنچائی مگر جب سے یہ بت نہ تھی کہ ان کے لئے سزا ہے میں سے سزا پانچوں کی میری قوم بھی ایمان قبول کرتی تو انہیں ان میں سے صرف وصیب (وصیب نبی) بھی قتل نہ کرتا۔ جیت ہوا کہ شہداء وفات کے بعد بت بھی رہتے ہیں "قوم دکن" "قوم کنگو" "قوم" نے کے بعد اپنے مایوسوں کی غیر خواہی پہنچا۔ تاہم اللہ تعالیٰ انہیں عطا فرماتا ہے۔
خاتمہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ۵

(۳۲) قُلْ اَوَلَمْ یَصْلِحْ فِیْ سَابِقِ الْعِلْمِ اَنَّیْ کُفْتُ مِنْ التَّوْحِیْدِ ۝ وَ اَحَدُ نَهْمِ الرَّحْمٰنِ اَلْمَصْحُوْمِ ۝
اَوَلَمْ یَحْمِلْ حَمْلَهُنَّ ۝ (ہر کسی علی المركب میں) بقول نبی (عمر میں صالح) علیہم وکان یغفرو
لَقَدْ اَنصَرْتُمْکُمْ وَ اَلتَّوْحِیْدِ ۝ وَلَکِنْ لَا تَحْتَسِبُوْنَ اَلْمَصْحُوْمِ ۝

سورہ اعراف آیت (77) (78) (79) (جہاں میں جہاد)

(اللہ جل جلالہ) حضرت صالح (علیہ السلام) کو اپنی قوم کا وفد آتے ہیں کہ ارشاد آتا ہے ا
قوم نے (حضرت صالح (علیہ السلام) سے کہا ہے صالح (علیہ السلام) آتے ہیں کہ جس خطاب کا
بعد کیا ہے آپ اللہ کے رسول ہیں سورہ خطاب ہم پر ہے "لا تظاہر بہما قراۃ" یہ
ختم زلزلے نے انہیں آگبرہ اور "مچ" کے (اور کہتے) "قرآن" میں اللہ سے پناہ ہے
تھے تو صالح (علیہ السلام) نے ان سے مل کر کہا کہ اللہ تعالیٰ نے قوم میں سے اپنے رب کا
ضمیمہ پہنچایا (میں نے) اتہار ہوا چاہا مگر تم ضیمت کر کے والوں کو پندہ ہی نہیں کرتے
تاہت ہوا کہ مردے مرنے کے بعد بھی مرنے میں ضرورے نہ مرنے ہوتے تو سید صالح
علیہ السلام اپنی قوم کو انکے مرنے کے بعد ان (الحال) (معلوم) آتے ساتھ ہیں (وہاں) فرما
ان سے خطاب فرماتے۔

© 2000 John Wiley & Sons, Inc.

[illegible][illegible]

میں نے کہا: میرے پاس مسلمان جو میری صحبت سے بے نظرتی سے غیب میں اپنے قوم سے الگ ہو گیا ہو، اور جو ان کے لیے ہمارے مرنے سے جہنم میں جتنے ہوتے، جہنم میں غیب میں ان کے مرنے سے جہنم میں جتنے ہوتے۔

طائفہ قابل اشتہار ہے

٦١) الباقون من عباده غافلون. ويؤيد نظرية الساعة، الإحليل، إل فرعون
الشد العذاب O سورة مز من آيت ٣٦.

قانونِ درامی قوم، جب اسے تعلیل نے دریائے نخل میں غرق کر دیا، تو درخشاں مایا میں پہنچ
اسے خطاب پیش کیا جاتا ہے۔ اس شخص میں قیامت کا نام ہو۔

یعنی ان مستحقان کے ساتھ مہربانی کی (تو یہ وہی معطوف ہے اسکا عطف ہے) (انوار معنیوں)

مطابقت ہوئی ہے۔ معطلوں کے قہر کا عذاب ہے اور معصوم قہر سے عذاب ہے۔
 سے بھی عذاب ہو اور عذاب (یا عذاب سے ہے بعد) عذاب کی القہر (قہر میں عذاب) اور
 مستحکم ہے (یونکہ اگر قہر قہر کی عذاب نہ کیا جائے تو عذاب سے عذاب ہو جائے گا)

« اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے »

يُنْفِثُ اللَّهُ غُلُبًا مِنْ غُلُبٍ لِقَوْلِ ثَلَاثَةِ طَرِيقٍ الْحَيَاةُ وَالْمَوْتُ وَالْآخِرَةُ وَالْأُولَى اللَّهُ الْعَظِيمُ
 اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو دنیا اور آخرت کی زندگی میں حق بات پر ثابت رہنے اور اللہ تعالیٰ
 عالموں کو کفر اور کفر سے مصروف اور عذاب رکھ کر

« اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے »

مَنْ حَاطَ عَلَيْهِمْ أَنْفَرُوا فَالْأَحَادِلُ لَمْ يَكُنْ يَحْتَضِرُ فِيهِمْ مِنْ قَوْلِ اللَّهِ بَصَارًا ۝۱۰۰

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے (قوم نوح) کی مسلسل کفر اور کفر کی وجہ سے انھوں نے
 اہل پانی میں غرق کیے اور اور ان میں یہ کیا نہیں عذاب ان (آسمان) اور عذاب قبر میں
 داخل کیا گیا (سورہ نوح) میں کے اپنے سے عذاب سے بچنے کی جیسے اللہ سے سزا کی عذاب
 ۱۰۰۔ یہاں پر قوم نوح (عصیہ) سلام پر عذاب کا تذکرہ کے غرق ہونے سے فرما رہا
 ہے جو عذاب قبر پر دلالت کرتا ہے (یونکہ اہل جہنم میں آف سے عذاب سے اہل جہنم کے
 ہے جو عذاب قبر پر دلالت کرتا ہے اور عذاب میں عذاب سے ہونے کی جیسے قبر میں عذاب سے عذاب
 اپنے جانے کا تصور پایا جاتا ہے)

« قبر میں حیات کا ثبوت »

احادیث رسولی و صحابی روایتی میں

شرح عقائد المسلمین کے مصنف فرماتے ہیں

(۱۰) ابوالحسن علیہ السلام نے فرمایا: « هذا المعنى هو هذا المعنى من الاحوال الاخيرة
 معقولوا المعنى وان لم يبلغ احادها احد التواتر شرح العقائد السبعة »
 کہ اس باب (قہر) عذاب وراثت میں اور انہوں نے آخرت میں جتنی احادیث موجود ہیں
 تمام متواتر اعلیٰ ہیں (اگرچہ ان احادیث کے احاد و تواتر نہ پہنچے ہوں)۔

۱۰ حضور پروردگار ﷺ فرماتے ہیں کہ

۱۱) اے رسول اللہ ﷺ استرحوا من البول فان عامة عذاب القبر منه۔
 رسول ربکم ﷺ نے فرمایا کہ پیشاب (کے قطرے) اسے بچاسکے کہ زیادہ تر عذاب قبر پیشاب
 (کے قطرے) اسے نہ بچنے کی وجہ سے دیا جاتا ہے۔

یہ حدیث سے جو احتمال یہ ہے کہ عذاب قبر کے لئے حیات قبر لازم ہے۔
 علامہ نسلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں قبر کے عذاب و راحت کے صرف معزل اور وہ افضل
 قرار دیتے ہیں۔

• انكر عذاب القبر بعض المعتزلة والروافض لان الميت (عندهم)
 حيا ولا حيوة له ولا اذراك فتعذيبه محال۔ صرح العقلاء السلفی ۷۷
 معتزلہ اور وافض قبر کے آرام و راحت عذاب سے الگ کرتے ہیں کیونکہ انکا عقیدہ ہے
 مرنے (کے بعد) نہان مٹی اور پتھر ہیں (انکا یہ بھی کہنا ہے کہ مرنے والا آب (کسی مٹی)
 کھو رہا نہیں سکتا (کسی مٹی کو پالینا بھوسوں کر نا فیرہ)

۱۲ علامہ نسلی رحمۃ اللہ علیہ کہ

اپنی کتاب شرح معانی میں تحریر فرماتے ہیں

۲) عذاب القبر للذکاة والبرین ولنعم عصابة المؤمنین ولنعم اهل الطاعة في
 القبر بما بعلمه الله تعالى وبريد وسؤال متكرر ولنكبر ثابت بالدلائل السمعية
 لانها امور ممكنة احبر بها الصادق علی ما انتظمت به النصوص ... صرح
 معتزلة سنية عند ورحلہ فندی والبرین والعلی وغیرہا

کافروں کو بعض سوئے قسمتیاں کو قبر میں عذاب دیا جائے اور نیک صالح مسلمانوں کو قبر میں
 نعمت و آرام و راحت دیا جائے جس طرح اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے اور جس انداز سے
 چاہے۔ نیز متکرر بھیجے کا سوال، جواب یہ تمام امور دلائل سے ثابت ہیں کیونکہ ان امور ممکن
 ہیں خدایہ تو مجرب صادق سید العالمین ﷺ نے دی ہے۔

۱۳) ان امور ممکن (سے) قیاس (پر) آئن و حدیث کی نص موجود ہے۔

ہے۔ صاحب بھی وہاں سے آگیا ہے کہ ان کے لئے فرمایا
 ہے۔ سب قبریں نکال دیا جائے۔ ان کے پاس سے فرشتے آتے ہیں (فرشتے ان سے پوچھتے
 ہیں کہ یہاں سے کون ہے؟) جن سے ان میں سے کچھ فرشتے پوچھتے ہیں یہ آدمی (دول) اند
 ایترم میں سوٹ کے کئے تھے جن میں وہ صاحب دیا ہے یہ اند کے دول (دول) کہیں
 آئے تھے ہیں جیسے عمر ہوا۔ یہ اند قتلی کے دول ہیں (سودہ کہتا ہے کہ میں نے
 ان کو صحت یمن دیا تھا میں نے اس صاحب کی تصدیق کی تھی کہ یہ اند کے دول (دول) کہیں
 صحت یمن میں کئی ملک دین سے کافر ہے جس آمد میں اند قتلی نے فرمایا ہے)
 اند قتلی یمن میں آیا۔ اند قتلی میں قول ثابت (اند قتلی محمد رسول اللہ) پر
 صحت کا دلالت ہے کہ یہ اند قتلی نے فرمایا کہ آسمان سے ایک آدمی آتی ہے (اسے
 شہید احمد سے بندے سے ہی جاہلہ انکی قبر میں جنتی پھر نے لاکر بچھاوا اسے (قبر میں)
 جنتی لباس پہناوا (انکی قبر میں) جنتی سرور، ان کو لودہ جنتی دروازہ انکی قبر میں کھول دیا
 جاتا ہے حضور ﷺ آتے ہیں کہ قبر میں جنت کی (دل و دل) کو کھول کرنے والی (خوشبوئیں
 راحت ہیں بعض قسمیں ہیں) جس سے وہ غلط فہم ہے)

وہ اند قتلی کو پہنچائی جاتی ہے۔

(پھر انکی ریم ﷺ نے کافروں کی موت کا تذکرہ فرمایا ہے)

فرمایا اللہ کے بن میں لکھائی جاتی ہے کہ ان کو فرشتے انکی قبر میں آتے ہیں اس سے پوچھتے
 ہیں کہ کون ہے؟ ان سے کہتا ہے ہمارے اسوں ہمارے اسوں میں نہیں جانتا کہ میرا کون ہے)
 فرشتے پھر اس سے پوچھتے ہیں کہ میرا کون ہے؟ وہ کہتا ہے ہمارے اسوں، ہمارے اسوں،
 میں نہیں جانتا کہ میرا کون ہے؟ فرشتے پھر اس سے پوچھتے ہیں یہ آدمی (بلند مقام والے
 صاحب مہربان) کہیں ہے؟ ایترم میں سوٹ ہوئے تھے وہ کہتا ہے ہمارے اسوں، ہمارے اسوں
 میں نہیں جانتا۔ یہ جن ہیں انکے آسمانوں سے ایک نداء آتی ہے کہ اس نے صحت یمن
 (اند قتلی قبر میں) جنتی پھرا دیا اور جنتی لباس پہنا دیا جنم کی طرف انکی قبر میں دروازہ
 کھول دیا۔ نئی مہر ﷺ نے فرمایا (انکی قبر میں) جنت کی گرمی (جسم کو جانے والی) اور
 (دل و دھڑانے والی) متعفن ہوا میں لو آتی ہیں حضور پور ﷺ نے فرمایا کہ انکی قبر اس

۱۰۔ انبیاء کرام کا عزارات مقدسہ میں حیا کا ثبوت ہے
 ۱۱۔ مسیحی قدس سرہ نے لیلۃ العید المبرورہ فی المسجد الاقصا قدس سرہ
 حوالہ لہجہ میں تصدیق فرمائی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ۱۱۰۰ مسیحی
 پاک ہے وہ ذات جو نے کیا اپنے محبوب ﷺ کو رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ
 کی طرف لے کر (مسجد اقصیٰ) جس کے ارد گرد ہم نے برکتیں دیکھی ہیں تاکہ ہم دیکھا میں
 (اپنے محبوب ﷺ) کو اپنی آنکھوں، رنگ (ہند) (ہند) (ہند) دیکھنے والا ہے، یعنی وہ اللہ جل
 جلالہ اپنے محبوب ﷺ کے اقوال و افعال کو جانتا ہے۔

۱۲۔ جمال الدین سیوطی رحمت اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ

(۲) یا نعم اللہ تعالیٰ علی النبی ﷺ والاسراء المشتمل علی اجتماعہ بالانبياء (ای
 ما رواہ احمد و مسند احمد و معانی الصحيح کما نقل شیعہ) جلالہ و جعل جلد ۲ ص ۱۱۰ مسیحی
 ہمارے شیخ فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو معراج کی رات لامکاں پر ہذا کر
 یہ بہ اوقات فرماتے انہی اوقات میں سے بھیج انبیاء کرام سے ملاقات بھی شامل ہے اور تمام
 انبیاء کرام بہت ملاقات اپنے اجسام و ارواح کے ساتھ حاضر تھے تمام انبیاء کرام علی
 علیہم الصلوٰۃ والسلام کو معراج کی رات بھی اجسام و ارواح کے ساتھ ہوا۔ حضرات انبیاء کرام
 سے حیات طیبہ کی شمع کھل چکی تھی، ملاقات فی القبر ملاقات سے بعد قبر میں حیات
 ثابت ہو گئی۔

۱۳۔ جمال الدین سیوطی رحمت اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ

۱۰۔ و عروجه الی السماء و رؤیہ محمد بن المسلمون و مناجاتہ تعالیٰ لیلۃ ﷺ لیل التبت
 بالرفیق و عروجه الی حق الحمد و حق الغل یصح حاکمہ عن منہی طرفہ فر کتبہ فساوی
 (۱) اوقات معراج کی رات اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ سے ان میں سے لڑھکی اللہ
 ﷺ کا آسمان پر نکال دیا ہے جلالہ عالم ملکوت کے چارہات کو دیکھتا ہو رہا ہے۔ ہم جمل جلالہ
 سے مناجات کرتے (بھی شامل ہیں) حضور پناہ ﷺ فرماتے ہیں کہ مجھ سے پاں سفید رنگ
 کا بھائی آیا ہے، خود (گوشت) سے بڑا اور ٹھکڑے چھوٹا تھا (ایسا بھائی) کہ اس کا ایک قدم حدنگاہ
 تک جاتا تھا۔ میں اس پر سہرا ہوا (میں و ایکب لڑھکی مر کب) اسودہ لکھنے لے گیا۔ حوالہ

✽ صاحبِ تفسیر سادہی رحمت اللہ علیہ لکھتے ہیں ✽

۱۔ ابو عبد اللہ موسیٰ الکتاب قلاتکس فی صریحہ من لغتہ (او قد الضیالۃ الاسراء جلا فی السجدۃ ای فی الارض عبد الکلیب الاحمر و هو لما تم یصلی فی قبرہ و فی السجدۃ السابعة کما رویدہ الحدیث ص ۱۰۷)

تحقیق ہم نے موسیٰ (حبہ السلام) و کتاب دہی سوا (تہذیب علیہ السلام) جو کتاب تواریخ طبری لکھی اس میں ایک نہ سارا دونوں حضور پروردگار ﷺ پر موسیٰ علیہ السلام کی معراج کی رات ملاقات ہوئی۔

(حضور پروردگار ﷺ فرماتے ہیں معراج کی رات جب یہ آنگذ تھکب اخمر و اس نیر سے پاس سے ہوا تو میں نے موسیٰ علیہ السلام ہاں کعبہ میں کھڑے ہو کر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اور جب حضور پروردگار ﷺ بیت المقدس پہنچے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی بقیع امیہ کرم علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کے بیت المقدس میں استقبال کیلئے حاضر ہیں) اور جب حضور پروردگار ﷺ چلے آسمان پر پہنچے تو وہاں پر بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی) اس طرح کہ احادیث میں وارد ہے۔

۲۔ میں (طبری شریف لکھتے ہیں کہ اللہ جل جلالہ کے رسول ﷺ کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ (کتاب احمر) اس ملاقی ہوا اور یہ بیت المقدس میں بنی بقیع امیہ کرم علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ملاقات ہو کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ چلے آسمان پر ملاقات کرنا اس بات کی قوی دلیل ہے کہ تمام امیہ کرم علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام اپنے عزرائل مقدس میں صحیفہ حسانی زندہ ہیں۔

✽ صاحبِ تفسیر خازن رحمت اللہ علیہ لکھتے ہیں ✽

۱۔ عن امیرِ دینی اللہ تعالیٰ عہ فال قال قال رسول اللہ ﷺ لعلہ صریحاً ہی دلیل موسیٰ علیہ السلام یصلی فی قبرہ فی کتب الاحمر

حازر حلدت سجدہ ۱۰۶، عالم ج ۵، ۱۰۸، صریح ج ۲۹۲، بخاری معراج ۵۹

حضرت امی کے مرنے سے کہ حضور پروردگار ﷺ نے فرمایا آپ ﷺ کو (معران کیلئے) لے
جوا کہ بیت المقدس میں جاتے ہوئے آپ ﷺ نے کھنڈ (خضر) لال (نیلہ) میں (حضرت)
سوی علیہ السلام، اپنی قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔

ی حدیث مبارک سے بھی حیات نبیہ کرام علیہا علیہم الصلوٰۃ والسلام ثابت ہوئی

﴿حضور پروردگار ﷺ فرماتے ہیں﴾

وَحَيٍّ مِّنْ هَرَبَةِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَمَّا رَأَى فِي الْحَجَّوْرِ قَبْرِي تَسْلُكِي عَنِ
مَسْرَايَ فَسَلَّكَنِي عَنْ أَشْيَاءَ مِنْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ لَمْ أَتِهَا فَكُفِّرْتُ كُتُوبًا مَّا تُكْرِمُ مَنْظَرُ
فَرَعِدَ اللَّهُ نِي أَنْظِرَ إِلَيْهِ مَا يَسْأَلُونِي عَنْ شَيْءٍ إِلَّا أَنَا نَهَمْتُ وَقَدْ رَأَيْتُ فِي جَمَاعَةٍ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ
فَأَمَّا مَوْسَى فَأَتَانِي بِصَلَاةٍ مِنْ حَضْرَتِ جَعْدٍ كَلَّمَنِي فِي رَحَالِ شَوْءٍ فَأَوَدَّعَنِي فَأَتَانِي بِصَلَاةٍ
(وَأَمَّا إِبْرَاهِيمُ فَأَتَانِي بِصَلَاةٍ فَحَاضَتْ الصَّلَاةُ فَأَمَّتْهُمْ بِرُؤُوسِهِمْ مَدِينَةُ مَعْرَانَ ۝۱۰)

۱۰۔ حضرت امیر مزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پروردگار ﷺ نے فرمایا (معران)
کے سورے قریب میں نے اپنی معراج کا اعلان کیا تھا جس وقت آپ ﷺ نے اپنے کو عظیم کعبہ میں
دیکھا آپ ﷺ نے میرے معراج کے بارے میں سوالات کر رہے تھے قرآن نے مجھ
سے بیت المقدس کی ایسی اشیاء کے بارے میں سوالات کئے جو مجھے یاد نہ رہی تھیں،
میں اتنا شکین ہوا جتنا ابھی نہ ہوا تھا تو اللہ نے

بیت المقدس میرے سامنے مودا میں بیت المقدس کو دکھ رہا تھا وہ جس چیز کے بارے میں
مجھ سے پوچھتے تھے میں انہیں بتا دیتا تھا میں نے اپنے آپ کو نبیوں کی جماعت میں دیکھا۔
میں نے دیکھا کہ سوی علیہ السلام (اپنی قبر میں) کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے ہیں ۱۰ درمیان قد
تھوڑے ہیں ہلکے ہیں (نیلہ) شہوے لوگوں میں سے ہیں (میں نے دیکھا کہ عیسیٰ
علیہ السلام کھڑے نماز پڑھ رہے تھے میں نے دیکھا کہ (حضرت) ابراہیم علیہ السلام کھڑے
نماز پڑھ رہے تھے یہ نماز کثرت آہد قومیں نے ان کی راست کی۔

۱۱۔ میں (مفتی شمس گل) کہتا ہوں۔ منہج باحدیث سے بھی حیات نبیہ کرام علیہا علیہم
الصلوٰۃ والسلام کا اپنی قبر میں حیات ثابت ہوئی جبکہ یہ تمام حیات نبیہ کرام علیہا علیہم
الصلوٰۃ والسلام قرآن سے بہت پہلے اس دنیا کے وقت فرماتے تھے، (سوائے سیدنا عیسیٰ

علیہ السلام سے) کہ حضور پر ﷺ ایسا کرنا علیہا علیہم الصلوٰۃ والسلام پائی
 قبر میں حالت قیام میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا گیا کہ قوی ہوتا ہے پھر قیام (برق)
 دیکھو یہ کہ ایک ہنرمندوں کا اجتماعی کام ہے اور شاید ضرور قبروں میں ایسا کرنا علیہ
 علیہم الصلوٰۃ والسلام ثابت تو انکی مہارت فی ہنر بھی ثابت۔

۴۔ حضور پر ﷺ فرماتے تھے:

(۱) احسن الیث بیت المقدس لم یطعت الدابة والحلقة التي تربط فیہا الانبیاء علیہ
 السلام) تم دعوتِ نصیبت فیہ رکھی۔ (اسی اعلیٰ بالانبیاء والملائکۃ)۔ (بخاری ج ۲ ص ۱۰۲)
 (صی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ جب میں مکہ شریف سے باقی ہوا ہوں یہاں تک کہ میں بیت
 المقدس آیا کیا سو میں نے برقی سے تھک کر سے باہر جا میں جھٹکے سے ایسا پائی ساریاں
 (بالہا) کرتے تھے۔ ۴ میں بیت المقدس میں داخل ہوا میں نے تمام انبیاء و ملائکہ و درویش
 نماز پڑھائی۔

۵۔ میں (مفتی ثناء اللہ گل) جہاں میں مندرجہ بالا حدیث سے بھی نسخ ایسا کرنا علیہا علیہم
 علیہم الصلوٰۃ والسلام کا پائی قبر میں زندہ ہوتا ثابت ہو گیا۔ جبکہ یہ تاہ ایسا کرنا علیہ
 علیہم الصلوٰۃ والسلام ہنر معراج سے بہت پہلے (اس دنیا) سے رحلت فرما گئے تھے
 ۶۔ حضور پر ﷺ فرماتے تھے:

۱۔ تم خبرت فحقی جبرائیل علیہ السلام سامعہ حمرو اداء لیس فاحداث النفس فان
 حمر ائیل علیہ السلام احست الفطرة له عرج صی الی السماء الدنیا فاستفتح
 حمر ائیل علیہ السلام قبل من امت قال حمر ائیل علیہ السلام قبل ومن معک قال
 محمد ﷺ قبل ولقد ارسل قال ولقد ارسل الیہ لفتح لنا قال لا یادم علیہ السلام
 الطحاحہ انی لقاء آدم امر ورحہ وحسبہ معا حمل ۲ ۱۱

۲۔ میں لقا تو جبرائیل علیہ السلام سے مجھے شراب (شرابِ جنت) اور روح فطریہ کی۔ میں نے
 ۱۱۔ کہا کیا لیا۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا آپ نے فطرۃ (اسلام) کو اختیار کیا۔ کہ مجھے
 ۱۲۔ سن کی طرف پہنچا گیا۔ سو جبرائیل نے (بابِ معرفتِ ہدایت) کی (اما سورہ) فرشتوں سے

پچھونے کے بعد علی علیہ السلام نے کہا (میں) ہجرت کر رہا ہوں (مگر فرشتوں نے کہا) تمہارے
ساتھ وہاں سے ہجرت کرنے کے لئے (میرے ساتھ چنانچہ سیدہ) ام (رسول اللہ ﷺ) آپس
لے گئی انکی یہ کیا ہے۔ کہا ہوا۔ تو وہ دوبارہ (باب المعراج) کھولا گیا (جب میں پہلے آسمان
میں اٹھ گیا ہوں) میری ملاقات (حضرت) آدم علیہ السلام سے ہوئی (آدم علیہ السلام روح
نور سے ساتھ موجود تھے)۔

تیسری رسالت کے پہلے مندرجہ بالا حدیث سے بھی صحیح انبیاء کرام علیہم السلام
الصلوات والسلام کا زائد ہونا ثابت ہو گیا (نیز) حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے آسمان
پر دوبارہ ملاقات الی نجات وغیرہ کی قوی دلیل ہے۔

مصابہ تفسیر میں فرماتے ہیں کہ

(۹) کعبۃ الانبیاء الیسی ذکر ہم فی السنوات السبع لاجتماعہم کذلک فی
حسبۃ الانبیاء فی بیت المقدس لیسعة هؤلاء المذكورین الی السموات جعلوا
لو جمعہم فیہما الحکم والمصالح تفسیر مجمل جلد ۲۔ ۶۱۱۔

قال حواری ہذا یوکر آدم لیسلم علیہ وسلم علیہ فرد السلام ولال موحیہا لالین
المصالح والیسی المصالح۔ بخاری۔ باب المعراج۔ ۵۹۔

نہ انبیاء ام کا ذکر (جنگا کر میں اپنی اس تفسیر میں) آگے چل کر کرنے والا ہوں چکے
ساتھ حضور پر نور ﷺ کا ساتوں آسمانوں میں ملاقاتیں ہوئیں (حالاں کہ) یہ انبیاء کرام بیت
القدس میں دیگر انبیاء کرام کے ساتھ موجود تھے۔ مگر ان انبیاء کرام کا ساتوں آسمانوں پر حضور
پر نور ﷺ سے پہلے پہنچ جانا وہاں جلا کی حکمت و مصلحت سے غفلت نہیں رہتا۔ حضور پر نور
ﷺ ملتے جلتے میں پہلے آسمان پر پہنچا تو ہجرت انیل سے کہایہ آدم (علیہ السلام) ہیں جو آپ کے
جواہر (اور) ہیں نہیں سلام فرما میں دوسری نے سلام کیا اور انہوں نے میرے سلام کا جواب
دیا۔ نیز یہ بھی کہا۔ خوش آمد۔ ایسے عظیم المرتبت محبوب جاسنے والے غیب جاننے والے
صالح اور نہ خوش آمد یہ کہتے ہوں۔

تیسری رسالت کے پہلے مندرجہ بالا حدیث سے بھی صحیح انبیاء کرام علیہم السلام
الصلوات والسلام کا زائد ہونا ثابت ہو گیا (نیز) حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے آسمان
پر دوبارہ ملاقات

اور حضرت آدم علیہ السلام کا حضور نبی کریم ﷺ کا سوا رہا البتہ آپ دنیا کی دوسری آدم علیہ السلام کا حضور پر نور ﷺ کو خوش آمدی کہیں۔ نبی کریم حضرت آدم علیہ السلام کی حیثیت طیبہ (بہرہ نجات) کی قوی دلیل ہے۔ (نبی کا فتویٰ معنی ہے فیہ کی خبریں)۔ یہ ہے (۱۰)

﴿حضور پر نور ﷺ فرماتے ہیں﴾

(۱۰) انہ عرج بنالی السماء الثالثة فاستفتح حمر ایل قلیل من اب قال حمر ایل قلیل ومن معک قال محمد ﷺ قلیل وقد بعث الیه صلح لیلان العباسی حلالہ یحیی وعسی قال هذا یحیی وهذا عسی فسلم علیہما فسلمت فردا انہ قال مر حیا ملاح الصالح والسی الصالح بخاری جلد ۲ ص ۵۹

پھر مجھے دوسرے آسمان کی طرف بھیجا گیا۔ حمر ایل (باب احمر)۔ پھر وہی فرشتوں نے پوچھا کون، حمر ایل علیہ السلام نے کہا میں (جو ایل) ہوں (پھر فرشتوں نے کہا) تمہارے ساتھ کون ہے، حمر ایل نے کہا میرے ساتھ سین (جو اس سے صلح کرتا ہے) کہا گیا انہیں بد گیا ہے، کہا ہاں تو فرشتوں نے (ادارہ) (باب احمر)۔ سو مجھ کی ملاقات (حضرت) یحییٰ اور عسی سے ہوئی جو آپ میں خالد بھیجے ہیں۔ جو ایل کے مانع ہیں سلام کیجئے سو میں نے انہیں سلام کیا پھر انہوں نے مجھے خوش آمدی کہا اور ہاتھ خوش آمدی۔ صالح بھائی اور نبی صالح ﷺ (نبی کا فتویٰ معنی ہے فیہ کی خبریں)۔ یہ ہے (۱۱)

﴿حضور پر نور ﷺ فرماتے ہیں﴾

(۱۱) انہ عرج بنالی السماء الثالثة فاستفتح حمر ایل قلیل من اب قال حمر ایل قلیل ومن معک قال محمد ﷺ قلیل وقد بعث الیه صلح لیلان العباسی حلالہ یوسف علیہ السلام قال هذا یوسف علیہ السلام فسلم علیہ فسلمت فردا انہ قال مر حیا ملاح الصالح والسی الصالح بخاری جلد ۲ ص ۵۹

پھر مجھے تیسرے آسمان کی طرف بھیجا گیا۔ حمر ایل (باب احمر)۔ پھر وہی فرشتوں نے پوچھا کون، حمر ایل علیہ السلام نے کہا میں (جو ایل) ہوں (پھر فرشتوں نے کہا) تمہارے ساتھ

[illegible]

لا تصور یہ ہو سکتا ہے کہ

ثم خرج بنو النضير إلى السماء الرابعة فاستفتح جبرائيل فقبل من تحت قال جبرائيل قبل ومن
بعك فان محمد ﷺ قبل وقيل ارسل اليه فتفتح لنا فاذا انما يا خريس عليه السلام
قال هذا خريس عليه السلام عليه قسمت لردكم قال مرحبا بالاح الصالح
والنبي الصالح بحار جلد ٢ ٥٩

[illegible]

سے پڑھتے آسمان پر دوبارہ ملاقات حضرت ابراہیم علیہ السلام (مختصر) ۱۰
 ۱۱ انکار جواب درجہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مختصر پڑھنے والوں کے لیے ہے۔
 ۱۲ نبی مہاتمات حضرت ابراہیم علیہ السلام کی حیات عظیمہ (ملاقات) کی قومی اہمیت ہے۔
 (نبی کا لغوی معنی ہے قریب کی خبریں دینے والا)
 کا مختصر پڑھنے والے کیلئے ہے۔

۱۳ اہم عروج نبی القیام العظمیٰ لاسلطع جبرائیل قلیل مرآت قال جبرائیل قلیل ومر
 معک قال محمد ﷺ قلیل وقد ارسل الیہ فیصلح لہ الاطالانہاروں علیہ السلام قلیل
 ہذا اہلاروں علیہ السلام قلیل قلیل مرآت قال مرآت بالاج الصالح والسی
 الصالح... بہ عاری جلد ۲ ۴

پھر مجھے پانچویں آسمان کی طرف بھیجا، سو جب نیکی نے لایا، وہ نبی ابراہیم کی وقت
 نے پوچھا کون ہے جو ان کی علیہ السلام نے کہا (اے نبی) میں (ملاقات) سے کہتا ہوں
 ساتھ کون ہے جو نیکی نے کہا میرے ساتھ میرا رسول اللہ ﷺ آیا ہے یہاں تک کہ
 کیا ہے۔ کہا "ہاں" تو فرشتوں نے ہوا (اب ابراہیم) اور نبی (حضرت ابراہیم)
 (علیہ السلام) سے ہوئی جو نبی نے کہا ان کی سلام کہے سو میں نے ان کی سلام کیا ہوں
 نے میرے سلام کا جواب دیا اور مجھے خوش آمدید کہا اور کہا خوش آمدید ہو صاف بھروسہ
 نبی صالح ﷺ کو۔

۱۴ شیخ رسالت کے پروردگار نے ہر ایک کے لیے احکام مقرر کیے ہیں اور علیہ السلام
 الصلوٰۃ والسلام کا ذکر ہوتا ہے کہ ان کے احکامات ہزاروں علیہ السلام سے بڑے ہیں۔
 آسمان پر دوبارہ ملاقات حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مختصر پڑھنے والوں کے لیے ہے۔
 دینا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مختصر پڑھنے والوں کے لیے ہے۔
 ہزاروں علیہ السلام کی حیات عظیمہ (ملاقات) کی قومی اہمیت ہے۔
 (نبی کا لغوی معنی ہے قریب کی خبریں دینے والا)

ۛ حضور پروردگار ﷺ فرماتے ہیں ۛ

ثم عرج ساقی السماء السابعة فاستفتح حورائیل طفیل من امت قاتل حورائیل طفیل ومن معک قال محمد ﷺ طفیل وقد اوسل الیه ففتح لافان الیٰ موسیٰ (علیہ السلام) قال حد موسیٰ علیہ السلام فسلم علیہ فسلمت فردثم قال مرحبا بالابن الصالح والنسب الصالح

بحاری جلد ۲ ص ۵۹

پھر مجھے پہنچے آسمان کی طرف پہنچا کیا سو جبرائیل نے (باب المروج پر دستک دی فرشتوں نے پہنچاؤں جبرائیل علیہ السلام نے کہا میں کچھ انکل نہیں) پھر فرشتوں نے کہا تمہارے ساتھ کون سے جبرائیل نے کہا میرے ساتھ سینا (کھلا) رسول اللہ ﷺ ہیں کہا کیا انکل ملایا گیا ہے کہا ہیں فرشتوں نے درود (باب المروج) کھولا (بحری ملاقات) حضرت موسیٰ (علیہ السلام) سے سوئی جبرائیل نے ہاتھیں سلام کیجئے سو میں نے انکل سلام کیا انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا اور مجھے خوش آمد کہا اور کہا خوش آمد ہو صاحب بھائی اور نبی صاحب ﷺ کہ

شیخ رسالت سے پروردگار ﷺ ہر حدیث سے بھی تسبیح عباد کرام علی نبیا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کا ذکر ہوتا ثابت ہو گیا (یا) حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پچھنی آسمان پہنچا ملاقات حضرت موسیٰ علیہ السلام کا حضور نبی کریم ﷺ کا سلام کرنا انکا جواب دینا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا حضور پروردگار ﷺ کو خوش آمد کہنا صاحب نبی کہنا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حیات حبیب (بعدالوقت) کی قوی دلیل ہے۔

(نبی کا لغوی معنی ہے نبیب کی خبریں دینے والا)

ۛ حضور پروردگار ﷺ فرماتے ہیں ۛ

ثم عرج ساقی السماء السابعة فاستفتح حورائیل طفیل من امت قاتل حورائیل طفیل ومن معک قال محمد ﷺ طفیل وقد اوسل الیه ففتح لافان هذا ہو کبر ابرہیم علیہ السلام فسلم علیہ فسلمت فردثم قال مرحبا بالابن الصالح والنسب الصالح بحاری جلد ۲ ص ۵۹

پھر مجھے ساقی آسمان کی طرف پہنچا کیا سو جبرائیل نے (باب المروج پر دستک دی فرشتوں نے پہنچاؤں جبرائیل علیہ السلام نے کہا میں کچھ انکل نہیں) پھر فرشتوں نے کہا تمہارے ساتھ کون

واما (الاغاثہ) (من) الاولیاء: وہی کرامۃ لہم برص ۲

وہاں الشیخ الرملی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہ الاشیاء یعنی التکرامات مشاہدہ
 لایسکس اسکا حوالہ دے مفسدہ ثبوت کراماتہم فی حیاتہم وبعد وفاتہم ولا یقطع
 بمرتبتہم الی آخرہ ائمہ فلل شیخ محمد الشوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فی توضیح
 لحدیث المذکورہ وعلیہ الامر طاعہم غی من طلب الدلیل ان الطلب لذلك انما یصدر
 من جاهل معاند حاسد لایبغی الیہ لایعزل فی التحقیقات الشرعیۃ علیہ
 استہت ہتوی: الشمس الشوری المصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ الی
 نقلہ اسیدی الشیخ عبد العسی النابلسی شواہد الحق ص ۵۵-۵۶۔

شیخ یوسف بن اسماعیل الشیحانی میں فرماتے ہیں کہ

سوال کیا اولیاء اللہ کی کرامات و تعارفات وفات کے بعد منقطع (ختم) ہو جاتی ہیں۔ یا نہ؟
 جواب حضرت علامہ شوری رحمت اللہ تعالیٰ علیہ جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اولیاء اللہ
 کی کرامات اور ان کے تعارفات وفات کے بعد بھی ختم نہیں ہوتیں، نیز اولیاء اللہ کا وسیلہ
 جائزہ اور انبیاء کرام و مرسلین نظام علیہم السلام و صالحین علماء کرام سے استفاض (فراہ)
 مدد لینا وفات کے بعد بھی جائز ہے کیونکہ معجزات انبیاء کرام و کرامات اولیاء اللہ وفات کے
 بعد منقطع نہیں ہوتیں، مادہ ص ۱۱۱ میں آیا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قوم میں
 حیات میں وہ اپنے حشرات میں نمازیں پڑھتے ہیں اور حج کرتے ہیں، سو انبیاء کرام سے
 استفاض (فراہ) اور اولیاء اللہ سے استفاض (فراہ) اور اولیاء اللہ کا وسیلہ (کا) اور انبیاء کرام
 کا معجزہ ہوگا اور اولیاء اللہ سے استفاض (فراہ) اور اولیاء اللہ رحمت اللہ علیہم
 کا وسیلہ کا ادا کرنا اولیاء اللہ کی کرامت ہوگی۔

شیخ ربی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

کرامات اولیاء اللہ از قبیل مشاہدات کے ہے۔ ایسے مشاہدات جو حقیقیات میں سے ہیں
 سائنس سے انکار ممکن ہے۔ ہم اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ اولیاء اللہ کی کرامات فی
 الحیاۃ (زندگی میں) اور بعد الممات (وفات کے بعد) ثابت ہیں۔

حضرت علامہ شیخ ربی رحمت اللہ علیہ اپنے فتویٰ کے آخر میں تحریر فرماتے ہیں۔

الکات لویا۔ بعد میں الحفظ لغوی (موسسہ المصنف) اوقات کے بعد ایسا مر غایب (منجی)
نہایت اس سے صرف وہ شخص اللہ رکھتا ہے جو بے حد حق و عادل ہو گا کرے
وہ اس ذات ہی نہیں۔ انکی طرف الکات کی جائے نہ انکی حقیقت (خیر کا اپ) پر مبنی
اعتقاد یا جائے عمار شیخ عبداللہ الالبانی نے یہ فتویٰ حضرت علامہ شیخ محمد شوری رحمت اللہ
علیہ کے فتویٰ سے حرف بحرف نقل کیا ہے۔

جوہر علی خان کی رسالت و تولد اللہ ہے

کی باتوں سے باطل نہیں ہوتیں

أصرح في هذه الخطة بأن رسالة الرسول لا تخطئ بكونه

دوسری مثال: کئی اوقات سے باطل (فہم) نہیں ہوتی۔

٢٠ فقد انادى امر المستعصى في القون بانقطاع الرسالة يا لموت حياض الامم
ثاني جلد ٢ عا ٢٤

ملات کے بعد اسات منقطع ہونے کی بات اجماع امت کے خلاف ہے۔

۳۔ المنصوح بہ فی کتاب اللہ لا تعزونی اعمال الناس والجماعۃ وکتب اصحابہ فی الرسالۃ
لا یستطیع بالقرآن ان لا یشیاء علیہم السلام انیاء فی قبورہم۔ حشر جلد ۳ صفحہ ۲۲۰
یہ جیسے وجماعت یہ شعر ہی دلت ہے کہ ان کے شاگردوں نے اپنی کتابوں میں تصریح
فرمائی ہے کہ مرسلین حذو ں رسالت انکی رحلت فرما جانے کے بعد منقطع نہیں ہوتی کیونکہ انیاء
کو اہ علیہم السلام اپنی رسالت سہا کہ میں زندہ ہیں۔

طالع شامی کہتے ہیں کہ

وواصل إلى الامام الأشعري رحمه الله عليه من الامكان فهو القراء ويهدان وقد اقليم
السكون على امره ، ذلك الامام اعزاف ابو الحسن القشيري رحمه الله تعالى عليه في
كلمة شكرية له وكذا في ذلك الامام السكون في حلفات الكبرى في امر حبه
الأشعري خاصي جلد ٣ عايد ٤٣

نص میں ہے کہ یہ شعرنی موت بعد نصیب سے میں ہارے لہا ہے کہ لہا شعرنی لالت اولیاء
بصاحب (۱) ہے۔ موت وصال سے بعد (۱) شعرنی لالت ہے۔ یہ لہا صاحب ہا الف

وہ کتاب (تہمت لکھ کر) کتابِ جہنم کی رحمت اور مدد ہے۔ اہل کتاب فہمات میں ہیں یہاں
حضرت امام اشعری کی تعریف و تہنیت بیان کی ہے اس مقام پر اس فقرہ کی تفسیر
سے ترید ملی ہے۔

امام حاکم ہند حضرت امی القاسم القنبریؒ نے اپنی کتاب مشکوٰۃ فعل السنہ میں (موردہ رحمہ)
کہا ہے اس بات کی تحت تردید فرمائی ہے کہ امام اشعری انکاری تھے (پھر امام اشعری
رحمت اللہ علیہ ثابت نے قائل تھے کہ رسالت اور رسالت طاعت کی وجہ سے منقطع نہیں ہوتے)
صاحب ثمة الرعاۃ لکھتے ہیں:

(۵) وقد عطف من لوراء الرسالة (۱) بالقطعت بمرونة لان الرسالة لا تلتصق
بالموت بل وكذا لولاية وجميع المنكارة الدينية كيف والاسماء احياء في
ليورهم عمدة الرعاۃ جلد ۲ ص ۳۵۴

جس نے یہ کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی رسالت وصال ہی وجہ سے منقطع نہ ہو سکتی ہے۔
نقل کیا میں نے کہ نبوت و رسالت سبب وصال منقطع نہیں ہوتی اس کی طرح ولایت و رسالت
اللہ (اکبریت اہلباء اللہ) بھی وصال سے منقطع نہیں ہوتی اور جمع مکارم و غیرہ (اللہ اعلم)
کی وجہ یہ ہے کہ حضور پر نور ﷺ روزِ طہریش زندہ ہیں۔

..... میں (مفتی شافعی گل) کہتا ہوں کہ تمام اہل قہور قبروں میں زندہ ہیں۔ جیسے کہ
میں پہلے قرآنِ وحدیث کی روشنی میں بیان کر چکا ہوں۔ تو ثابت ہوا کہ حیات فی القبر
خام ہے تو حکم بھی عام ہوا (یعنی حیات قبر میں سب سے لئے) پھر انبیاء کرام و اولیاء اللہ
تو اعص الحوائص ہیں (وہ کیسے اپنے حشرات میں حیات نہ ہو گئے بلکہ وہ تو اطرین
اولیٰ زندہ و حیات ہیں)

(۶) وصاف محمد الارضول (ابی لاروب محمود) (الہی) ولیکن بحسب علیا
لعظیمة واحمر امة حیا و میتا واعطادان مع حراۃ مافیۃ واتساعہ وطاعتہ
سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ رب تعالیٰ کے بندے ہیں معبود نہیں۔ ہم
پر کاد و عالم ﷺ کی تعظیم و احترام ہر حال میں فرض ہے۔ چاہے سیدنا محمد ﷺ عسلیہ
دنیا میں ہوں یا عالمِ برزخ میں۔ نیز مسلمانوں پر حضور پر نور ﷺ کی اطاعت و تہجد واجب

ہے حضور درجہ کمال کی طرف اہل بیت (علیہ السلام) ہیں جس طرح پہلی نبی میں
تھے ان پر چند اہل بیت (علیہ السلام) کے ذریعے سے ہے۔

﴿ علامہ مصطفیٰ رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں ﴾

قد بصر عینیں میں جہان کی آیت ہے

اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھل و ہوس ہے،

یہ ہے میں نے دیکھا کہ اہل بیت (علیہ السلام) سے اہل بیت (علیہ السلام) ہیں

انہیں میں نے دیکھا کہ اہل بیت (علیہ السلام) سے اہل بیت (علیہ السلام) ہیں

ہاں یہ اہل بیت (علیہ السلام) ہیں۔ انہیں میں نے دیکھا کہ اہل بیت (علیہ السلام) ہیں

یہ ہیں انہیں میں نے دیکھا کہ اہل بیت (علیہ السلام) ہیں

قد بصر عینیں میں جہان کی آیت ہے

اے اہل بیت (علیہ السلام) لا رحمہ اللہ علیہم ○ ولہ بصر لا یحسدک

یہ دیکھ کر کہ میں نے دیکھا کہ اہل بیت (علیہ السلام) ہیں

یہ دیکھ کر کہ میں نے دیکھا کہ اہل بیت (علیہ السلام) ہیں

یہ دیکھ کر کہ میں نے دیکھا کہ اہل بیت (علیہ السلام) ہیں

یہ دیکھ کر کہ میں نے دیکھا کہ اہل بیت (علیہ السلام) ہیں

یہ دیکھ کر کہ میں نے دیکھا کہ اہل بیت (علیہ السلام) ہیں

﴿ علامہ مصطفیٰ رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں ﴾

اے اہل بیت (علیہ السلام) والسلام علیہم وعلیٰ آہل بیتہم وعلیٰ علیہم السلام

اعطیہم فی کل شیء من اللہ ورسولہ وعلیٰ علیہم السلام وعلیٰ علیہم السلام

یہ دیکھ کر کہ میں نے دیکھا کہ اہل بیت (علیہ السلام) ہیں

یہ دیکھ کر کہ میں نے دیکھا کہ اہل بیت (علیہ السلام) ہیں

یہ دیکھ کر کہ میں نے دیکھا کہ اہل بیت (علیہ السلام) ہیں

عراق کی سید عالم رحمۃ اللہ علیہ کے بعد کسی کو قلع نہیں پہنچا سکتے، زیادہ یہ ہے، کہ فکر موجود ہے۔
 یہودیوں کے لوگوں کی طرف سے، تو وہ شخص کہہ رہا ہے کہ دوسرے مسلمانوں کی جگہ گنہگاروں سے
 ۱۸۲۔ عیادتی۔ ۱۸۲

مختلف کتاب فراموشی کا ذکر مطلقاً اعمامہ سرحد مطلق شائستہ کی رحمت اللہ علیہ۔
مفسر پروردگار کی حیات اتمہ و حیات فی القصر کے غیر (بہتر ہونے کی وضاحت۔ لے
ہوئے تقریر کرتے ہیں) کہ سرکارِ عالم جلالت نے فرمایا کہ میری حیات تمہارے لئے بہتر ہے
سے مراد یہ ہے کہ تم دنیا میں اپنے مسائل مجھ سے پوچھتے رہو گے میں بیان کرتا ہوں
کا۔ اور جو بدذوق میں تمہارے احوال مجھ پر پیش ہو گئے تمہاری نیلیوں پر میں اللہ تعالیٰ
جس جلال کا شکر۔ کہوں گا اور تمہارے گناہوں پر اللہ تعالیٰ جل جلالہ سے تمہارے
واسطے مغفرت طلب کروں گا قرآن الیم کی آیات حضور جلالت کی حیات فی القصر پر اہل
ہیں کیونکہ سرکارِ عالم جلالت کی احاطت پر رہنے میں نیز حضور پروردگار جلالت کا ہونے کے لئے
ہر زمانے میں رحمت ہوں حضور پروردگار سے پہلے فرماتے سے بعد میں حیات فی القصر پر
دائستہ میں ہیں۔ نیز حدیث رسولی جلالت فرماتا ہوا بھی حیات فی القصر پر دائستہ برقی ہے

حضرت محمدیہ کے مصنف رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں:

الولاية لا تقطع بالموت كما ان النوة لا تقطع بالموت.

(۷) جس طرح انبیاء کریم علیہم السلام نے نبوت و ملت فرمانے کی وجہ سے منقطع نہیں ہوئے۔
اسی طرح اہلبیت علیہم السلام نے ولایت بھی اقبال سے منقطع نہیں ہوئی۔

(٨) عن أبي البرداء رضى الله تعالى عنه قال قال رسول الله ﷺ أكثر الصلوة على يوم الجمعة فانه منه يوم يشهده الملائكة وان احدا يصلى على الاعرجت على صلاته حتى يرفع يدها قال قلت وبعد الموت قال ان الله حرم على الارض ان تأكل

۱۰۳۔ حسد الانبياء فسی اللہ حتی یورثی ۱۰۴۔ امر ماہم ثم مدکوا لعل حسد ۱۰۵۔

۱۔ میں جبکہ دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میری فحش کیا جاتا ہے۔ دعویٰ کرتے ہیں۔
 ۲۔ ہمارے دس لاکھ روپے آپ اللہ تعالیٰ پر دعا فرمائیے (آوردہ کسی پر بھیجیں) حضور
 پر۔ حضرت نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے زمین پر انبیاء سے جسوں کو لکھا کہ حرام کر دیا ہے، وہ اللہ
 تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں جہنم میں بھیجے (اپنے نبی ﷺ کو قبر میں لے کر ذوق عطا فرماتا ہے
 ۳۔ عجیب باتیں سرورِ عالم ﷺ کے اصحاب حدیث مذکورہ میں الفاظ (حسنیٰ) مذکور
 سے عذوق۔ رتی کیا جاتا ہے عرصت۔ کچھ پریشانی ہوتی ہیں) اس بات کی دلیل ہیں کہ
 حضور پر ﷺ سے اللہ تعالیٰ میں دعا ہے۔

بعض پڑوسی فرماتے ہیں:

١٠ بعض أوس من أوس رضى الله تعالى عنه قال قال رسول الله ﷺ إن من أفضل أيامكم يوم الجمعة فيه خلق آدم وعليه السلام وفيه الفصح وفيه الجمعة الأولى وفيه الجمعة الثانية وفيه الصفقة لأكثر وأعلى من الصلوة فيه فإن صلواتكم معروضة على ملائكة رسول الله ﷺ وكهف تعرض صلواتك عليك ولقد أرميت قال يقولون بل إن قال الله تعالى حرم على الأوس إحسان الأشياء

[illegible][illegible]

حضرت علامہ امام قسطلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں :

(۱۰) قد قال علماء الفرق بين موله وحباله صلى الله عليه وسلم في مشاهدته لامته معرفته باحواله ونسبتهم وعصرتهم وحوالهم وذلك حيلي عنده لا حياء به
معلوم برضاه عنكم لموافق الامم القصور

علماء حقدین نے فرمایا ہے کہ حضور پورہ زندگی میں حیات عظیم نورانی (نور) فرمایا جس میں ان کی
نہیں۔ حضور پورہ زندگی میں جس طرح پہلے اپنی امت کا مشاہدہ فرماتے تھے اسی طرح ان کی امت
مشاہدہ فرماتے ہیں۔ نیز جس طرح نورانی حیات عظیم میں امت سے ان کی امت
بخواطر سے پہلے واقف تھے اسی طرح ان کی امت واقف ہیں

اس لیے ساطع انور ﷺ شافع ہد النور ﷺ بدن عالم ﷺ پیش امام ﷺ امت
ﷺ وسیلہ عالم ﷺ زینت امام ﷺ عالم ﷺ جان سلامت ﷺ امام ﷺ انبیاء
سید المرسلین ﷺ جان اسلام ﷺ صدر الامم ﷺ مانی الامم ﷺ در امت ﷺ
کونین ﷺ خواجہ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے اجمع متعدد بالامم سے عبارت

تبار سے اپنی جناب سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے روضہ اطہر میں حیات پروردگار سے
ہوا کہ انبیاء کرام علی نبیہم الصلوٰۃ والسلام کے بحالت اور روضہ سے عبارت
رطبت فرمانے کی وجہ سے منقطع نہیں ہوتے۔

مردوں کو درود نزدیک سے پکارنے کا جواز :

قرآن و حدیث و اقوال علماء دینی میں

افہام دینی بحث اہل تہذیب و ہدایت اور احکام شریعت قرآن کریم اور احادیث صحیحہ دینی میں
(حضرت شعیب علیہ السلام) کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

۱) اَقُولُ لِعَالِي حِكْمَةٍ هُوَ شُعَيْبٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقَالَ الْعَلَاءُ اَللّٰهُ يَرْكُضُ اَوْسَ قَوْمِهِ لَمْ
اَنْخَفُ خَضَعًا لَكُمْ اَذِ الْعَامِسُوْنَ طَاعِدَ نَهْمِ الرَّحِيْفَةِ طَاضِحُوْا لِيْ ذَرَاهُ حُلْمِ ۝

ای دلوں میں علی الکریم نہیں الی قولہ تعالیٰ یوقل بلفظ لعلنا لعلناک وسلم دینی
و نصحت لکم لکنک امی علی قوم کسفریں ۝ میں معذرت و ہمدردی

اس بیان میں سے جواہر تھے اپنی قوم سے جو نے شعیب علیہ السلام کو

سے ہماری تصدیق کی کہ آپ کے تلامذہ میں سے حقانیت کے لئے جو کچھ
 نے دعویٰ کیا اور اپنے حال (۱۲۰) کی فہمائشوں سے تیار ہو جائیں۔ چاہے
 جب تم نے اللہ کا خطاب دیکھا تو مسلمان بننے کی آمادہ کرنے کے لئے اسے
 (ہم سے کیا ہوا) وعدہ حق پایا (نکرت) عرضی اللہ تعالیٰ سے کہ میں یہاں رسول اللہ
 (ﷺ) آپ کے ہاں لوگوں سے خطاب فرما رہا ہوں (ارشاد ہوا) قسم ہے اس کے کہ میں
 جس کے قبضہ قدرت میں میری ہڈی ہے مجھ سے ظالم اور فاجر کے لئے ہیں
 تم جواب نہیں دے سکتے۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے :

(۳) باب ما جاء في التشهد من عبد الله بن مسعود رضي الله عنه
 قال علمنا رسول الله ﷺ ان عبد الله بن مسعود ان يقول التحيات لله والصلوة والطهات
 السلام عليك ايها النبي ورحمت الله وبركاته تسلا عليه وعلى عبد الله الصالحين
 اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا عبده ورسوله قال وفي الباب عن من عمر
 بن الخطاب وموسى بن عمار وعائشة رضي الله عنهم اجمعين قال ابو عيسى حدثنا من مسعود
 قد روى عنه من غير وجه وهو صحيح حديث عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم
 عند اكثر اهل العلم من اصحاب النبي ومن بعده من التابعين وهو قول السجستان
 وذهب الشافعي الى حديث ابن عباس رضي الله تعالى عنه نرويه جلد ۲۶

۵

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کا ذاتِ مبارکہ میں اللہ
 سے ہمیں تعلیم آئی کہ جب ہم دعوت کے بعد تھوڑے عرصے میں آجائیں تو
 (التحیات لله والصلوة والطهات السلام عليك ايها النبي ورحمت الله وبركاته
 السلام عليك وعلى عبد الله الصالحين اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا عبده
 ورسوله)

یہ حدیث حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔
 حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

۵ ہمارے مصلحتی انداز میں یہ فرماتے ہیں :

(۳) قولہ : "اذا صلى احدكم شيئا او لزمه عونا فهو خارج من السنن بها" اس کا مطلب

یا عباد اللہ! عینو منی! قال للہ عاناً لا یزیدہ الضرائر (۱)

(۱) اقبال بعض العلماء ہذا حدیث حسن

(۲) جامع الدور (۳) تہ الوسيلة الحلیة

(۴) بروقد التبرار لاس حجر

۱۲) تہ مسامح العدد ۱۰۶ ۱۱) دور دورہ المواقف ص ۵۵۵ مرقع

۱۳) الوقف الحافظ ابو الحسن فی مجمع الروایہ وحالہ نقاب

۱۴) دور دورہ اس شے عن اس عباس

۱۵) دور دورہ اس السیر عن اس مسعود

(۱۰) یوسف کزوا ہذا الحدیث

(ابھی) (۱) تم میں سے کسی کو چاہا کہ یا انگلیں پر لکھ دے کہ میں اللہ سے

میں (کولی) (مخلص) کسی سے اللہ صلب (۱) چاہا کہ وہ اللہ صلب (۱) سے لکھ دے

میں وہاں (اللہ) نے اللہ (اللہ) کی نگاہ سے چاہا کہ میں (اللہ) سے

اَعِيْنُوْنِيْ يٰعِبَادَ اللّٰهِ

اب اللہ بھی جانے لگا کہ میں (اللہ) کی نگاہ سے چاہا کہ میں (اللہ) سے

جاننے کے لیے بندے کو جو اللہ کی تعریفوں کی تعمیر فرماتے ہیں پر پکارے گا

(کو) (تعمیر) (تعمیر) (اللہ) کی حدیث سے (اللہ) کی تعریف فرمائیں

ابن حنبل (مخلص) دلیل علی اللہ صلیح لآلہ التبرار الصلیح فی حدیث کتاب

والمرقاب ۲ التہ مسامح العدد ۱۰۶ ۳ دور دورہ المواقف ص ۵۵۵

(۱) اللہ فرماتے ہیں کہ حدیث (۱) سے (اللہ) کی تعریف فرمائیں

کے ساتھ تھا ہے

میں ہے (۱) مسلمانوں کے ساتھ حدود دار میں تعلق حاصل مطلق ہے۔

تو اس کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کے ساتھ (۱) اولیٰ ہے۔ (۲) ہوں (۳) ہوں (۴) ہوں

است۔ (۱) من السطوح بجز علی (۲) اولیٰ (۳) ہوں (۴) ہوں (۵) ہوں

میں ہے (۱) مسلمانوں کے ساتھ حدود دار میں تعلق حاصل مطلق ہے۔

۱۔ مسلمانوں کی امت علیہ وسلم فرماتے ہیں

میں ہے (۱) مسلمانوں کے ساتھ حدود دار میں تعلق حاصل مطلق ہے۔

اللہم اے اسلمک والوحہ الیک بیک منی الرحمة بامحمد

منی الوحہ بیک الی اسی فی حاجتی عذہ لتقصی لی اللہم لتشفع فی

احوجہ لسانی (۲) تو عذی (۳) و اس حاجت (۴) تو عذی (۵) تو عذی

تو عذی (۶) تو عذی (۷) تو عذی (۸) تو عذی (۹) تو عذی

تو عذی (۱۰) تو عذی (۱۱) تو عذی (۱۲) تو عذی (۱۳) تو عذی

تو عذی (۱۴) تو عذی (۱۵) تو عذی (۱۶) تو عذی (۱۷) تو عذی

تو عذی (۱۸) تو عذی (۱۹) تو عذی (۲۰) تو عذی (۲۱) تو عذی

تو عذی (۲۲) تو عذی (۲۳) تو عذی (۲۴) تو عذی (۲۵) تو عذی

تو عذی (۲۶) تو عذی (۲۷) تو عذی (۲۸) تو عذی (۲۹) تو عذی

تو عذی (۳۰) تو عذی (۳۱) تو عذی (۳۲) تو عذی (۳۳) تو عذی

تو عذی (۳۴) تو عذی (۳۵) تو عذی (۳۶) تو عذی (۳۷) تو عذی

تو عذی (۳۸) تو عذی (۳۹) تو عذی (۴۰) تو عذی (۴۱) تو عذی

تو عذی (۴۲) تو عذی (۴۳) تو عذی (۴۴) تو عذی (۴۵) تو عذی

۱۰. حضرت علیؓ نے فرمایا کہ تم لوگ اپنے آپ کو اللہ کے رسول کے برابر نہ سمجھو، اللہ کی قسم تم لوگ اس کے برابر نہیں ہو سکتے۔

١٠ عن ثمانية رضى الله تعالى عنه قال ذكرته من بر مالك رضى الله عنه
الى طلحة بن ابي حمزة مرمره مرفوعا بعد وعشرين من حلال من حديد
فلقد هو اقل طوى من اقله ، بعد حبل محبل كان له صبر على قوة الله على
عرصة ثلاثة ليال فلما كان من اليوم الثالث امر من حبله فشد حبله ، بعد
اصحابه ارضى الله عنهم اجمعين حتى طاء على ضفة الركن فجعل يناديهم
باسمائهم واسماء اياتهم باللائ من اللان باللائ من اللان منكم اجمعين
ورسوله لانا واحد يا عباد الله يا مساعفين اهل واحد منكم واحد خفاف
عمر ارضى الله عنه يا رسول الله انكم حلالا لا روح له قال المير
والذى نفسى بيده ما اشد ما سمع لعاقر منكم والى ما منكم ما سمع منه
وانكس لا يبحرون منق عليه منكم باب حكمه الا امر - - - - - راجع الى

[illegible]

سے تہذیب و ادب کے لیے بہانہ

تو حضرت عمرؓ نے عرض کیا رسول اللہ ﷺ آپ ان جیسوں سے کلام کیا ہے جن میں ہمارے نہیں تو حضور پر نور ﷺ نے فرمایا اس کی قسم جس کے بعد قدرت میں جو نہ (ﷺ) کی جان ہے میرے کلام (فرمان) پر تم لوگ ان سے زیادہ نہیں سن سکتے۔ اور اہل روایت میں یوں ہے کہ تم لوگ ان سے زیادہ نہیں سن سکتے۔ لیکن وہ جواب نہیں دیتے۔ اس حدیث سے بھی مردوں کا مطلقاً مستحکم ثابت ہوا۔ نیز مطلقاً مردوں کو پکارنا ثابت ہوا۔ اگر مردوں کو پکارنا شرک ہوتا تو حضور ﷺ ان مردوں کو نام لے لہرکیں پکارتے۔

یہاں معتبر علماء اسلام کے اقوال کی روشنی میں اموات کو پکارنے کا ثبوت ہے۔

(۱) نہ نبھیں مت جہا الی القبر الشریف بغایۃ الادب مستند القلۃ محاذیہ الراسی السی ﷺ و حوہ کریمہ ملاحظہ نظرہ السید الیک وسامع کلامک وردہ علیک بالامان و تاعیہ علی دعائک و تقول

السلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ ﷺ صلی اللہ علیک وسلم

السلام علیک یا نبی اللہ ﷺ صلی اللہ علیک وسلم

و رحمة اللہ وبرکاتہ

اشہد انک رسول اللہ ﷺ صلی اللہ علیک وسلم

فہ بلغت الرسالة

کذا فی المحیط فی آخر فصل تعلیم اصحاب الحج لم ینسہ بارہ فی السی ﷺ جلد ۲ ص ۲۰۰

(مدینۃ منورہ) کوئی عربی مہارک کے سامنے آجہ شریف کی طرف پشت کر کے حضور پر نور ﷺ

کے چہرہ مبارک کے سامنے نہایت ادب کیساتھ کمر اٹھ جائے (اس یقین فہم کیساتھ)۔

حضور پر نور ﷺ یعنی شکوہ کی ہے یہ نہایت کہ امت عالم ﷺ اپنے قسم مہارک سے تو

بلائیے فرما رہے ہیں نہ تیرے درود و سلام و ساجد فرما رہے ہیں اور سلام کا جواب دے

رہے ہیں اور تیری دعا پڑھتے ہیں بھی رہے ہیں مگر نہایت ادب و احترام سے عرض ہے۔

السلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ ﷺ صلی اللہ علیک وسلم

السلام علیک یا نبی اللہ ﷺ صلی اللہ علیک وسلم

میں "وہی" پڑھوں۔ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ اور "وہی" پڑھوں۔ آپ سمجھتے ہیں

سے بیادت (احکامات اور امر و نہی) ہم تک پہنچے۔

﴿تقباہ الزلف لکھتے ہیں﴾

۲) بخیر بخیر حضرت ذراع حسن بھادی راس الصدیق رضى الله تعالى عنه ایسا ہی ہے۔
(مستور ہو کر ﷺ پر صلوٰۃ و سلام پڑھنے سے بعد)

وہاں سے ایک تڑکے مقدار آگے بڑھے یہاں تک کہ سیدنا امیر المؤمنین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے چہرہ (مہر) کے سامنے ﷺ پہنچیں عرض ہے۔

السلام علیک یا علیفہ رسول اللہ ﷺ

السلام علیک یا صاحب رسول اللہ فی العار

السلام علیک یا ولیفہ فی الاستفاہ

السلام علیک یا امیہ علی الاسرار حر اک اللہ عبا

یا خیفہ رسول اللہ ﷺ آپ پر سلام ہو۔

یا صاحب رسول اللہ فی العار آپ پر سلام ہو۔

سودھ میں رسول اللہ ﷺ سامنے آپ پر سلام ہو۔

دولت اس ﷺ سے رہیں آپ پر سلام ہو۔

اللہ جل جلالہ آجکادی جانب سے ہجرت فرماتا ہے (آمین)

﴿تقباہ الزلف لکھتے ہیں﴾

۳) ہم بخیر بخیر حضرت عمر ؓ علیہ السلام

سیدنا امیر المؤمنین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ پر سلام پڑھنے کے بعد سیدنا امیر المؤمنین عمر فاروق

پر سلام پڑھنے سے لے کر آگے بڑھے۔ اور یہاں سلام عرض ہے۔

السلام علیک یا امیر المؤمنین

السلام علیک یا منظر الانام

السلام علیک یا مکبر الاضام

جزاک اللہ عنہ الفصل الحزاء

ثم يقف على رأس ركعتين وسورتي الفاتحة والحمد لله رب العالمين
ولو لم يكن في ذلك من الغرض الا ان الله تعالى قد جعل في هذه السورة
من الآيات ما يدل على وجوب السجود في كل ركعة من ركعات الصلاة
فان قوله تعالى (سجدوا لله جميعا ونحوه) يدل على ان السجود واجب على كل واحد من المصلين

فان رسول الله صلى الله عليه وسلم قد سجد في كل ركعة من ركعات الصلاة
وكانوا معه في كل ركعة من ركعات الصلاة فلو لم يكن في ذلك من الغرض الا ان الله تعالى قد جعل في هذه السورة
من الآيات ما يدل على وجوب السجود في كل ركعة من ركعات الصلاة
فان قوله تعالى (سجدوا لله جميعا ونحوه) يدل على ان السجود واجب على كل واحد من المصلين

فان رسول الله صلى الله عليه وسلم قد سجد في كل ركعة من ركعات الصلاة
وكانوا معه في كل ركعة من ركعات الصلاة فلو لم يكن في ذلك من الغرض الا ان الله تعالى قد جعل في هذه السورة
من الآيات ما يدل على وجوب السجود في كل ركعة من ركعات الصلاة
فان قوله تعالى (سجدوا لله جميعا ونحوه) يدل على ان السجود واجب على كل واحد من المصلين

كذلك في السورتي الفاتحة والحمد لله رب العالمين

فان رسول الله صلى الله عليه وسلم قد سجد في كل ركعة من ركعات الصلاة

الصلوة والسلام عليك يا رسول الله

الصلوة والسلام عليك يا رسول الله

الصلوة والسلام عليك يا رسول الله

الصلوة والسلام عليك يا رسول الله

الصلوة والسلام عليك يا رسول الله

سید بابا سید فی ترمذی رحمت اللہ علیہ ایک نظر میں

مجموعہ - ص ۱۲۱ - ج ۱ - (۳) - ق - سید

مجموعہ - ص ۱۲۱ - ج ۱ - (۳) - ق - سید

۱۔ طریقہ فلسفہ ہشتیہ - سید فی ترمذی رحمت اللہ علیہ - ج ۱ - ص ۱۲۱ - ق - سید
 مورخہ - ج ۱ - ص ۱۲۱ - ق - سید

۲۔ سید بابا - سید فی ترمذی رحمت اللہ علیہ - ج ۱ - ص ۱۲۱ - ق - سید
 سید فی ترمذی رحمت اللہ علیہ - ج ۱ - ص ۱۲۱ - ق - سید

۳۔ سید بابا - سید فی ترمذی رحمت اللہ علیہ - ج ۱ - ص ۱۲۱ - ق - سید
 سید فی ترمذی رحمت اللہ علیہ - ج ۱ - ص ۱۲۱ - ق - سید

۴۔ سید بابا - سید فی ترمذی رحمت اللہ علیہ - ج ۱ - ص ۱۲۱ - ق - سید
 سید فی ترمذی رحمت اللہ علیہ - ج ۱ - ص ۱۲۱ - ق - سید

۵۔ سید بابا - سید فی ترمذی رحمت اللہ علیہ - ج ۱ - ص ۱۲۱ - ق - سید
 سید فی ترمذی رحمت اللہ علیہ - ج ۱ - ص ۱۲۱ - ق - سید

۶۔ سید بابا - سید فی ترمذی رحمت اللہ علیہ - ج ۱ - ص ۱۲۱ - ق - سید
 سید فی ترمذی رحمت اللہ علیہ - ج ۱ - ص ۱۲۱ - ق - سید

جو شفاء الحقائق کے مصنف فرماتے ہیں :

۳۱) اے لوقیل ! اے ماہِ علیؑ ! تو لکھ ہذا لاصحی الحارۃ علیک بعد موتک لان لا بدلی علی من انت علی الکفر لو الایمان وانت مفر بذلک علی العبر فلا یسلک ذلک لفسد فان لم یرض بذلک لفسد فلا بدحارۃ علی من عمرہ اللہ تعالیٰ ہر صابہ ہر صابہ بعد لفسد ۱۳۳۰

۳۲) اے اذاک بحرہ ! اے الشک ! فی صحیحہ الصحاحۃ بان بقول من ابن علمو ان الصحاحۃ مابو اعلی الاسلام فان القرمو ح ہذا المقالة قتالہ باحسان العین و باعدو حاصۃ المسلمین ہم نجوم الاسلام شفاء المظالم ۱۳۳۰

(بہب وہابی یہ ہے ۔ ہمیں کیا معلوم کہ یہ شخص مسلمان مرا ہے یا کافر۔ تو کیونکر اسے مزار بن زیارت کیلئے جلیا جائے) اس کے ساتھ ہی (اے وہابی) اگر یہی بات ہے تو پھر تیرے مرنے کے بعد ہر حیرانہ جنازہ کیونکر پڑھیں کیونکہ ہمیں کیا معلوم کہ تو مسلمان مرا یا کافر بہب ۔ تو اپنے بے لگبی بھی اس بات کے سے تیار نہ ہوگا۔ میں کہ بہب تو اپنے لئے اس بات کو پسند نہیں کرتا۔ تو جو بڑوں اللہ تعالیٰ کی آغوشِ رحمت میں ہیں۔ ان بزرگوں کے بارے میں ایسی کتافی کیوں کرتا ہے۔

صاحبِ شفاء اقامہ لکھتے ہیں۔ بہب (وہابی) اولیاءِ تراء کی کتافی کرتے کرتے یہاں تک پہنچتا ہے تو پھر (ایک دن) ۱۱۰۰ سے لے کر ۱۱۰۰۰ تک ہزاروں شخص کرے گا۔

اور اس کے لئے تھے یہاں معلوم نہ ہو کہ یہ حالات اسلامِ پاکفات ہونے ہیں۔ بہب وہ اس مقالہ (بات) میں جتنی کہنے کے لئے کہتے ہیں کہ مسلمانوں کے ہاتھ اور اسے ۱۱۰۰۰ سے لے کر ۱۱۰۰۰۰ تک (اس طرح کہتے) لے لے کر ۱۱۰۰۰۰۰ تک۔ ہر صوبہ میں عیسائی جمعیں تو لگاتار لے لکھتے ہوئے) تیار ہے۔

صاحبِ نورِ سجاد لکھتے ہیں :

۱۵) ہر ماظہر میں نصرت میں کلمات الکفر فی حالِ سیرہ معفر و بقاء بعد عدالۃ العورس المسلمین حملہ لہ علی اہلِ خیال و اہلِ عقلہ و لد اختیار بعضہم و و ہر عظیم فی مولہ ذکرہ الکتمان سورہ الانصار جلد ۱۰ حاشیہ ۱۵۵

اگر قریب المرگ سے حالت نزع میں کھڑے نظر سادہ ہو جائیں تو وہ (مندانہ) مسوائف ہیں
 لیکن اس سے یہ کھڑے ایسی حالت میں سادہ ہوئے جو بخود ہی (بیہوشی) کا عالم ہے۔
 بعض فقہاء نے یہ قول اختیار کیا ہے
 کہ موت سے پہلے ہی اسکے عقل کے زائل ہونے کا حکم دیا جائے گا البتہ اسے ساتھ اسل
 کھن و نماز چھوڑ دینا وغیرہ) میں وہی معاذ کریں گے جو عام مسلمانوں کے ساتھ مرتے
 ہیں۔

میں (مطلق شائستہ فکر) کہتا ہوں۔ مزاج مسلمان بھائی ہر اگر کسی عام مسلمان سے بھی حالت
 نزع میں کھڑے ہوئے تو وہ بھی بیہوشی (عالم بخود ہی بذوال عقل) کی وجہ سے (مندانہ
 اند) مسوائف ہیں۔ ۱۰۔ ۱۱۔ سے بخود تعالیٰ یہ کھڑے سادہ رہے نہ ہوں اسکے ایمان و اسلام میں
 کسی طرے شک نہ ہو۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ایمانہ کے بارے میں یہ سوچنے والا اپنے ایمان کی خیر حالت
 حضور پر نور ﷺ سے فائدہ عالی کے مطابق،

(۱) ان الاصحاب مصباح اللہ بن شہادة سيد المرسلين ﷺ فقد التزمت لنفسك
 الشك في بقاءهم على اكمل الحالات بعد الموت فقد حرمت بركة اوارهم
 واسرارهم وفانك عن الحيرات اعظم الموت

حضور پر نور ﷺ کے فرما ہاں مانی کے مطابق صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین دین کے
 درخشاں ستارے ہیں (اب صحابہ کرام کے دشمن) تو نے ان نفوس قدسیہ کے بارے میں
 شک کیا لیکن اگر کے اپنے آپ کو شک و شبہات میں ڈال دیا۔ سو تو اسکے اولاد امرائی برکت
 سے محروم ہو گا اور رسول اللہ ﷺ کے صحابہ وہ نفوس قدسیہ ہیں کہ انکسار کے بعد انکے
 حالات (بہت) نیک ہیں (بطریقہ ای کامل و اکمل ہو جاتے ہیں) ایستقلوں من دار النقاء
 المی دار النقاء کہ وہ قوفانی گھر و چھوڑ کر باقی گھر کی طرف منتقل ہو جاتے ہیں)

(اب آئین سرور) تو نے حقائق لی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی عظیم برکتوں سے محروم ہو گا
 ۱۴۔ ۱۵۔ (ای مولیٰ الوطایہ) کلامی فی غیر ہذا العصابة المرخصة
 حوالہ دینا ہی حوالہ قرطابیہ بخلاف الطرق قال تصحہ سادات الاولیاء و اعظمہم ہلالہ مریت
 ۱۶۔ ۱۷۔ سے ۱۸۔ سے اتفاق سے صحابہ مراد میں بلکہ یہی مراد ہے اولیاء اللہ وغیرہ میں)

براب (اسم کہتے ہیں اسے دشمن صحابہ) اگر تحریری سر لکھ لیا، اللہ ہوں تو کیا صحابہ اسم وصولی
 اللہ علیہ اجمعین الیاء اللہ نہیں الیاء رب (بغیر کسی شک و شبہ کے) اجماع محکوم
 وصولی اللہ علیہ اجمعین تمام کے تمام الیاء اللہ ہیں بلکہ الیاء اللہ کے سردار ہیں۔
 سچے سے اعتراض میں لا محالہ صحابہ برابر بھی شامل ہو گئے۔

و صحاب شفاء القام لکھتے ہیں کہ

۱۷۱) سادہ و مبہن: **الشیء الکفر العباد للہ تعالیٰ بان یصرح فی حق الایاء علیہم**
السلام علیک عبادہ نسبحہ بعد فتح دلیک الحیث و اقل عبادہ شفاء (۱۰۵۱-۱۰۵۲)
 (وہابی کا یہ شک و شبہ ایسا ہے جس سے کہ جیسے یہ معلوم کہ یہ مسلمان اوقات براب
 یا نہیں یہ شک ان وہابی و احمدیوں کو لگتا ہے، کیونکہ ان کا یہ خیال فاسد اسے انبیاء علیہم
 السلام کے بارے میں شک و شبہات میں جتا کر دئی سو یہ (وہابی) کتاب الحیث و
 شفاء ہے کہ ان سے اللہ جل جلالہ سے قول کو بھی چھینا۔

۱۷۲) سادہ و مبہن: **قوله تعالیٰ بیتی اللة الیوم اموا القول الثابت (کلمة التوحید) فی**
الحیوة الشہاد فی الآخرة سورة ابراہیم آیت (27)

اس کتاب وہابی نے اللہ تعالیٰ کے اس قول کو چھینا۔ اللہ تعالیٰ و شفاء ثابت۔ و شک اللہ
 جان و ان و انہ، تو آخرت کی زندگی میں (قول ثابت) کل توحید لہ و اللہ محمد رسول اللہ
 یہ ثابت (توحید و شفاء وہابی نے) اس سے انکار کیا سو یہ وہابی اپنے قول سے ہی کافر ہو گیا۔

۱۷۳) قوله تعالیٰ. **اعذت للمتقين**

(جنت) پر یہی نگاروں کے لئے تیار کی گئی ہے

مسلمان بھائیو۔ جنت پر یہ نگاروں کیلئے لکھ لیا، اللہ سادے کے سادے متقی پر یہ نگار
 ہیں کچھ تو پایا سیدھی آغوش اللہ علیہ کے تو ماننا پڑے گا کہ یہ پہلے مسلمان
 ہیں کچھ پر یہ نگار، الیاء اللہ۔ یعنی محال فل سنت و جماعت میں سے الیاء اللہ
 متقی و پر یہ نگار نہ مانا جائے۔ تو یہ فرق وہابی دینی جہنم کافر و کوفی و پر یہ نگار مانے
 خود اللہ ہیسا ہی نہیں لکھا۔ اللہ تعالیٰ سے یہ دشمن اللہ کے دوست الیاء بن علیہ۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

(١٠) لَا آيَ أَوْلِيَاءَ اللَّهُ لَأَخَافُ عَلَيْهِمْ وَلَا أَفْئِدَةٌ بَخْرِيُونَ ۝ الَّذِينَ
آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ۝ لَهُمُ الْبُشْرَىٰ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ
لَا يُغْنِي عَنْهُمْ كَذِبُهُمْ وَلَا يَحْتَرِفُونَ ۝ ذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝

بارة ۱۱ سورۃ یوسفی آیت (۵۴) (۵۳) (۵۲)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ تم لوگو! اللہ کے دلوں پر نہ خوف سے نہ اور بھی قسمیں ہو گئے
(یہ نقل) وہ لوگ ہیں جنہوں نے ایمان لیا اور پتہ کاسف (الغیور) نہ لیا۔ انہیں اللہ تعالیٰ
کی بندگی میں خوشخبری ہو۔ اللہ کے کلمات کو قبول فرمائی نہیں۔ یہی بڑی کامیابی ہے۔
چونکہ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے دلوں پر وہی خوف نہیں نہ گئے سے وہی قسم۔ یہ اللہ تعالیٰ
کو انہیں خوشخبریاں سن رہا ہے اور وہ اپنی انکار کرتا ہے اس انکار کو کفر ہے کہ یہ وہی کفر ہے
صاحب شفاء، حکام کے مصنف فرماتے ہیں کہ اس وہی کفر ہے۔ یہ قسمیں یا معلوم ہے یہ
وہی ایمان کے ساتھ گذر رہا (غور فرمادہ) بعد ایمان کے صاحب شفاء سے قبول کا حربہ نہ
کرتے ہوئے لکھتے ہیں

(١١) يكتفيه صريحاً امره بالزكاة وفي الحديث الصحيح الصحيح المرفوع في الصحيح المستند وغيرها، من زيارة القصور على العمود من المسلمين وأنه يعلل لانتزاع الأمن تحققت موثقة على الإسلام - شفاء - الثاني - ٢٣٣

[illegible]

✽ صاحب شرح عقائد لکھتے ہیں ✽

(۱۴) اجماع الامت من عصر النبی ﷺ الی یومنا هذا بالصلوة علی من مات من اهل القبلة من غیر توبة والدعاء والاستغفار لهم مع العلم بان کما بهم سکائر بعد الاتفاق علی ان ذلک لا یحوز لغير المؤمن۔ شرح عقائد۔ درمضان
الندی۔ ۳۳۱

محمد مصطفیٰ ﷺ سے لیکر آج تک جمیع امت کا اس پر اجماع ہے کہ جو اہل قبلہ بغیر توبہ واستغفار کے وفات پا جائے اور اس بات کا علم بھی ہو کہ مرنے والا مسلمان گناہ کبیرہ کا مرتکب تھا۔ پھر بھی باقی جمیع امت اس پر نماز جنازہ پڑھیں گے۔ نماز جنازہ مؤمن کے سوا کسی اور پر جائز نہیں۔ ان تمام مذکورہ بالا دلائل سے ثابت ہوا کہ اللہ کے ولیوں کے حشرات کی حاضری جائز ہے۔ اس یقین کے ساتھ کہ یہ اللہ تعالیٰ کے ولی ہیں۔

”سو وہابی کا قول مردود ہے۔“

انیسویں بحث

﴿ زیارتہ القبر و توسل بذواتِ فاضلہ ﴾

قرآن و حدیث و معتبر علماء اسلام سے اقوال کی روشنی میں زیارتہ القبر و زیارتہ فاضلہ انبیاء
رام علیہم السلام و اولیاء اللہ و حجت اللہ علیہم اجمعین پر توسل سے جان میں ہے۔

• اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكَفَىٰ لِلْعَالَمِينَ إِنَّهُ لَا يُغْنِي عَنْكُمْ كُفْرًا ۚ وَسْتَغْفِرُ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٦٤﴾

ہو! ارادہ اپنی جانوں پر رحم آریں (ہم) آپ کے پاس آئیں (اے محبوب جنت آپ عالم دنیا میں ہیں
یا عالم برزخ میں یا مژدہ سے میدان میں) پھر (اے نبی) اللہ سے (اچھے کنہوں) کی مغفرت
(بخشش) طلب کریں۔ اور رسول (ﷺ) بھی (اکی سادش) میں تو ضرور اللہ کو تو پھول رنے ہلا
ہو نہایت مہربان پائیں گے۔

• اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَاتَّقُوا اللَّهَ الْوَسِيلَةَ وَاجْتَنِبُوا قُلُوبَ الْفُلُوحِ ۚ
اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے اور انکی طرف وسیلہ تلاش کرو۔ اللہ کی راہ میں جہاد کرو
تا کہ تم فلاح پاؤ۔

• سیدنا امام اعظم رحمہ اللہ

نصیہ نصیایہ میں فرماتے ہیں

أَنْتَ الَّذِي لَمْ تَتَوَسَّلْ بِآدَمَ مِنْ ذُلِّ بَيْتِكَ فَارْزُقْهُ بِكَ
اے نبی! تے (بیمکات) وہ ہے کہ (سیدنا) آدم علیہ السلام نے آپ کے وسیلہ کیا تو وہ کامیاب
ہوئے۔ حالانکہ وہ آپ کے ہوا محمد ہیں۔

﴿ صاحب شفاء المقام فرماتے ہیں ﴿

ومن امی محمد المکی و امی الیث السمرقندی و حجت اللہ تعالیٰ علیہما و غیرہ

یہ دعا علیہ السلام بعد مصیبتہ فیما فیہ بحق محمد ﷺ اصغر لی عظیمی
 ویروی وبقول نبوی ﷺ فقال له الله تعالى من عرف محمداً أقر الله تعالى
 موضع من الجنة لا اله الا الله محمد رسول الله ﷺ ویروی (محمد عبدي
 ورسولي) فعلمت انه انكرم حلتك عليك ﷺ فقال الله تعالى عليه وعلم له وهذا
 تاويل قوله تعالى فقلني آدم من ربه كلمات فقال عليه وفي رواية اخرى فقال
 انه عليه السلام لما حلتني فرغت واسى الى عرشك فاذا فيه مكتوب (لا اله
 الا الله محمد رسول الله ﷺ) فعلمت انه ليس احد اعظم قدرا عندك ممن جعلت
 معه معك فاذى الله تعالى اليه وعزتي وجلالي الله لا يخفى عنك (ﷺ)
 من فؤدك ولولا ما حلتك شفاه الخاصي عياض جلد (١) من الفصل الاول
 من الباب الثالث ٦٤، ٦٥

پھر ابراہیم علیہ السلام نے رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سیدنا آدم علی نبی وعلیہ السلام
 اسلام جب آسمان میں جہانوں کے قوانین نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حضور پر نور
 ﷺ کا سب سے پہلا اور گہرا اللہ میرے (اس آسمان کو آسان فرما) میری توبہ قبول فرما
 اللہ جل جلالہ نے فرمایا کہ تو نے محمد ﷺ کو کب پہچانا۔ عرض کیا یا اللہ جنت میں ہر طرف
 لا اله الا الله محمد رسول الله ﷺ لکھا ہوا پایا۔

تساویک روایت میں ہے کہ جنت میں ہر طرف لکھا ہوا ہے محمد ﷺ میرے بندے اور
 رسول ہیں جو میں نے جان لیا کہ جناب (محمد رسول الله ﷺ) میرے نہایت محبوب و اقرب
 (قریب) سب سے امارت عزت والے بندے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان پر توبہ فرمائی اور
 جنت کی توبہ فرمائی۔

یہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تاویل ہے فقلني آدم من ربه كلمات فقال عليه
 ... دوسری روایت میں ہے (اللہ تعالیٰ کے انتظار پر سیدنا آدم علیہ السلام نے
 عرض یا مولا جب تو نے مجھے پیدا کیا تو میں نے عرش کو دیکھا تو وہاں لکھا ہوا تھا لا اله الا الله
 محمد رسول الله ﷺ تو میں نے جان لیا کہ تجھے سب سے زیادہ عزت و درجات و جوار و قربت
 پہنچا ہے۔ اس بات سے اللہ تعالیٰ اور ان کی باتیں مجھے یہ بات دہرائی ہو (رحمت
 اللہ علیہ) اس لیے کہ سب تو نے اللہ تعالیٰ ام اہل اپنے نام (سہار) کے ساتھ

لکھا ہے۔ تو خالق کا ذات بھی ہمارے لئے رشا فرمایا، لکھے اپنی عزت، جہاں ہی جسمانی
 میرے وہ محبوب (پس جہاں آخری دنیا ہو گئی)۔ لکھا یہ تیری۔ اے اللہ! اے
 ہو گئے۔ (اے آدم علیہ السلام) اگر تم کو یہ اہم خصوصیات ہو جائیں تو میں تجھے بھی پھر اہم

سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :

بسم اللہ الرحمن الرحیم قال قال رسول اللہ ﷺ لعل الخیر اللہ علیہ السلام
 الحظیة قال یارب اسئلك بحق محمد ﷺ ان تعفونی قال اللہ یغفر لک یا ارحم
 الراحمین کیف عرفک محمد بن خنیسؒ و لہ اسئلہ قال یارب اسئک لعل الخیر و لعل
 راسی فرأیت علی قوائم العرش میکروما

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ فعلت لک لہ تصف الی اسئک الا ارحم
 الخلق الیک فقال اللہ تعالیٰ صدقت بأفعم و علیہ السلام ان حب الخلق الی
 و اذا سألت محفہ عرفت لک و لولایہ ما خلقک۔ روایہ السیفی فی کتابہ دلائل
 النبوة باسمہ صحیح و روایہ النحاکہ و صحیحہ و الطرمسی و انوار البیرون

..... سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔۔۔ جب حضرت سیدنا عمر
 السلام نے (گنہگاروں کیلئے) آہ ان الفاظ پر اللہ تعالیٰ سے دعا کی
 یارب اسئک بحق محمد ﷺ و تعفونی

اے میرے رب میں بناب سیدنا محمد ﷺ نے یہ دعا کی کہ وہ اللہ تعالیٰ سے دعا
 فرمایا (تو اے آدم علیہ السلام) اچھی تو میں سے تم کو اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ
 بچتا۔ عرض کیا یارب العلیس رب آسمان میرے جس میں اس چوٹی اور میں نے
 اٹھا تو کیا کہ عرض پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ ایسا ہوا کہ میں نے جان
 لیا کہ اللہ تعالیٰ نے میری بددعا سے پہلے ہی اس دعا کا نام لیا ہے کہ میرا تو
 لکھا ہے۔ ذات حقیت اللہ سے اور تمام مخلوق سے افضل و اعلیٰ محبوب و مقرب سے جو
 ۔ جو تو جنت حق میں ہے۔ اے اللہ! اے میرے رب! اے میرے رب! اے میرے رب! اے میرے رب! اے میرے رب!
 آئے سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ میں نے اپنے دعا کیا۔ اے

روایہ الطرمسی، السیفی، ابو نعیم، ابن عساکر، و انوار البیرون، و انوار البیرون

چارم باب کے غلیظ مضمون کو آداب زیارت سکھائے جا

۸۔ اولیٰ حد توصل اٹھارہ مالک التحلیفۃ الثانی من بنی العاصی و هو المصور حد
لحداء العسبۃ وذلک انه لما حج المصور نذر کور ووزن لیس فی مالک الاصل
مالک و هو بالمسجد النبی وذلک ما بالاعمالہ استقبل القبلۃ وادعوام استقبل رسول
اللہ ﷺ قال مالک و لہ تعریف و جہک عبد و هو و سبک و وسیلۃ ایک آدم النقیض
لی کہ تعالیٰ بل مستغنیہ و مستغنیہ بہ لیسفیع اللہ فیک قال اللہ تعالیٰ

وایہ اذکلیس شبہہ جاء کف فاستغنیو للہ و استغنیو لہ فی الزمونی لو حلیو اللہ
فی در محمد و ہذا سورۃ قصصہ آیت ۲۰

مصور غلیظ دوم ہے جس کی نام نہ جاسیہ جب ن بیت اللہ شریف سے فارغ ہو کر
(حدید منور) حضور پرست رہنے کی عاضری تھے پہنچے اور مسجد نبوی میں داخل ہوا دیکھا
کہ بہت عورتوں کو مالک رضی اللہ عنہ سے سوجھ رہے تھیں (تو غلیظ ہو جہاں مصور نے حضرت
امام سے پوچھا کہ امام وقتہ (امام احمد) یہ کیا ہے کہ (حضور پر نور ﷺ)
سورہ ہود میں ہے کہ جب (انہما گوں) تو حضور پر نور ﷺ کی جانب مت کر کے
جاء من قبلہ انہما گوں تو امام مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مصور رسول
اللہ کی جانب مت کر کے بلکہ

یہ آیت اقدس ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام نے بارگاہ رضی درجہ میں حضور
پر نور ﷺ کو پہلے پیش کیا تو انہوں نے بے رغبتی فرمادی یہ حالت انکی بے رغبتی کا درجہ ہو
سید ہے اور یہ بھی مسئلہ تھی کہ امام احمد علیہ السلام کی طرف مت کر کے دیکھیں مگر
انہوں نے فرمایا کہ انہوں نے یہ نہ کیا کہ انہوں نے تو ان کی طرف مت کر کے دیکھیں بلکہ انکی
خاطر سے کہ انہوں نے انہوں نے انہوں نے انہوں نے انہوں نے انہوں نے انہوں نے انہوں نے
انہوں نے انہوں نے انہوں نے انہوں نے انہوں نے انہوں نے انہوں نے انہوں نے انہوں نے
انہوں نے انہوں نے انہوں نے انہوں نے انہوں نے انہوں نے انہوں نے انہوں نے انہوں نے
انہوں نے انہوں نے انہوں نے انہوں نے انہوں نے انہوں نے انہوں نے انہوں نے انہوں نے

بارگاہ الہی میں رسول اللہ ﷺ کا

دوسرے انبیاء پر عواذ کا

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے بارگاہ میں انبیاء و انجمن کا عواذ فرمایا ہے

علاء یوسف نبی فرماتے ہیں

(۱) ان رسول اللہ ﷺ و اصحابہ و سلف الامة و خلفہا فابہم حسبہم کلوا ہر ستر

نبی کریم ﷺ کے لئے صحابہ اور سلف و ساجین (انہما) میں بارگاہ خداوندی میں وہ ہے

فاضلہ کا عواذ فرماتے ہیں۔ (شعبہ الحق۔ ۱۷۷)

(۲) فلا یفلکوا من دعاہم اللہ ہی اس ملک بحق السائلین عینک

وہذا فیوصل صریح لاشک یہ و کان بعلہ ہذا الدعاء اصحابہ و انہما وہ بالانبار

نبی کریم ﷺ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے بارگاہ میں انہما کے لئے عواذ فرمایا ہے

میں (انبیاء و اولاد) جو تم سے مانگتے ہیں عواذ سے دعا کرتے ہیں۔ عواذ یوسف النعمانی

فرماتے ہیں۔ یہ صریح توکل ہے جس میں شک و شبہ نہ ہو بلکہ یوسف النعمانی فرماتے ہیں

کہ عواذ ہے صحابہ و انہما کے لئے عواذ ہے۔ (شعبہ الحق۔ ۱۷۷)

یہ عواذ ہے عواذ فرماتے ہیں

(۳) اللہ و ولی اس صاحبہ بالاسلام صحیح عن نبی محمد بن عبد اللہ قال قال رسول اللہ

من خرج من بیتہ فی الصلوة فقال اللہ ہی اس ملک بحق السائلین عینک و اس ملک

بحق منشاہدہ الیک اللہ ہی اس ملک و لا یفلک و لا یفلک و لا یفلک و لا یفلک و لا یفلک

سجودک و انشاء اللہ ہی اس ملک و لا یفلک و لا یفلک و لا یفلک و لا یفلک و لا یفلک

حق اللہ و الایات قبل اللہ علیہ یوحیہ و استعمر لہ سبعون الف ملک

میں صاحبہ و حلال اللہ صریح فرمایا اللہ ہی اس ملک و لا یفلک و لا یفلک و لا یفلک و لا یفلک و لا یفلک

اللہ ہی اس ملک و لا یفلک و لا یفلک و لا یفلک و لا یفلک و لا یفلک و لا یفلک و لا یفلک و لا یفلک و لا یفلک

۵۵۔۔۔ سید امی سعید الطبری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ حضور پرنور ﷺ نے فرمایا جو شخص کمرے نماز پڑھنے لگا اور (پوچھ کر)۔

یا اللہ۔ میں تجھ سے ان لوگوں کی برکت و سیلہ سے مانگتا ہوں جو تجھ سے مانگتے تھے اور (تیری بارگاہ کی طرف میرے) اقدام جو تیری عبادت کے لئے اٹھ رہے ہیں (اسکی برکت سے) میرے گناہ معاف فرما۔ کیونکہ تیرے سوا کوئی بخشنے والا نہیں ہے یا اللہ! یہ قدم شر، تکبر و یا دکھلا دیا، نام و نامور کیلئے نہیں لگے، بلکہ تیرے فیض و غضب کے خوف اور تیری رضا حاصل کرنے کیلئے لگے ہیں مجھے معاف فرما (بیزادہ بندہ کہتا ہے) یا اللہ! یہ قدم شر، تکبر و یا دکھلا دیا، نام و نامور کیلئے نہیں لگے، بلکہ تیرے فیض و غضب سے بچنے اور تیری رضا حاصل کرنے کیلئے لگے ہیں، مجھے معاف فرما (حضور پرنور ﷺ نے فرمایا کہ) اللہ تعالیٰ (اپنے لطف غنی کیساتھ اس پر نظر رحمت فرماتا ہے، نیز ستر ہزار (70) فرشتے اس کیلئے) اللہ تعالیٰ حضور الرحیم سے اسکی بخشش کی دعا کیں مانگتے ہیں، اس حدیث کو چھ (6) مستبر کتابوں نے نقل کیا ہے۔ اس حدیث میں (بخنی الشاہدین) سے وسیلہ بذاتِ قاضی ثابت ہوا۔

حضرت محمد بن عمر بن علیؑ فرماتے ہیں کہ

(۳) (ومما جاء عنہ ﷺ من التوسل عن محمد بن عمر بن علی قال لما ماتت فاطمة بنت اسد والدۃ علی مرصعة رسول اللہ ﷺ اضطجع النبی ﷺ فی لحدها ودعی بقولہ ﷺ) اللہ الذی یحیی ویمیت وھو حی لا یموت اعصر لابی فاطمة بنت اسد ووسع علیھا مدخلھا بحق سبک والانباء (علیہم السلام) رواہ الطبرانی فی الکبیر و۳ وسط الطری حدیث طویل

وہیں حسن و الحاکم و صحیحہ عن ابن حبیب عن حاکم و ابن عبد الوہاب عن ابن عباس و ابو نعیم فی الحلیۃ عن ابن ذکریٰ ذلک کلام الحافظ السوطی فی التعلیق الکبیر رواہ الطبرانی معروضہ سعید شریف بعد الحق ۷۶

حضرت محمد بن عمر بن علیؑ وحسی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں حضرت علیؑ کی والدہ فاطمہ بنت اسد وفات پا گئیں یہ خاتون حضور پرنور ﷺ کی رضائی والدہ بھی تھیں (جب قبر تیار ہوئی تو حضور پرنور ﷺ اسکی قبر میں (انرا) ایک گئے اور بارگاہِ خداوندی میں اس صنت بذرا

ہوئے اللہ وہ جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور ایسا زندہ ہے انکے لئے موت نہیں اللہ
پہری اللہ کامل بخت اسد کا کل اسے ہماری قبر کا کشادہ فرمادے گی (رحمہ اللہ) کے حق
سے اللہ دے رہے نہیں کے حق (ویل) سے جو اللہ سے پہلے تھے ایک توی رحمت اللہ ہے

﴿حضرت امیہ بن خالد بن عبد اللہ بن اسیدؓ فرماتے ہیں﴾

(۵) عن امیة بن خالد بن عبد اللہ بن اسید عن النبی ﷺ انہ کان یسبغ بعمالیک
المہاجرین روایة مشکوة باب الفصل العشر، ص ۲ من (۳۶) الاستیعاب فی الاسماء لعماد
حضرت امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پر نور ﷺ اقراء مہاجرین کی برکت سے
(اللہ تعالیٰ) سے دعا طلب کرتے تھے۔

﴿عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں﴾

(۶) کو کثرت الصحابة يستعملون به فی عهدہم روی عن عثمان بن حنیف رضی
اللہ عنہ ان رجلاً صریح البصر النبی ﷺ فقال ادع اللہ ان یعالی قال ان شئت
صبرت لہو حیر لک قال فادعہ قال فامرہ ان یترضاء بحسن الوضوء ویدع بعد
الدعاء اللہم انی استنک و اتوجه الیک بنحیبہ نسی الرخصة یا فاحمدہ انی
فلنوجهک بک الی ربی فی حاجتی ہذہ لتقضى اللہم لتشفعہ فی فی
روایة للفعل لعمادہ فی بعض الروایات یا نسی الرخصة (رحمہم اللہ)

قال عمادہ حسن صحیح کما فی شرح النبی لعمادہ الخلی اب حوی الاشیاء من (۳۶) و عمادہ (۵) ۵۱
صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اپنے زمانے میں نبی کریم ﷺ کے وسیلے سے (اللہ
تعالیٰ کی) دعا طلب کرتے تھے۔ صحابی (رسول ﷺ) حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ
عنہ سے روایت ہے کہ ایک نامیہ صحابی بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئے اور آپ سے بیانی
کے لئے دعا کرنے کی درخواست کی تو حضور پر نور ﷺ نے فرمایا: اترجہ چاہا تو میں اس دعا
کو مقرر کروں گا یہ صورت تمہارے سے زیادہ بہتر ہے اور اگر چاہا تو دعا دے دوں۔
ابو صحابی نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ آپ دعا فرمائیے۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔
ابھی طرح حضور کے دعا رحمت نکل چکا اور یہ دعا چھو۔

اللہم انی استنک و اتوجه الیک بنحیبہ نسی الرخصة یا فاحمدہ انی فلن

والله ما كلمه الا اني رأيت رسول الله ﷺ اذا صلاه راحل ضرير واستمده به ليداره
 بصره فقال له رسول الله ﷺ مثل قلت لك فقلت: من ان الرسول به ﷺ يوحى لواء
 المحاسن روده الطهراني في السعد الكبير لم الجوهر العظيم

امير المؤمنين حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ایک حاجت مند کو مسجد عثمان
 رضی اللہ عنہ سے حاجت تھی۔

مگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ (مسعودیات کی جہ سے) ان کی طرف التفات نہ فرماتے۔
 ایک مرتبہ ان کی ملاقات حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے ہوئی اور صورت حال
 سے آگاہ کیا۔ تو حضرت عثمان بن حنیف نے کہا کہ تو وضو کر اور مسجد میں دو رکعت نفل پڑھ
 پھر یہ (دعا) پڑھ یا اللہ میں تجھ سے تیرے نبی جناب سید محمد رسول اللہ ﷺ بخیریت والے
 نبی میں کے وسیلہ سے مانگا ہوں اور میری طرف تیرے طرف رحمتوں والے نبی ﷺ کے
 ساتھ محبوب ہوتا ہوں، یا محمد ﷺ (یا رسول اللہ) میں آپ کے ساتھ آپ کے رب کی طرف محبوب
 ہوتا ہوں تاکہ اللہ میرا یہ کام پورا فرمادے یا اللہ آپ ﷺ کی سفارش میرے حق میں قبول
 فرمادے اس نے ایسا ہی کیا، اسکے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دروازے پر حاضر ہوا تو
 دربان اسے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لے گیا حضرت نے اسے اپنے
 پاس بٹھایا اور ان کی حاجت معلوم کر کے پوری فرمادی۔ نیز فرمایا کہ تجھے جب بھی کوئی
 ضرورت پیش آئے مجھے بتادیا کرو نہایت سرت و شانہ نبی کیساتھ وہاں سے لوٹا ان کی ملاقات
 دوبارہ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے ہوئی وہاں سے کہا شام آپ نے امیر المؤمنین
 حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے میری حاجت کی برآری کی سفارش کی اللہ تعالیٰ آج کو اسکا
 ارادہ فرمائے۔ جناب عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم میں نے حضرت عثمان
 رضی اللہ عنہ سے تیری حاجت کی برآری کیلئے کوئی سفارش نہیں کی۔

پس آپ کی حاجت برآری (حاجت پورا ہونے) کا سبب یہ ہے کہ (میں نے ایک دن) ایک
 شخص جو ضرورہ (یعنی چٹائی ضائع ہو چکی تھی) کو دیکھا جو حضور پر نور ﷺ سے غمزدست ہونے
 کی درخواست کر رہا تھا تو حضور پر نور ﷺ نے اسے بھی دعا سکھائی جو میں نے آپ کو سکھائی۔
 راوی کہتا ہے کہ میں جان گیا کہ اگر بارگاہ خداوندی میں حضور ﷺ کا وسیلہ پیش کیا جائے
 تو اللہ تعالیٰ اس کی حاجت بر لاتا ہے۔

﴿علاء ابن عمرؓ اثنی جوہر المعظم میں لکھتے ہیں﴾

(۸) لیل العیاضہ میں جوہر المعظمی رحمۃ اللہ علیہ فی جوہر المعظم وروی بعض الحفاظ عن ابی سعید السعستانی اذ عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ انہم بعد ولیدہ ؑ بدلائلہ ایماء حواء ہم امر ابی فراس بن سعید علی القبر الشریف علی صاحبہ ؑ وحسنی نر ابہ علی وانبہ وقال یا رسول اللہ ﷺ فقلت لیسعافولک ووعیت من اللہ ماو عیاسک وکان لیسعافول اللہ تعالیٰ علیک لولہ تعالیٰ ولولہ انہم اذ غلبوا النفسہم حواء وک فاستغفروا اللہ واستغفر لہم الرسول لوجہ اللہ نوذاً وحنفاً لولہ علمت حسنی وحتک فاستغفر لی دینی فودی من القبر الشریف عنہ لہ عفو لک وجاء مثل ذلک عن علی رضی اللہ عنہ عن طریق آخر فهو یزید ورویہ السعستانی القبر والسیۃ فی ردالمواہبۃ للمصنف المسبح بالمسجد الحرام السید احمد من دینی وحقانی فی ردالمواہبۃ (۴۳) حدیثک حطاً ۱ (۴۴)

علاء ابن عمرؓ رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض حفاظ حدیث نے حضرت ابی سعید سعستانی سے روایت کی ہے کہ انہوں نے حضرت علی سے روایت لی ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور پورہ ﷺ کلاس ایسا سے روایت فرماتے ہوئے صرف تین دن گزرے کہ ایک امرابی حضور پورہ ﷺ کے رضہ اطہر پر حاضر ہوا اور رضہ رسول ﷺ سے پت گیا رضہ اطہر کی مٹی لٹکیر بنالنے کا وضع کرنے کا پادریل ﷺ جل جلالہ نے جبکہ آپکو عطا فرمایا وہ ہم نے بھی لیا (قول کیا کہیں میں یہ بات بھی ہے کہ جب وہ اپنی جانوں پر غم کریں تو سب محبوب ﷺ) تیرے پاس آجائی ہر اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کریں اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت فرمادیں تو ضرور اللہ کو تیرے قول رسنے والا بہت مہربان پائیگی کے پادریل اللہ ﷺ میں نے بھی اپنے آپ پر غم لیا ہے اور آپکے دہا راتوں میں حاضر ہوا ہوں تاکہ آپ سے سفارش حاصل کر سکوں پادریل اللہ ﷺ نظر کرم فرمائیے اور میری سفارش فرمائیے (امرابی کے ان کلمات میں سوز و غم آپ بھی وہ یہ کلمات یاد کر ہی رہا تھا کہ) رضہ اطہر سے صراحتی ہے اسے جاری ہے اتنی جہا (تیری مغفرت ہو گئی۔ حضرت علیؑ سے دہری سند کے ساتھ ہی طرح منقول ہے، اور حضرت سعستانیؓ کہاں روایت کی تانیہ ہے

﴿حضرت امام ابن ہرنگی لکھتے ہیں﴾

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اَعْرِضُوْا عَنْ الْقُبُوْرِ الشَّرِیْفِ وَقَالَ اللّٰهُمَّ هَذَا حَبِیْبُکَ وَاسْعَدُکَ وَالشَّیْطٰنُ عَدُوْکَ فَاِنْ غَفَرْتَ لِیْ سِرْحٰنِیْکَ وَفَارَعَدُکَ وَغَضَبَ عَدُوْکَ وَارْ لَمْ تَغْفِرْ لِیْ غَضَبَ حَبِیْبِکَ وَتَرْضٰی عَدُوْکَ وَتَهْلِکَ عَدُوْکَ اَمِنَ بِاَرْوَاحِ الْکَرَمِ مِنْ اَنْ یَّغْضَبَ حَبِیْبُکَ وَتَرْضٰی عَدُوْکَ وَیَهْلِکَ عَدُوْکَ اللّٰهُمَّ اِنَّ الْعَرَبَ اِذَا مَاتَ فِیْهِمْ سَبَّحَتْ عَلٰی قَبْرِہٖ وَاِنْ هَذَا سَبَّحَ الْعِلْمِیْنَ فَاعْطِنِیْ عَلٰی قَبْرِہٖ بِالْوَحْیِ الْمُرَاحِمِیْنَ فَقَالَ لَمْ یَعْصِ الْبَاطِلِیْنَ بِاَسَاطِیْرِ الْعَرَبِ اِنَّ اللّٰهَ فَدَعَا لَکَ بِحَسَنِ هَذَا السَّوَالِ ۝ بِتَقْرِیْبِ مَرَدِّیْنِ ۝ ۲۳۰ ۝ وَتَوَاضَعُ لَیْسَ﴾

حضرت امام ابن ہرنگی رحمت گتہ ملیہ فرماتے ہیں کہ ایک ایرانی (اسال رسول ﷺ کے بعد ارض رسول ﷺ پر حاضر ہوا اور یوں دعا کرنے لگا یا اللہ جل جلالہ یہ میرے حبیب ﷺ ہیں اور میں تیرا بندہ ہوں اور شیطان تیرا دشمن ہے اگر تو مجھے بخش دے گا تو تیرا محبوب ﷺ خوش ہو جائے گا اور تیرا بندہ کامیاب ہو جائے گا اور تیرا دشمن (شیطان سخت) پریشان ہو جائے گا اور اگر تو نے مجھے نہ بخشا تو میرے حبیب ﷺ پریشان اور تیرا دشمن خوش ہو جائے گا اور تیرا بندہ ہلاک ہو جائے گا یا اللہ تو کرم ہے (بہت زیادہ کرم فرمانے والا ہے مجھے یقین کامل ہے) کہ تو اپنے حبیب ﷺ کو ناراض نہ فرما بیگا۔ اور نہ دشمن کو خوش کریگا۔ اور نہ اپنے بندے کو ہلاک کرے گا۔

یا اللہ عرب (کے رہنے والوں کا دستور ہے) کہ جب انکا سردار وفات پا جائے تو (یہ لوگ) انکی قبر پر غلاموں کا آواز کرتے ہیں (یا اللہ یہ عرب کا دستور و طرح ہے کہ اپنے سردار کی وفات پر اپنے غلاموں کو آزاد کرتے ہیں) میں تیرا بندہ ہوں اور یہ (میرے حبیب ﷺ) پوری امانت سے سردار ہیں تو یا اللہ جل جلالہ یا ارحم الراحمین تو مجھے انکے (ﷺ) ارض اطہر پر آزار نہ دے (اور مسلمان جو حضور پر نور ﷺ کے روضہ اطہر پر حاضر تھے جس سے کچھ) حاضرین نے ہمارے بھائی تو نے جس اچھے انداز سے سوال کیا ہے (میرے اس انداز محبت اور حسن سوال سے خداوند تعالیٰ نے تجھے بخش دیا ہے۔

(۱۰۰) قال فی المواقب وحی العیسیٰ علیہ السلام علیہ السلام
 سبک ۱۰۰ فقال ما رب الاورماقر سبک ۱۰۰ فقال ما رب الاورماقر سبک ۱۰۰ فقال ما رب الاورماقر
 فی ولادہ فی حبس الا و قد لکناک فارجع اب و من معک من الروا معور لک
 شواهد الحق ۹۲

۱۰۰۔ کہ تم اہم اپنی ... سے ... پہنچنا اور عرض کیا کہ ...
 تم سے محبوب ... ہے ...
 آئی اسلئے کہ ... اپنے پیار سے محبوب ... سے ... میں ...
 (۱) تیرا آقا (ارتین دعا کی ہے ... زید) قبول ... اور تمام ... قبول ...
 (اب اپنے گمراہوں کو اپنا نہیں قرار دے گا) کہ میں نے سچا کہا ہے۔

۱۰۰۔ علامہ بہائی رشتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

۱۰۰۔ قال اس فی التہیک سمعت بعض من الفرق من العلماء والصلحاء يقول
 ان من وقف عند قبر علی ۱۰۰ فقال ھذا آلاءہ والیہ وعلانیہ علی السی
 یہا بہا الدنیا واما صلوات علیہ وسلم تسلیما ۱۰۰ وقال صلی اللہ علیک یا رسول اللہ
 حتی یصلو لھا سبع مرۃ یا لھا علیک صلی علیک یا علیا ولیہ تسلیما لہ حاجۃ
 رواہ البہقی (۱۰۰) موافق لہ شواہد الحق ۹۳

عزیزت فدویہ رشتہ اللہ علیہ ... فرماتے ہیں کہ ...
 جب ولی رسول ... سے رخصت ہونے پر حاضر ہوا ... اللہ و علیہ علیہ
 یصلون علی السی ... تسلیما ۱۰۰ وقال صلی اللہ علیک یا رسول اللہ
 (۱۰۰) کہ ... صلی اللہ علیک یا رسول اللہ
 قایم ... ہے ... کہ ... فرماتے ہیں۔
 اور اسکی تمام حاجات پوری ہوئی جاتی ہیں۔

صلی اللہ علیک یا رسول اللہ ﷺ صلی اللہ علیک یا رسول اللہ ﷺ

صلی اللہ علیک یا رسول اللہ ﷺ صلی اللہ علیک یا رسول اللہ ﷺ

اثبات توسل بذوات فاضلہ بعد الوفاۃ

علامہ راجی نے توسل کی روشنی میں

علامہ تاج الدین کی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں

والوفاء السبکی بحسب التوسل بالنسب رحمۃ اللہ علیہ ولم یکرہ احد من السلف والحلف (رحمہم اللہ تعالیٰ) الا ابن تیمیۃ فابندع ما لم یقلہ عالم قبلہ (ابو سارع العلامة ابن امیر حاج فی دعوی الخوصیۃ واطال الکلام علی ذلک فی الفصل الثالث عشر فی آخر شرحہ علی المیۃ المراجعه، دار حداد، کربلا ص ۱۵۴) علامہ تاج الدین کی فرماتے ہیں (کہ دعاؤں میں) بارگاہ الہی میں نبی کریم رحمۃ اللہ علیہ کا وسیلہ پیش کرنا مستحسن ہے کہ تو صحابہ کرام و تابعین و شیخ تابعین و حیوان اللہ علیہم اجمعین نے وسیلہ کا انکار کیا اور نہ ہی قرون ثلاثہ میں کسی عالم دین نے وسیلہ کا انکار کیا سو اے ابن محمد گمراہ کلاں میری وہ گمراہ شخص ہے جس نے (وسیلہ سے انکار کر کے) یحییٰ (مصطفیٰ رحمۃ اللہ علیہ) میں بدعت سمجھ لی، کی (حالانکہ صحابہ کرام کے دور سے لیکر اب تک) کسی عالم نے (وسیلہ) سے انکار نہیں کیا۔

بلکہ حضرت علامہ ابن امیر حاج رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ توسل حضور نبی کریم رحمۃ اللہ علیہ کی ذات اقدس و دیگر انبیاء کرام و اولیاء و صلحاء کیساتھ جائز ہے۔
 ﴿صاحب التزیۃ الاسرار لکھتے ہیں﴾

(۲) تو ان بتوسل الی اللہ تعالیٰ بالبیاتہ (الخ) والصالحین من عبادہ۔ الحصن الحصین (۱۵) وحرۃ الاسرار، دعا (۱۳۳) وفتاویٰ رحمۃ الکریم جلد ۱ ص ۳۲۱) اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کرام کی ذوات کیساتھ توسل کرے۔

(۳) المتوسل المتغرب بمعنی نزدیکی جستن وسیلہ خواستن، ولہذا امتثال لقولہ تعالیٰ یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وابتغوا اللہ الوسیلۃ ووردت الاحادیث علی حوالہ التوسل وبالأعمال الصالحۃ والذوات الفاضلۃ (امام عمادہ الرحمان جلد ۱ مقدمہ ص ۳۸)

چوتھا اہناف لکھتے ہیں :

بسم اللہ الرحمن الرحیم رسول اللہ ﷺ لبشع لیاوستان رساں بقفل
سعدا بحیبا علی ملہ و ہمینا علیہا و بحشرنا فی رمرتہ ثم بدعوا لفسہ و لوالدہ
والمن اوجہا بالدعاء و لجمع المسلمین ثم یقف عند رأسہ ﷺ کا الاول و یقول
اللہم انک قلت و قولک حق و لو انہم اذ طلبوا انفسہم جازک فاستغفر و اللہ
و استغفر لہم المرء یول لو حد اللہ تو ابنا و حیبا و حسابک سامعین قولک طائعین
امرک مستضعفین بنیک الیک اللہم ربنا اعقر لنا و لاحوا الالذین سبقونا
ما لا یمان بحالہم کبریٰ جلد ۱ (۲۷۰) و مر علی الفلاح و الطحاوی (تحریر الجمع ۳۵۰)

(مختصر) لکھتے ہیں کہ حضور پر نور ﷺ پر صلوة و سلام پڑھنے کے بعد سیدنا ابوہریرہ صدیق
سیدنا عمر فاروق رضوان اللہ علیہما پر سلام پڑھنے کے بعد ایک مرتبہ پڑھا ابوہریرہ سیدنا عمر
فاروق رضوان اللہ علیہما کے حضرات کے درمیان کھڑے ہو کر یہ عرض کرے یا ابوہریرہ صدیق
و یا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما آپ دونوں پر سلام ہو اور ہم آپ دونوں کو حضور پر نور
ﷺ کی بارگاہ میں وسیع بخش دیتے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ ہماری شفاعت
فرمائیں اور نہایت بڑے اجر تعالیٰ سے ہماری یہ سہلی (دور و دراز سے یہاں تک آنے کی
مشقت) قبول فرمائے اور ہمیں آپ ﷺ کی طہ پرزہ و رکے اور آپ ہی کی طہ پر
موت عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ ہمیں قیامت کے دن آپ ہی کے (دعوت) جماعت میں
الغے، پھر اپنے لئے اور اپنے والدین اور جس نے اسے دعا کے لئے کہا ہے اور والدین
پہلے اور تمام مسلمانوں کے لئے دعا کرے۔ پھر پہلے کی طرح حضور پر نور ﷺ کے چہرہ
مبارک کے سامنے کھڑا ہو جائے اور کہے

یا اللہ جمل جلال تو نے فرمایا ہے اور (ابوہریرہ ایمان ہے کہ) حیرا قول ہی صحیح ہے (اور وہ یہ
سے ۱۰۰۰ ایسا جانوں پر علم کریں اور) (اسے محبوب ﷺ) آپ کے پاس آجائیں
تو اللہ سے مغفرت طلب کریں اور سول بھی انکی سفارش کریں تو ضرور ہا میں کے اللہ
دنہات بخشے گا امین۔

یا اللہ ہم تیری قدرت و کمال سے غافل نہ رہا تھا سول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہیں

چاند ہم نے تج سے تمام لوگوں اور طاقت کی اور دینی بارگاہ میں رجوع کیا ۔ چاند کی سزا
 پیش کرتے ہیں چاند ہماری مغفرت فرماؤ۔ ہمارے ان بھائیوں کو کائنات کے جہنم سے چھ
 ایمان لیما تھ کر لے۔

۱) اہل قہور کے حرارات کی زیارت سے نفس (فیض) ملتا ہے۔

۱) اہل الامام الشافعی ان غیر الامام موسیٰ الکاتم کو باقی معرب لاحادۃ الصدوق
 حضرت امام ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ سیدنا موسیٰ قائم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
 ہمارے مبارک کی زیارت سرعت لیما تھ ہمارے کی قہورت کا سبب ہے اور یہ آسمان ہے۔

امام احمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں

(۲) ومفضل عن معصی المشایخ ان الشیخ معروف الکفر سی والشیخ الاعظم
 سیدنا عبدالقادر حیلانی تصرّفہما فی القہور کتصرّفہما فی الحیوۃ اعیان العلوم
 امام احمد غزالی فرماتے ہیں کہ معروف کفری اور سیدنا نعمت اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما
 (جو تفرقات اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا فرمائے تھے ہمدردی کی زندگی میں (ان تفرقات
 میں کچھ فرق ہے یہاں کی مشکلات حل فرماتے تھے یہی تفرقات جس جانب اللہ تعالیٰ
 میں بھی ہیں (جو تفرقات اللہ تعالیٰ عطا فرمائے ہیں ان کی مشکلات کشائی فرماتے ہیں)

جو حضرت شیخ عبدالقادر محدث بھٹوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

(۳) اور امام عبدالقادر المسجد معروف موسیٰ بن احمد صالح والصلوۃ فیہ عند قبرہ لا تعظیہ
 او السوۃ لیسو القبر فیل یحصل مددہ ونکمل العبادۃ سرکۃ محاورۃ اور اچھ

الطافۃ لا یخرج فی ذلک ۔ بقولہ الشیخ الشعلوی فی شرح مشکوٰۃ

انبیاء ۔ ہم علیہم السلام اور انبیاء کرام و رحمت اللہ علیہم کے حرارات کے قرب اور
 میں سمجھنا ان سے ملنا چاہیے کہ ان میں انہی تینوں حرارات کی جانتے صاحب حوائج
 تعلیم کے لئے نہیں بلکہ صرف ان نیت سے کہ ان کا قرب اور انکی ارواح مقدسہ ہمیں ہمت
 دے گی اور ہم ان کی برکت سے لازمی نماز قبول ہو جائیں گے اور ہر حرارت نماز، مشکلات
 سے حل دے گی ان انبیاء کرام کی مدد کے حصول کیلئے یہ تو ہر حرارات سے قرب اور ہمارے
 ساتھ سے ہمارے میں کوئی فرق نہیں۔

میں (حق شناس گل) کہتا ہوں کہ اس صورت میں نہ تو کوئی اشکال ہے نہ کوئی ترک۔

کچھ سے میرے حشرات نے کہا فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ اولیاء ام کے حرارت سے بے غفلت
 مقرر فرما دیتا ہے، جو انکسین کی حاجات (بازن اللہ پوری) دیتا ہے۔ جیسے کہ یہ واقعات ہم
 شافعی سیدہ خیرہ سیدی احمد پوری وحی اللہ علیہم کے حرارت کی زیادتیوں سے روزاً
 ہو۔ (اور انکسین نے ملاحظہ کئے) اور کبھی کبھار اولیاء اللہ اپنے حرارت سے غفلت ملاحظہ
 میں پھٹتے ہوئے مسلمانوں کی مشکلات کو (بازن اللہ) حل فرما دیتے ہیں کیونکہ اولیاء اللہ
 کا اپنے حرارت سے کبھی جانور کی امداد کا کام بھی ہو کر رہتا ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کے مزار اقدس کی زیارت سے نفع بہ
حضرت علامہ شیخ شهاب الدین احمد بن عمرؒ نے اپنی کتاب فروع اللہیہ میں باقاعدہ
ایک باب میں انک فصل بانداہوریہیں لکھا ہے جنیسویں فصل ۴۸۴ کرام کے باب سے یہاں
میں دہرای فصل میں امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے حقائق تحریر فرمایا۔

(٦) فقال العلامة الشيخ بهاء الدين أحمد بن حجر المكي الفصل الخامس والستون في تأديب الأئمة مع أبي حنيفة (رضي الله تعالى عنه) في معاملة كمله في حياته وإن قرره بزل القضاء الحواتج اعلم انه لم يزل ذو الحاجات يروون قرره ويتوسلون عنه في قضائهم ويرون الحج في ذلك فرع الثلب (١٠)

سے امام اعظم کا روپ و جہانم ہی طرح کیا جائے گا جس طرح انکی حیات میں کیا جاتا تھا اور انہیں انکے حرامات کی زیادت اس لئے کرتے ہیں کہ (امت قبولی انکی : کثرت سے) انکی حاجات برائے (اور یہ بات بھی بخیر نہیں کہے کہ اہل حوائج ان (بزرگوں) علیہا کرے۔) و محمد بن نے حرامات کی زیادت اس لئے کرتے ہیں کہ (امت قبولی) انکی سب سے اہل حاجات برائے اور انہیں نے اپنی کامیابی بھی دیکھی۔

پہلے قرآن، بعد روح البیان فرماتے ہیں:

(ج) المدعى اماكن يخل فيها لاحتام مدعىه ويد الكعبة وعلى المدعى (البروق) وغيره او حرب استحقاق الدعاء عند قبول الصالحين بشروط معروفة عند فقهاء الشافعي اخص على ما ذكره الصالحين

(۸) من جانب الله الملائكة (مجلس) انکی ہیں جہاں دعاؤں کی قبولیت یقینی ہے۔ جبکہ
 عبد شریف پر تحریر سے وقت، صفا، اور وہ پر، نیز مزارات اولیاء، بشرطیکہ دارین ان تمام
 نواہی و نواہر تحریریں جو فقہاء، یہ سب نے بیان فرمائی ہیں پھر جو دعائیں صاحب مراء (۷) نے قیام
 مانگے ہوتے، اللہ وہ دعا عند اللہ قبول ہیں لایا اللہ ہم پر ان اولیاء و صالحین کرام کے وسیلہ
 سے اپنی رحمتیں نازل فرما۔ (امیں یازب العلمیں بحمد سید المرسلین۔ ص ۴۴)

﴿امام اعظم رضی اللہ عنہ کے مزار سے﴾

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو فیض ما

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ولہام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے کمال ارادت و محبت تھی۔
 (۹) وسماروی من تألیف الشافعی مع الامام ابی حنیفۃ اللہ قال الشافعی انی لاشترک
 فیہی حنیفۃ واحی، الی غیرہ فاذا عرضت لی حاجۃ صلیت و کعبت و سئلت اللہ تعالیٰ
 عند قبرہ فلفظی لی سرباً شامی جلد ۱، مقدمہ (۳۹ ص ۵)

اب کا اتنا پاس تھا کہ امام شافعی فرماتے ہیں کہ مجھے جب بھی کوئی مشکل پیش آتی ہے
 تو میں امام اعظم کے مزار مقدس پر حاضر ہو کر دو رکعت نفل پڑھتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے امام
 اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے وسیلہ سے دعا مانگتا ہوں تو اللہ تعالیٰ میری دعا کو بہت جلد
 شرف قبولیت عطا فرماتا ہے۔

﴿صاحب لمعات رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں﴾

۱۰ من یستعملہ فی حیاتہ یستعملہ بہ بعد مماتہ نعمت جلد ۱، روضۃ القدر (۳۳)
 جن سے (انکی زندگی میں ادا و حاصل کی جاتی تھی) وفات کے بعد بھی ان سے ادا کی
 جاسکتی ہے۔

﴿علامہ سرحدی رحمۃ اللہ علیہ شارح ہدایہ﴾

باب صفة الصلوة میں فرماتے ہیں

۱۰ کان یکران قیامہ اس اسد القاضی المصری من البکاتین وقارین لکتاب اللہ
 تعالیٰ وفسرہ مشہور بالقراۃ مصر یزار ویتبرک بہ ویقال ان الدعاء عند قبرہ
 مستجاب (البرکات الہیہ: ۲۶)

حضرت یحییٰ بن اسماعیل صبری (سب دور) قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہوئے
 (عشیت ربانی میں) ۱۰ سے ۱۵ سال تک لکھتے تھے۔ انکا حراشہ صرف مصرقہ میں ہے
 نے ۱۶ سے ۱۸ سال تک حاصل کی جاتی ہے۔ ہر سال حراشہ شریف کے پاس مانگی جاتی رہی
 بہت جلد قبول ہوتی ہے۔

صاحب بدائع کے مزار سے نفع

۱۱) ابو بکر بن مسعود بن احمد علاء الدین ملک العلماء الکاسانی صاحب
 البدائع شرح تہذیب الفقہاء ذہبی طاهر الحلب عند قبر ورحمہ فاطمہ بنت صاحب
 التہذیب الفقہاء العالمۃ والدعاء عند قبر ہمام صاحب الفوائد الہیۃ (۲۶)
 ابو بکر بن مسعود بن احمد علاء الدین کاسانی جنہوں نے تہذیب الفقہاء کی شرح لکھی (اس اثر
 کا نام البدائع ہے) حضرت کا آب بصال ہوا تو انہیں طاهر الحلب (جگہ کا نام ہے) میں
 اپنی زوجہ فاطمہ جو خوراکی فقیرہ عالمہ تھیں اور انکے والد تھیں (اسی کتاب کے) مصنف تھے
 انکی قبر کے قریب انکے گئے دونوں کے مزارات مربع غلائی ہیں اور وہاں مانگی جاتی رہی
 قبول ہوتی ہے

مزارین قدیم فرماتے ہیں کہ

(۱۲) قال ابن القسیم سمعت ضیاء الدین الحسنی حصرات الکاسانی عند موتہ
 فشرع فی قراءۃ سورۃ ابراہیم حتی بلغ قولہ تعالیٰ یتبت اللہ الذین آمنوا بالقول
 الثابت (الایۃ) فحصرحت روحہ ودفن عند قبر ورحمہ فاطمہ مقام الحلیل
 بطاهر الحلب والدعاء عند قبر ہمام صاحب ویرف عند قبر وازفی حلب بطور
 العروۃ وروحہا۔ (۱۷) الفوائد الہیۃ (۲۷)

ابن قدیم فرماتے ہیں کہ میں حضرت ضیاء الدین حنفی کاسانی کے پاس حاضر ہوا مگر اس
 کا عالم تھا تو میں نے دیکھا کہ حضرت اس وقت سورۃ ابراہیم کی تلاوت فرما رہے ہیں۔
 جب وہ اس آیت پر پہنچے یتبت اللہ الذین آمنوا بالقول الثابت (الایۃ) تو انکی روح انکے منہ سے
 نکلی جاتی تھی مقام الحلیل طاهر الحلب میں اپنی زوجہ کی قبر کے پاس دفن ہو گئی۔ انوں
 کے مزارات مربع غلائی ہیں ان مزارات کے پاس مانگی جاتی رہی وہ قبول ہوتی ہے نیز
 ان دونوں کے مزارات شہر حلب میں قبر العروۃ والروح کے نام سے مشہور ہیں۔

وفات کے بعد حاتم طائی کی سخاوت

۱۲۳ ہجری میں رسولی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ قال مررت من النضر بغير حاتم
فمرنا اقریامہ فقام الیہ رجل یقال له ابو الحیرى وحمل یرکض برجلہ قبرہ ویقول
قبر ما یفذل له بعضہم ویذک بدعوک اعرس لرجل فدمت لذل ان حاتم غلبہ
سارون بہ احد الاقراء لہ اجمعہم الیل فامروا فقام ابو الحیرى فرعوا ہو یقول واد
واصلہا ففذلوا لہ مالک قال الانی حاتم فی النوم وعمر ما لقی بالسیف
واما انظر انہا تمہ شمسہ شعر اصطفیہ یقول لہ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا ظلم عمر فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ جب ہمارا قافلہ حاتم
طائی کے قبر کے قریب پہنچا تو ہم نے وہیں پہنچا تو ابو الحیرى اٹھا اور حاتم طائی کی قبر کو
پاؤں سے ٹھکراتا اور کہا (اے حاتم طائی اٹھئے) اور ہمدانی مہمان نوازی کیجئے تو ساتھیوں
میں سے کسی نے کہا (اے ابو الحیرى) تو ایسے آدمی سے مہمان نوازی کیلئے کہہ رہا ہے جو
وفات پہنچا ہے تو ابو الحیرى نے کہا قیل بنی طے کے لوگوں (اسے میں نے سنا ہے کہ وہ کہتے ہیں
کہ اگر حاتم طائی کی قبر کے پاس کوئی آکر پہنچا لے دے تو حاتم طائی اپنے مہمانوں کی ضیافت
فرماتے ہیں جب رات ہوئی اور کھپ اٹھا چھا گیا سب سو گئے لیکن ابو الحیرى خواب سے
اُدر کر بیدار ہوئے اور زور سے چیخنے لگے ہائے میری لوتھی ہائے میری لوتھی ساتھی بھی
بیدار ہوئے پوچھا ابو الحیرى کیا بات ہے ابو الحیرى نے خواب بیان کرنا شروع کیا (ساتھیو)
جب میں سویا تو میں نے خواب میں حاتم طائی کو دیکھا کہ وہ ہاتھ میں تلواریں آئے اور
میری لوتھی کی ٹانگیں زخمی کیں۔ اور اس نے اشعار پڑھے جو مجھے ابھی تک یاد ہیں۔

- | | |
|-----------------------------|-----------------------|
| (۱) یسأل الحیرى والست امرہ | طلوم العشر فشتامہا |
| (۲) لیت یصحک لی فی القری | لذی حفرة قد صدت ہامہا |
| (۳) تصعی لى الدعد عند المیت | وحولک طی والسمہا |
| (۴) لعل لنع حبیبنا | ولسلی المظی فعدہا |

اتحاد اے ابو الحیرى تم اپنے قریب سے ایک ظالم و شام انسان ہو تم اپنے ساتھیوں کو
مہمان سے پاس لے رہے ہو اور ضیافت طلب کرتے ہو لیکن قبر والے کے پاس جس قبر کے اوپر

کا صبر بھی (انسانوں نے ابتدا دیا ہے، ایام بھی شرمندہ بنا چاہے ہوں۔) کہا۔
 وجود میں بنی طے قبیلہ کے لوگ ہیں جن کے پاس (کھانے پینے کے) شہادہ ہوا۔
 چلے (چھوٹے) پائے بھی موجود ہیں (تم نے ہمارا امتحان کیا ہے) اسہم اپنے مہمانوں (مہمانوں) کو
 کھانا کھلائیں گے۔

ابوالخیری (جب اپنی اونٹنی کے پاس گئے، اور دیکھا کہ انکی اونٹنی کی تھیں۔ دیکھ کر بھی تھیں۔
 تو انہوں نے اسے رات کو ہی ذبح کیا اور گوشت پکا کر کھایا۔ ساتھیوں نے سہارا دیا۔ انکی حالت
 خالی کتنا اچھا مہمان (نوروز تھا) زندگی میں بھی ہماری مسرت نوازی۔ خداوندات۔ بعد
 بھی ہمیں خوب کھایا (جب صبح ہوئی اور کوچ کا وقت ہوا) تو ساتھیوں میں سے ایک ساتھی
 نے ابوالخیری کو اپنا دایف بنایا (اپنے ساتھ پیچھے بٹھایا) اور چل دے۔ چلتے چلتے انہوں نے
 ایک آدمی کو دیکھا جو اونٹنی پر سوار اور اپنے ساتھ ایک اونٹ بھی کھینچتے ہوئے (تجربہ) رہتا تو
 انکی طرف (بڑھ رہا ہے) جب قریب پہنچا تو کہنے لگا تم میں ابوالخیری دن ہے ابوالخیری نے
 (غوراً) کہا ابوالخیری میں ہوں۔ آئے والے نے کہا یہ اونٹ لیجئے۔ میں جلدی حاتم عالی
 کا بیٹا ہوں رات کو میں نے ماہ کو خواب میں دیکھا وہ آئے اور مجھے (بٹھایا) رات کو میری
 قبر کے پاس مہمان آئے۔ رات کو میں نے انکی طلب کی تو میں نے ابوالخیری کی انکی ضیافت میں کھد
 دی تم جانتے اسے اونٹ دے آؤ میں تجھے یہ اونٹ دیتے آیا ہوں تو یہ اونٹ تجری ساری
 کیلئے ہے جو چاہو (اب یہ تیری ملکیت ہے)۔

چونکہ ابن داریہ غلطی نے اپنے اشعار میں بھی اس واقعہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

ابو ک ابو سعید بن جبہ لم یزل لسان شب حنی مات فی الحیر و العیا
 بہ نصر الامثال فی الشعر مبتا و کان لہ اذاک حیا مصاحبا
 فرای قبرا الاغیاب انزلواہ ولم یقر قبرا لہ الدھر و اکبا۔

نصر العرب ۱۵۱ (ترجمہ)

اے جلدی بن حاتم تیرا والد جوانی سے لیکر موت تک ہمیشہ صاحب فخر رہا تیرا والد
 عظیم شخص تھا کہ اس نے مرنے کے بعد بھی "نے" اے مہمانوں کی ضیافت کی اس

قیادت کی شعراء بھی اپنے اشعار میں فرماتے ہیں۔

مذکورہ بالا اولیاء سے ثابت ہوا کہ اولیاء اللہ وفات کے بعد بھی امداد فرماتے ہیں نیز حاتم
حائے کی سخاوت جو انکی زندگی میں مشہور تھی اور مرنے کے بعد بھی انکی سخاوت و مہمان نوازی
مشہور ہے ایک نئی کی سخاوت و مہمان نوازی کا یہ عالم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اولیاء کی سخاوت
کا کیا عالم ہوگا۔ انکا لنگر تو ہمہ وقت چلتا ہے۔ (جسے فلک بودہ و اجلی بجویری، اور حضرت بابا
سید و غوث سیدنا عبد الغفور بابا سراج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہما کے مزارات شریف پر جا کر
ماحولہ فرمائیں۔ مترجم)

لنگر داتا میں حاضر امیر و غریب ہے

عرس کے موقعہ پہ دائم حَلِیْبُ حَلِیْبُ ہے

در بار سید و غوث میں لنگر ہے صبح شام

مشہور فی العالم ہے بغداد ہی کا نام

درختہ غار محمد بن عبد الغفور القادری رحمۃ اللہ علیہ

سید و غوث سے میری مراد سیدنا سراج الاولیاء بابا عبد الغفور القادری

رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جنکا مزار اقدس سید و شریف سوات میں

مرکز انوار و تجلیات، و مرجع خلافت ہے

آرزو کرتا ہوں تجھ سے یا غفور المذنبین

شیخ عبد الغفور سراج اولیاء کی واسطے (مترجم)

ہاکیسویں بحث وہابیوں کے اقوال کے جوابات

حضرت ابراہیمؑ و ہابیلؑ کا کہنا ہے کہ اللہ سے بلا واسطہ (آداب) مانگو اپنی دعاؤں میں یہی ہے کہ
 اے اللہ! ہمیں یا مٹو یا عظمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ ہمارے لئے ہر گاہ خداوندی
 میں (ہمارے) حق حوالہ دے گا۔ (اس قدر حق کریں) یا میں کہتا ہوں کہ اے اللہ تعالیٰ
 کے نبی یا ہوں تم اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں یہ مانگو یہاں بھی نہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ و شہد فرماتا ہے
 ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِذَا قُلْتُمْ اَنْتُمْ اَعْلَمُوْنَ اَنْتُمْ اَعْلَمُوْنَ﴾ (یٰ اے ایمان والو! جب تم کہو کہ تم جانتے ہو کہ تم جانتے ہو)۔

و) جوایز سے معاوضہ دے رہے ہیں۔

وادیوں کا یہ کہنا کہ قرآن وحدیث سے ثابت ہے یہ قول کئی وجوہ کے نامزد ہے۔

نبی اسرائیل میں جب ایک شخص نے اپنے بچاؤ بھائی کو قتل کیا اور مقدمہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس لے گیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی کہ اپنی قوم سے کہہ دو، وہ گائے ذبح کر دیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

(١) وَإِذْ قَالَ مُوسَى لِقَوْمِهِ إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَتَّخِذُوا لِلْكَافِرِينَ

فَالْزَلْفُ لَنَا وَرَبُّكَ يُنْزِلُ لَنَا مَاءً (الذي قوله)

فَالْوَيْلُ لَكُمْ لِمَا وَهَبْتُمْ ثَمَنَ آلِهَتِكُمْ إِفْجَارًا (الفرقان: 17)

لَا تَزِدْ لَهُ مِائَةً إِلَّا كَفَتْ إِنَّ رَبَّكَ تَبَّارٌ عَزِيزٌ

(پیارے محبوب ﷺ یاد کیجیے) اس وقت کو جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ اے تمہیں علم دیتا ہے کہ گائے داغ کرو (قوم پھر حاضر ہوئی) کہنے لگی (یا موسیٰ علیہ السلام) آپ ہمارے لئے اپنے رب سے دعا کیجئے کہ ہمیں گائے کا رنگ بتا دے (وہ قوم پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پاس آئی) اور کہنے لگی (یا موسیٰ علیہ السلام) آپ ہمارے لئے اپنے رب سے دعا کیجئے کہ اس گائے کا رنگ کیا ہے (وہ قوم پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئی) اور کہنے لگی (یا موسیٰ علیہ السلام) آپ ہمارے لئے اپنے رب سے دعا کیجئے کہ اب گائے (کی مرگفتگی ہے) نہ کہ (اس رنگ کی) گائے پائیں (میں) (سہم) اس گائے کے معاملہ میں (شبہ میں نہ لے کر)۔

ﷻ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

(۲) وَادْفَنُوهُمْ بَنُو سُلَيْمَانَ لَمَّا فَرَغَ فَادْفَعُوا لَهَا نَجْدًا لَهَا مَنَاقِبَتٌ
الْأَرْضُ مِنْ بَنِيهَا. ہمارے (ابو یحییٰ) ۸/۱۸

مذہب کہا تم (بنی اسرائیل) نے (موسیٰ علیہ السلام سے) یا موسیٰ ہم ایک ہی طرح —
کھانے پر مبر نہیں کر سکتے ہمارے لئے اپنے رب سے دعا کیجئے کہ تقابل ہمارے
لئے اس میں سے جو زمین اگائی ہے۔ (جیسے) ساک۔ گڑی۔ پیاز۔ وغیرہ۔

ﷻ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

(۳) وَلَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّيحُ قَالُوا لَوْ أَنَّا سَمِعْنَا نَذْرَ رَبِّكَ لَمَّا عٰهَدْنَا عِنْدَكَ:

اور جب ان پر (اللہ کا) عذاب آتا کہتے یا موسیٰ (علیہ السلام) ہمارے لئے اس عہد و بیان
کے مطابق اپنے رب سے دعا کیجئے جو عہد و بیان تیرے رب نے تجھ سے کیا ہے۔
۱۱۔ میں (مفتی شائستہ گل) کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے انبیاء کرام علیہم السلام سے یوں
عرض کرنا کہ آپ ہمارے لئے اللہ تعالیٰ سے مانگیں یا یوں کہنا کہ یا اللہ انبیاء کرام علیہم
السلام کے وسیلہ سے ہمارے مشکلات ہم سے دور فرما، بالکل جائز و ثابت بالقرآن ہے

جواب میں یہ بحث اسناد مجازی کے جواز کا ثبوت اور اسی مثالیں پر
 یا یہی بحث اسناد مجازی کے جواز میں ہے۔ مشکوٰۃ کے یاغوث اعظم رحمت اللہ علیہ
 آپ میرا یہ کام کر دیں یا میں کہتا ہوں یا ہا (سیدی علی ترمذی ج ۱ خراساں) آپ نے بھی یہ
 غلطی مشکل حل فرمادیں۔

استفتاء۔ کیا فرماتے ہیں علماء کرام مجلس دہمات اس مسئلہ میں کہ آریضی مسلمین
 یوں کہے آپ میرا یہ کام کر دیں۔ یا میں کہتا ہوں یا ہا (سیدی علی ترمذی ج ۱ خراساں) آپ
 یہ بھی غلطی مشکل حل فرمادیں۔ آیا اس طرح کہنا جائز ہے یا نہیں۔ یعنی توجہ

الجواب۔ یاغوث اعظم رحمت اللہ علیہ آپ میرا یہ کام کر دیں یا میں کہتا ہوں یا ہا
 (سیدی علی ترمذی ج ۱ خراساں) آپ میری غلطی مشکل حل فرمادیں یا اس طرح کہنا شرعاً
 جائز ہے کیونکہ یہ اسناد مجازی ہے اسناد مجازی ہی مراد لینا واجب ہے ان الفاظ سے اسناد
 حقیقی مراد لینا کمال ہے۔ دلائل مندرجہ ذیل میں ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) (الاولیٰ للصحاح من (مناہ من الحقیقة) لفظیة او معنویة (الی قولہ) مخصور الکلام
 من الموحّد (ای المؤمن) مختصر المعانی (۵۴) (المحقق مطبوع ۱۰۹)
 مثل اشاب الصغیر. والحقّ الکبیر (کسر العدة و من العنی) فان صدور هذا الکلام من
 الموحّد (الحدّ کون) قرینة معنویة (مناہ من الحقیقة ذالّة) علی اسناد اشاب والحقّ
 علی کسر العدة و من العنی محار مختصر المعانی (۹۵)

(جہاں حد کیا جائے) تو وہاں ایسے قرینے کا پایا جاتا ضروری ہے جو قطعاً معنیوں میں طرح حقیقت
 کے پائے جانے سے مانع ہو، جیسے بعض باتوں کا) مسلمانوں کی زبانوں سے نکلتا۔
 جیسے (کوئی کہے) اس نے چھوٹے لڑکوں کو دیا (یا میں کہے) انہوں نے بڑے کو قتل کر دیا (چونکہ
 قتل کرنا اور بچے کو بڑا کرنا جتنی تعالیٰ کا کام ہے کہ اسی کی قدرت کاملہ سے بچ نکل دینا یا بچے
 اور اللہ تعالیٰ نے جسے قتل کرنا ہو کر دیتا ہے اب یہ کلمات مسلمان کی زبان سے نکلے ہیں
 تو ماننا چاہئے گا) کہ یہاں اسناد مجازی ہے اور یہاں ایسا قرینہ پایا جا رہا ہے جو حقیقت کے نہ
 مانع جانے پر دلالت کرتا ہے، نیز یہ ان میں سے (اشاب و من العنی) کو ہم کسر العدة و من

میں حربہ وسامت کروں کہ ایسے الفاظ کہنے سے اولی مسلمان کار و شر ۔ وہ جی نہیں سمجھتا
 جیسے کہ آپ نے اوپر دئے گئے دلائل ملاحظہ فرمائے۔ سو آپ اس کے بعد بھی آنے والی شخص
 کلمات مندرجہ بالا کہنے والے مسلمان کو کافر مشرک وہ جی کہے گا۔ وہ خود بدعتی گروہ کافر
 مشرک ہو جائے گا کافر سے اگر یہ الفاظ صادر ہو جائیں تو وہ تو ویسے بھی کافر ہے حربہ ۔
 آں وہ دھری مصلوب رہے یہ ہے (مطلوب۔ ۱۰۹)

پھر یہ کافر اند تعاقب کی ذات کو نہیں جانتا۔ حاحل مائلہ مؤثر قاعدہ (مختصر العالی ۵۳) کیونکہ
 وہ کافر ان کلمات کو زمانے کی طرف ہی منسوب کرے یہاں وہ استاد حقیقی ہی مراد ہے کہ
 یہی اسکا عقیدہ ہے۔ سو اس پر کفر وہ رہے ہونے کا الحاق ہوگا۔ میں نے علم معانی و اصول
 کی کتابوں کا خلاصہ پیش کیا ہے حربہ طلب ہوو (۱) طبعی (۲) مطبوع (۳) مختصر العالی
 (۴) دوسری نامی کتابوں کا مطالعہ فرمائے لیکن انہوں کہ دہائی چاہے ہے اسے اصول و فروع
 کا اور اک نہیں۔

﴿حضرت غلام تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں﴾

(۳) قال التاج الدین السبکی ولا یقصد الناس سؤال الاولیاء ذلک قبل الموت وبعدہ
 منهم الی الخلق والایحاد والاستقلال بالافعال فان هذا لا یقصدہ مسلم بل لا یخطر
 سال احد من العوام فضلا عن غیر ہم (ای عن العلماء) دلائل تصرف (الوہابہ
 بالکلام) (ای هذا الکلام الصادر من لعل السنۃ والجماعۃ) (ای الی الخلق
 والایحاد والاستقلال بمعزلہ اسافا حقیقا)

ومعہ (ای مع هذا القول) (مکونہ شرکا) من باب التلبیس فی الدین والتشویس علی
 العوام وکیف یحکم بلکفر علی من اعتقد ثبوت التصرف لہم فی حیاتہم وبعد
 موتہم حیث کہان مر جع ذلک الی قدرۃ اللہ تعالیٰ علیہا وایحادا کبف وکب
 حسمہ و المسلمین طا فحیۃ بہ وانہ جائز فحیۃ حتی کاذ ان یلحق بالضروریات بل
 بالذبیات القحات القرب (۱۷)

(مسلمان جب بھی اولیاء ام سے مانگتے ہیں) وہ اولیاء کرام کو ہدایت دہا العمل والاقتال
 نہیں سمجھتے (اولیاء سے ہدایت مانگنا) یہ ذہل کبھی کوئی عام مسلمان نہیں کرتا (کیونکہ ہدایت

دینے والا اللہ کی ذات ہے۔ یہی وہ اللہ باطنی والا استقلال مطلق ہے والا ہے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی بالذات باطنی والا استقلال مطلق کرنے والا نہیں (کتاب ملائکہ، ج ۱، ص ۱۰)۔
 ہاں اللہ کشف الہام وکشف اللہ کے ذریعہ اولیاء اللہ رحمہ اللہ یا صاحب حجاز ہوں سے مراتب ودرجات کو جانتے ہیں، سوائے علم سے مستثنیٰ ہیں۔

مگر وہاں نے اس قول (جو ابھی اوپر بیان کیا گیا) کو اسناد حقیقی کی طرف منسوب کر کے شرک کہا (جب کہ ہم بھی کہتے ہیں کہ اگر ان باتوں کا اسناد حقیقی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی طرف ہو تو شرک ہوگا مگر یہاں تو اسناد مجازی ہے بھر شرک کیسے)۔

وہاں کا یہ قول تھمس فی الدین ہے، دین میں اسناد مجازی ہے بھر شرک کیسے، وہاں کا یہ قول تھمس فی الدین ہے (دین میں اپنی جانب سے باتیں گھڑنا، باطل کو حق اور حق کو باطل سے ملانا اور عام اناس میں دین کے بارے میں غلوک و شحات پیدا کرنے والی باتیں ہیں۔)
 (۲) مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ اولیاء اللہ کے تصرفات چاہے انکی حیات میں ہوں یا رحلت کے بعد ہوں یہ تصرفات اللہ جل جلالہ ہی کی عطا کردہ ہیں پھر مسلمانوں پر کفر و شرک کا حکم لگانا کس طرح جائز ہوگا۔

(۳) جمہور مسلمانوں کی کتابوں میں موجود مکتوب ہے کہ اس طرح کہنا جائز ہے، اور یہ امر واقع ہے اس (طرح کہ اسناد مجازی ہو) تو اسکے جواب میں کوئی شک و شبہ نہیں، بلکہ یہ ضروریات و بدیہیات کے ساتھ ملتی ہیں۔

(۴) وصابق من بعض العوام من قولہم یاسیدی فلان مثلاً فی قضیت لی کذا او قضیت لی مرہی فلک علی کذا۔

والحوادث فقہو من الجہل بکعبۃ الطلب ولكن لا بعد ذلک کفر الایہم لا بقصدون سذلک الایہاد من الولی واما یجعلونہ فی لیاہم وسیلۃ الی مولاہم (۴) حیث کان المتوسل بہ فی اعتقادہم من اهل القرب والمحبة للعالمی

عوام اناس میں سے بعض ایسے کہہ دیتے ہیں یا سیدی فلان میرا یہ کام (۱) یا میں بہ سے (۲) میرا یہ مال وغیرہ، کو اپنے سمت بخشتی تو مجھ پر میرے لئے فلان فی (۳) لایہ ہے سوا اس۔

جواب یہ ہے کہ بال سے کہتے ہیں اس اعتبار کو اسلی اعلیٰ پر محمول یہی ہے کہ

اسی اسی کلمہ کا فرقہ دانیس کے یہود وہ مسلمان ہیں سے اس طرح کے قہرات صادر ہوئے ہیں وہ اس فی سے دیے یا مشکل کھل کرنے میں اس ولی کو مشغول بالذات نہیں سمجھتا بلکہ انکی نیت میں صرف اتنا ہی ہوتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ ہادی سے اور ہی ان مشکلات کے حل اور ہمارے شغلیاب ہونے کا ایک وسیلہ ہیں (انکے سوا) اسی نیت میں اور کچھ نہیں ہوتا) کیونکہ مسائل جو ان لغوی قدسہ کیساتھ متحمل الی اللہ ہے۔ یہی سمجھتا ہے کہ یہ وہ ذات قدسہ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ کا قرب و محبت حاصل ہے۔ سوائے صورت میں الفاظ مذکورہ کہنے سے وہ مسلمان نہ نہ کافر و مشرک نہ ہوں۔

(۵) الاسری انہم یکررون فی النہاء کلہم بہا صاحب المظاہر عبد ربک اعطک لی من مولاک یفعل ربی کذا فان ذالک دلیل مہم علی انفراد اللہ بالفعل و علی اللہ لاشی للولی الانحود السب۔

مزید برآں وہ مسائل جب بھی (زبان کنوں ہے) تو بار بار (انکی زبان پر یہ الفاظ ہوتے ہیں) کہے "ذاتہ قدسہ" اللہ کریم سے میرے حق میں سوال کیجئے کہ اللہ تعالیٰ یہ افغان کام درست فرما دے (میرا کاراں مشکل حل فرما دے) سو یہ الفاظ اس بات کی دلیل ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ولی کو صرف ایک سبب (وسیلہ) سمجھتا ہے اور ان کا ہونا کرنا۔ مشکل کا حل کرنا یا فضل اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا کوئی مشغول بالذات نہیں۔ جو ان مشکلات کو بالکل حل کرے اولی اللہ حل مشکلات کا سبب ہے۔

جہت ہوا کہ اگر کسی مسلمان سے اس طرح کے کلمات صادر بھی ہوئے تو وہ کافر و مشرک نہیں۔
(علامہ یوسف نبیانی فرماتے ہیں کہ)

(۶) لا یورد الموصولہ لان القرب المحبوب لا یورد فیما طلب فہو من باب قولہ علیہ السلام رب و حل اشعث اعرج ذی صمیرین لو القسم علی اللہ لا یرد فیہ مدح و ثناء۔
پچھنی دلیل یہ ہے کہ مسائل و متحمل نے جس ولی کا وسیلہ لیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا مقرب بندہ اور محبوب ہے اور مقرب و محبوب جب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے مانگے تو اللہ تعالیٰ اس کا کام سہولت دینے میں فرماتا ہے کہ حضور پر نور ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے کچھ بندے ایسے ہوں گے (جنگے) (سر کے) بالی گھر سے ہونے ہوں

۱۔ جسم پر، پتروں پر، مٹی پر ہی ہوگی۔ خلیت الہی سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں رونے والے ہو گئے ایسے لوگ۔ (اللہ تعالیٰ کے فقراء و اولیاء) اگر کسی کام سے ہونے کی قسم کھائیں تو اللہ تعالیٰ اس کام کو ضرور پورا فرماتا ہے۔ اور انگوٹھاٹ ہونے نہیں دیتا۔ حالت ہونے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اگر کوئی مسلمان کسی کام کے ہونے یا کرنے کی قسم کھائے اور وہ کام نہ پورا ہو، فقہاء کی اصطلاح میں حانث کہلاتا ہے۔ اس کا کفارہ یہ ہوتا ہے کہ یا تو کسی غلام کو آزاد کرے یا سادھ مسکینوں کو کھانا کھلائے یا تین روزے رکھے۔ اللہ تعالیٰ سے فقراء یہ وعدہ حالی والے جن کے دل دین کے چراغ ہیں اگر کسی قسمی کے ہونے کی قسم کھائیں تو اللہ تعالیٰ اس کام کو سن سے پورا فرماتا ہے کہ جو ایسا بخدا صالح حانث بھی نہ ہو اور لوگوں پر واضح ہو جائے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے مقرب بندے اور الہی اللہ ہیں۔ (مترجم)

(٤) ولا ترى زلزالا مسلما ولو عاميا يتوجه لقتلهم الا بعد ان يعقد ان لله شريكا من خلقه فيهما اعطاه الزلزم علو درجة المروءة فلا يعنف عليه الا انه عدم مقر لله تعالى
بما لله تعالى كما يقال الزلزم.

ساتویں دلیل یہ ہے کہ آج تک کسی زائر کا نہیں دیکھا کہ وہ اللہ کے ولی و
 اللہ تعالیٰ کا شریک جانے والا ہو۔ اہل حق یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ (فلسوفانہ) جس کی زیارت کی گئی
 (صاحبِ عزم و ہمت، حیات و دیوانی) اللہ تعالیٰ نے مراد عطا (بندہ) تب پر کائنات کیا ہے
 بخیر و امانی اعتقاد رکھتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا نہایت مقرب و محبوب بندہ ہے۔ وہ بھی اللہ
 تعالیٰ سے سالی ملتا ہے جس طرح زائر سوال کرتا ہے۔

[illegible]

۱۰۰) سورۃ میں آیتیں لکھیں۔

(۹) والمحار العطش فی القرآن کثیر قوله تعالى: وإفانک علیہم ایہذا رانہم ایہذا
اسند الرباۃ وہی فعل اللہ تعالیٰ اسند الی آیات لکرتہا اسنادا لہا
مختصر المعانی محار (۵۹) مطول (جلد ۷) ۱۰۰

محار عقل و مناوی قرآن کریم میں کثیر ہیں مثلاً اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وإفانک علیہم
الہیۃ رانہم ایہذا (جب ان پر اللہ کی آیات چڑھی جاتی ہیں تو ان کا ایمان اور قوی
ہو جاتا ہے) یہاں ایمان کی قوت کیلئے آیات مبارکہ کو سب بتایا گیا۔
حالانکہ ایمان کی قوت کا فعل اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے بلکہ یہی اسد آیات کی جانب ہے۔
معلوم ہوا کہ اسرار عقلی کا راز یہ ہے۔

۱۰۰

(۱۰) قوله تعالى یدبیر انہم (الآیۃ) سۃ الذبح الذی ہو فعل الحبش اسند الی
فرعون لانہ سب امر مختصر المعانی (۵۹) مطول (جلد ۷) ۱۰۰

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ۱۰ کیا اسے انکے جنوں کو یہاں ذبح کی نسبت فرعون کی
طرف کی گئی حالانکہ بنی اسرائیل سے جنوں کو فرعون کے سپاہی ذبح کر دے تھے یہ اسد
فرعون کی طرف اس سبب ہے کہ (بنی اسرائیل کے بچوں کو ذبح کرنے کا حکم چنگ فرعون
نے دیا تھا لہذا ۱۰ کرنے کا سبب فرعون ۱۰) امر ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ۱۰

(۱۱) قوله تعالى ینزع علیہما لاسہما (الآیۃ)

نسب سوع لاسی عس آدم وحواء علیہما السلام وهو فعل اللہ تعالیٰ حقیقتاً الی
اسلیس لان سبب الاکل من الشجرۃ وسبب الاکل وسوءه ومقامہ ہابہ لہما لیس
الاسم حبس مختصر المعانی محار (۵۹) مطول (جلد ۷) ۱۰۰

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: شیطن نے ان دونوں کو لباس اتروا دیا چنگ شیطن کے دوسرے
وہ ثمرہ منورہ کھایا کیا جس سے منع لیا گیا تھا شیطن نے اس ثمرہ کے کھانے سے ان کی
زندگیوں سے بڑھ جانے کی قسمیں کھا کر نہیں یقین دہایا تھا شیطن نے ان سے لایہ بھی کہ
تھا کہ ہمیں تم دونوں کا فخر خواہیوں (ثمرہ منورہ کا کھانا تھا کہ دونوں لباس سے عاری ہو
گئے لہذا ان سے عاری آنے کی نسبت اللہ تعالیٰ نے شیطن کو طرف کی جہانگ لباس پہناتا

جس سے مادی اجہد قبلی کی قدرت کا دل میں شامل ہے کیونکہ اس حدیث کا معنی ہے
 تم میں سے مادی تھے سو میں نے تمہیں کہا کہ پہلا قائم ہو۔ تھے میں نے تمہیں لکھا
 کہ یہاں کہاں سے مادی رہنے کی نسبت فیض کی طرف کی گئی سو یہ نسبت بھاری ہے
 ﴿اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے﴾

(۱۰) یَوْمَ تَنْفَعُ الْقُلُودُ نَشِيبًا (الایۃ) سورہ مزمل،

سب القلوب علی الزمان وغیرہ ﴿اللہ تعالیٰ حقیقتاً محصور المعانی (۵۹) یومطول (۱۰۸)﴾
 اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ وہ دن (قیامت کا ہولناک دن) آپوں کو بڑھا کر دیکھا۔ (اسی
 ہولناکیوں کو کچھ رجحان۔ بچے بھی بڑے ہو جائیں گے) یہاں اللہ تعالیٰ نے بچوں کو بڑھا
 رہنے کی نسبت زمانے کی طرف کر دی حالانکہ بچوں کو (جو ان کو بڑھا کر دیا) اللہ تعالیٰ
 کا کام ہے۔ پھر بھی نسبت زمانے کی طرف ہے

﴿اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے﴾

(۱۳) وَ اخْرَجْتِ الْاَرْضَ اَنْثًا لَهَا (الایۃ)

سب الإخراج إلى مكانٍ وغیرہ ﴿اللہ تعالیٰ حقیقتاً محصور المعانی (۵۹) یومطول (۱۰۸)﴾
 (اور سب الارضیں اپنا ہو (خزانے) نکال باہر کر گئی۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے بوجہ نکالنے کی
 نسبت زمین کی طرف کی ہے حالانکہ خزانے نکالنے کا فعل اللہ تعالیٰ کا ہے یہ اللہ تعالیٰ
 کی قدرت میں شامل ہے۔ پھر بھی نسبت زمین کی طرف ہے۔

﴿اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے﴾

(۵) يَا هَامَانَ اَنْهِيَ لِيْ صَرْحَا (الایۃ)

اسے کہاں۔ میرے لئے مکان رفیع بنا

فان البناء فعل المصنوع و هامان سب امر محصور المعانی (۵۹) یومطول (۱۰۸)﴾
 بلکہ بنانا معماروں کا کام ہے نہ کہ یہاں نے بلکہ بنانا تھا (بلکہ بنانے) کے لئے یہاں
 فاتح صرف علم تھا بلکہ بھی وہ لوگوں نے بلکہ بنانے کی نسبت یہاں کی طرف کی۔

603

کلیاتی نماز ۲۷ علم و حق ۴۰۰

یہاں علم کرنے کی نسبت نماز کی طرف کی گئی جالانکہ علم کرنا جتنا تعالیٰ کا کام ہے۔ یوں
اس حقیقی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔

(۱۶) **تَحْمِلُ حَبْلَ الْيَتِيمِ سَيْمًا سَابِلًا (الزَّيْل)**

(اللہ تعالیٰ ایک نئی پر سوچوں کا اجماع فرمائے گا) جس طرح کہ انسانی ہے ایک واحد
ساتھ سطوح کو اور ہرے میں سوائے ہوتے ہیں۔

یہاں اگانے کی نسبت اللہ تعالیٰ نے دانے کی طرف کی جالانک اگانے والا اللہ تعالیٰ کی ذات سے

(١٤) فَلَا يَخْرُجُ مِنْكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ (الآية)

(اے آم و چراغ کالے فطین نہیں جتے سے

والأخر: فعل الله تعالى والإنسان سبب مطلق (A + 1)

یہاں اخراج (کھانے) کی نسبت اللہ تعالیٰ نے شیطن کی طرف کی حالانکہ اخراج (کھانے) سے کسی کو کھانا (اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے اور ایسے اخراج کا سبب ہے پھر بھی اخراج کی نسبت شیطن کی طرف ہے۔

(١٨) وَأَذْكُرْهُ الْكُتُبَ مَرْجِعًا إِلَىٰ نِقْلِهِ، فَإِنَّهَا (وَحَفَظَهَا) لَهَا شَرْعِيَّةٌ

(الم، اوله) قال انعام رسول ونك لاهب لك غلاف ثيابهم و...
... ٢٩

ایک ہوئی اپنے گھر والوں کے ایک مکان میں جو شرق کی جانب تھا، یہی خطا اس نے

لوگوں کی طرف سے ایسا پردہ بچھانے میں اس کی طرف اپنی روح (جبرئیل) بھیجا جس سے ظاہر ہوا کہ اس نے اپنے کامل انسان کی شکل و صورت میں مریم یوسف میں اللہ رحمن کیساتھ تھ سے بنا دیا مگر تو پر ہیزگار ہے جبرئیل نے کہا میں تو تیرے رب کا بھیجا ہوں تاکہ تجھے ایک پاکیزہ بیٹا عطا کروں۔

نور فرما میں کہ بیٹا عطا کرنے کی نسبت جبرئیل کی طرف ہے حالانکہ اولاد عطا لانا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔

معلوم ہوا کہ یہاں نسبت مجازی ہے۔

بسم اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

(۱۹) قَوْلُهُ لَعَلِّي احْكُمُ - عَسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ اَتَىٰ فَلَدَ جَنَّتُكُمْ بَابِةً مِنْ رِبَّتِكُمْ اَتَى اَخْلَقَ لَكُمْ مِنَ الطَّنِ كَيْفَ الطَّنِ فَاَنْفَخَ فِيْهِ فَيَكُوْنُ حَبْرًا يَبْاَدِي اللّٰهَ يَوْمَئِذٍ اِلَّا تَحْصُوْهُ وَالْاَنْرَاصُ وَاشْهَى الْعَوْنِ يَابَدُ الْقَبْرَ لَا يَدْرُوْهُ - اِنْ عَمِرَ اَبَتْ (۲۰)



حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے احوال بیان کرتے ہوئے اللہ کریم جل جلالہ ارشاد فرماتا ہے (بھی عیسیٰ علیہ السلام) نے فرمایا میں پیدا کرتا ہوں تمہارے لئے پردہ اس میں چھوٹتا ہوں سو ہو جائے گا وہ (ارٹا ہوا) پردہ۔ اللہ کے حکم سے

(۲) اور میں ٹھیک کرتا ہوں مادر زاد اناہوں کو

(۳) اور میں ٹھیک کرتا ہوں کوزھ کے پیادوں کو (کوزھ)

(۴) اور میں زندہ کرتا ہوں مردوں کو اللہ کے حکم سے۔

دیکھئے اس آیت مبارک میں اَنْفَخَ لَاسِی چھوٹتا ہوں (میں ٹھیک کرتا ہوں) اَنْفَخَ (میں زندہ کرتا ہوں) یہ سارے جیسے واحد حکم کے ہیں تمام صیغوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ کرنے میں یوں کو ٹھیک کرنے مادر زاد اناہوں کو ٹھیک کرنے کوزھ کے پیادوں کو ٹھیک کرانے کی نسبت اپنی طرف کر رہے ہیں جبکہ یہ مذکورہ صفات تمام بسم اللہ تعالیٰ پہلے ہیں۔ معلوم ہوا کہ یہاں بھی یہ ساری نسبتیں مجازی ہیں۔

﴿ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴾

(۲۰) قَسَارِ سِحْلِ الْجَارِ ثُمَّ (ای مار جو اسی جوار لہم) محض السعاسی (۶۱)

فَلَمَّا كَانَتْ الْجَارُ فَمَسَّ الرِّيحَ أَشْبَدَ إِلَيْهَا مَخَارِجُ دَسُونِي (۶۱)

پس قاندہ نہ دیا انگوٹھی تھارت نے۔ مروجہ ہے کہ ان تاجروں کو قاندہ نہ ہوا کیونکہ تھارت از خود قاندہ نہیں دیتی، معلوم ہوا کہ تھارت ربح (قاندہ) اٹھانے کا سبب ہے، یہاں بھی اشارہ مجازی ہے۔

﴿ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴾

(۲۱) وَلَقَدْ وَفَّعَ عَلَيْهِمْ آلُ خِزْرٍ قَالُوا يٰمُوسَى اذْخُلْ لَنَا ذَنبَكَ مَعَ عِدِّكَ يٰلَقِيْ

كُشَيْبَ عَنَ آلِ خِزْرٍ لَّنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَلَنُرِيَنَّ مَعَكَ نَبِيَّ اسْرَآئِيلَ (۱۰۹) (سورہ اسراء)

اور جب بنی اسرائیل پر عذاب نازل ہوا تو کہنے لگے اے موسیٰ (علیہ السلام) اپنے رب سے ہمارے لئے (اس عذاب کے نکلنے) کی دعا کیجئے اس عہد کے سبب (برکت سے) جو اللہ نے آپ سے کیا ہے۔ اگر آپ ہم سے اس عذاب کو ہٹا دیں گے تو ہم ضرور ضرور آپ پر ایمان لائیں گے اور بنی اسرائیل کو آپ کے ساتھ بھیج دیں گے۔

اس آیت میں بنی اسرائیل کے ان الفاظ پر غور فرمائیے کہتے ہیں (لنؤمنننا لک) (تو ہم آپ سے ایمان لیں گے) عذاب نازل دیں گے حالانکہ عذاب خارج (۱۰۹) اللہ تعالیٰ کی قدرت میں ہے تو یہاں عذاب کے اٹھانے کی نسبت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جانب ہوتی ہے

﴿ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴾

(۲۲) نَحْنُ ذُنُوبٌ اَنُؤَالِهِنَّ صِلَالَةَ نَطْهَرُ فَنَمُ وَنُزْخَمُهُنَّ سُوْرَةُ تُوْبَةِ (۱۰۳)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ (اے پیادے محبوب ﷺ) اے ان کے مالوں میں سے زکوٰۃ کو اس مال زکوٰۃ سے ساتھ نہیں پاک۔ اور انہیں خوب پاک اور۔

اس آیت میں (نَطْهَرُ فَنَمُ وَنُزْخَمُهُنَّ) اے محبوب ﷺ آپ ان کو پاک عیب و عار قریب دیں حالانکہ گناہوں سے پاک۔ اللہ تعالیٰ کا کام ہے تو یہاں حضور پر نور ﷺ کی طرف نسبت مجازی ہے۔

ﷻ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

(۲۳) اِنَّكَ خَوْفٌ وَاضْطِرٌّ اِلَّا مَرَّتْكَ كَمَاتٌ مِّنَ الْمَعَارِیْ ط ۝ اِنَّ عِلْمَ نَارِیْ (۲۴)
 اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کا واقعہ ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے
 (فرشتوں نے حضرت نوح علیہ السلام سے کہا اے نوح) ہم آیا اور آپ کے اہل (مانے والوں
 کو) نبیات دیں گے (اس طوفان سے بچائیں گے) سوائے آپ کی زوجہ کے کہ وہ جانے
 والوں میں سے ہے۔

یہاں (امام حوک) کا جملہ فورطلب ہے کہ فرشتوں نے کہا کہ ہم آپہ اور آپ کے مانے
 والوں کو نبیات دیں گے حالانکہ نبیات دینے والا اللہ کریم کی ذات ہے۔ سو معلوم ہوا کہ
 یہ نسبت بھاری ہے۔

ﷻ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

(۲۴) اِنَّهَا لَكُوْنُ الْاَمَلِ هٰذِهِ الْقَرْيَةُ الْاَيَةُ بِاَوَّلِهَا (۲۵) سُوْرَةُ عَنكَوْتِ ایت (31)



اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے (فرشتوں نے کہا) کہ ہم ضرور ضرور اس بستی والوں کو ہلاک کریں گے
 اس آیت آریہ میں (اِنَّهَا لَكُوْنُ الْاَمَلِ) میں (اہل قریہ) کو ہلاک کرنے کی نسبت فرشتوں نے اپنی
 طرف کی ہے حالانکہ پاک کرے اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔



میں (مختی شمسہ قل) لکھتا ہوں کہ قرآن کریم کی آیات و بیانات «اسول فقہ سے ثابت
 ہوا کہ اہل قریہ مسلمان یہ کہے یا غوث اعظم دیکھتے ہیں یہ ظاہر مشکل حل فرمادیں، یا یوں
 کہا، یا یوں یا (علی علیہ السلام) ہی تھے ہی خراساں (بھر اٹھان کام کر دیں) سو اس طرح کہنا شرعاً جائز
 ہے۔ لہذا یہ اسناد بھاری ہے اسناد بھاری مراد ایمانی واجب ہے، ان الفاظ سے اسناد عقلی
 مراد لینا محال ہے۔

مختصر پر نور ~~کتاب~~ کے روضہ القدس کی زیارت کا ثبوت ہے

داعین کی توجہ

تخلیوں بحث

۱۔ ہر مہم ~~کے~~ روضہ اطہری زیارت کیلئے سفر کرنے کا ثبوت اور داعین کا

تمام علماء اس بات پر متفق ہیں کہ ابن تیمیہ علیہ باطنی کا قول (زیارت روضہ رسول ~~کرم~~
سے بارے) میں مردود ہے لیکن تیمیہ کا یہ قول کہ

(۱) رسول اکرم ~~کے~~ روضہ اطہری کی زیارت کرنا حرام ہے۔

(۲) رسول اکرم ~~کے~~ روضہ اطہری کی زیارت کیلئے سفر کرنا حرام ہے۔

(۳) ابن تیمیہ علیہ باطنی کہتا ہے کہ اگر کسی سلطان نے اپنی زوجہ کو تین طلاق سفلہ

دین تو یہ واقع نہیں ہوتی۔ (معروف اللہ من الوال فوہابیۃ الفضائل المصلیۃ معتر حم)

شیخ یوسف بن اسماعیل النجاشی رحمت اللہ علیہ نے ابن حجر کے کلام کو ترجیح دی ہے

اور ابن تیمیہ کا رد کیا ہے۔

(۱) فلسفہ محلو کتاب مہامن شدودہ فی مسائل مختلف بہا مذاہب المسلمین و

یشیع علی علماء الاسلام ولا سیما الاولیاء العارفین کالشیخ الاکبر سیدی محی

الدین فقد کفرہ واخرجہ من الدین۔

مع ان جمہور الامة اتفقوا علی انہ من اکابر الاولیاء وسعہ سلطان الاولیاء واطل

مل البقیس ان السیب الرحیم لعدم انتفاء الناس بکتب ابن تیمیہ وعلہ مع

حالات قدومہ شدودہ فی تلک المسائل واعتراضہ علی ہذا، الاکابر وما شہت

الابکثور معلوم ان الحواضر القیسیہ ولکنہ امر صوریہ من بدعہ ومخالفتہ للامة

بحیات فانالات لہنی تمنع الناس من الاقبال علیہا والانتفاع بہا

ثم ادب لہیۃ طبعہ جملہ اہل فی مکتبہ اس صغر مسلانی ان فہمہ بر ما جملہ (۱)

(۲) وقد اقرط ابن تیمیہ من الخداعیۃ حیث حرم السلطان زیارۃ النبی ~~کرم~~ کما اقرط

غیرہ حیث ادال کون الزیارۃ لمرۃ معلومۃ من الدین بالضم وروا واحدہ محکوم علیہ

سالكفر ولعل الناس العرب الی القسوات لان تحريمہ ما جمیع علماء العلماء لہ

والاستصحاب بكون کفر الایہ فرق تحریمہ المباح المطلق علیہ فی ہذا الباب

شرح فقاری الشفاء لہ رسالہ جملہ فقہر سالہ ذوالہ ۱۰۱۰

(علامہ یوسف القرضاوی و علامہ ملاحی قاری لکھتے ہیں)

ان میں سے قلم میں ایہاد (تہ) قلم کہ اسے قلم سے نولی عالم نولی وں اللہ نہ فی
 و انفسہما و یا۔ اس کی توجہ مخالفت کی جیسے حضرت شیخ الحدیث مفتی محمد امجد علی
 دہلوی و مفتی ابی اللہ علیہ السلام و دیگر علماء اس پر متفق ہیں کہ سہولت کی حد میں (رحمت اللہ علیہ)
 اگر ایہاد میں سے قلم ایہاد انہیں سلطان ایہاد کے نام سے ہمیشہ یاد دلاتے ہیں۔ مگر ان
 تیس (علیہ السلام) نے اس کی کمال کو بھی نہ بخشی بلکہ انہیں بھی کافر و بے دین کہا اور لکھا
 (تہ و ہذا)

مذہب اربعہ (کے آراء) سے مسائل میں مخالفت کی و انہیں تیسہ یاد دلاتا۔ بڑے عالم قلم
 قمر (اپنے قلم سے مسلمانوں پر کفر و شرک کے حکم صادر کرنے علماء و ایہاد اللہ لو کافر و مشرک
 رواۃ کی وجہ سے) مسلمانوں نے انکی کتابوں کی طرف التفات نہ کیا۔ پہلے یہ علماء و
 ایہاد اللہ (پکٹے جیتے) بجا رب اللہ تعالیٰ کے (اسرار و رموز) کے نہیں دیکھ سکتے تھے۔ یہ علماء و
 ہوئے ہیں لیکن (انہیں تیسہ نے اپنے قلم اور اپنی بدعات و مخالفت ایہاد و علماء سے ان
 نفوس قدسیہ کے بارے میں اپنے طرفیات لکھے اور زبان سے بے) کہ انکی مثال اس
 زہرے سانپ کی طرح ہے جو کھانے کے لوگ دیکھ جاتے اور کسی کو اس فرقہ سے مستفیض
 نہ ہونے دے۔ اس نے بھی اسی طرح سانپ بن کر مسلمانوں کو ان نفوس قدسیہ کے پاس
 زیارت کے لئے آنے اور قلم حاصل کرنے سے منع کرنے کی ناکام کوشش کی۔

صاحب شرح القاری لکھتے ہیں

انہیں تیسہ علیہ السلام نے مناجات پر بہتان لگایا ہے اور بہت زیادتی کی ہے (یہ کہل کر)
 (۔ میں مناجات میں اور پھر یہ لکھا کہ رسول اللہ ﷺ کے روزہ القدس کی زیارت کے لئے
 جانا " ہے یہ مناجات پر بہت زیادتی ہے) اس لئے کہ انہوں نے ایسی گستاخی نہیں کی
 جیسا کہ ایہاد (۔) نے بھی انکا طریقہ سے کام لیا اور انہوں نے کہا کہ روزہ رسول
 کی زیارت میں سے من قریب مطہر ضروریہ میں سے ہے (یعنی وہ مہمان ہے)
 (۔) ضروریہ ہے اور اس سے اللہ نے اسے پرکار کا توئی صادر کیا ہے ۲۰ یہ قول

بھی عراط میں نہیں ہے

لیکن انوں میں ان میں کافری ایسے کافری ایسے ہیں جن سے جلد کافری ایسے ہیں
وہ عراط میں کافری ایسے ہیں جن سے جلد کافری ایسے ہیں
انصواب ہے اس کے قریب ہے (کیونکہ اس کام و عطاء کے لئے مستحب ہے)۔
اسے وہاں کہا گیا ہے۔ جیسے کہ عطاء اسلام اس بات پر مشق ہیں کہ اسلام میں وہی عمل
میں بھی ہو اور کوئی سے (یہاں تک کہ اسلام کے قریب بھی کفر ہے تو مستحب امر ہے کہ وہ اس
سے بڑھ کر ہے) یعنی میان کو حرام کہنے والا اگر کافر ہے تو مستحب کو حرام کہنے والا بطریق
اولی کافر ہوگا۔

آگے لکھتے ہیں کہ ان تیسہ اور اٹھ گزیدہ خاص ابن قیم بن عبدالحادی نے ان مسائل اور
دیگر مسائل میں ہندوستان کی مخالفت کی ہے اور مذہب ضعیف سے بھی عادی
ہو گیا۔

نیز ابن قیم نے نہ تو کسی عالم، فقیر، صوفی کو چھوڑا اور نہ کسی عالم علم کا یہ کوہنہ حضرت
اشعری کو اور نہ جناب ہاتریدی کو (نہاں عطاء و احضار پر کفر و شرک سے لڑے صادر کئے
حدیث اللہ تعالیٰ)

۴ حضرت عطاء الدین اللہ صاحبی الحنفیؒ

شری شفاء میں لکھتے ہیں

یہی امام کاظمؒ کا یہ فرمان ہے **لَا تَلْعَنُوا مَنَاحِدَ الْفِرَاقِ** انہیں مساحد
(انہوں نے لعنت دی ہے ان قوم پر جنہوں نے انہیں (اسلام) کے قریب سے دور کیا اور
سے ان میں لکھتے ہیں۔

(۳) **وَالْعَلَمُ أَنَّ هَذَا الْحَدِيثَ هُوَ الَّذِي دَعَىٰ إِلَيْهِ لِبَيْعَةِ وَمِنْ تَعْدِ كَانِ الْقَدَمِ إِلَى**
مَقَالَتِهِ الشَّيْبَةَ الَّتِي كَفَرُوا بِهَا وَصَفَ فِيهَا السُّكِّي مَصْدَقًا سَطَلًا وَهِيَ مَعْدَمُ
وَبَارِدَةُ قَرِيبُ السُّكِّي وَشَدَّ الرَّحَالُ إِلَيْهِ وَهُوَ كَمَا قِيلَ لَمْ يَهْطِ الْوَحْيُ حَتَّىٰ حُلَّ
السُّكِّي وَعَسَا الْمَرْحُومُ يَنْتَهِي الْغُلَبُ فَيُرَوِّجُهُ أَنَّهُ حَمِي حَتَّىٰ الْوَحْدِ بِحَرِّ الْإِن

لَا يَنْتَهِي دُكْرُهَا لِأَنَّهُ لَا يَنْتَهِي عَنِ عَالِي فَضْلِهِ قَاصِلٍ

شرح مسند اللہ صاحبی شہ سالہ عمالہ مر سالہ دولہ ۲

ابن تیمیہ اور اسکے صحابہ جیسے بزرگ فقیہ نے اس حدیث شریف (اور رسول اللہ ﷺ سے روایت کی زیارت نہ کرنے سے داخل میں غیبت سے علماء اسلام و مسلمانوں پر لعنہ کے ثواب صادر کئے اور اپنے مقالوں میں نہایت فرامات لکھے) جسکی وجہ سے علماء اسلام نے اسے (اور اسکے قبیحین کو) کافر کہا، بلکہ امام علی دہلوی نے تو رسول اللہ ﷺ سے روایت کی زیارت کرنے کے جو اذکار اب دور مانہیں کے رد میں مستقل رسالہ لکھا ہے، اور شد الوحوال کی بہترین توضیح کی ہے،

رسول اللہ ﷺ سے روایت کی زیارت ایسا تو اس وجہ سے بھی کی جاتی ہے کہ یہ وہ مقام رفیع ہے جہاں وہی الہی نازل ہوا کرتی تھی۔ نیز یہ وہ مقام اقدس ہے کہ جس کی طرف صحابہ و تابعین و اولیاء کالمین نے راجع طریقہ واحد۔ نیز یہ وہ مقام مقدس ہے کہ جس نے اس مقام پر جو رہائیں مانگیں شرف قبولیت ملی،

مگر ابن تیمیہ اور اسکے قبیحین نے رسول اللہ ﷺ کے روایت کی زیارت کو منع اور شرک ٹھہرایا۔ سمجھا کہ میں نے (شائد بزم فاسد) توحید کو پھیلایا معوض باللہ) اس باب میں ابن تیمیہ علیہ المالیہ نے ایسے ایسے فرامات لکھے ہیں جنہیں بیان کرنا میں مناسب بھی نہیں سمجھتا، ہاں جو وہم کے دھڑلے میں ابن تیمیہ سے ایسی فرامات صادر ہوئیں (لاحول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم) سب کہ ایسی فرامات کے وقوع کا کسی (عام) ماحول سے بھی امید نہیں کیا جاسکتی۔

۴ حضرت علامہ ابن حجر مقدسی دامت اللہ علیہ

شد الوحوال والی حدیث کی تفسیر و توضیح کرنے کے بعد لکھتے ہیں

(۲) لا یطیل من الذلک قول من مع شد الوحوال الی زیارة القبر الشریف و غیرہ من القصور الصالحین واللہ اعلم فتح الباری فیہ و رسائلہ عدالہ بر صاۃ ولہ ۲

۳ ابن تیمیہ نے (حدیث) جو شخص کسی ایام میں اور زیارت گاہ دین کے حواشی کی طرف مرنے سے روکتے ہیں (اور دین کی بات سے ہیں) ایسے شخص اس توضیح کے بعد ناقص و غلط ہوگا۔

[illegible]

میں نے مولانا صاحب کی لکھی ہوئی

فإنه لو لم يكن هذا الحق (يعني ابن تيمية) لاندفع له مذهبا وهو عدم تعظيم المنور وانها
انما نور انفسهم ومنه والاعتبار بشرط ان لا يشهد اليها رجل قصار كل ما حلقه عنه
كالمصائل لا يبالي بما يدفعه فاذا لم يجد له شبهة واحدة يدفعه بها رجمه. انقل الى
دعوى انه كذاب على من نسب اليه مجازفة وعدم بصفة وقد انصف من قال فيه
علمه اكبر من عقله شرح مواهب اللدني ثم انال برسانه (٣٠)

ان میں سے ایسا (گمراہ) شخص ہے کہ اس نے ایک نیا دین گھڑ لیا ہے (اسے) یہی میں اہل قہر و
تقظیم معدوم ہے، حالانکہ اہل قہر کی زیارت تو شخص اس لئے کی جاتی ہے کہ (چند) مسلمانوں
کی قبریں جنت کے باغوں میں سے باغات ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کے نزال کے
مقامات ہیں تو یہاں آنے والے مسلمان زائر رحمت الہی کا طلب گار ہوتا ہے۔ یہ مقامات ہجرت
ہیں (زائر، ہجرت حاصل کرے کہ جب یہ مسلمان اور یہ رکائی دین اس خالی دین کو چھوڑ کر
جاسکتے ہیں تو میں نے بھی ایسا دن جانتا ہے ہجرت حاصل کر کے اپنے اہل کدورت

(جبکہ ان جیسے اہل تشدد و فساد کی شرارت کا تا ہے تو انکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی حمل آور
ملے لڑتا ہے اور سب مخالف سے مخالفت میں کچھ بھی آئے یہ انکی پروا ہی نہیں کرتا یہاں
تک کہ جب انکے دہم میں کوئی شبہ واپس نہ پایا جانے لگے ساتھ وہ سب مخالف کا دفاع
کے قول پر اپنے دہمی کی طرف راجع ہوتا ہے اور یقین کرتا ہے کہ میرا دہمی غلط ہے جو سب
پر مبنی ہے اور میں نے انصاف نہیں پایا (پھر بھی وہ جو انسانی انصاف و حریم ہے کہ انکی پروا
ہی نہیں رہتا) کسی نے جی کہا ہے کہ ان جیسے (علیہ مایلیہ) وہ شخص ناچھوڑنا چاہیے مگر اسکی
مصل سے زیادہ فائدہ (یعنی اللہ نے علم تو دیا مگر عقل اس سے چھین لی اس ناچھوڑنا
ہونے کی بناء پر مسلمانوں پر ہے جا کفر و شرک کے لوٹے صادر کرتا تھا)

۱۰ علامہ ابن زین العابدین ثانی فرماتے ہیں کہ

(۶) زیارۃ قبرہ علیہ السلام مندوبۃ الی جامع المسلمین و عاصب الی الحافظ ابن
نعمان الحسینی من امہ یقول بالہی عہدہ قد قال بعض العلماء انہ لا اصل لہ
والمایقول بالہی عن شدہ حال الی غیر المساحد فلا یحالف فیہا کزیارۃ سائر
القبر و مع ہذا قد رد کلامہ کلہ من العلماء و للامام السبکی فیہ تالیف صلیف
شامی جلد ۲، آخر الحج (۴۷۹)

نبی محترم کے روضہ اطہر کی زیارت کرنا باجماع مسلمین مستحب ہے (کسی مسلمان عالم نے
مخالفت نہیں کی سوائے ابن حبیہ کے) اور اس مخالفت کی نسبت ابن حبیہ ہی کی طرف
ہے (مگر کاد عالم علیہ السلام کے روضہ اطہر کی زیارت سے روکا نظر شرک کہنا) سو اس (گروہ کی بات
ایک تو قابل التفات ہی نہیں دوسرا یہ کہ اس کے اس (دعوے) کی کوئی اصل نہیں۔ دینی
انہی یہ دلیل کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لا تشدد لہ حال الا الی شلحہ مساحد۔ نہ
باندھ جائیں کہلاتے مگر تین مساجد کی طرف) ابن حبیہ کا اس مقام پر اس حدیث کو دلیل
لے گا (انہی جہالت پر دولت کرتا ہے اس لیے کہ اس حدیث میں زیارۃ قبور کا ذکر تک نہیں
بلکہ مساجد کا ذکر ہے تو اس حدیث کو قبور کی زیارت یا حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس
کی زیارت سے منع کی دلیل بنانا جہالت کے نواہ نور کیا ہو سکتا ہے۔ مزہم)
زیارت قبور سے کسی مسلمان عالم دین نے منع نہیں کیا کیونکہ نفس زیارت ائمہ میں کوئی
مخالفت ہے ہی نہیں۔ بہت سارے علماء نے انہی (ان طرائف کی وجہ سے سخت مخالفت
کی ہے کہ اس کے اقوال کی تردید کی ہے۔ بلکہ حضرت علامہ سبکی رحمت اللہ علیہ نے تو اس کے
رد میں مشغل کتاب تصنیف فرمائی ہے۔

میں کہتا ہوں

القول لیت شعری قول بعض العلماء انہ لا اصل لہ (یعنی آخرہ) غلط فاحش لاتوری الی
من کماں مسافۃ السعیر لایمکنون لہ طریق الی الزیارۃ سوی شدہ الحال لہذا مستوع
عندہ من الزیارۃ لہیکون آخر کلام ہذا بعض مسافیا الاول کلامہ فظہر انہ یقول (انہ
نعمۃ، منع زیارۃ البعید من العبدۃ و شدہ الحال

اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کا واسطہ بنا کر حضرت علیؑ کی زیارت لینے کے لئے مسند اقصیٰ کو پھیر دیا۔
 دیکھو ہم دس چوٹ سے تین بار حضرت ابنِ ابی حنیبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مستند غاص (وہ ساتھی جو امام مالک کے جہاں اصرار کرتے تھے)
 میں سے تھے اور فرماتے ہیں: حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ (حضور پر نور ﷺ کے
 بعد اقدس کے پاس) غزے اور مدینہ گئے تھے۔ لم مراتب والا (اپنے) حوالے (اصل مرتبہ)
 والے سے طلب کرتا ہے، امام کی مذہب کے اور حضرت حاکم ابوالحسن القاسمی حضرت ابوہریرہ
 بن عبداللہ وغیرہ نے اس روایت کو کج کہا ہے حضرت حاکم غلیل ابن اسحاق نے بھی اپنی
 مشک (کتاب) میں اس روایت کو کج کہا ہے۔ تو کیا اس شخص ابن حنیبلہ کو یہاں شرم نہیں آتی،
 جس نے ایسا جھوٹ بولا جسے اس عالم بھی اعجاز نہیں کر سکا۔

(مفسر ابن حنیبلہ) نے دلم قاسد جو مخالفت کی ہے حقیقتاً یہ دین میں ایک نئی بدعت ہے
 واقعی مثیل ایسی ہے جیسے کوئی مسئلہ آج حل کرتا ہے، اور مست مخالف سے مخالفت میں کچھ بھی
 نہ ہے یہ انکی پرہیزی نہیں کرتا یہاں تک کہ جب اسکے دلم میں کوئی دلیل نہ پائی جائے
 جسے ساتھ وہ مست مخالف کا دفاع کر سکے تو پھر اپنے دلمی کی طرف راجع ہوتا ہے اور یقین
 کرتا ہے کہ میرا دلمی غلط ہے جھوٹ ہوتی ہے اور میں نے انصاف نہیں کیا (پھر بھی وہ جھوٹ
 انسان انجہت دہم ہے کہ انکی پرہیزی نہیں کرنا) کسی نے کج کہا ہے۔

کہ ابن حنیبلہ علیہ السلام نے شخص کو کچھ خواہاں علم اسکی عقل سے زیادہ تھا (یعنی اللہ نے
 علم تو یا عقل اس سے جھین لی تھی) تاکہ اسکی عقل نہ ہونے کی بنا پر مسلمانوں پر بے جا
 غرضات کے تحت صابر کرے تھا۔

چارہ روزہ رسول ﷺ کی زیارت کے مسئلہ میں امام مالک رضی اللہ عنہ کے
 کے قول کی تحریف معنوی

ابن حنیبلہ کہتا ہے کہ امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے۔

عن مالک انه سئل ان يقول دعوت لمراسی ﷺ اس طرح کہتا کہ میں نے نبی کریم ﷺ
 کی قبلی زیارت کی ایسا سنا کہ وہ (ناپسندیدہ) ہے۔

﴿امام حافظ ابن حجر مستطافی رحمت اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ۴﴾

وفد اصحاب عبدالعزیز بن عبدالمطلب من اصحابہ بانہ منکروہ الذی لا اصل الریاء فانہا من الفصل
الاتعمال واجل القربات الموصلة الی ذی الحلال وان مشروعیہا محل اجماع
ملا مزاع واللہ تعالیٰ الیہادی الی النور اب. مستطافی رحمت اللہ علیہ ص ۲۰۰



امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذہب کے جواکابر محققین ہیں، انہوں نے امام مالک
رضی اللہ عنہ کے اس قول کی توجیح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ امام مالک کا یہ فرمانا کہ میں
نہ کہوں کہ میں نے حضور ﷺ کی قبر کی زیارت کی (اس پر غور کیا جائے تو اس میں جملہ ہے
قبر کی زیارت کی) اس طرح کہنے کو امام مالک نے نا پسند فرمایا (یعنی میں نہ کہوں کہ میں
نے حضور ﷺ کی قبر کی زیارت کی بلکہ میں کہوں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے روضہ انور کی
زیارت کی) اس آستانہ عالی شان کا وہب سکھانے کیلئے امام مالک رضی اللہ عنہ نے قلمب
ذکورہ بالا فرمائے، نہ کہ روضہ اطہر کی زیارت سے منع فرمایا (کیونکہ رسول کریم ﷺ کے
روضہ اقدس کی زیارت تو افضل الاعمال (تمام اعمال میں افضل) اور اجل القریات (اللہ جل
جلالہ کی قریت کا ذریعہ) ہے۔

نیز یہ تو ایسا مسئلہ ہے کہ اس کی مشروعیہ پر تمام علماء اسلام کا اجماع ہے۔
اللہ تعالیٰ ہی حق تک پہنچانے والا ہے (وہی اللہ فواصل الی المظلوم ہے)
(۳) نبی کریم ﷺ روضہ اطہر میں حیات ہیں لہذا مقام وہب یہ ہے کہ میں کہا جائے کہ
میں نے نبی کریم ﷺ کی زیارت کی وہب کو طوط خاطر رکھتے ہوئے یہ حیات النبی ﷺ
سے میں کہتا خلاف وہب ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کی قبر کی زیارت کی امام مالک
کے اس قول کا مطلب بھی یہی ہے بلکہ ابن تیمیہ نے غلط سمجھا کہ اسے عقل اس
رسالہ لکھالہ بدرساوالہ (۲۲)

دعا کی وقت روضہ اطہر شریف کی جانب منہ کرنے کا ثبوت ۴

[وما یحییٰ کی تردید]

چوتھوں بحث

رحمہ کے وقت روضہ اطہر کی جانب منہ کرنے کے جواز کا ثبوت اور ما یحییٰ کا رد علیہ۔

(۱) الخصال ابن علیہ السلام الحسنی ان استقبال القبر الشریف الفصل من استقبال الطلبة
وامامنا نقل عن الامام ابی حمزہ ان استقبال القبلة الفصل فمروا وسماروا والامام
مسندہ فی مسندہ عن ابن عمر انه قال من السنة استقبال القبر المکرم وحمل الطهر
للقبلة فتح القدير جلد (۱) الم ورسالہ عجالتہ بر مسند اولہ (۲۳)

حضرت حارث بن عیاض مثنیٰ رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ (حدیث طیبہ میں حاضر ہو کر مواجہ شریف
کے سامنے لا کر دعا لگتے وقت قبلہ شریف کے بجائے روضہ اطہر کے سامنے منہ کرنا افضل ہے
اور وہ روایت جو امام اعظم کی جانب منسوب کر کے نقل کی گئی ہے جس میں کہا گیا ہے
کہ امام اعظم نے فرمایا ہے کہ دعا لگتے وقت قبلہ شریف کی طرف منہ کرنا افضل ہے یہ
روایت ہی غلط ہے (یہ امام اعظم پر بہتان ہے) بلکہ امام اعظم رضی اللہ عنہ نے تو اپنی
مسند میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن
عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ روضہ رسول ﷺ کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ دعا کی وقت
بجائے قبلہ شریف کے روضہ اطہر کی طرف منہ کرے اور قبلہ شریف کی جانب پشت ہو۔

پھر علامہ زرقانی نے دعا کی وقت آخر اربعہ کے اقوال سے ثابت کیا ہے کہ
دعا کی وقت نبی کریم ﷺ کے روضہ اطہر و اقدس کی جانب منہ کر کے دعا مانگی جائے۔
نہ لکھتے ہیں کہ جن لوگوں نے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول نقل کیا ہے وہ
سچ نہیں (کیونکہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کی روایت جو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما
کے حال سے ہے آپ نے ملاحظہ فرمائی)

(۲) الا لم یستقله عن الامام احمد بن اهل مذهبه بل كتبهم طاعة لاستصحاب التوسل
واما اهل المنور فبقول المخالف غير معتبر فلا باس ان تعبر بذلك شرح المنو اربع

تیز انتہاف میں سے کسی نے اس قول نقل نہیں کیا بلکہ انتہاف کی کتابیں ال گورتے ہیں۔
 کے ثبوت سے بھری ہوئی ہیں ابداً مخالفین کا قول معتبر نہیں خیال رہا کہیں مخالف کا قول سچے
 دم کے میں نہ ڈال دے۔ رسالہ معالجہ پر ماقولہ (۲۴)

☆۔۔۔ حضرت قاضی عیاض رحمت اللہ علیہ ام مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
 والوں میں سے ایک راوی انکی عید رحمت اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ

(۳) روی القاضی عیاض بسندہ الی ابن حمید احمد وواف مالک قال نظر ابو جعفر
 امیر المؤمنین مالکالی مسجد رسول اللہ ﷺ فقال مالک یا امیر المؤمنین لا ترفع
 صوتک فی هذا المسجد فالله ادب قوما فقال لا ترفعوا اصواتکم یومہ قوما فقال
 (الذین یفصون اصواتہم یومہ قوما فقال) یہاں تک کہ ان حرمہ مینا کحرمہ حیا
 فاستکان لہ ابو جعفر وقال یا ابا عبد اللہ استقبل القیلة والاعواء ام استقبل رسول
 اللہ ﷺ فقال ولم تصرف وجهک عنہ وھو وسیلتک ووسیلة ابیک ادم علی
 لیسنا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام الی اللہ تعالیٰ یوم القیامة۔ مل استقبلہ واستشعر بہ
 فیشعہ اللہ تعالیٰ شفاء۔ قاضی عیاض

امام مالک رضی اللہ عنہ مسجد نبوی شریف میں (تشریف فرما تھے کہ اپنا تک) امیر المؤمنین ابو جعفر
 منصور نے حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ کی طرف التفات کی (دیکھا) سو حضرت امام
 مالک رضی اللہ عنہ نے ابو جعفر منصور سے فرمایا اے امیر المؤمنین مسجد نبوی شریف میں اپنی
 آواز پست کر چلتے کرنا (یہ جاسے اب ہے) اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو (اس مقام علیاک)
 اب سکھاتے ہوئے فرمایا ہے لا ترفعوا اصواتکم بل میرے محبوب ﷺ کے دربار میں اپنی
 آوازیں کو پست رکھو (ہر تنہا کو سرکار دو عالم ﷺ کے دربار کو: پار میں اپنی آوازیں کو پست رکھتے
 ہیں اللہ تعالیٰ انکی تعریف کرتے ہوئے فرماتا ہے یا اذنین یفصون اصواتہم وہ لوگ جو
 (میرے محبوب دو عالم ﷺ کے دربار کو: پار میں اپنی آوازیں کو پست رکھتے ہیں) اور جنہوں
 نے رسول اللہ ﷺ کو جیسے ایک دوسرے کو پکارا جاتا ہے اس انداز سے پکارا تو اللہ تعالیٰ نے اس
 طرح پکارنے والوں کی خدمت کرتے ہوئے فرمایا یا اذین یا اذین (اے پیارے محبوب
 جنت) جو لوگ (آپ کا اس طرح) پکارتے ہیں (جس طرح وہ ایک دوسرے کو پکارتے ہیں

اپنے لوگوں کی حد تعالیٰ نے خدمت فرمائی ہے)

(یواسحاب ابن ایات کو مکمل دینا چاہتے ہیں، سورۃ الحجرات میں اسی سورۃ کے انتقال آیات کا مطالبہ فرمایا۔ مترجم)

اسے صبر المؤمنین ہو حضور، حضور پر نور ﷺ کی عزت و ادب و احترام اسی طرح لیا جاتا ہے جس طرح حضور پر نور ﷺ کی عزت و احترام (دنیا کی) زندگی میں کیا جاتا تھا، سو امیر المؤمنین اور حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف مکمل طور پر متوجہ ہونے اور عرض کیا (امام مالک کے ادب کو طوطا خاطر رکھتے ہوئے نام نہ لیا بلکہ کنیت سے پکارتے ہوئے ہیں کہا) یا ابا عبد اللہ (یہ امام مالک رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) کیا دعا مانگتے وقت میں قبلہ شریف کی جانب منہ کر کے دعا مانگوں یا حضور پر نور ﷺ کی جانب منہ کر کے دعا مانگوں۔

تو حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے امیر المؤمنین کیا آپ ان ذاتِ اقدس سے منہ پھیرنا چاہتے ہیں جو (بارگاہ، خداوندی میں) حیرانگی و میلہ ہیں اور سیدنا آدم علیہ السلام کے بھی میلہ ہیں (بلکہ قیامت تک مجمع امت کیلئے بارگاہ خداوندی میں میلہ ہیں سو دعا مانگتے وقت ان محضت اہل نبی محترم ﷺ سے چہرہ کسی دوسری طرف جانب کیونکر پھیرا جاسکتا ہے) بلکہ تو نہ مائل ہوئی جانب ہی منہ کرنا بارگاہ خداوندی میں حضور پر نور ﷺ کا میلہ پیش کر رہے کا نہت چلے سرور کا نکات ہو جس کی شفاعت تیرے حق میں قبول فرمائے گا۔

﴿حضرت علامہ شہاب تھانوی حنفی فرماتے ہیں﴾

(۳) وہ رد علی مقالہ اس لیمیۃ من ان استقبال القبر الشریف فی الدعاء عند البریۃ امر منکر لم یقل بہ احد ولم یرو الا فی اور دھا المصنف قاضی عیاض ہذا (ای فی النساء) واللہ فی المصنف حیث اور دھا بسند صحیح و ذکر اہ تلبھا عن عبدہ من ثقۃ مشائخہ فقول اس لیمیۃ ایہا امر منکر کذاب محض و معارفہ میں ترہانہ و قولہ لم یقل بہ یرو و داخل فان مذہب مالک و احمد و الشافعی (و الامام الاعظم کما مر) استحباب الاستقبال القبر الشریف فی السلام و الدعاء و هو مفسر فی کنہم سر۔ تصدق سالہ عبادہ۔

انہی تیبہ نے جو کہا ہے کہ دعا مانگتے وقت رسول اللہ ﷺ کی جانب منہ نہ کرنا (۱) یہاں
 ہے اس (مردود) کا لایہ کیا غلط ہے اس بات کو آج تک علماء اسلام میں کسی نے نہیں لہا سوتا
 اس (مردود) کے ہاں امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بھی اس (مردود) نے ائمہ ہادہ
 (جو کہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو کیا کہ شاکرین مقتدین تھیں) میں سے کسی نے کسی
 مکتبہ ثانی نہیں کی (مذہب) اس پر دے دھند کو خاصی مباح رحمت اللہ علیہ نے نہایت ثناء و ثبات
 (مضبوط راویوں سے) رواایت کیا ہے

سو ثابت ہوا کہ ان تیبہ (خود بھی مردود) کا قول بھی مردود ہے اور پلے در پلے کا مجموعہ
 ہے۔ بلکہ دیگر خباثتوں کی طرح یہ بھی اتنی ایک جہل شباحت ہے اور ان تیبہ کا یہ
 کہنا کہ اس باب میں کسی کا کوئی قول یا روایت موجود نہیں بلکہ لایہ کہنا باطل ہے۔ کیونکہ ان
 (مردود) کے نزدیک حضور پر نور ﷺ کے روئے اقدس کی زیارت کیلئے سفر کرنا جائز اور صلوة
 و سلام پیش کرتے وقت نماز مانگنے سے ملت حضور پر نور ﷺ کے رہنما اطہر کی جانب
 منہ رہنا مستحب ہے۔ یہ چاروں ائمہ کے کتب میں موجود ہے۔

علامة الوهابية القول بكون العرش مكانا لله تعالى هو مردود و كقولهم
 جميع اهل السنة والجماعة .

ان تیبہ جو ہادیوں کا اثبات ہے یہ بھی کہا ہے کہ عرش مکان الہی ہے (نہو پاند)
 ان تیبہ کا یہ قول اہلسنت و جماعت کے نزدیک مردود و کفر ہے۔

معلوم ہوا کہ ائمہ اسلام اس بات پر متفق ہیں کہ سرکارِ مدینہ پر نور ﷺ
 پر صلوة و سلام پیش کرنے کے بعد دعا مانگتے وقت قبلہ شریف کی طرف پشت
 کر کے دعا مانگنی چاہئے۔ مانعین کا قول مردود ہے۔

وقت دعا ہے چہرہ تیرا محبوب ﷺ کی جانب

قول ائمہ ہے اب تو ہو سرور اے صاحب (۱۷۰)

انبیاء کرام و اولیاء کے تہذکات کا ثبوت

قرآن وحدیث کی روشنی میں

یہاں اللہ کے حکامات کا ثبوت قرآن الہی وحدیث مجید معتبرہ کے الفاظ کی روشنی میں
اللہ تعالیٰ جل جلالہ حضرت یوسف علیہ السلام کا واقعہ قرآن کریم میں ذکر فرماتا ہے۔

۱۔ (یوسف علیہ السلام کو اشد سختی) حضرت یعقوب علیہ السلام کی بیٹائی جو محبت
یوسف میں چلی گئی تھی کاظم ہوا تو یوسف علیہ السلام نے بھائیوں سے کہا

اَلْهٰؤُلَاءِ مَعْصِيَةُ هٰذَا فَاَتَقُوْنٰ عَلٰی وَجْهِ اِسٰى يٰ اَبَتُ بَصِيْرًا (الہی قولہ تعالیٰ)

نشانِ حق، اِسْتَوِ الْفَقْدَ عَلٰی وَجْهِهٖ فَاَتَقُوْا بَصِيْرًا (۱۳۱) سورہ یوسف، سورہ ۱۰۰

اس سے بھائی و بھیری یہ قیاس کیا کہ بھائیوں کے چہرہ (مبارک) پر ڈال دو تو بھائی (اللہ) اللہ
اس قیاس کی برکت سے بھائیوں آجائے گی (ال قولہ تعالیٰ) سو جب آیا خوشخبری دینے والا

آگیا اسے وہ قیاس (حضرت یعقوب علیہ السلام) کے چہرہ (مبارک) پر تو بھائی (اسی وقت)
دہائے آگئی، غور فرمائیں کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے رت مبارک کی برکت سے حضرت

یعقوب علیہ السلام کی بیٹائی فانی کوٹ آئی معلوم ہوا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے تہذکات
میں شفاء بھی ہے۔

۲۔ حضرت جلال الدین سیوطی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

وهو لم يصبر ابراهيم عليه السلام الذي لبسه حين التقى في النار كان في عطفه في الحب
وهو من المحبة امر حبر النيل لم يرساله له وقال ان فيه ويحبها ولا يلقى على مستلنى الا عرونى
جلالین (۱۹۸)

یہ رت بہت سے آیا تھا (پہلی مرتبہ جب حضرت) ابراہیم علیہ السلام کو دھندرو میں ڈالا گیا
تو یہی قیاس حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پہنچائی گئی مگر جب یوسف علیہ السلام کو کنوئیں میں

ڈالا تو حضرت یوسف علیہ السلام کے گلے میں ڈالی گئی۔ مگر جبریل امین علیہ السلام کا حکم
ہوا (یوسف علیہ السلام سے کہا جائے گا) یہ رت حضرت یعقوب علیہ السلام سے پاس

میں تھا۔ یہ بعض علماء سے نقل ہوا۔ اس سے میں بہت ہی خوش ہو گئی تھی۔ لہذا جس سے بعض

پر ماضی جاتی (ہاں اللہ) اس قیص کی برکت سے شفا یاب ہوتا ہے۔

(۴) اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَاللّٰهُ لِيُحْيِيَنَّهُمْ اِنْ اِهْلًا مَّلِكْجِهَ اَنْ يَّاتِيَكُمُ التَّائُوْتُ لِهٖ سَكْنَةُ مِّنْ رِّتْمِكُمْ وَبِقَعَّةٍ مُّضَوْرِكِ

اَلْ مُّوْسٰى وَاَلْ هٰرُوْنُ تَصْبِيْحَةُ الصَّلٰوَةِ ۛ ہارہ ۴۔ سورۃ بقرہ ۳۲۱/۳۲۲

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل کے حالات اقرہوتے چلے گئے اکثریت بت پرستی و سرکشی میں مبتلا ہو گئی، یہاں تک کہ ان پر ہاتھ مسلط ہو گئے (جو قوم جاہلوت سے مشہور تھے) اللہ تعالیٰ نے شموئیل علیہ السلام کو نبوت و طاغریابی بنی اسرائیل نے کہا کہ اگر آپ نبی ہیں تو ہم پر ایک بادشاہ مقرر کیجئے تاکہ ہم قوم ملحد سے جہاد کریں کیونکہ انہوں نے ہمیں اپنے

وطن سے نکالا، ہاری اولاد کو قتل کیا، حضرت شموئیل علیہ السلام نے ان پر طاقت کو بادشاہ مقرر کیا، ان کے مقرر پر بنی اسرائیل تلخ پاہوتے اور حضرت شموئیل سے کہا کہ یہ تو ایک غریب آدمی ہے

غیر سلطنت تو یہود بن یعقوب کی اولاد میں چلی آ رہی ہے یہ شخص نہ تو امیر ہے نہ وہ یہود بن یعقوب کی اولاد میں سے ہیں تو یہ بادشاہ کیسے بن سکتا ہے اب بنی اسرائیل حضرت شموئیل

علیہ السلام سے مطالبہ کرنے لگے کہ اگر یہ بادشاہ ہے تو ہمیں انکی بادشاہی کی کوئی نشانی دیجئے۔

(آیت کا ترجمہ پڑھیں) اور حضرت شموئیل علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے) فرمایا (انکی بادشاہی کی نشانی یہ ہے کہ تمہارے پاس تابوت آئے گا، اس میں تمہارے لئے رب کی جانب سے دلوں کا چین (الطمینان) ہے اور (اس میں) موسیٰ (علیہ السلام) اور ہارون (علیہ السلام)

کے ترکہ میں سے کچھ ہنگی ہوئی چیزیں ہیں۔ فرشتے اسے اٹھالائیں گے

(یہ تابوت (صندوق) شمشاد کی کڑی کاٹا ہوا تھا جسکی لمبائی تین ہاتھ اور چوڑائی دو ہاتھ تھی۔ اس میں مختلف انواع و اقسام کے تمکات موجود تھے۔ نیز اس میں توریت شریف کے اوراق کا

کچھ حصہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نطیس شریفین۔ اور آپ کے کپڑے آپکا حصہ اور حضرت ہارون علیہ السلام کا حصہ شریف۔ اور کچھ من (من و سلویٰ جو بنی اسرائیل پر نازل ہوا تھا) یہ

تمکات موجود تھے۔ موسیٰ علیہ السلام جنگوں کے مواقع پر اسی تابوت کو آگے دیکھتے جس سے بنی اسرائیل کو طمینان اور دشمنوں پر انکی برکت سے فتح حاصل ہوتی نیز جب بنی اسرائیل کو

توں مشکل چینی آتی تو تھا، آرام علی سوا تقسیم استواء و السلام سے جھگڑے سے ہے
 اس صندوق کو سامنے رکھ کر دعا میں کرتے اللہ تعالیٰ انکی مشکل حل فرماتا۔ خازن۔ محترم
 بعد (امداد) جلد (۱) جلالین۔ غیر ہم۔ (تعلیق محمد مہدی عظیم القادری کان اللہ لہ)
 ارشاد پائی ہے

(۳) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَحْلُوا شَعَائِرَ اللَّهِ وَلَا الشُّهُرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْيَ
 وَلَا الْقُلُوبَ بِهَرَّةٍ ۚ (۶۶) سورہ ص ۱

اے ایمان والو! شعائر اللہ کی بھڑکتی نہ کرو (بیز اور حرمت والے مہینے اور جو ہا نور) حرم شریف
 کی طرف اس لئے ہانکے جائیں کہ وہ وہاں ذبح کیے جائیں) اور (وہ جانور) بٹکے کھوں
 میں ہار والے جائیں (چاکہ لوگ پہچان لیں کہ یہ حدود حرم میں دیں دیں ایچ کو اللہ کے
 نام ہڈیاں کیے جائیں گے)

آیات مذکورہ بالا سے تحرکات کی تقسیم حرمت معلوم ہوئی۔ نیز تحرکات سے پیاروں کو شفاء
 ملتی ہے دشمنوں پر تحرکات کی برکت سے فتح ملتی ہے۔ یہ تحرکات شعائر اللہ ہیں۔ اور شعائر
 اللہ کی تقسیم شرعاً واجب ہے۔

حضرت پیر نور محمد علی کے مومئے مبارک سے پیاروں کو شفاء ملی ہے

(۱) عن عثمان بن عبد اللہ بن مویب رضی اللہ عنہ قال ارسلني اهلبي الى سلمة رضي الله
 تعالى عنها بلذخ من ماء وكان اذا اصاب الانسان عرس ارضي بعث اليها محصبه
 فاعوضت من شعر رسول الله ﷺ وكانت فتسبك في خلخل من اظلة فحضضت
 له الشرب منه قال فاطلعت في الخلخل فرائيت شعرات حمراء
رواه البخاري صحيح (۱۰۰) (۱۰۰)

حضرت عثمان بن مویب بن مویب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے کمرہ انہوں نے ام سلمہ
 رضی اللہ عنہا کے پاس پائی کا پیار سے کریمہا (مدید طیبہ میں اگر کسی کو نظر لگ جاتی یا کوئی
 شخص بیمار ہو) (۱۰۰) (۱۰۰) حضرت ام سلمہ نے پاس لگن بھیجے تھے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہ
 پہل اللہ کا مومئے مبارک (پال) لکھائیں انہیں نے رسول ام سلمہ کے مومئے مبارک

کو پانی کی گھنٹی میں دھکا ہوا تھا۔ (جاری کے نظریہ یا کوئی حادثہ ہو) کہنے لگے۔ اس کے
 کے سونے مبارک کو (بیع اس پانی سے) پانی میں گھول دیجیے، اس سے انہوں نے بڑا
 شفا پاب ہو گئے) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے اس پانی میں مہار کا تو چند
 سرخ بال مبارک دیکھے۔

اسی معنی پر مندرجہ ذیل احادیث بھی ماقول ہیں

(۲) حضرت عثمان بن مبارک رضی اللہ عنہم سے بھائی تم شفا پاب رہو (۲۷۲)

(۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھائی و مسلم تم شفا پاب رہو (۲۷۳)

(۴) حضرت عثمان بن مبارک رضی اللہ عنہم سے بھائی۔ جلد (۱) حصہ (۲۷۴)

(۵) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھائی۔ جلد (۱) حصہ (۲۷۵)

مؤرخ شارح یعنی نے فرمایا ہے

کاواضر کون و مستشفعون من برکتہ البشیرون الماء فیحصل لهم الشفاء غیر محدود
 صحابہ کرام (و تابعین رحمواہم اللہ علیہم) ان سونے مبارک سے متحرک حاصل
 کرتے تھے اور انکی برکت سے شفا پاتے (اس طرح کہ وہ سونے مبارک پانی میں گھول
 دیا جاتا اور وہ اس پانی کو پیتے تو اللہ تعالیٰ سونے مبارک کی برکت سے) انہیں شفا
 دے دیتا تھا۔

﴿حضور پر نور ﷺ کے ہاتھ مبارک سے﴾

صحابہ کرام متحرک حاصل کرتے

(۱) انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال کان رسول اللہ ﷺ اذا جعلی العذۃ جاء خدمہ المذنبۃ
 یا یبہم فیسابونہ باءاء الاعمس یدہ فیہ و رسماءہ فی العذۃ یارۃ فیعص یدہ
 فیہا رواہ مسلم جلد ۴ ص (۲۵۶)

انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور پر نور ﷺ جب نجر کی تہذیب فرماتے تو خدمت
 عیبہ لے رہے ہوتے (انہوں پر توں سمیت حاضر خدمت ہوتے تو حضور پر نور ﷺ اس پانی میں
 سے پلٹے ہاتھ مبارک اٹھاتے اور انکی کھانا تخت سردی میں (خدا متحرک کے حصول کیلئے
 پہنچتے حاضر آتے تب بھی حضور پر نور ﷺ اپنا دست اقدس اس میں ال دیتے۔

﴿ طائرہ نوودی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں ﴾

اس حدیث شریف سے چھارتیاں ثابت ہوئیں۔

۱۔ نبی کریم ﷺ درصافین صحنہ کے آگے سے تھوک کا حصول۔

(۲) تھوک کے حصول (ہایہ انداز) کہ حضور ﷺ پانی کے برتن میں ہاتھ مبارک دالتے تھے

سب۔ رام موسم میں حضور پر نور ﷺ کے ہاتھ مبارک سے تھوک حاصل کرتے تھے۔

(۳) نبی کریم ﷺ کے سونے مبارک سے تھوک کا حصول۔

(۴) صحابہ رام سونے مبارک کی انکی عزت و تکریم کرتے جو کسی اور پانی کی نہ ہوتی۔

صحابہ رام سونے مبارک کی زیارت اس انداز سے کرتے کہ (میت رسول ﷺ میں

دوبے ہوئے سونے مبارک کی زیارت کیلئے) ایک دوسرے سے سبقت بھانے کی کوشش

کرتے مگر سونے مبارک ایک دوسرے کی جانب نہ بڑھاتے (جس طرح پانی پیچے

وقت بچال ایک دوسرے کی جانب بڑھا جاتا ہے) نوودی المسلم جلد ۲۔ ۲۵۶

﴿ نبی کریم ﷺ کے لباس مبارک سے شفاء ﴾

عن ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت قال رسول اللہ ﷺ میں توفیق بسہ

علیہ السلام لانا اقر عس (من العسل) فادنسی لعلما فرعنا الداء فاعطانا حنظل فقال

اشعر ہذا الیاء۔ روزہ الحجۃ ص ۱۰۷ ح ۱۳۵۱ ج ۲

حضرت ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضرت (نذیب رضی اللہ تعالیٰ عنہا)

ہست رسول اللہ ﷺ وفات ہوئیں (اور ہم فصل دینے لگیں) حضور پر نور ﷺ نے (ہم

سے فرمایا کہ سب تمرا نذیب و فصل دے چکا تو مجھے یاد دہا دو جب ہم (حضرت نذیب

رضی اللہ عنہا) کو فصل دینے سے غافل ہوئیں تو ہم نے حضور پر نور ﷺ کو اطلاع دی، تو

حضور پر نور ﷺ نے ہمیں ہاتھ بندھناایت فرمایا اور فرمایا اسی میں کفہ دو۔

اللهم صل علی محمد وآلہ وعترتہ بماتکمل معلوم لک

اللهم صل علی محمد وآلہ وعترتہ بماتکمل معلوم لک

علامہ بخاری لکھتے ہیں کہ

(۲) فَوَاضِلٌ فِي التَّيَرُكِ بِأَثَرِ الصَّالِحِينَ .

کہ یہ حدیث شریف انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام وعلیہم السلام اللہ علیہم اجمعین کے آثار کے ساتھ تہرک کے حصول کیلئے اصل ہے (پندرہ دلیل ہے) عیسیٰ البخاری وضع البوی وروی ومرفقات ولبغات وعدادح البیاد

حضرت اماء رضی اللہ عنہما فرماتی ہیں کہ

(۳) قَالَتْ اسْمَاءُ هَذِهِ جَدَّةُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ (الی قولہا) لَسَنَ يَعْلَمُهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُلْد ۲ لِيَام (۱۹۱)

(۴) علامہ نووی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آثار صالحین ہونگے لباس سے تہرک حاصل کرنا مستحب ہے حدیث مذکورہ اسکی قوی دلیل ہے۔ نووی المستم جلد ۲۔ لباس (۱۹۱)

حضرت سہل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

(۵) عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي هَرَجَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَبْرُدُ مَسْرُوحَةً لَهَا حَاشِيَتَانِ خَضِرَتَانِ مِثْلُ الشَّعْطَةِ قَالَ نَعَمْ قَالَتْ لَسَنَ يَعْلَمُهَا بَدِي لَسَنَ لَا كَسُو كُتَاهَا خَضَعَهَا النَّبِيُّ ﷺ مَحْصَا حَاشِيَتَيْهَا فَخَرَجَ إِلَيْهَا وَهِيَ تَزَارِعُ فَحَسَنُهَا لَهَا فَقَالَ أَكْسِيهَا مَا أَحْسَنُهَا لَهَا فَقَامَ مَدَامَحَسَتْ لَيْسَ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ مَحْصَا جَا لَهَا ثُمَّ سَأَلَهُ وَعِلِمَتْ أَنَّ لَا يَرُدُّ قَالَ أَسَى وَاللَّهِ مَا سَنَلَنِي لِأَلْبِسَهُ اسْمًا سَنَلَنِي لَتَكُونَ كَلْبِي قَالَ سَهْلٌ فَكَلَّمْتُ كَفْهَ بَخَارِي جُلْد ۱. (۱۷۰)

سہل بن سعد سادہ بنی ہاشم سے روایت ہے کہ ایک عورت حضور پر نور ﷺ کے پاس حاضر ہوئی اور ایک نئی ہونی مٹھیہ درپارہ نئی کریم ﷺ کے لئے تختہ لائی (انہوں نے ساتھیوں سے کہا) تم جانتے ہو (کہ اچھا کیا ہے لوگوں نے کہا شملہ حضرت سہل نے کہا ہاں شملہ (جسٹوٹ کچھ گئے کہ بروہ کیا ہے تو حضرت سہل نے آگے واقعہ ذکر فرمایا) کہ (پادرسول اللہ ﷺ یہ شملہ) میں نے اپنے ہاتھوں سے جاپے میں چاٹی ہیں کہ آپ اس چادر پہنیں یہی کریم ﷺ کو اپنی ضرورت تھی (تشریف لے گئے اور اسی چادر کا بیہندہ ہاتھ) باب تشریف آئے (ایک) صحابی حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سہ ماہی کے ایڈیٹر، جن میں اسرار میں بھی ایک بار آپ کی ایک تحریر آئی
 ہے۔ آپ کی یہ بات کہ اس کے لیے آپ کو ملے گی اس سے بہت جلد ہی
 میں نے اس کو ضرور دیکھا ہے۔ اس کے لیے آپ کو ملے گی اس سے بہت جلد ہی
 اس کے لیے میں نے اس کو بھی دیکھا ہے۔ اس کے لیے آپ کو ملے گی اس سے بہت جلد ہی



﴿تحریکات کا ثبوت علماء کرام کے اقوال کی روشنی میں﴾

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

کہ جب نبی کریم ﷺ نے خلق فرمایا اور حلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے تھا، تو حضور پر نور ﷺ نے آدمیے پانی مبارک حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سواہ فرمائے اور آدمیے تمام صحابہ کرام میں تقسیم فرمائے، صحابہ کرام ان سے تمکک حاصل کرتے تھے اور جب دشمن کے مقابلے کیلئے جانا ہوتا تو حضور پر نور ﷺ کے سوائے مبارک کو ساتھ رکھتے اللہ تعالیٰ انہیں دشمنوں پر فتح عطا فرماتا۔

﴿اسرار محمدیہ کے مصنف لکھتے ہیں﴾

کہ اگر کوئے مصطفوی ﷺ کسی گنہگار کی قبر پر رکھ دیا جائے تو قبر والے کو سوائے مبارک کی برکت سے قبر کے عذاب سے نجات مل جاتی ہے۔ یہی حکم حضور پر نور ﷺ کے عصا مبارک اور تحریکات کا ہے۔

نیز لکھتے ہیں کہ اگر یہی تحریکات کسی مسلمان کے گھر میں ہوں یا کسی گاؤں میں ہوں تو اس گھر یا گاؤں میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے (کوئی ناکہبانی) آفت نہیں آئے گی۔

نیز از دم شریف کا بھی یہ حکم ہے کہ اگر دم شریف سے کفن دھو لیا جائے یا خلاف کعبہ شریف میں کفن دیا جائے تو ان تحریکات کی برکت (سے وہ مسلمان) قبر کے عذاب سے (ان شاء اللہ تعالیٰ) محفوظ رہے گا۔

نیز قرآن کریم کا اثر کا نہ پر لکھ کر مرحوم کے ہاتھ پر رکھ دیا جائے تو اللہ تعالیٰ سے قوی امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مسلمان کو قرآن کریم کے ان اوصاف کی برکتوں سے بخش دے۔

﴿مصنف روح البیان﴾

(وَلَا تَقُمْ عَلَىٰ أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَذًا) کے تحت لکھتے ہیں

سوائے جناب ولایتی رحمہ اللہ کے تحریکات میں سے پھری جو بطور تمکک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اولاد اور دیگر بادشاہوں کے غزائوں میں مسلسل چلی آ رہی تھی۔ ہم نے دیکھا کہ ان اوقات سے (جو درجہ کی وہی امانت ہوئی جب کہ ایک گاؤں والوں نے اس حضور ﷺ کو ہندو بھی سمجھتے تھے) وہ وفات میں جتنا ہوتے ہیں۔

جواب یہ آئینوں میں یہاں تحکات کی تقریر کی جہ سے آئی ہے جسے قرآن میں قرآن
میں کسی طاعون نہیں ہے مگر یہ لوگوں نے زمین طہن کی بے رحمی کی توہاں سے کہ
طاعون میں جھکا کر رہے گئے۔

۱۔ (ابن جریر جلد ۱) سورة توبہ آیت (وَلَا تَقُمْ عَلَىٰ أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ ابْدًا) سے نقل میں (۸۳)

﴿طامعہ قاضی عیاض فرماتے ہیں﴾

مؤمن ہی مدینہ شریف جاتا ہے

(۳) ہذا کل ثابت الایمان منشور الصلوة یوحل الی المدینۃ لہ بعد دلک من
کل وقت الی زماننا زیارة قبر النبی ﷺ والتبرک سمشاہد آثارہ ﷺ و آثار
الصحابہ الکرام وخوان اللہ علیہم اجمعین فلایانہا الا من من هذا کلام القاضی
عیاض . تروی المسند جلد (۱) ص (۸۳)

جنگ ایمان کامل وہاں ہو کر (جنگ ینہ اللہ تعالیٰ نے کشادہ کیا ہوا) وسیع مسجد رسول ﷺ
سے مرثا ہو کر وہاں مؤمن مسلمان مدینہ حبیب (رضی اللہ عنہا) کی حاضری دیتا ہے ہر زمانہ
میں (صحابہ کرام تابعین و تبع تابعین یعنی خیر القرون کے زمانہ سے لیکر ہمارے زمانہ
تک) (مسلمان) حضور پلور ﷺ کے روضہ اطہر کی زیارت کرتے ہیں اور حضور پلور ﷺ
و صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے آثار (تحریکات مبارک) سے برکت حاصل کرتے
ہیں (ان باتوں کا اختیار) مؤمن سے ہی ہو سکتا ہے۔

﴿طامعہ صاوٹی لکھتے ہیں﴾

ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ جو جگہ کے حضور پہنچنے کے لئے اسباب غارپ ہیں
(۳) (مثل المدینہ فحدوا من ذوی اللہ اولیاء کمثل العسکرات) الحدیث بینا وان
لوہی الثبوت لثبوت العسکرات . لو کانوا یغلبون . ابن تیمیہ سورۃ عسکرات بارہ ۲۰

ای احسان علیہم حوں تعھا (حلالین)

هذا حد الشبه الحدوا احسانا بعدوا الی قوله یوحل المقصر (اللفظ) الاولیاء
علی الاصنام محرر لاولیاء معنی المتوسلین الی خدمۃ ربہم فان اللہ انہم بعضی
التبرک بہم والاحسان لہم والتعلل ما ذیلہم مامور بہ وہو اسباب عبادۃ تہل

السلام و تحریکات اولیاء، رحمت اللہ علیہم اجمعین کو شرک ہے تو وہ خود شرک ہو گیا

﴿صاحب یعنی البخاری لکھتے ہیں﴾

۴۱) ہوں من ابدال الصلوة لی مساعد الصالحین والتمیزک بہا صغیرا بذا لک فصاح

یعنی البخاری جلد (۳) شمار حال (۶۸۳)

صاحب بھی لکھتے ہیں۔ کہ اگر کوئی (مسلمان دائر) اولیاء اللہ و رحمت اللہ علیہم اجمعین (کے حشرات کے قرب و جوار میں بنی ہوئی) سمجھ میں نماز اس نیت سے پڑھے کہ برکت حاصل ہو (انگی برکت سے بھری ہے نماز قبول پارگاہ ربانی ہو۔ صرف یہی نیت ہو) تو یہ ہر مباح ہے۔

۵) اولوا عند شعری النبی ﷺ ممن عنده واعطاء هدية عظيمة لاعلى و احد البع

والشراء لا يمان به. سراجہ. سورج. جلد (۳) ص (۱۵۴)

قادی سراجیہ میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص حضور پر نور ﷺ کے سوائے شریف کسی سے لے لیا اس مسلمان کو (تقدیر میں بد یہ عقیم دے دے تو کوئی حرج نہیں بشرطیکہ خرید و فروخت کی نیت نہ ہو) کیونکہ یہ اللہ کے نبی ﷺ دلیہ التیہ و التیاء کے تحریکات میں سے ہے اور تحریکات کی سچ و سرائی نہیں)

تحریک توں حاصل دولت و نیا دین۔۔۔ تحریک ولی دلیا تحریک از رحمت لاطمین (مترجم)

﴿قضاء عمری کا ثبوت﴾

جیسویں بحث قضاء عمری کا ثبوت قرآن کریم کی روشنی میں ہے

(۱) اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

اقِمُوا الصَّلَاةَ نِمَاز قَائِمٌ كَرُو

اس حکم میں اداء وقضاء تمام نمازیں شامل ہو گئیں۔ کیونکہ جن دلائل سے اداء ثابت۔ اسی سے قضاء بھی ثابت۔ قضاء عمری میں قضاء نمازوں کو اداء کرنا پڑتا ہے لہذا قضاء عمری اس آیت مبارک سے ثابت ہوگی۔

﴿قضاء عمری کے اقسام﴾

قضاء عمری کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) یقینی (۲) ظنی (۳) وھمی

القضاء یجب ہدایہ بہ الاداء علی المذہب الصحیح

مجذہب کے مطابق جن دلائل سے اداء ثابت نامذہبی دلائل سے قضاء ثابت۔

بحوالہ رائق جلد ۲ (۲۸۷) الواجح طحاوی (۲۶۴) ذرمختار جلد ۱ (۲۸۷)

عبدالمحققین .

فتہاء کے اقوال و اصطلاحات

(۱) بقال عامة المشايخ حسامی. ومولوی. امر. صفحہ (۱۹۰)

(۲) ان عندنا النص الموجب للاداء وهو قوله تعالى اقيموا الصلوة بعينه دال علی

وجوب القضاء لاحاجة الی نص جدید (مور الانوار. امر. ۳۴)

(۳) فان نص القضاء مطهر لو حوب القضاء بالنص الثابت لاعتبت مولوی. امر. (۱۹۴)

(۴) عبدالمحققین ذرمختار (الواجح) بحوالہ رائق۔

صاحب بدو الرائق فرماتے ہیں یہی رائج قول ہے۔

صاحب بدو الرائق لکھتے ہیں، محققین کے نزدیک یہی (حق و صواب ہے)

صاحب رسائی لکھتے ہیں، اکثر فقہاء کا یہی قول ہے۔
 صاحب نور الانوار لکھتے ہیں، کہ امامت پاس لوہ کے وجہ کے لئے اہل فہم و مر
 طبعو "الصلوة موجود ہے جو لوہ کے وجہ پر دلالت دیتا ہے تو یہی علم قضاء ہے وجہ
 پر بھی دلالت کرتا ہے ہمیں نص جدید کی ضرورت نہیں۔
 صاحب کتاب "موسوی" لکھتے ہیں، اُنس قضاء، وجہ قضاء کا اُنس ثابت کیا تو مقبر ہے
 نہ کہ مثبت۔

میں (مطلق شائستگی) کہتا ہوں کہ آیت مذکورہ قضاء عمری کے تمام اقسام کیلئے دلیل ہے
 (۲) قضاء عمری شرائط ارکان، واجبات، منس، مستحبات، وخصایہ وقت کے ساتھ کامل کر دے
 اور جس نماز میں اشیاء مذکورہ پائیں جائیں۔ تو یقیناً وہ عبادت ماضیہ و ماضیہ ہے (اسکا حکم دیا
 گیا ہے)

اسکے دلائل مندرجہ ذیل ہیں

(۱) يَا أَيُّهَا النَّاسُ اغْبُذُوا زُبُكُم (قرآن) لوگو! اللہ کی عبادت کرو

(۲) وَإِنْ هَذَا رَبِّي وَزُبُكُم هَاغْبُذُوا زَالِ مَرَان

اور بیشک یہ میرا اور تمہارا رب ہے سو اس کی عبادت کرو۔

آیات بالا سے قضاء عمری ثابت ہوگی۔

(۳) تیسری دلیل یہ ہے۔

قضاء عمری فرائض، واجبات، منس، مستحبات کے ساتھ صلوة کاملہ ہے اور جس نماز میں

اشیاء مذکورہ پائی جائیں وہ صلوة حتمہ ماضیہ ہے۔

(دلائل ملاحظہ فرمائیں)

(۱) مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَثْمَالِهَا۔

جس نے ایک نیکی کی اسے دس نیکیوں کا ثواب ملتا ہے۔

(۲) اَلَمْ يَكُنْ لَكُمْ يَوْمَ الْفَتْحِ نَهَارٌ وَاللَّيْلُ انْجَسَتْ بِهِنَّ السَّيِّئَاتُ۔

نماز کا روزہوں کے اطراف میں (آخر بھر بصر) اور رات کے ساعات میں (مغرب و عشاء)

بیشک نیکی مکتا ہوں کو پہناتی (مطابق کہ ہے)۔

آیات مذکورہ بالا میں دو فوائد ذکر کئے گئے ایک ثواب کثیر۔ دوسرے نمازوں میں اہم تقاضات
 واقع ہوں گا۔ ”غرض۔ یعنی نمازوں میں تاثیر کے وقوع سے جو گناہ لازم ہوں گا۔“

﴿قضاء عمری کا ثبوت احادیث صحیحہ کی روشنی میں﴾

وہ احادیث مبارکہ جو قضاء عمری کے اثبات میں ہیں۔

(۱) وہ احادیث مبارکہ جن میں تبریک الیوم علیہ السلام کا امر ہے۔ (جہاں اور میں
 امرت کے ثبوت کیلئے ہے وہاں یہی حدیث قضاء نمازوں میں امرت کے ثبوت کے
 لئے کافی ہے)

بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ

ان احادیث سے جہاں بات نماز کا حکم ہو وہیں نماز کی ادائیگی کا حکم اور، کا حکم، کا حکم،
 اور مذہب (۲)۔ (صحیح (۳) کے بقول۔)

(۲) احادیث خندق (یعنی خندق سے موقع پر حید طیب میں مشرکین نے حضور ﷺ کو
 دھسواں لٹھ علیہم اجمعین والی انداز سے ٹھونچا۔ حضور ﷺ کو چار نمازیں اور
 نہ کر سکے حدیث سے آتی ہے جوئی ابدال صحابہ کرام آپس میں باہمی عید مبادلہ بنی
 مسعود، مبادلہ بنی سعید، خندق، مبادلہ بنی۔ رسول اللہ علیہم اجمعین سے مروی ہے

میری کتاب (جنگ نام البوہان النص الامری) ہے اس میں میں نے ان تمام احادیث
 مبارکہ کو جمع کیا ہے اس کتاب کا مطالعہ فرمائیں۔ یہاں ہر تعداد میں صرف ایک ہی حدیث
 قویروں کا۔ نیز میں نے اپنی اس کتاب میں تمام دلائل و احوال بات باپ و اہلیہ ذکر کر دیے
 ہیں۔ اور کا مطالعہ فرمائیں۔

﴿مبادلہ بنی مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو ان سے فرماتے ہیں﴾

(۳) عن ابن مسعود رضى الله تعالى عنه ان المشركين شغلوا رسول الله ﷺ
 عن اربع صلوات يوم الحدي حتى ذهب من الليل ما شاء فاشاء الله فامر بلالا فاذا لم
 اقام فصلى الظهر ثم امر فاذن ثم اقام فصلى العصر ثم امر فاذن ثم اقام فصلى
 المغرب ثم امر فاذن ثم اقام فصلى العشاء

اخرجه ابو داود والنسائي وابو يعلى الموصلي والبيهقي، نصب الراية، جلد ۱، ص ۹۹

مہاجرین ان مسجدوں سے فرمایا۔ حضرت نے اس وقت کے ان مسلمانوں کو دعا دی کہ وہ اس وقت
 اللہ علیہم ارحمہم (اور انکا مشغول رہے) کہ حضور پر نور ﷺ صحابہ کرام و حضور
 علیہم سے چاند آج یہاں تک کہ رات کا (بھی ایک) حصہ بقیہ ہی نہ رہا
 (یہ وہ زمانہ تھا کہ جس دور میں نماز خوف پڑھنے کا حکم نہ آیا تھا) سو حضور پر نور ﷺ نے بلال
 کو حکم فرمایا (کہ اذان دی جائے) سو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اذان دی۔
 پھر اقامت کی گئی (حضور پر نور ﷺ صحابہ کرام و حضور اللہ علیہم ارحمہم نے) غم کی
 نماز ادا کی۔

پھر حضور پر نور ﷺ نے (حضرت) بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم فرمایا
 (کہ اذان دی جائے) سو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اذان دی۔
 پھر اقامت کی گئی

(حضور پر نور ﷺ اور صحابہ کرام و حضور اللہ علیہم ارحمہم نے) عصر کی نماز ادا کی،
 پھر حضور پر نور ﷺ نے (حضرت) بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم فرمایا
 (کہ اذان دی جائے) سو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اذان دی۔
 پھر اقامت کی گئی (حضور پر نور ﷺ اور صحابہ کرام و حضور اللہ علیہم ارحمہم نے)
 مغرب کی نماز ادا کی۔

پھر حضور پر نور ﷺ نے (حضرت) بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم فرمایا
 (کہ اذان دی جائے) سو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اذان دی۔
 پھر اقامت کی گئی

(حضور پر نور ﷺ اور صحابہ کرام و حضور اللہ علیہم ارحمہم نے) عشاء کی نماز ادا کی،
 (حدیث مذکورہ بالا سے ثابت ہوا کہ قضاء نمازوں کی ادائیگی کیلئے اذان و اقامت
 کہنا، جماعت کے ساتھ اداء واجب ہے۔ جائز ہے)

امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قضاء عمری کا ثبوت ہے

حضرت علامہ فقیر ابوالیث اسمرقندی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

والا ابدال ابو حنیفہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) ان من قضی خمس صلوات فربصة مع
الوتر فی وقت الظهر فی احر جمعة رمضان بجماعة واذان لا ولہا ولطامة للکمل
وبدونہا لوتر وبصم السورة مع الفاتحة فی کلہا وصم الركعة الرابعة وثلاث فعددت
فی المطرب والوتر فقد کان حبر لفصائل المحدثات والمعتبرات القوانین
الموحدة للعقاب .



عبود العلویہ فی الثبوت اسمرقندی ثم مجمع الفتاوی باب المرتد وشرح السیر الکبیر للسرخسی
وشرح المجمع لصاحب النکر ثم رسالة مولانا السدی الشافعی مصوری (۳۶۰) بومعناه فتاوی
محمد بن الفضل ثم صیحة العنقی ثم رسالة مولانا السدی (۷۴۳) وعمال الفتاوی ثم البحر جلد ۱ بوافل
(۳۱۰ وحوادث ۹۰۰) ودرمختار ورد المختار جلد ۱ بوافل (۳۶۹)

امام اعظم رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں

کہ رمضان کا آخری روز (نہد النوازل) آئے تو جس نے پانچوں اوقات کی نمازیں جمع ہر
کے اس دن چار تیس تیس اس سلسلہ کیلئے انکی نمازوں میں رہ جانے والی کسی کو اور فوت شدہ
نمازوں کو تاخیر سے (نوازل کی گئی ہوں) اس تاخیر کی وجہ سے اس کیلئے جو روز (عند اللہ) واجب ہو
گئی ہو (بعضہ تعالیٰ) اور اس قضاء عمری کے پڑھنے کی برکت سے مغفرت کی امید قوی ہے
(تقضاء عمری کس طرح ادا کریں؟ اور انکی کا طریقہ مندرجہ ایل ہے)

(۱) بقیہ نماز کیلئے ۱۱ دن سے۔ (۲) بقیہ نمازوں کیلئے صرف بکھیر کہے۔

(۳) رکعت میں سورۃ فاتحہ پڑھنے کے ساتھ ہی سورۃ طہ لے۔

(۴) مطرب کی نماز میں جب قاعدہ اخیرہ پڑھ لے تو کھڑے ہو کر چوتھی رکعت طہ لے
اور چوتھی رکعت سے بعد پھر قاعدہ لے اور انتہیات مکمل پڑھ کر سلام بکھیر لے۔

(۵) ان میں بھی مسجد کی طریقہ اختیار کر لے (جو مطرب کی قضاء نماز کے طریقہ میں
مماثل ہے)

۱۰ علماء احناف نے اقوال کی روشنی میں قضاء عمری کا ثبوت ہے

فقہ ابو اللیث المحمّد السمرقندی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں

(۳) قال الفقہ ابو اللیث المحمّد السمرقندی اذا جاء يوم الجمعة الاخرة من شهر رمضان یصلی للمسلم ان یتطهر یدیه تطهیر اجماعاً ثم یؤدی جمعة و بعد الفراغ من ذلك یصلی خمس صلوات یتدأ من وقت الصبح الی العشاء مع التوسل و یحرم فی اداء تلك الصلوات من الاداء بالانفراد او الجماعة لكن الاداء بالجماعة اولی تیسیراً علی الناس و یتكون ذلك جمهرة من الجماعات من الصلوات فی عمره بالجماعة

عن الفقہ ابو اللیث السمرقندی جلد ۱ صفحہ ۱۷۷ معنی الصلوات الخمس بالجماعة (ابو الیث السمرقندی ص ۳۰۹)

فقہ ابو اللیث المحمّد السمرقندی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں

کہ رمضان المبارک کے مہینہ میں جمعہ الوداع کے دن مسلمانوں کو چاہئے کہ اس دن (فصل) کر کے دن اچھی طرح پاک و صاف کر لے جمعہ الوداع کی نماز ادا کرے۔ فراغت کے بعد پانچ نمازیں ادا کرے (من وقت الصبح الی العشاء) فجر، ظہر، عصر، مغرب و عشاء و وتر (جو مسلمان قضاء کر رہے) اسے اختیار ہے چاہے اکیلے پڑھے یا جماعت کے ساتھ لیکن جماعت سے پڑھنا بہتر ہے۔ کیونکہ اس میں تمام مسلمانوں کے لئے آسانی ہے (نیز جماعت سے پڑھنے میں یہ برکت ہے)

۔ آرزو کی میں اس سے کبھی جماعت کے ساتھ نماز نہ کئی ہو تو اس جماعت میں شریک ہونے کی برکت ہے (اگلی دو کئی بھی پوری ہو جائیگی یہ ایسا لوگ مجھے نہیں دیکھا ہے)

﴿مفتی اعظم سرحد رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں﴾

میں (مفتی ثناء اللہ علی) نے اس صاحب (مجمع الفتاویٰ) کا حضرت علامہ قاضی درکنون صاحب رحمت اللہ علیہ کی حیات میں انکی ادب داری میں مطالعہ کیا، پھر انکی رحلت کے بعد (مستطاب) زیارت کلی کا صاحب (حضرت) کے صاحبزادہ محترم قاضی محبت اللہ صاحب کی موجودگی میں دو مرتبہ مطالعہ کیا۔

نیز اسی معنی پر (یعنی قدر کثرت القامات کیساتھ) مترادف (میں) کتابوں میں یہ مسئلہ مذکور ہے
(عامۃ فرمائیں)

سسسی المستعصر، بحوالہ تصحیح الدس المروح الوقایۃ، کلام الضروری، ص ۲۵، وصحیفہ المواقف، ص ۵۵،
لمحیط بحر ص ۱۰۵، تہ جامع الفوائد، ص ۲۶، وغازی الجمعد للامام قاضی خان کمالیہ الکبیری، ص ۹۳، وجامع
فوائد، ص ۵۹، صفحہ فوج الاوراد وروح البیان، جلد البحر، وجامع ص ۲۴



﴿آخر الطہر بمع جمع کاثبات احادیث کی روشنی میں﴾

مآئیں بحث

احادیث کی روشنی میں جمع کے بعد آخر الطہر پڑھنے کا ثبوت

(۱) اس میں ہریرہ قال قال رسول اللہ ﷺ میں فائدہ امر کثرتاں فیصل اربعاً وہی
روایۃ الطہر اخر حرجہ البیہقی مشکوٰۃ جمعہ قبل صلوة الخوف، وسماعی
بالقوات الحکمی، وهو ما لا یوحی فی الجمعة شرط من شروطها، ای انقضى الشرط
التفاداً لو احتلوا کما یجوز علیہ العادات الاثنیہ، فان منها المصر (عند الامام الاعظم
فیسط النبی قولہ) واحتلوا فی حمد المصر احتلالاً کثیراً قلما اتفاقا وقوعہ فی بلد
ولهذا قالوا فی کل موضع وقع الشک فی حواز الجمعة (ای فی فراغ الدعة من
مرحی الوقت یسقی ان یصلوا بعد الجمعة اربع رکعات بنوون الطہر مرقات
آخر الجمعة)

حضرت ابویرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا جس سے نماز
جمعہ کے دو رکعت (فرض) اور جائیں (حیکما یا حکماً) تو عمر کی چار رکعتیں پڑھ لے اور ایک
نماز میں تو صرف ایک عمر (کے وقت کا نام لیا گیا ہے)
(فوات بھی کیا ہے)

(فوات بھی کی نہایت) فوات بھی یہ ہے کہ جمعہ بھی (نماز کی نواتی) کہ جو شرائط
تیں اگر کسی میں ایسا شرط بھی نہ پائی جائے

واقعیہ جمعہ کی نماز اداء نہ ہوئی کیونکہ یہ قاعدہ ہے اتفاقات الشرط فوات المشروط، جب
شرط فوت ہو جائے تو شرط بھی فوت ہو جاتا ہے جمعہ کی شرائط میں سے اگر ایک شرط

بھی نہ پائی جائے تو جمعہ کی نماز نہ ہوگی، چھتے جمعہ کی نماز کی تکمیل کی سبقت کی ضرورت میں ایک شرط (امام اعظم کے نزدیک) مصر (شیر) ہے۔

اور شرط (کئی حدود سے قیمن میں) طاء کا اختلاف ہے (کہ کتنا بڑا ہو اس میں یا یا نہ ہو۔ وغیرہ) (اب جب شیر کی حدود کے قیمن میں اختلاف پایا گیا تو اس طاء (طاء) گھٹتے ہیں کہ جہاں جمعہ کی نماز کی شرائط میں کسی کے باعث) جمعہ کی نماز کی ادائیگی کے جواز اور غیر جواز میں شک واقع ہو جائے تو اسے چاہیے (یعنی واجب ہے) کہ وہ عمر کی میت سے چار رکعات نماز پڑھ لے۔

(مفتی اعظم سرحد رحمت اللہ علیہ کی وضاحت - مترجم)

مندرجہ بالا عبارت میں دو اشیاء کا ذکر قائل غور ہے۔

(۱) قناتے بھی کی تعریف کرنا۔

(۲) ولہذا قالوا۔

قناتے بھی کی تعریف اور لہذا قالوا سے خوب غامض بین ہوا کہ قناتے بھی دو حالتوں سے خالی نہیں۔

(۱) صورۃ انتفاء شرط اتفاقاً

(۲) صورۃ انتفاء شروط اختلافاً

۱۰ جن دونوں صورتوں کو مد نظر رکھ کر (ان صورتوں کے ہر طرح میں)

مندرجہ بالا حدیث سے جب استدلال کی چار صورتیں ہو گئیں۔

(۱) جب اول یہ ہے نماز اربعہ کے مذہب کے مطابق جمعہ کی نماز کی ادائیگی کیلئے طے شدہ شرائط میں سے اگر ایک شرط بھی مفقود ہو تو اس کا اس میں جمعہ کی نماز (اگرچہ بھی جائے تو) ہونا نہ ہوگی۔

۱۱۔ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے نماز ایک جن شرائط میں سے ایک شرط مصر (شیر کا ہونا) ہے (آب شرط مصر مفقود ہو تو امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک جمعہ کی نماز نہ ہوگی۔ تو عمر کی چار رکعات پڑھ لے۔ مترجم)

(۲) ثانی امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کے مطابق شرائط جمعہ میں سے ایک یہ ہے۔ اس کا اس میں (کم از کم) چالیس آدمی رہتے ہوں۔

جمہوریہ۔ جلد۔ 1۔ جرمس۔ (199) دایہ نگار۔ جلد 1) جمہوریہ (98) دایہ نگار۔ جلد۔ 1۔ جمہوریہ۔
 (3) امام مالک رحمت اللہ علیہ سے مذہب کے مطابق مسجد (بیرہ قدم) بڑی اور پانی
 جامع مسجد موجود ہو وہاں سونے بازار (بہت بڑی) ہے بلکہ وہاں اشیاء مذکورہ نہ ہوں تو اس گاؤں
 میں جمہوریہ کی غار لدا۔ نہ ہوگی مسلمانوں باب الحسمہ
 یہ ہے خواست شرط اتفاقاً۔

معلوم ہوا کہ جمہوریہ کی شرائط میں سے کسی شرط کے فوت ہونے سے جمہوریہ نہ (1) اور
 اور نہ ہوئی اور نہ پانچ شرطیں (2) (3) اس کے ساتھ آخری طور پر چھٹا ضروری ہوا۔

دوسری وجہ یہ ہے

کہ جمہوریہ کی شرائط کا فوات (مفقود ہونا) جیسے کہ، جس گاؤں میں احناف کے نزدیک
 میں سے "مسجد" کا مفقود ہونا۔ (مفقود کا معنی ہے کسی چیز کا نہ پایا جانا) (4) (5)
 (6) امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک (جامع مسجد و مسجد حقیقہ و بازار) کا ہونا لازم
 امام شافعی و امام احمد بن حنبل و رسول اللہ علیہ السلام کے نزدیک چالیس آدمیوں کا ہونا جو اس
 گاؤں میں رہتا ہے ہوں۔

اس صحت میں جمہوریہ کی شرائط کا فوات اختلافاً آیا ہے۔

سو خوب ظاہر ہوا کہ ایسے گاؤں میں جہاں شرائط کا فوات اختلافاً ہو جمہوریہ کی غار کے ساتھ
 چار کھات آخری طور کی نیت سے چھٹا حد تک، بلکہ شرائط کا فوات اختلافاً سے ثابت ہوا۔

تیسری وجہ یہ ہے

کہ جس گاؤں میں امام مالک و امام شافعی رحمت اللہ علیہما کے متین کردہ شرائط پائی جائیں
 مگر امام احمد کے متین کردہ شرائط میں سے ایک شرط مفقود ہو (حق) (معلوم)۔

لہذا اتفاقاً شرط پائی ہو جمہوریہ کے ساتھ وہاں چار کھات آخری طور کے چھٹے ثابت ہو گئے

چوتھی وجہ یہ ہے

یہ کہ احناف کی شرائط میں سے مسجد کا ہونا شرط ہے (مترجمہ ذیل عبارت ملاحظہ فرمائیں)
 "المسجد ما لا یسع اکثر مساجدہ ائمة المکلفون و العصر موضع یكون فيه امام و امام
 بعیم الحدود و مسجد الاحکام و یكون فيها سبکک و اسواق و لہا مسابق

سبکس جلد 1 ص 100 و سبکس جلد 2 ص 100 و سبکس جلد 3 ص 100 و سبکس جلد 4 ص 100

(مصر کی تعریف عند الاحناف)

اُسی بڑی جامع مسجد کو کہ جو مسلمان مکلف ہیں (جن پر نمازی فرض ہیں) اسے کثرتوں کہ اس مسجد میں نہ سائیں۔ (کثرت و ازدحام کی وجہ سے اس میں آتے نہیں) نیز شہر اس مقام کو کہا جاتا ہے کہ جس میں امام و قاضی موجود ہو (قاضی سے عربوں زمانے سے لیا گیا ہے۔ عدالت ہے۔ ایسا مطلبی وقت موجود ہو جن لوگوں کے فیصلے کرتا ہو) اور وہ اسلامی قوانین کے تحت (حدود کا قیام کرتا ہو)۔

آخر شرائط مذکورہ بالا میں سے ایک بھی شرط نہ پائی جائے۔ تو یقیناً پھر اختلاف مذاہب موجود۔ سو ثابت ہوا کہ وہاں جو کیا تھا چارہ کھاتے آخر اظہار کی نیت سے پڑھی جائیں۔

پانچویں وجہ

کہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلاشبہ تابعی ہے۔ اور تابعی کا قول بھی جمہور مذاہب کے مذاہب کے مطابق حدیث ہوا کرتی ہے۔

الحدیث عند جمهور المحدثین قول وفعل وتفریع رسول اللہ ﷺ والصحابی والتابعی. مقدمة المشکوۃ للشیخ عبدالحق محدث المجلد و مقدمة الترمذی

لسید الشریف الحرجانی وشرح شرح الصحیح للعلی القاری

جمہور محدثین کی اصطلاح میں رسول اللہ ﷺ اور صحابی اور تابعی کے قول و فعل و تقریر و حدیث کہتے ہیں۔

حدیث قوی وہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ سے کوئی حدیث قولاً ثابت ہو۔

حدیث ثعلبی وہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ سے کوئی حدیث فعلاً ثابت ہو۔

حدیث تخریج، وہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے سامنے کسی صحابی نے کوئی کام کیا یا کوئی بات لی اور حضور پر نور ﷺ نے اس پر سکوت اختیار فرمایا تو یہ حدیث تقریری کہلاتی ہے۔

﴿پھر حدیث کی تین قسمیں ہیں﴾

حدیث مرفوع۔ حدیث موقوف۔ حدیث مقطوع

(1) حدیث مرفوع وہ ہے کہ جس کا رفع حضور پروردگار ﷺ تک ہو۔

(2) حدیث موقوف وہ ہے کہ جس کا رفع صحابی تک ہو۔

(3) حدیث مقطوع وہ ہے کہ جس کا رفع تابعی تک ہو۔

سب یہ بات جرت ہوگئی کہ تابعی کا قول فعل۔ تقریر بھی حدیث ہے اور امام اعظم یا رب تابعی ہیں کا قول حدیث ہے (تو جمعہ مع آخر الطہر پڑھنے پر امام اعظم کی حدیث کا حکم فرمائیں)

﴿امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں﴾

ثم في كل موضع وقع الشك في جواز الجمعة لوقوع الشك في المصراو غيره
واقام اهله الجمعة يعني ان يصلوا بعد الجمعة اربع ركعات ويروا بها الطهر حتى

لولا نفع الجمعة موقعها يخرج عن عهدة فرض الوقت بيقين
كذا في الكافي وحكا في المحيط جلد (1) ص (203) وكنز (600) ومسند العبد (143)
وشرح جلد 1 ص (758)

مصر اور مری شرط کے مفقود ہونے کی بنا اگر جمعہ کی نماز کی ادائیگی میں شک واقع ہو جائے (شک کے وقوع کے باوجود اگر وہاں کے مسلمان) جمعہ قائم کر دیں تو انہیں چاہئے

کہ جمعہ کی نماز کے بعد چار رکعات ظہر کی نیت سے پڑھ لیں تاکہ اگر جمعہ کی نماز واقع نہ ہوئی تو ظہر کی چار رکعات پڑھنے کا یہ فائدہ ہو جائے گا کہ وہ یقین کے ساتھ اس ذمہ

سے فارغ ہو جائے گا۔ جو اسکے ذمے تھا۔ یعنی جمعہ کے فرض اپنی جگہ پر واقع نہیں ہوئے اور آخر الطہر کے چار رکعات پڑھ لئے تو عہدہ وقت سے یقیناً فارغ ہوا۔

یہ۔ حاکم اور ابوداؤد کے بہت سارے مساکن حاکم شیبہ نے جمع فرمائے ہیں۔
(ہی جلد 1) ص 48

غیب کے نقل کرنے میں حکامانی (ہی کتاب) مستند ہے۔ ہی جلد (1) ص 47

(یعنی یہ وہ کتاب ہے جس میں غیب کے اقوال لائے گئے ہیں اور اس کتاب پر سب اتوری احمد ہے)

﴿پہنچتی و جہ یہ ہے﴾

لما انتلى اهل مرو بالامانة جمعهم مع اختلاف العلماء في حوازم الامر المنهم باناء الاربع بعد الجمعة حتما احتياطا واختلفوا في نيتها قيل الا حوط ان يقول نويت احر ظهرا فركت وقتة ولم اصله بعد وقلال الحسن احتيازي ان يصلي الظهر بعدة الية لم يصلي اربعاً ليلة السنة

فتية جمعة (49) بنو السابة حاشية المهدية، جمعة جلد 1 (ص 1018) بنو السابة (الاربعاء 59) جب مرد (جگہ کا نام ہے) کے رہنے والے مسلمانوں کو جمعہ کی نماز دو مقامات پر پڑھنے میں جتا کر دیا گیا (یعنی وہاں کے رہنے والوں کو دو مقامات پر جمعہ ادا کرنے کو کہا گیا کہ اس علاقہ میں دو مقامات پر جمعہ پڑھایا جائے)

(جب) علماء کے مابین ایک ہی علاقہ میں دو جگہ جمعہ کی نماز کے جواز و غیر جواز کا اختلاف ہو تو وہاں کے علماء نے جمعہ کی نماز کی ادائیگی کے بعد چار رکعات ظہر احتیاطی لازماً پڑھنے کو کہا مگر جب ظہر احتیاطی کی نیت میں اختلاف واقع ہو اس وقت (علماء) نے کہا کہ احوط (بہتر) یہ ہے کہ ظہر احتیاطی پڑھنے والا یوں نیت کرے
مروئی میں (نویس) احوظ ظہر افترک و وقتة ولم اصله تقدماً

ظہر احتیاطی کی نیت

نیت کرنا کہ میں چار رکعت اظہر کی واسطے فقہ تقلی کے مدد سے طرف خانہ کہہ کر نیت کرتا ہوں (نیت کے الفاظ زبان سے دہرا کرے تو بہتر ہے۔ نہیں تو دل میں دہرا کر لے کیونکہ نیت دل کے ارادے کا نام ہے، نیت دونوں کو جمع کرنا افضل ہے۔

وہ الفاظ یہ ہیں نیت کرتا ہوں چار رکعات ظہر کی سب میں کچھ ظہر کی چار رکعت میں نے پایا اور نہ جگہ۔

(حضرت امام حسن ابن زبیر رحمہ اللہ سے شائع ہوئی) فرماتے ہیں کہ میرا اعتبار کروا پسندیدہ (قول) یہ ہے۔ جمعہ کی نماز سے (رافعت کے بعد) ظہر احتیاطی اس نیت سے پڑھے (چرا ۱۰۰) نیکے بعد چار رکعت سنت جمعہ پڑھ لے۔

﴿امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے﴾

شاگردوں کا حلیہ بیان

وفد القسم للامام الاعظم الہمالا علافاً ما لعلنا فی مسئلة لولا الاوہر رواہنا
عن الامام مطہر (الواعیة والحاوی القدسی) ثم ضامی جلد ۱، قبل رسم المقتنی (46)
امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگردوں نے سخت تمسک کیا کہیں (اللہ کی قسم) ہم جو
کہہ کہتے ہیں وہ ہم نے اپنے امام (اعظم سیدنا نعمان بن ثابت ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہ) سے لیا۔

میں (مقتنی شاعت گئی) کہتا ہوں کہ مذکورہ بالا تمام احادیث و عبارات سے ثابت ہو گیا۔
کہ جہاں شرط مذکورہ میں سے کسی شرط کے مفقود ہونے کا احتمال ہو وہاں غیر امتیازی پڑنا
ضروری ہے۔

﴿آخر اظہر کاثبات علماء احناف کے اقوال کی روشنی میں﴾

جمہ کے دن آخر اظہر (غیر امتیازی) پڑنا ظاہر الروایۃ ہے۔

ثم فی کل موضع وقع الشک فی جوار الجمعة لوقوع الشک فی المصراو غیرہ
واقام اصلہ الجمعة یعنی ان یصلوا بعد الجمعة اربع رکعات ویؤو ایہا الطہور حتی
لولم تلغ الجمعة موقعا یخرج عن عہدة فرض الوقت بقیس کذا فی الکافی ومکذا
فی الصحیفۃ صغیرۃ جلد ۱ ص (203) وکبری (600) وصغیرۃ الحاشی (143) وضامی جلد ۱ ص (758)



مصر یا دوسری شرط کے مفقود ہونے سے بچا اگر جمہ کی نماز کی ادائیگی میں شک واقع ہو
جائے (شک کے قیاس کے باوجود اگر وہاں کے مسلمان) جمہ قائم کر دیں تو انہیں چاہیے
کہ جمہ کی نماز کے بعد چہار رکعات غہر کی نیت سے پڑھ لیں تاکہ اگر جمہ کی نماز واجب
نہ ہوئی تو ظہر کی چہار رکعات پڑھنے کا یہ فائدہ ہو جائے گا کہ وہ یقین کے ساتھ اس امر
سے عہدہ بردار ہو جائے گا۔ جو اسکے آسے تھا۔

(۱) مکالم لی کتاب (کافی) مذہب کے نقل کرنے میں معتد ہے۔ حاشیہ ص ۱۱۱ ج ۱ ص ۴۸۱

فتاویٰ مختلف نے ہو تو ترجیح ظاہر المرویدہ کو دی جائیگی۔ مگر مرقیہ نم ہمسرہ جلد دوم صفحہ ۱۰۰

(۳) اگر کسی نے فتویٰ دیا اور وہ فتویٰ ظاہر الرداء کے خلاف ہو تو باطل ہے۔ یعنی ۱۱
فتویٰ ہی باطل ہے۔ البتہ تک اسکی تصحیح نہ ہو۔ مگر مرقیہ نم ہمسرہ جلد دوم صفحہ ۱۰۰
جمہور کی نماز کے بعد آخر الظہر چار رکعت (علمہ احتیاطی) پڑھنا متون میں منقول ہے۔
علامہ حیدر کی کتاب کافی (۲) ص ۱۰۲ (۱۳۰) مناسب المصنف باب المرد

مزید تفصیل کیلئے میری کتاب [الاقتلہ الشرعیہ] ملاحظہ فرمائیں۔

مزید برآں، جمہور کی نماز کے بعد آخر الظہر (علمہ احتیاطی) پڑھنا مجتہدین کا قول ہے
جیسے امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حسن بن زیاد، کے دلائل آپ نے ملاحظہ فرمائے
اب علامہ قاضی خان رحمت اللہ علیہ کا قول ملاحظہ فرمائیں۔

والاحتیاط فی الغریب ان یصلی السجدة اربعاً ثم یصلی الظہر اربعاً ثم رکعتین سجدۃ
الوقت، هو الصحيح المختار فتاویٰ اللجنة الدائمة علی علم الکبریٰ جلد ۱ ص ۸۵۵ وجمعہ الفقہاء
جلد ۱ ص ۱۴۳ مصری وجمعہ ملطانی جلد ۱ ص ۱۰۰ مصری وجمعہ مصری ص ۱۰۱ وجمعہ مصری جلد ۱ ص ۱۴۳ وعلومہ عن
الکافی والمعتمد والقیۃ وفتح القدیر جلد ۱ ص ۱۵۸ وفتح جلد ۱ ص ۱۵۳

دیہاتوں میں انوط یہ ہے احتیاط اسی میں ہے

کہ پہلے چار رکعات سنت جمہور پڑھے (مگر دو رکعات فرض جمہور پڑھے) اسکے بعد جمہور کے
چہار رکعات سنت کی نیت سے پڑھے۔ پھر چہار رکعات علمہ احتیاطی پڑھے۔ پھر دو رکعات پڑھے
(۱) یہ قول صحیح بھی ہے (۲) اور عقلاً بھی ہے

(۴) جمہور کی نماز کے بعد آخر الظہر (نماز علمہ احتیاطی) پڑھنا (متون کے بعد) ثروں
نے بھی نقل کیا ہے۔ مثلاً۔ شیخ الحدید، کبیری، مسیری، بحر الرائق، نہر الحقائق، نے مصر کے مسئلہ
میں۔ نیز شامین ہا یہ۔ شرح الہدایہ، نے بھی نقل کیا ہے۔ نیز شروح المصنوع نے بھی
اس مسئلہ کو نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں۔

المختار ان یصلی بعد الجمعة اربعاً ہو ہی یا آخر الظہر اربعاً رکعتاً ولفہ ولم یصلی وینہا
الشیخ شیعہ ابن الدین من عند العمال مصلی الدہار المصریہ

فتاویٰ المصنف الغریب النعمانی ص ۱۱

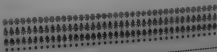
نہار قول یہ ہے کہ جمعہ کی نماز سے فراغت کے بعد چار رکعات آخر الطہور (نماز ظہر احتیاطی) پڑھے اور ظہر کی نیت لے ساتھ (نیت پل کرے) نیت کرتا ہوں چار رکعات ظہر کی سب میں گھنٹی ظہر کی جسا وقت میں نے پایا اور نہ پڑھی۔

نہار۔ شیخ حضرت حامد متقی ابن العربی کا یہی فتویٰ ہے (کہ ظہر احتیاطی پڑھنی چاہیے) (عام مسلمان بھائیوں کے سمجھانے کیلئے عرض کروں کہ عبارات مذکورہ بالا میں یہ لفظ بار بار آ رہا ہے کہ متن یا شروح نے نقل کیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ عبارات مذکورہ ہاں کتاب کے متن یا شروح میں موجود ہے وہاں سے لیا گیا ہے اس نقل سے مراد اصطلاح فقہاء میں استعمال ہونے والا نقل ہے نہ کہ محض الفاظ کی اصطلاح والا نقل۔ مترجم)

(5) جمعہ کی نماز کے بعد آخر الطہور (نماز ظہر احتیاطی) پڑھنا مستحب فضویٰ نے بھی نقل کیا ہے۔

مثلاً۔ فتاویٰ قاضی خاں، موسیٰ، وفتاویٰ خانیہ، وفتاویٰ عالمگیری، و سر جیبہ، و مستمسرات، و فتاویٰ لامعہ الغری صاحب تنویر الابصار، و مجموعہ سلطانی، و مجموعہ خانی، و نقل عمدة الاسلام، و طہریۃ، و صیرفیۃ، و فتاویٰ اہل (6) جمعہ کی نماز کے بعد آخر الطہور (نماز ظہر احتیاطی) پڑھنا مستحب حواشی نے بھی نقل کیا ہے۔

مثلاً۔ حاضیہ حیرالدین الرملی، بحر، و منحة المحتال، و رد المحتار، و طحاوی، و رد المحتار، و طحاوی، و حواشی، و طوابع الانوار، و جلیبی شرح الوفاة۔



﴿دیہاتوں میں جمعہ کی نماز کے بعد آخر الظہر﴾

(نماز عصر، عتیاطی) پڑھنے کا ثبوت

(۱) والاحتیاط فی القروی (النی قولہ) هذا هو الصحيح المختار.

دیہاتوں میں احتیاط (اسی میں ہے کہ جمعہ کی نماز کے بعد آخر الظہر (نماز عصر، عتیاطی) پڑھے) یہی صحیح ہے یہی بخیر ہے۔

بارہ (12) کتب نے اسے نقل کیا ہے مان سے جو الفاظ صریح ثابت ہوئے کامل طور پر
(۱) قرنی کے ساتھ لفظ احتیاط۔ (2) لفظ صحیح۔ (3) لفظ مختار۔

(۴) لاشک فی جواز الجمعة فی البلاد والقصبات۔ تہذیب التہذیب جلد ۱۔ ص 20
شہرہ اور دیہاتوں میں جمعہ کے روز میں ٹھک نہیں۔ جائز ہے (شرعیہ عصر، عتیاطی) پڑھی جائے
(۳) کلی الجواہر لو صلوا فی القروی لزمہم اداء الظہر۔

ثانی جلد ۱ (۱۵) جامع الرموز جلد ۱ (۱۵)

اگر مسلمان دیہاتوں میں (جمعہ پڑھیں) تو ان پر واجب ہے کہ وہ عصر کی نماز ادا کریں
(۳) وعند اصحابنا لا تجب الجمعة علی اهل القروی لحديث علی.

مسند المطہر جلد ۳ جمعہ نوام الاوامم والبحر الرافق جلد ۲ جمعہ (۱۴۱) من القیس والشرایع جلد
جمعہ (183) ومنحة الدانی جلد ۲ جمعہ (141)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث کے مطابق ہمارے (احناف بزرگوں نے کہا ہے)
کہ دیہات میں مسلمانوں پر جمعہ واجب نہیں۔

(۵) لو شرط لادائها ای لو شرط اداء الجمعة (النی قولہ) المصر۔ جامع الرموز جلد ۱ (185)
جمعہ کی نماز کے وجوب کی شرائط میں سے ایک شرط "شہر" ہونا۔ شہر کی قید سے دیہات
خارج ہو گئے۔

(۶) ومنها المصر حتی لم تحب فی القروی۔ خلاصة القولین۔ عقد جلد ۱ (185)
(نماز جمعہ کی شرائط میں سے ایک شرط شہر کا ہونا) لہذا دیہات میں جمعہ کی نماز پڑھنا
واجب نہیں۔

(۷) ولو جوبها شرط فی المصلی الحرمة والذکورة (النی قولہ) بشرائط فی غیر
المصلی المصر والسلطان الح فتح القدیر۔ جمعہ جلد ۱ (257)

جو نے وجہ کی شرائط میں سے ایک "حریت" ہے (یعنی نماز کی آزاد ہونا) مذکورہ (یعنی مردوں پر لڑا جو واجب ہے نہ کہ خواتین پر اہل قول) اور میدان کے طائرہ جو کی نماز کی کھانگی کیلئے ایک قوم (شہر ہوتا اور مسلمان عالم کا ہونا شرط ہے

اور۔۔۔ میں (مطلق شائستہ گل) کہتا ہوں (اور چھریں) وہی نہیں ہوں۔

- (1) ایک ہے جو کے وجہ کی شرائط (یعنی جو کس پر کب واجب ہوتا ہے)
- (2) جیسے کے اور کرنے کے صحت کی شرائط (جو اور کرنا کہاں کہاں ہے اور کس کن مقامات پر جو جائز نہیں)

سو مذکورہ تمام علماء اہل مذاہب وکتب وکتوں وشرع سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ جو کی نماز کے وجہ کے لئے (مصر ہونا اور بادشاہ ہونا، مسلمان ہونا) جہاں شرائط مذکورہ نہ پائیں جائیں تو وہاں کے مسلمانوں پر جو واجب نہیں، شرائط مذکورہ بات کی موجودگی میں مسلمانوں پر جو واجب۔

اور اگر شرائط مذکورہ میں سے ایک شرط بھی مفقود ہو (نہ پائی جائے) تو ان مسلمانوں پر جو کی نماز واجب نہیں۔

مجھے قریب (ادبیات) کہ وہاں بسبب نہ پائے جانے شرائط کے جو کی نماز واجب نہیں مگر جائز ہے۔

کیونکہ (1) شرائط کا فقدان (جو) کی نہیں وحتوب کو مستلزم ہے۔

(2) جو کی، علی جوئی کو مستلزم نہیں۔

(1) یعنی جہاں شرائط مذکورہ نہ پائے جائیں تو وہاں جو کی نماز واجب نہیں)

(2) شرائط مفقود ہوں تو جو واجب تو نہ ہوا لیکن وہاں کے مسلمان اگر چاہیں تو جائز ہے تاکہ جو کے وجہ کے احکام اور ہیں اور جو کے جواز کے احکام واجب کے احکام سے الگ ہیں۔ لہذا اگر وہاں کے حصول کیلئے جواز کافی۔



﴿انٹرمیڈیٹ بحث دور اسقاط کا ثبوت﴾

دور اسقاط کی برکت سے میت قبر میں عذاب الہی سے نجات پاتا ہے۔

(1) وَلَا يَسْعَىٰ اَنْ يَّمْسَاكُلَ فِيْ هٰذَا الْاَمْرِ (ای دور اسقاط) لَنْ يَهْجُوَ نَجَاةَ الْمَيِّتِ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَ عَصَبِه

مجموعہ رسائل الثانی جلد ۱۔ رسالہ مرتبہ الجلیل لاسقاط باطل الذمۃ من کثیرہ جلیل۔ (223)

(مسلمانوں کو) چاہیے کہ وہ (دور اسقاط) میں سستی نہ کریں (بلکہ میت کے قبر میں رکھے سے پہلے پہلے اور اسقاط کرے) (کیونکہ) یہ حیلہ اسقاط (میت کیلئے عذاب قبر و عذاب الہی سے بچنے کا وسیلہ و ذریعہ ہے۔

(2) المدخلۃ لائراء ذمۃ المیت من جمیع ماعلیہ ان ینتفع الی قولہ یو ھللا ھای الملور المکور

ھو المصلحی فی ذلک انشاء اللہ تعالیٰ بعنہ و بحرمہ . مرقاۃ ۱۰۰۰ ج ۱ ص ۲۵۳ (283)

حیلہ اسقاط (در اصل یہ ہے) کہ مرحوم کے ذمہ کون حقوق اللہ سے قاریغ کرنا چاہئے اور جسے عجز و تنگی میں وہاں نہ سکے ہوں) سو حیلہ اسقاط سے میت کا اور ان تمام (حقوق) سے قاریغ ہو جائیگا (سو چاہئے کہ وہی میت کی جانب سے صدقہ دے انکی نجات کیلئے حیلہ اسقاط کرے) اور (یہ دور جو مکرر کیا جاتا ہے) اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل و کرم سے ہمیں اس (دور مکرر) کی برکت سے اس (میت کو عذابوں سے) نجات عطا فرمائے گا۔

(3) الصدقة الدافعة مسحة الکبیر من الطوب المدخلۃ لائراء المدخلۃ لائراء ۱۰۰۰

نخلی صدقہ (ایسے عظیم) گناہوں کو (بھی) مٹا دیتا ہے جو گناہ دخول بار کے سبب ہوں (یعنی وہ گناہ جن کے کرنے سے مسلمان جہنم میں داخل ہونے کا مستحق ہو جائے مگر جب وہ مسلمان نخلی صدقہ کے توسط سے اللہ تعالیٰ اس نخلی صدقہ کی برکت سے اسے اس عذاب سے نجات عطا دیتا ہے۔

(4) الاطعام برفقۃ ینفخ ماحیا للہبات مع ہر صوبہ ۱۰۰۰

(مسکینوں کو) کھانا کھانا (صدقہ نقل ہے) (ان) گناہوں کو مٹا دیتی ہیں (جو گناہ اللہ تعالیٰ

کے خداؤں کو لازم کرنے والی ہیں)

(۵)، قال الامام محمد بن الوكيل الورقة المصحف الصغير، احسن غير ان بين نسخة المصحف ونسخة ما فات منه من الصلوات والصوم وغيرهما من الواجبات صح وسقط من الميت كل حق فات عنه

ملحقات السير الكبير للمحمد ثم خلاصة الفتاوى ثم نسخة الصلوات المأمورية من ۳۳ حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

مرحوم سے جو حقوق اللہ فوت ہوئے ہوں (مثلاً) نماز، روزہ، واجبات، وغیرہ، ان کی تعداد متعین کئے بغیر اگر مرحوم کے ورثہ کسی فقیر کو قرآن کریم کی قیمت بتائے بغیر ”قرآن کریم“ دے دیں جائز ہے (فقیر کو قرآن کریم دینے کی برکت) سے میت کے ذمے جتنے حقوق اللہ ہوں سابقہ (ساقط) ہو جائیں گے۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

(۶) وهي دعاء الاحياء للاموات وصدتهم عنهم ببيع لهم حلالا للمعتزلة

متن شرح العقائد السلطانية ۳۳۱

(اہلسنت کے نزدیک) ازادہ مسلمانوں کے صدقات اور دعائیں مرحومین کیلئے نافذ ہیں (مرحومین کو طبع دینی ہیں انکے ذمہ اگر حقوق اللہ ہوں تو مسلمانوں کی دعاؤں اور صدقات کی برکتوں سے مرحوم کا ذمہ فارغ ہو جاتا ہے، یعنی انکے گناہ معاف ہو جاتے ہیں، اور مرحوم کو خداؤں سے نجات مل جاتی ہے، مابقت ایک فرقہ) معتزلہ اس (قول کے) مخالف ہے (انکے نزدیک زندوں کی دعاؤں اور صدقات سے مردوں کو قائدہ نہیں ملتا)

(۷) بل بعض قلک الوکیل یسقط عما فی ذمۃ الميت، ویحصل من العہدة

انشاء اللہ مجموعۃ وسائل الشاشی جلد ۱، ص (۲۲۲)

میتین کرے وکیل (اس صدقے کیلئے وکیل متعین کیا جائے) تا کہ وہ اس ذمہ اسقاط کے ذریعے (میت کے ذمہ) جزائیں و واجبات رو گئے تھے) ساقط کرے۔

(خلاف اسقاط کی برکت سے) انشاء اللہ تعالیٰ وہ اپنے ذمہ سے فارغ ہو جائے گا۔

(انکے اسے جو بھی فرائض و واجبات رو گئے تھے انشاء اللہ علیہ اسقاط کی برکت سے

فارغ ہو جائے گا)

(8) ہنگداسی ان بفعل وان کانی الشخص محافظا علی صلوٰۃ احتیاطا حنبلیہ ان
 یكون قد وقع حمل ولم یشر بہ، مجموعۃ رسائل الشامی جلد ۱ (212)
 (مسلمان جب قوت ہو جائے) اگرچہ وہ مسلمان (مرحوم زندگی بھر کلمائیں چاہتا رہا ہو
 جب بھی اس بات کا خوف تو ہے) کہ بعد از موت اس سے نماز میں کوئی غلط واقع ہو گیا
 ہے اور اسے علم تک نہ ہوتا ہے کہ (مرحوم کیلئے) دور اسقاط کیا جائے اللہ تعالیٰ کی رحمت
 سے قوی امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے اس دور اسقاط کی برکت سے نجات دے گا (فرماتے)
 ﴿صاحب رسائل شامی فرماتے ہیں﴾

(۹) یوفیہ فی بعض من بعض مشایخ عصرنا انہ کان یقول یلزوم النور هذا هو الذي
 یبصر ان بعض ما لو اوجد علیہ وبجعل المصور الیہ مجموعۃ رسائل الشامی جلد ۱ (222)
 کہ میرے زمانے کے مشائخ (فقہاء) میں سے ایک بزرگ (فقیہ) سے کہو تک یہ بات
 سچائی ہو، فرماتے تھے کہ دور (اسقاط کا دم ہے) اللہ تعالیٰ یہ ایسا عظیم و مفید قول ہے کہ جسے
 عقل و اذہن سے پکارو (یعنی مغربیوں سے نقل کرو) اور اسی قول کی طرف راجع ہونا چاہیے۔

﴿دور اسقاط کی چار قسمیں ہیں﴾

ان میں سے ایک دور منظر منقطع فروع ہے

وجہ حصر یہ ہے۔

کہ دوزخ و حالتوں سے خالی نہیں ہوتی

(1) دور مصرح ہو گا

(2) یا دور منقطع ہو گا

بھر ہر ایک کی دور قسمیں ہیں۔

(1) دور مصرح منقطع

(2) دور مصرح منقطع

(1) دور منقطع منقطع

(2) دور منقطع منقطع

﴿دور مصرح - کی توضیح﴾

- (1) مرحوم کا ولی یا وکیل فقیر کو فدیہ دے دے۔
 - (2) فقیر اس فدیہ کو قبول کرے۔
 - (3) قبول کرنے کے بعد یہ فقیر اس فدیہ کو مرحوم کے ولی یا وکیل کو واپس دے دے۔
 - (4) ولی یا وکیل اس فدیہ کو قبول کر کے قبضہ شرعی کیا تھا مالک بنے۔
 - (5) ولی یا وکیل یہ فدیہ فقیر کو دوبارہ دے دے۔
 - (6) ولی یا وکیل اس فدیہ کو قبول کر کے قبضہ شرعی کیا تھا مالک بنے۔
 - (7) ولی یا وکیل یہ فدیہ فقیر کو دوبارہ دے دے۔
- یہ ہے دور مصرح کی توضیح و طریقہ کار (اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے لطف و کرم سے اور اس دور مصرح کی برکتوں سے اپنے بندے کے فرائض و واجبات معاف فرمادے)

﴿دور مضمر کی توضیح﴾

- دور مضمر یا دو حالتوں سے خالی نہیں۔
 - (1) دور مضمر یا تو ایک واسطہ سے ہوگا۔
 - (2) یا دو واسطوں سے۔
- اگر دور مضمر ایک واسطہ سے ہو تو اس کا طریقہ یوں ہوگا۔
- (1) مرحوم کا ولی یا وکیل فقیر کو فدیہ دیدے۔
 - (2) فقیر یہ فدیہ دوسرے فقیر کو پہنچا کر اسے فقیر اس فدیہ کا قبضہ شرعی کے ساتھ مالک بن جائے۔
 - (3) پھر دوسرا فقیر میت کے ولی یا وکیل کو پہنچ کر اسے مالک بنادے۔
- اگر دور مضمر دو واسطوں سے ہو تو اس کا طریقہ کار یوں ہوگا۔
- مثلاً۔
- میت کا ولی یا وکیل فقیر کو فدیہ دیکر اسے مالک بنادے۔
- یہ فقیر اس فدیہ دوسرے فقیر کو پہنچ کر اسے مالک بنادے۔

»ہر فقیر اس مال کا مالک بننے کے بعد تیسرے فقیر کو یہ مال سے مالک بنادے۔
تیسرا فقیر اس فدیے کا مالک بننے کے بعد اسے چارم مرحوم کے ولی یا وکیل کو یہ مال سے مالک
بنادے اس طرح دور کرتے رہیں یہاں تک کہ میت کے ذمے جتنی نمازیں روزے
واجبات و فرائض ہوں ساقط ہو جائیں (ہاذا لله ویرثک حبلہ المور الاسقاط)

﴿آپ نے دور مخرج اور دور مضمر پر﴾
فقہاء کرام کی کتابوں سے کچھ دلائل پیش کروں

(۱) فحیثکہ لاسراء ذمۃ المیت عن جمیع ما علیہ ان یدفع (ذلک المقدار
للفقیر) بقصد اسقاط ما یرد عن المیت (فیسقط عن المیت بقدرہ لہ) بعد فدیہ
(بہمہ الفقیر للولی) او للاحتسبی (وبقیضہ) لتسم الہیۃ و تملک (ثم یدفعہ)
الموہوب لہ (لفقیر) بحیثہ الاسقاط منہر عاہد عن المیت (فیسقط) عن المیت
(بقدرہ) ایضا (ثم بہمہ الفقیر للولی) او للاحتسبی (وبقیضہ ثم یدفعہ الولی للفقیر)
منہر عاہد عن المیت و ہکذا یفعل مراراً (حتی یسقط ما کان) یطہ (علی المیت من
صلوٰۃ و صیام) و بحرہما مما ذکرنا من الواجبات و ہکذا ہو المخلص فی ذلک انشاء
اللہ و العالیٰ سمہ و تکریمہ نور الابصاح و مرآۃ الفلاح (ص: 263)



میت کے ذمے جو حقوق اللہ ہیں ان سے ہر الذمہ ہونے کیلئے حیلہ (اسقاط) کا طریقہ
یہ ہے۔ کہ

(جتنی نمازیں روزے فرائض واجبات انکے ذمے باقی ہیں ان فرائض واجبات کا (بلاغ
سے قبل کا عزم ناکل کریتہ مرنہ) حساب لگاتے اور ہر مرحوم کو ولی یا وکیل اسی حساب سے
(۱) فقیر کو اس نیت کے ساتھ فدیہ دے دے

کہ اللہ تعالیٰ کے جو کچھ حقوق میت کے ذمے ہیں (اس فدیہ کی برکت سے) وہ ساقط
(مترجم) ہو جائیں۔

(2) پھر وہ فقیر یہ فدیہ جگاہ مالک یا مرحوم کے ولی کو یہ دے دے اسے فدیہ کے بدلے
کاتبہ ثانی یہاں تک مالک بنادے (یہی دور مضمر کا طریقہ ہے اسے دور مخرج کہتے ہیں

ہی تفصیل پہلے گزر چکی)

(2) پھر وہ فقیر جو فدیہ کے مال کا مالک بننا ہے کسی اجنبی کو ہیہ کرے۔

(اجنبی سے مراد وہ شخص جس کا مرحوم سے ازدواجی نسب کے کوئی تعلق نہ ہو) نہ بحیثیت ذوالفروض کے اور نہ بحیثیت صہب کے)

سے فدیہ کے مال کا قبضہ شرعی کیساتھ مالک بنادے تاکہ یہ اور تملیک تام ہو جائے۔
(یہی وہ مضمر کا طریقہ ہے اسے وہ مضمر کہتے ہیں جسکی تفصیل پہلے گزر چکی)

(3) پھر مؤخوف لہ (یعنی مرحوم کا ولی جس نے اس فقیر کو فدیہ کا مال دیا تھا) یا اجنبی اگرچہ ابتداء وہ مؤخوف لہ نہ تھا، کیونکہ اس فقیر کو فدیہ مرحوم کے ولی نے دیا تھا تو مؤخوف لہ وہی ولی ہے)

مؤخوف لہ وہ ولی جس کا فقیر نے اسکا مالک بنایا وہ مؤخوف لہ میت پر صدقہ کرتے ہوئے یہ مال فدیہ ایک مرتبہ پھر اس فقیر کو دے دے (وہی نیت کرتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ اس فدیہ کے ذریعے مرحوم کو بخش دے) اس مرتبہ کے اس عمل سے میت کے ذمے جو حقوق اللہ ہیں اس فدیہ کی مقدار کے لحاظ سے اتنے ہی نمازوں اور روزوں کا ذمہ پھر فارغ ہو جائے گا۔
(4) پھر وہ فقیر جو فدیہ کے مال کا مالک بننا ہے مرحوم کے ولی کو یا اجنبی شخص کو ہیہ کرے (اجنبی سے مراد وہ شخص جس کا مرحوم سے ازدواجی نسب کے کوئی تعلق نہ ہو) نہ بحیثیت ذوالفروض کے اور نہ بحیثیت صہب کے)

مرحوم کے ولی کو یا اجنبی کو فدیہ کے مال کا قبضہ شرعی کیساتھ مالک بنادے تاکہ یہ اور تملیک تام ہو جائے۔

(5) پھر مؤخوف لہ (یعنی مرحوم کا ولی جس نے اس فقیر کو فدیہ کا مال دیا تھا) یا اجنبی اگرچہ ابتداء وہ مؤخوف لہ نہ تھا، کیونکہ اس فقیر کو فدیہ مرحوم کے ولی نے دیا تھا تو مؤخوف لہ وہی ولی ہے)

مؤخوف لہ وہ ولی جس کا فقیر نے اسکا مالک بنایا وہ مؤخوف لہ میت کیلئے صدقہ کرتے ہوئے یہ مال فدیہ ایک مرتبہ پھر اس فقیر کو دے دے (وہی نیت کرتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ اس فدیہ کے ذریعے مرحوم کو بخش دے) اس مرتبہ کے اس عمل سے میت کے ذمے جو

حقوق اللہ ہیں ایک مرتبہ یہ اس فدیہ کی مقدار کے لحاظ سے بہت کم آتے ہیں نمازوں اور روزوں سے اس قدر بڑھ جاتے گا۔

(8) یہ عمل بار بار دہراتے رہیں یہاں تک کہ مرحوم کے دلی کے یقین کے ساتھ مرحوم کے لئے جتنے حقوق اللہ (عیام و صلوات و دعاہیات وغیرہم) ہوں وہ (ہاذا اللہ) وہاں تک ساتھ ہو جائیں۔

یہ بار بار فدیہ کا نکرار (حیلۃ اسقاط) انشاء اللہ تعالیٰ وبفضلہ و کرمہ (مرحوم کی نجات) کا ذریعہ بن جائے گا۔

﴿قذیر مصرح مفصل کی توضیح﴾

قذیر مصرح مفصل اس میں حقوق اللہ کے ہر فرد اور ہر نوع و مقدار فدیہ کو بیان کیا جاتا ہے

﴿قذیر مصرح مجمل کی توضیح﴾

قذیر مصرح مجمل اس میں حقوق اللہ کے ہر فرد اور ہر نوع اور ہر حق، نیز مقدار فدیہ کو بیان نہیں ہوتا

قذیر مجمل و مفصل کی تشریح۔ بدلیل مہارت فقہاء

و اطلاق کلام المصنف بدل علیٰ اللہ لو دفع القذیریہ مجملۃ الی القلیب الواحد قل المصل من غیر تفصیل کل نوع من حقوق اللہ تعالیٰ جاز و لهذا لم یشرط المصنف العدد و المقدار و ید اخذ بعض العلماء (جواہر النیس ص 28)

(جواہر النیس کے مصنف فرماتے ہیں) کہ جوہم الکبیر (مافی کتاب کے مصنف) کا کلام اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اگر فدیہ مجملہ (مرحوم کیلئے جو فدیہ بطور اسقاط دیا جائے اور فدیہ کی مقدار ظاہرہ یقین نہ ہو) نیز حقوق اللہ کی تفصیل بھی بیان نہ ہو تب بھی قذیر ہوتا ہے اس کا مصنف نے تعدد حقوق اللہ اور فدیہ کی مقدار کے یقین کی شرط نہیں لگائی۔

الفصلت بحسب عمل:

قذیر مجمل پر علماء کامل رہا ہے۔ لہذا یہ مفصل مفصل پر مجبور علماء کامل رہا ہے۔ (اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اور قذیر مجمل ہو یا مفصل کی برکت سے (عروہ) اللہ تعالیٰ کے فضل سے نجات پاتا ہے)

دور کے انواع اور بعد کے جواز کا بیان

خصوصیت یہاں کہ دور مضر مجمل مروج کے جواز کا بیان

من حلقہ (سورہ برہ، بلوچستان، بلخستان، سندھ، پنجاب، کشمیر) میں دور مضر مجمل مروج ہے۔ اس کی چار قسمیں ہیں۔

صاحب درکار دیکھا وہی فرماتے ہیں
اور فدیہ کی مقدار کے قیمن کی شرط نہیں لگائی۔

افصلیت بحیثیت عمل

دور مجمل پر طہاء کامل رہا ہے طہاء دور مفضل افضل ہے۔ نیز دور مفضل پر صیور طہاء کامل رہا ہے (اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اور دور مجمل ہو یا مفضل کی برکت سے (مروہ) اللہ تعالیٰ کے خدایوں سے نجات پاتا ہے)

(۱) فَمَا يَصْعَلُ الْآنَ مِنْ تَذْوِيرِ الْكُفَّارِ بَيْنَ الْحَاضِرِينَ وَكُلِّ يَقُولٍ لِلْآخِرِ وَهَبْ هَذِهِ الْفَرَسَ لَأَسْفِطَ مَا عَلَى فُلَانٍ مِنَ الصِّيَامِ وَالصَّلَاةِ وَغَيْرِهَا وَيَقْبِلُهَا الْآخِرُ صَحِيحٌ طَبْعًا وَبِالْفَرَسِ الْمَعْتَارِ.

آج کل (مسلمانوں) میں دور (اسقاط) کامل جاری ہے (یہ تذبذب، ذکر بحقیقت میں مرحوم کے کتابوں کا) کفار ہے (اور طریقہ یہ اختیار کیے ہوئے ہیں کہ ان میں ایک) دوسرے سے کہتا ہے۔ میں نے یہ درام تجھے بہ کے

دوسرا کہتا ہے، میں نے قبول کیے یہ عمل صحیح (جائز) ہے (مسلمان یہ عمل اس لئے کرتے ہیں تاکہ انکے ذریعے مرحوم کے ذمے جتنی نمازیں رہائے وغیرہ ہیں وہ معاف ہو جائیں)۔۔۔۔۔ میں (مفتی ثناء علی) کہتا ہوں کہ جب دور مضر مجمل مروج کا جواز ثابت

ہو تو دار کے دوسرے اقسام کا جائز ہونا بھی ثابت ہوا۔

(۲) بَرِيحُورِ طَهَاءِ قَدِيمَةٍ صَلَوَاتٍ وَصِيَامِ اِيَّامٍ وَغَيْرِهَا لَوْ اَحَدٌ مِنَ الْعُقَرَاءِ (حَمَلَةُ)

نہاں۔۔۔۔۔ میں نے کہہ دیا کہ دور مفضل کا فدیہ اگر ایک ہی فقیر کو دے دیا جائے تو جائز ہے

مورد الامتصاص (مروا فی الفلاح) (263)، والقنذاری السجدة لطافی حار ثمة حیدة حلد۱ (فواشہ 175)
 وکبری، فواشہ (583)، وحررة حلد۱ (143)، وسراجہ حلد۱ (98) والمصنوعات لوجوهر الفیض
 (30)، ومحرر فحولی وسجدۃ الخالق فواشہ (28)، والقنذوری والفتاح صوم حلد۱ (57)

(علماء فقہ حنفی کے نزدیک جو قول منصوص علیہ ہے)

والمصنوع علیہ فی المذهب وعلیہ العمل ان یجمع الواوٹ عشرة رجال لیس
 لیهم عسی ولا یحد ولا یصی ولا یحون (النی لولہ) مما تعارفہ الناس ومن علیہ عمل
 المذهب ان الواوٹ الا اکثر اذ اور صرة (212)

(علماء فقہ حنفی کے نزدیک جو قول منصوص علیہ ہے، اور اسی پر علماء کامل ہے (وہ یہ ہے)
 (کہ میت کا ولی ان آدمیوں (فقیروں) کو جمع کرے (ایسے آدمیوں کو کہ جن میں غنی نہ
 ہو کوئی غلام ہو چہ نہ ہو) ان دس آدمیوں میں) کوئی پاگل نہ ہو (اور مرحوم کے ذمے حقوق
 اللہ بھی کثیر ہوں) تو پھر بیویں کی وہ حقیقت (ان دس فقراء میں) بار بار بھیرنا ضروری ہے، یہی
 (نی زمانہ لوگوں) میں متعارف بھی ہے اور اہل مذہب (علماء کا) اسی پر نص بھی ہے۔
 فقراء میں حقیقت کے بار بار بھیرنے کے دلائل ملاحظہ فرمائیں چہ

۱، لا حادۃ الصرة طریق، مجموعہ وسائل شامی (212)

صرة (وہ حقیقت جس میں مرحوم کے حیلہ اسقاط کاغذ یہ دکھایا ہے) بھیرنے کیلئے کئی طرق ہیں

2، اخرج الدور، مجموعہ وسائل شامی (223)

(اگر مرحوم کے ذمے حقوق اللہ کثیر ہوں اور فقہ کی رقم قلیل ہو تو پھر (نار کہ) مسلسل)
 چلائیں (نار کہ کئی اور کی وجہ سے یہ قلیل فدیہ ان کثیر حقوق کے اسقاط کیلئے کفایت
 ہے۔ باذن اللہ)

3، ان یو کل وکثاۃ دورۃ مجموعہ وسائل شامی (221)

(اگر مرحوم کے ذمے حقوق اللہ کثیر ہوں اور فقہ کی رقم قلیل ہو تو پھر (نار کہ) کسی (فقیر کو
 (کیکل بنا دے (وہ فقیر دوسرے فقیر کو مرحوم کے ذمے حقوق اللہ کے اسقاط کیلئے یہ فدیہ
 دیتے ہوئے دیکل بنا دے یہ نار مسلسل سے ہوتا ہے یہاں تک کہ وہ حقوق مرحوم کے
 ذمے سے ساقط ہو جائیں امید قوی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل و کرم سے اور فقہ
 کے نار سے مرحوم کے ذمے جو حقوق ہیں وہ ساقط ہو جائیں)

۵۰۔ فیہد الدور۔ مجموعہ رسائل شامی (223) بعد بعد خود کسی میں کثیرہ فوائد کرائیں
(اگر مرحوم کے اسے حقوق اللہ کثیرہوں اور فدیہ کی رقم قبیل ہو تو پھر اذکار کو (مسئل) چلا میں
اذکار کی اور کی وجہ سے یہ قبیل فدیہ ان کثیر حقوق کے اسقاط کیلئے کفایت کرے۔ ہاں اللہ)

۵۱۔ فیہد الی الدور۔ مجموعہ رسائل شامی (223)

(اگر مرحوم کے اسے حقوق اللہ کثیرہوں اور فدیہ کی رقم قبیل ہو تو پھر مرحوم کا وہی) اذکار کا
ہاتھ ارادہ کرے (یعنی اس قبیل فدیہ کا کئی فقیروں میں بار بار بھرنے کا یا ایک فقیر کو دے
کر مالک بنائے وہ فقیر پھر وہی کو فدیہ دیکر قبضہ شری کیا تھا مالک بنائے۔ پھر وہی اس فقیر
کو فدیہ کی رقم دے یہ تسلسل جاری رکھیں تاکہ کئی اور کی وجہ سے یہ قبیل فدیہ ان کثیر
حقوق کے اسقاط کیلئے کفایت کرے۔ ہاں اللہ)

۵۲۔ فیالدور۔ مجموعہ رسائل شامی (223)

(اگر مرحوم کے اسے حقوق اللہ کثیرہوں اور فدیہ کی رقم قبیل ہو تو یہ حقوق کس طرح اسقاط ہوں؟
صاحب شامی لکھتے ہیں کہ اس کا طریقہ یہ ہے کہ یہ حقوق کثیر اسقاط ہو گئے اور (مسئل)
کیا تھا (یعنی اس قبیل فدیہ کو کئی فقیروں میں بار بار بھرنے کا یا ایک فقیر کو دیکر مالک بنائے وہ
فقیر پھر وہی کو فدیہ دیکر قبضہ شری کیا تھا مالک بنائے۔ پھر وہی اس فقیر کو فدیہ کی رقم دے یہ
تسلسل جاری رکھیں تاکہ کئی اور کی وجہ سے یہ قبیل فدیہ ان کثیر حقوق کے اسقاط کیلئے
کفایت کرے۔ ہاں اللہ)

۵۳۔ فیہد مسرہا۔ مجموعہ رسائل شامی (97)

(اگر مرحوم کے اسے حقوق اللہ کثیرہوں اور فدیہ کی رقم قبیل ہو تو پھر اس فدیہ کا اذکار کرنے
کا اذکار کا ہاتھ ارادہ کرے (یعنی اس قبیل فدیہ کا کئی فقیروں میں بار بار بھرنے کا یا ایک فقیر
کو دے کر مالک بنائے وہ فقیر پھر وہی کو فدیہ دیکر قبضہ شری کیا تھا مالک بنائے۔ پھر وہی اس
فقیر کو فدیہ کی رقم دے یہ تسلسل جاری رکھیں تاکہ کئی اور کی وجہ سے یہ قبیل فدیہ ان
کثیر حقوق کے اسقاط کیلئے کفایت کرے۔ ہاں اللہ)

8. الدور المضطرب في الحياة غير الطبيعي غير المحسوس في الحياة الطبيعية

مرحوم کے لئے حقوق ادا کیے گئے ہوں اور نقدی فی رقم قبضہ ہوا ہے جو مسلمانوں کے لئے ان کے حقوق ہیں (لو) ساتھ کرنے والا ہونا چاہیے وہ ساقط ہے (مرحوم کا) منٹ ہو یا کوئی دوسرا (مسلمان ہو وہ اس قبضہ کا کارور کرنے والا) ساقط (حقوق کو مرہم کے لئے) ساقط کرنے والا۔ چاہے مرحوم کا وارث ہو یا کوئی بھی مسلمان ہو وہ اس قبضہ "دور اسقاط" پر کسی (نئی مسلمان) کو مکمل ہٹائے۔

(تاکہ یہ قلیل فدیہ کئی فقیروں میں بار بار بھجورے یا ایک فقیر کو دے کر مالک جائے دو فقیر
بہر حقوق کے ساتھ کرنے والے کو فدیہ دیکر تھوڑے شرعی کیساتھ مالک جائے، پھر ساتھ کرنے
والا (طوبہ وارے ہو یا کوئی مسلمان یا ذلیل) اس فقیر کو فدیہ کی رقم دے یہ تسلسل جاری رہیں
تاکہ کئی امداد کی وجہ سے یہ قلیل فدیہ ان کثیر حقوق کے اسقاط کیلئے کفایت کرے۔



(٩) الحيتان تصير الذئبة عشرين سنين مو ذاقه أبي ذر و أحمد، مجموعته رسائل قاضي (222).

(اگر مرحوم کے ذمے حقوق تھے کثیر ہوں تو ہدف کی رقم قلیل ہو پھر اس قلیل ہدف کو کئی فقیر اس مال پر ہر سال بھی آکر یا ایک فقیر خود سے کربانک یا چاروں فقیر نے چھوٹی کو ہدف دیکر قبضہ شریعی ساتھ مالک یا چھوٹی نے اس فقیر کو ہدف کی رقم دے دی یا کئی فقراء نے ایک دوسرے کو یہ کرتے ہوئے یہ تسلسل جاری رکھا تو تسلسل دور کا ایک مرتبہ بھی (بلان اللہ تعالیٰ) اس مرحوم کے ہر سال پہلے کفایت کریگا (جہاں اللہ اگر دے کے ایک مرتبہ سے مرحوم سے ہر سال سے وہ حقوق جو اس کے ذمے ہیں ملنا ہو جاتے ہیں تو ہر مرتبہ کی مرتبہ دو دفعہ دیا جائے تو تین سالوں کے حقوق سے مرحوم کا ذمہ فارغ ہوگا)



10. وإذا كان الولي جاهلاً فلا بد حينئذ (أي حين الدور) من توكيل من

بدرک ذلک کلمه من اهل العلم و الصلاح مجموعہ رسائل نامی: 223

ہیں ؟ ہیں اور یہ چاہتا ہے ۔ من حقوق سے مراد کا اور فارغ ہو جائے مگر اولیٰ

(دوسرا سقاط کا طریقہ) نہیں آتا تو اس جنت دلی بیٹے کا نام ہے کہ (وہ دور بیٹے) صاحبان علم و دانش (جو دوسرا سقاط کے تمام طریق کو جانتے ہوں) کو دیکھ جائے (تاکہ وہ صاحبان علم و دانش اس عمل "دوسرا سقاط" کو جاری کریں وہ علماء مسلسل دور کریں تاکہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل و کرم اور دوسرا سقاط کی برکتوں سے محروم کے ذمے جو حقوق ہیں کو سقاط لے لے۔)

(11) فتکون الوکالة لاحد اهل العلم العارفين بذلك (ای مالک دور یا محصور)

وسائل شامی (223)

(صاحب شری کہتے ہیں) کہ (محروم کے ذمے اگر حقوق اللہ ہیں تو اس پر واجب ہے کہ ان حقوق سے محروم کا ذمہ فارغ ہو جائے اور وہی صاحبان علم و دانش میں سے کسی کو دیکھ جائے۔ (تاکہ وہ بھرتہ انداز سے محروم کے ذمے کو حقوق اللہ سے فارغ کر سکیں) تو وہی کا صاحبان علم و دانش میں سے کسی ایک کو دیکھ جائے گا کہ ہے اور یہ نکالت درست ہے



میں (مفتی شمس گل) کہتا ہوں کہ عبارات مذکورہ میں (لفظ) حوزہ : بار بار ذکر ہوا مطلق حوزہ عبارات مذکورہ میں مطلق ہے (اور قاعدہ ہے البطلان یحوی علی اطلاق)۔ مطلق اپنے اطلاق پر جاری ہوتا ہے اس قاعدہ کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ بات ثابت ہوتی کہ : حوزہ (حوزہ) کے تمام اقسام کو شامل ہے۔ چاہے

۱۔ حوزہ مصرح مفصل ہو۔

۲۔ حوزہ مصرح محصل ہو۔

۳۔ حوزہ مختصر مفصل ہو۔

۴۔ حوزہ مختصر محصل ہو۔

چونکہ ہمارے زمانہ میں خصوصاً ان علاقوں (صوبہ سرحد، بلوچستان، افغانستان، سندھ، کشمیر، تیرہ) میں دور مضمر جمل مراد ہے۔ اور مستندہ والا تمام دلائل و براہین سے ثابت ہوا کہ دور مضمر جمل چاہے سو مسلمان دور مضمر جمل کے حامل رہیں کہ اس میں مسلمانوں بیٹے بھی آسانی اور محروم سے منافقت کا سامان بھی۔ (یا ان اللہ)



دور اسقاط کا ثبوت قرآن کریم

کی آیات کی روشنی میں۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

(۱) مِنْ بَعْدِ وَحْشَةٍ يُؤْخِضُ بِهَا أَوْ ذَنْبٍ ۚ (۱)

(اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے تمہیں تمہاری اولاد کے بارے میں۔

بچے کا قصہ دو شخصوں کے برابر ہے۔

۱۔۔۔ پھر اگر صرف لڑکیاں ہوں، دوسرے زیادہ، تو ان کے لئے ہے جو یہ رقم نے چھوڑا،

وہ تہائی (حصہ)

۲۔۔۔ اور اگر ایک لڑکی ہو تو اس کے لئے (شوکر میں سے پورے مال کا) آدھا (حصہ) ہے

۳۔۔۔ اور (اگر مرحوم کے والدین زندہ ہوں) تو ہر ایک کو شوکر میں سے پچھٹا (حصہ) ہے۔

پھر شوکر مرحوم کے لئے اولاد (موجود) ہو۔

۴۔۔۔ پھر اگر مرحوم کی اولاد نہ ہو (صرف ماں باپ ہوں تو) (مرحوم کی) والدہ کو تہائی (حصہ

لے گا)

۵۔۔۔ پھر اگر مرحوم کے کوئی بہن بھائی ہوں تو اس کا پچھٹا (حصہ) ہے۔ (تخلیق بعد ہم)

۶۔۔۔ مِنْ بَعْدِ وَحْشَةٍ يُؤْخِضُ بِهَا أَوْ ذَنْبٍ ۚ

اس صیت (کو) پورا کرنے کے بعد جو (مرحوم) گیا ہے۔

آیت مذکورہ میں دور اسقاط کے ثبوت کیلئے لفظ وَحْشَةٍ کی تفسیر دی گئی ہے

کیونکہ لفظ وَحْشَةٍ "تخلیق" ہے، اس صیت میں دور (کیا تمہ صیت اور) (۱)

اور فوراً اس غیریت کی صیت ہمارا (ماں باپ) دونوں ماحول پر مشتمل ہے، چونکہ لفظ وَحْشَةٍ کی تفسیر

کیا تمہ مشق نہیں بلکہ مطلق ہے، علم اصال کا قاعدہ ہے المطلق بحوی علی المطلق، مطلق

اپنے مطلق پر چھڑا ہوتا ہے، چونکہ مطلق کا جو بھی لفظ ہوتا ہے وہ اپنے مطلق پر ایسا قائم

ہوتا ہے جیسے "موسم" ہے۔ چونکہ دو بھی لفظ وَحْشَةٍ : کا ایک آیت ہے۔ اسباب

فرد ہے لہذا اس صیت کا پورا ۲۴ صیت تو دور یہاں بھی صیت ہے۔ ۲۴ صیت ہوا۔

۱۰۔ جواب۔ جیسادہ فرض لازم روزہ، حج، زکوٰۃ کا دوسرے احکام دینی کا منکر

تدخ قرآن وحدیث میں نہیں ہے۔ جیسے قرآن کریم میں ایمان لانے کا ذکر ہے ماقابل کا ذکر ہے (مکرایمان کن کن ذوات قدسیہ پہلا لازم یز کن کن اشیاء پر ایمان لازم ہر فرد کا الگ الگ ذکر نہیں) ان افراد کا ذکر احادیث مبارکہ میں ملتا ہے (سورہ فہم جس جو خود کا منکر ہوگا، وہ لفظ وَحِیۃ کے ایک فرد کا منکر ہوگا، مگر گراچی انکار کی وجہ سے دائرہ اسلام سے خارج ہوگا۔

اہمیت ہوا کہ ”وَحِیۃ“ دور مضمر مجمل ہے۔ جو کچھ تعالیٰ مانگا ہے۔

دوسری دلیل

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

مِنْ بَعْدِ وَحِیۃ یُوْحِیۡ بِہَا اَوْذُنِیْ. الآیۃ. سورۃ نساء

مرحوم کی وصیت کو پورا کیا جائے اور (اگر اس پر قرض ہو تو) قرضہ (اداء کیا جائے) اسکے بعد وہ اقروض مصب وغیرہ کے حصص قرآن وحدیث کے بیان کردہ اصول کے مطابق اداء کیے جائیں (آیت مذکورہ میں لفظ وصیت ہی میری دلیل ہے جسکی پوری بحث اوپر گذر چکی)

تیسری دلیل

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

مِنْ بَعْدِ وَحِیۃ تُوْحِیۡوُن بِہَا اَوْذُنِیْ. الآیۃ. سورۃ نساء

آیت مذکورہ میں لفظ وصیت ہی میری دلیل ہے جسکی پوری بحث اوپر گذر چکی۔

چوتھی دلیل

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

مِنْ بَعْدِ وَحِیۃ یُوْحِیۡ بِہَا اَوْذُنِیْ. الآیۃ. سورۃ نساء

آیت مذکورہ میں لفظ وصیت ہی میری دلیل ہے جسکی پوری بحث اوپر گذر چکی۔

پانچواں پہلی بات قرآن، اقروض، دلیل ان ہی مذکورہ آیات میں لفظ اللہ تعالیٰ ہے۔

﴿دور اسقاط کا ثبوت بالاحادیث القویۃ والضعیفۃ﴾

(1) عن انس عباسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ ﷺ قال لا یصوم احد ولكن یطعم عنہ.

رواہ السنائی وعبس الحارثی ثم حاشیۃ الحارثی صوم (262) ومجموعۃ رسائل الشامی جلد 1 (313) ومجمع الانہار صوم (242) والاقطار جلد 1 (141) والسنن الکبریٰ ثم حوہر القلی جلد 4 والذیل صوم جلد 2 (483) ودریۃ (177)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (اگر کسی سے فرض روزہ ہو گیا ہو اور وفات پا جائے تو مسلمان مرحوم کی جانب سے) روزہ نہ رکھیں بلکہ (اسکے ایصالِ ثواب کے لئے مسکینوں کو) کھانا کھادے۔

وجہ اشتدال اس حدیث میں (ولکن یطعم) کے الفاظ ہیں۔

ولکن یطعم مطلق ہے (سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ انکی جانب سے کھا دے یہ مطلق ہے کیونکہ کوئی کھانا کھلائیں کتنا کھلائیں کب کھلائیں کتنے آدمیوں کو کھلائیں کس وقت کھلائیں وغیرہ (نگہ) دور کے بعد کھلائیں یا قود سے پہلے معظم ہو یہ مطلق ہے سو یہ خود اور غیر خود دونوں حالتوں کو شامل نہایت کی جانب سے کوئی بھی کھادے چاہے میت کا دل ہو، یا کھانے والا کوئی اجنبی ہو یا حبرِ ہو (میت کی جانب سے کھانے والا صرف صدقہ کرنے والا ہو، تاکہ مرحوم کو ثواب پہنچے، اس طرح صدقہ کرنے والے کو حبر کہتے ہیں) یا دانی کسی سے قرض لے کر فقیروں مسکینوں کو میت کی جانب سے کھائے یا میت کا ولی کسی سے عاریت لے کر کھائے "ولکن یطعم" کے الفاظ سب کو شامل ہیں۔

فانہذا اس حدیث سے نہایت اندازہ ہوا ہے کہ اس سے قیاساً یا استنباطاً ثباتِ جانبِ ۱۰۳ بھی ہوا ہے علیہ ہے کیونکہ یہ دوسرے وجہ کی دلیل ہے۔

عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

(2) عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما عن رسول اللہ ﷺ قال من مات وعليہ صیاء شہر مہمان فلیطعم مکان یوم مسکینا رواہ الترمذی وقال وایضاً صحیح

موقوف علی اس عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما مشکوٰۃ صوم قضاء، 194) حضرت باقر حضرت مہدیؑ ان عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص وفات پا جائے (اس حال میں) کہ اس پر (اپنے ذمہ) رمضان کے روزے رہ جائیں ہو (اپنے ذمہ) وہ چاہیے کہ اسی جانب سے فدیہ لے جو اس پر واجب مسلمین و مجاہدین کے لئے ہے۔

ان حدیث و احادیث میں بھی لکھا ہوا ہے یا مانج یہ ہے کہ ذکر حضرت مہدیؑ ان عمر رضی اللہ عنہ من موقوف ہے۔

حد استوار ان حدیث سے قطعاً ہے۔ (الحدیث)۔
 قطعاً قطعاً ہے۔ قطعاً ہے تمام امور کمال ہے۔ در ان افہ میں ایک فرد۔
 دور نظر حاصل ہے۔ جو کچھ تھا اس پر پتہ مرہب ہے۔ ای پر عمل ہے۔
 متعدد ہوا۔ ان میں قطعاً ہے۔ حدیث ہے۔ چنانچہ کیس ہے۔ احادیث سے قطعاً ہے۔ ذکر فرمایا

..... (2) حدیث الصحاح من النبی فقال ملک فقال کتب فان
 جامعہ امر فی فی ہذا رمضان فقال لعلک انما قالہ فقال وانی ہذا وانی فی
 غیرہ فقال صوم شہر من رمضان فقال لیس لی طاقت صوم واحد جامعہ مع
 امر فی کیف صوم شہر من رمضان اعط طعام من مسکین فقال لیس لی طاقت
 انفسہ مسکین فقال اعطی ہذا من نیر لافک نہ رلیک فقال واللہ لیس عدی
 صاع تمر فقال باعتم ان اعط لذلک المر حل ہا عاقل نیر لعلک عنان من عنان
 کما امر النبی اعطی لذلک المر حل فقال لہ النبی اعطی ہذا الصاع من
 النیر من فیذہ صوم واحد ففعل وقل النبی فکذلک من مر بالایجاب
 والنیر فقال لذلک رلیک ہذا العیلة واعط الصاع مسکین فقال واللہ
 لیس المسکین الفصل من قسم النبی واعطی لہ الصاع لہاوی املح

ایک صحابی حضور پرور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا میں بار

ہوا اور اپنی زوجہ کو ہلاک کیا۔

۵۴۔ حضور پر نور ﷺ نے فرمایا: کیسے۔ صحابیؓ نے عرض کیا، میں نے اپنی زوجہ سے رمضان کے مہینہ میں دن کو کھامت کی۔

۵۵۔ حضور پر نور ﷺ نے فرمایا (اس کا کفارہ یہ ہے) کہ تو ایک غلام آزاد کر۔

۵۶۔ صحابیؓ نے عرض کیا سرکار میری گردن تو یہ ہے اس کے علاوہ میرے پاس کوئی گردن نہیں۔
۵۷۔ حضور پر نور ﷺ نے فرمایا (اگر تیرے پاس کسی غلام کو آزاد کرنے کے لئے کچھ نہیں تو پھر) دو مہینے کے مسلسل روزے رکھو۔

۵۸۔ صحابیؓ نے عرض کیا مجھ میں ایک روزہ رکھنے کی طاقت نہ تھی (مہرہ کرنا اور عمل مذکور صادر ہوا) تو دو مہینے کے مسلسل روزے کیسے رکھ سکوں گا۔

۵۹۔ حضور پر نور ﷺ نے فرمایا۔ (پھر) ساتھ مسکینوں کو کھانا کھا دو۔

۶۰۔ صحابیؓ نے عرض کیا۔ (یا رسول اللہ ﷺ) میں خود مسکین ہوں اتنی طاقت نہیں (کہ ساتھ مسکینوں کو کھانا کھا دوں)

۶۱۔ حضور پر نور ﷺ نے فرمایا۔ (پھر میں کہہ کر) ایک صاع (سازے چارگوں) کھجور مجھے دو تاکہ اس کے ساتھ (تو یہ دیکھ) تیری گردن آزاد کر دوں۔

۶۲۔ صحابیؓ نے عرض کیا (یا رسول اللہ ﷺ) میرے پاس ایک صاع (بجی) نہیں (جو آپ کی خدمت میں پیش کر سکوں)

۶۳۔ حضور پر نور ﷺ نے حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ سے) فرمایا سے ایک صاع کھجور دے۔
۶۴۔ حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) نے اسے ایک صاع کھجور دی۔

۶۵۔ حضور پر نور ﷺ نے اس سے فرمایا ایک روزے کے بدلے یہ ایک صاع کھجور مجھے دے۔

۶۶۔ صحابیؓ نے ایک صاع کھجور حضور پر نور ﷺ کو دے دیا۔

۶۷۔ حضور پر نور ﷺ نے قبول فرمائے۔

۶۸۔ حضور پر نور ﷺ نے وہ کھجور اس صحابیؓ کو واپس دے دی۔

۱۰۔ پھر سہائی سے فرمایا (اب یہ) مجھ کے دے دو۔

۱۱۔ سہائی نے وہ مجھ پر رسول اللہ ﷺ کو دے دیا۔

۱۲۔ اسی طرح دور دور ہوتا رہا۔

۱۳۔ یہاں تک کہ ساتھ مرتبہ ایجاب و قبول ہوتا رہا ایجاب و قبول ایک کدو سے دالوں (۱۲)

۱۴۔ (بہت ساتھ مرتبہ دور دور ہوتا رہا)

۱۵۔ تو حضور پر نور ﷺ نے اسی سے فرمایا۔

۱۶۔ چنانچہ اسی حیلہ کیساتھ تیری کردن آزاد ہوئی۔

۱۷۔ (اب ہاؤ اور) مجھ کو یہ ایک صاع کسی مسکین کو دے دو۔

۱۸۔ (وہ سہیلی پھر عرض گئے اور ہاؤ رسول اللہ ﷺ کی قسم مجھ سے زیادہ مسکین کوئی نہیں

(اس بات سے حضور پر نور ﷺ غوب محظوظ ہوئے) تبسم فرمایا اور وہ صاع اسی کو عطا فرمایا

۱۹۔ میں (مفتی شائستہ گل) کہتا ہوں حدیث مذکورہ بالا سے دو باتیں ثابت ہوئیں



(۱) اختیارات مصطفیٰ ﷺ

(۲) دُور - جو اللہ اللہ ہمارے ہاں رائج ہے۔

اللهم صل على النبي المختار صلى الله عليه وسلم

اللهم صل على النبي المختار صلى الله عليه وسلم

اللهم صل على النبي المختار صلى الله عليه وسلم

اللهم صل على النبي المختار صلى الله عليه وسلم

اللهم صل على النبي المختار صلى الله عليه وسلم

۳ دور حضرت محمدؐ کی زندگی اور تعالیٰ سے بھی ثابت ہے۔

۴ اقبال المعروف صاحب الفتح محمد بن عمر الوالدی اشعر مامو عاصم بن ابی حریج بن ابی شہاب بن ابی مسلمہ بن ابی موسیٰ الاشعری قال فعل عمرو بنی اللہ عبدہ قدور حورہ القران من مالی لا الیٰ نعم بفساء لون۔

ہی عشرین رجلاً بعد صلوة الحجارۃ لامرأة مملوۃ بحبیۃ ورجلہ فلاب (وہی سبحا ملام بالتواوی السمرقندی ثم المصباح وحرۃ غرورۃ للعرالی محمد بن مر الواقفی وسمت اللہ علیہ (عظیم)

مورث وخواجہ (الفتح) فرماتے ہیں کہ میں نے عاصم سے خودی وہ ابی حریج سے روایت کرتے ہیں وہ ابی شہاب سے وہ ابو سلمہ سے وہ ابی موسیٰ اشعری سے حضرت ابی موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک خاتون حبیبہ بنت ابی طالب (بہک راوی) کی زوجہ تھی (واقف ہوئی) تو انکی نماز جنازہ سے فارغ ہو کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے میں آدمیوں کے درمیان (یعنی میں آدمیوں کو بٹھا کر) قرآن کریم (کے جو اجزاء موجود تھے جو مختلف اشیاء پر لکھے گئے تھے جو اجزاء پھیر آئے ان اجزاء مبارک کو لکھ کر) دور فرمایا (اس وقت جو اجزاء مبارک پھیر آئے یہ تھے) مالی لا۔ سے لکھ عاصم بفساء لون۔ تک (اسی دور لکھ دور فرمایا)

اس حدیث سے پندرہ اشیا ثابت ہوئیں۔

(۱) دور۔ بعد الہجرت۔

(۲) دور میں قرآن کریم کا شامل رہا۔

(۳) دور میں پندرہ افراد کا بیعت۔

اللہ نہ آج بھی مسلمانوں میں یہ عمل رائج ہے۔



و امام محمد رمت اللہ علیہ دوسرے طبقہ کے مجتہدین دور ۲

(۱۵) قال الامام محمد اسهل طريقته ان يجمع التواتر على الصغير مصحفاً صحيحاً فابداً
للقول به نفس لما حش ثم يثبت الصغير ثم فتم حتى يستقيم لعل الله تعالى يجعله فدية على
مقابلة الصوم والصلوة والركوة والمدورات كتاب الحبل لمحمد ثم حدة البردة
للمعالي ثم سهاج التواصيح (268)

امام محمد رمت اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ (دور اسقاط کا) آسان طریقہ یہ ہے کہ (مرحوم) کا وارث
ایسا صحیفہ جو حج کا اوراق ہو قابل حلاوت ہو (یعنی حروف واضح ہوں) فقیر کو غالی قیمت کیساتھ
فروخت کر دے۔ پھر وہ فقیر اس نسخہ کو (میت کے وارث یا چٹائی کو) بخش دے (وارث یا چٹائی
کو قبضہ شری کیساتھ مالک بنادے) اسی طرح ایک دوسرے کو مسلسل بہہ رستے رہیں۔
حتیٰ کہ (مرحوم) کی چٹائی نمازیں روزے زکوٰۃ اورمانے ہوئے غداں انکے ذمے رہ گئے
ہوں انکے لئے دور مکمل ہو جائے (اللہ تعالیٰ کی ذات القدس سے امید قوی ہے کہ اس
حیلہ (ذور اسقاط) کو مرحوم کی نمازوں روزوں زکوٰۃ اورمانے ہوئے غداں (جو انکے ذمہ رہ
گئے ہوں) کے بدلے فدیہ بنالے۔

میں (مفتی شاکست گل) کہتا ہوں کہ ملاحظہ فرمایا آپ نے کہ امام محمد رمت اللہ علیہ جو طبقہ چٹائی
کے مجتہد ہیں اس نے ذور اسقاط کو صرف تسلیم ہی نہیں کیا بلکہ مسلمانوں کو ذور اسقاط کا
آسان طریقہ بھی سکھادیا۔

ذور اسقاط کے بارے میں معتبر علماء کرام کے اقوال یہ

(۱) المصنوع من عليه في المذهب وعليه العمل ان يجمع التواتر عشرة رجال ليس
فيهم عصى ولا عصى ولا محتون (الی قولہ) و معان عارفه الناس ونص عليه اهل المذهب
ان الواجب اذا كثر الواجب اذاروا صرة مشتملة على بطور او غيرها كجوهر او حلي
وسوا الامر على اعتبار القيمة ولادارة الصرة طر الی مجموعہ رسائل جلد ۱: 219-212
جو بات مذہب میں متفق علیہ ہے اور اسی پر عمل ہے وہ یہ ہے کہ میت کا وارث ایسے
دس آدمیوں کو منع کرے جن میں مثنیٰ، مبالغہ، بخون (پاگل) نہ ہو (الی قول) کہ قول میں
پر مال مذہب کی تفریع موجود ہے اور مسلمانوں میں مشہور ہے کہ جب (مرحوم) کے ذمے
واجبات (فرائض) نمازیں روزے، غداں وغیرہ) کثیر ہوں تو پھر وہ قسماً جس میں تقاضات

موجود ہیں مثلاً: جوار، ات، بجا، برسات وغیرہ تو اس فقہیہ کا آئین میں بار بار غور فرمائیے۔
 اس فقہیہ میں جو کچھ ہے، علماء اسلام نے انکی قیمت کا اعتبار کیا (یعنی انکیس جتنا کچھ ہے
 اس سے فدیہ کا سبب بنا کر خود کر دی تاکہ میت کے ذمہ جتنے فرائض وغیرہ ہیں اسلئے
 نے وہ دور کا حکم ہے) نیز صرۃ (تحمید) پھرنے کے کئی طریقے ہیں۔

﴿علامہ شامی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں﴾

2) بالمصوم من فی کلامہم متونا وشروحا وحواش ان المیت لو لم ینترک شیئا
 یفعل لہ ذلک (ای المذکور بالوارث من مالہ انشاء فان لم یکن للوارث مال
 یتوہب من العیر لو یتقرر من یتدفعه للعقیر ثم یتوہبہ من الفقیر و
 ہکذا مجموعۃ رسائل الشافعی جلد ۱، (212)

علماء اسلام کے قول میں جس قول پر متون، و شروحا، و حواش میں تصریح کی گئی ہے۔ یہ
 ہے کہ اگر میت نے ترکہ میں کچھ بھی نہ چھوڑا ہو، اگر وارث چاہے تو اپنے مال میں
 سے اسلئے لئے (خود اسقاط) کرے، اور اگر میت کے وارث کے پاس مال نہ ہو (جس
 سے وہ میت کے فرائض وغیرہ کا فدیہ ادا کر سکے) تو کسی سے یا تو بطور ہبہ یا بطور قرض رقم
 لے لے تاکہ وہ (وارث یا مال الفقیر کو) میت کے فدیہ) میں دے، پھر وہ وارث کو ہبہ
 کر دے، یا فقیر سے اور بقدر شری کیساتھ وارث کو مالک بنا دے پھر وارث اس فقیر کو مال
 یہ لے دے فقیر قبول کر لے وہ فقیر یہ مال پھر وارث کو ہبہ کر دے، اس طرح (خود کرتے
 رہیں تاکہ میت کے ذمے جو فرائض و واجبات ہیں اسلئے اسے سے ساقط ہو جائیں)

﴿فقہاء لکھتے ہیں﴾

3) وان کانت الصلوۃ کثیرۃ والحطۃ قلیلۃ لم یعطی ثلاثۃ اصواع عن صلوۃ یوم
 ولیلۃ مع الوتر، مثلاً الی الفقیر، ثم یتدفعہا الفقیر الی الوارث، ثم یتدفعہا الوارث الی
 الفقیر، ثم یتدفعہا الفقیر الی الوارث، ہکذا یفعل مراراً حتی یتوہب الصلوۃ وسحروها

۰۰۰۰۰

کبریٰ ہوائت، (583) والتارحانیہ لم محضرم ثم حواشر العباس (30) و ترہانہ
 جلد (332) و الملتقط ثم الاشیاء فی 6 حیلہ (414) و شرح ہدیۃ اس العباد عن

خطبہ دوم اسقاط

اروہ و ذہان میں

مردم یا مرحوم کے درجہ، مرحوم یا مرحومہ کے بارے سے نیکروانات تک ایسی عمر کا حساب لگا کر اس حساب سے اس کے ذمہ روزہ اور نمازوں کا حساب لگا کر فقہ کا حکم لیں۔ اس سے حصول کیلئے قرآن کریم بھی ساتھ رکھ لیں اور کسی فقیر کو دے دیں اور اگر فقہ یہ اس سے روزوں اور نمازوں سے کم چھ رہا ہو تو بھلا سے کہ جنازہ پڑھا کر چھوٹا، صغیر، دایرہ بنا چھ جائیں مرحوم یا مرحومہ کے درجہ، تمہارا یا انہی تمہارا یہ فدیہ جیسے دے دے وہ مندرجہ ذیل الفاظ کہے

④④④④ خطبہ مندرجہ ذیل ہے ۔

فرائض و واجبات اور نمازوں کے کفارات بلکہ جمیع حقوق اللہ جو مرحوم یا مرحومہ کے ذمہ واجب الادا تھے، امید قوی ہے کہ اس مرحوم یا مرحومہ نے وہ ادا کئے ہوئے ہوں گے مگر غرض کیا نسیان کے سبب بعض دھ گئے ہوئے۔ اب ان حقوق کے ادا کرنے سے یہ مرحوم یا مرحومہ سبب رحمت کے عاجز ہے۔ سو یہ کلام پاک جس کی قیمت بے انتہاء اور برکت بہت زیادہ ہے اور یہ مال و متاع بلیغ عرفاء کے من حقوق کے عوض میں جن کے بدلے میں حضور پر نور ﷺ نے فدیہ مقررہ متعین کیا ہے، میں نے بطور احسان اسقاط قبول کیا۔ مگر وہ دوسرے کو بخشے دوسرا نام اسے قبول کرے پھر تیسرے کو بخشے وہ قبول کرے چوتھے کو بخشے اس طرح دور کرتے رہیں، حتیٰ کہ مرحوم یا مرحومہ کے ذمے سے حقوق اللہ ساقط ہو جائیں۔ (باذن اللہ تعالیٰ) (تفلیق مترجم)



﴿خطبہ دور اسقاط﴾

پشتوزبان میں

دھر الضو فوجیاتو دندور انود کفاراتو ہنیکہ جمیع حقوق دہاری تعالیٰ جہ واجب الاذاء و وینہ و منہ دینے حاضر متوفی یشتوفانہ نانہی بہائیری دشان دمسلمان سرہ جہ اکثر نہ نے انا کہنے وی اوتغصے نہ ترمہ قوت شوے وی بہ سبب دغلوز او بنیان سرہ اوس دینے ڈاذا دھنے مافاتو خنے عاحرہ دینے بہ سبب دمرگ سرہ ڈا کلام اللہ جہ قیمت نے بقاءستہاء دینے اوسرگت نے دینر دینات دینے اودانسل مفاع غیر دینے طروف نہ بہ بدلہ دھنے حقوقو کہنے جہ شارع ﴿﴾ ہیکہیے ہلیہ مقرر کہنے ڈا مابہ حیلہ داسقاط سرہ قولہ کہنے وہ ماحسنوہ محلے دہ

دا

حطہ و ہونکے بہ نے بل تہ او بھی اوجہ بہ نے بل تہ بھی جہ غومرہ کسان دور اسقاط تہ راست وی ہوی بہ نے ہو بل تہ او بھی،



(بشکریہ مولانا الفضل واحده صاحب نقشبندی القادری۔ ناظم اعلیٰ دارالعلوم محمدیہ حنفیہ سنیہ ہندی شاہ مہہ مردان)
بتعاون مولانا محمد عبدالمصور القادری ایم اے اسلامیات کراچی یونیورسٹی

تعلیق مترجم۔ محمد عبد العظیم القادری کان اللہ تہ۔ شیخ الحدیث و ناظم اعلیٰ: دارالعلوم قادریہ سبحانیہ شاہ فیصل کالوسی ۵ کراچی (۲۵)

مرنے سے پہلے اپنے لئے صدقہ کرنے کی وصیت کرنا

۱. سنن ابوالقاسم علی رحل دفع الی امہ حمصیہ قوہما قال ان مت فاعسری
سری وحمصہ قوہما لک واشتری بالباقی حصة قصصی بہا مال اما الحمصہ
لہا فلا یجوز ویسطر الی القبر الذی امرت بہا ولہ ان کان یحتاج الی عمارتہ
للحمصی عسرت بعد ذلک اما الریادۃ علی ذلک یعنی القریب والموصیۃ باطلۃ
وینصدق بالباقی علی الفقراء . خلاصۃ الفتاوی . وصایا جلد ۲ (433)

حضرت ابوالقاسم رحمت اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ اگر ایک شخص اپنی بیوی کو بچاؤں درہم
دے اور وصیت کرتے ہوئے اپنی بیوی سے کہے کہ جب میں وفات ہوں تو وہاں تو میری قبر
ہو تو ان بچاؤں درہم میں سے کچھ درہم تیرے ہیں اور بقیہ درہم کا کلمہ فرید کر صدقہ
کر دینا (حضرت امام ابوالقاسم رحمت اللہ علیہ)

نے فرمایا کہ وہ پانچ درہم تو اس لوہی کے ہیں اس کے لئے (یعنی درہم نہیں اور خرچ کرنا)
جاؤ نہیں (بلکہ اب وہ والد کی قبر کے بنانے کی طرف متوجہ ہو جائے اس کے بنانے کو اسے
علم دیا گیا تھا اگر قبر کی مضبوطی مطلوب ہے تو برائے مضبوطی بنانے اس کے سواہ دوسری وغیرہ
کچلے ہو تو وصیت باطل ہوگی (قبر کی مضبوطی سے جو مال بچا گیا ہے اور خیرات میں تقسیم کرنے
2) رحل اوصی سان ینصدق بثلث ماله فلو وصی ان یجعل ما علی العاصب صدقۃ
علیہ اما کان فقیرا ولو صرفہ الی اولادہ الکفار حازو کذا یدفع الی امراتہ ولا یندفع
اولادہ المصعور . خلاصۃ الفتاوی . وصایا جلد ۲ (438)

عاصب غصۃ الفتاوی لکھتے ہیں کہ اگر کسی شخص نے وصیت کی کہ میری وفات کے بعد میرے مال
کا تہائی حصہ فقیروں کو دیا جائے تو (اگر مال کی کیفیت یہ ہو کہ کچھ حصہ کسی عاصب نے غصب
لیا ہو) سو وہی کو بچاؤں کہ اگر عاصب فقیر ہو تو وہی وہ (مقدور) عاصب کو صدقہ کر دے ہر ایک
بھی نے (تہائی مال جس کے لئے مرحوم کی وصیت تھی کہ اسے صدقہ کر دیا جائے) مرحوم کی اولاد
وہ سے کہی وہ اولاد جو کہنی ہو (باقی ہوں کچھ دا ہوں) یا مرحوم کی زوجہ (وہ سے کہی
) تب بھی ہا ہے (مقررہ عہد کی باقی) اور کوئی دے ۔

مرحومین کو صدقات کا فائدہ پہنچتا ہے

احادیث کی روشنی میں

(2) عن عاصم بن کلثب عن امیہ عن رجل من الانصار قال حو جمع رسول الله ﷺ لی حسارة فلما حو جمع استقبله داعی امرأته فاحاب، وحسن بالطعام فوضع یدیه ووضع القوم یدیهם فاكلوا ورسول الله ﷺ یلوک اللقمة فی فیه ثم قال امی احدث لکم شاة احدث بغیر ان اهلها تسکت المرأة تقول یا رسول الله ﷺ امی ارسلت الی القبیح اشتری شاة فلم توحده فارسلت الی جاری فی قد اشتری شاة برسل ینا الی شمسها فلم یجد، فارسلت الی امرأته فارسلت ینا الی فقال رسول الله ﷺ اطعمی الاسارى.

رواه الاسام احمد بسند صحیح و ابو داود والبیہقی فی دلائل البوط و اجاز الصحاح (438) و مشکوٰۃ معمرات (544) و طحطاوی المرقاۃ حنا (374) و کبیری حنا (658) و مرقات، ثم انوار آفتاب صدقات، (438)

عاصم بن کلثب اپنے والد سے وہ ایک انصاری (صحابی پیر رضی اللہ عنہم) سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن ہم (صحابہ) حضور پر نور ﷺ کے ساتھ (ایک صحابی) کے جنازہ کیلئے چلے اس صحابی کے دفنانے سے فراغت کے بعد ایک حضور پر نور ﷺ (اور ہم) انہیں آئے گئے تو ایک شخص جسے مرحوم کی زوجہ نے بھیجا تھا آیا (اور مرحوم کے گھر میں کھانا تھا) فرماتے کیلئے عرض گزار ہوا) سو حضور پر نور ﷺ نے انکی دعوت قبول کی (حضور پر نور ﷺ) مرحوم کے گھر قدم نہا فرما دیے) کھانا سامنے لایا گیا حضور پر نور ﷺ اور صحابہ کرام و حضرات اللہ علیہم اجمعین نے اپنے ہاتھ مبارک کھانے کی طرف بڑھ گئے تو حضور پر نور ﷺ (صرف) پہانے گئے (گلائیں) حضور پر نور ﷺ نے فرمایا میں اس گوشت کا پیسہ پانا ہوں (میں) ادباً ہوں جیسے کہ آپ گوشت انکے مالک کی اہانت سے بچے لایا تھا۔۔۔ سو اس خاتون سے پوچھا گیا (یہ گوشت کہاں سے لایا گیا) وہ خاتون عرض

رہنے لگی یا رسول اللہ ﷺ میں نے ایک آدمی کو قلعہ (بکرا سڈی) بھیجا تھا تاکہ وہ میری خرید کر لے آئے مگر وہاں بکری نہ ملی، پھر میں نے اپنے ہڈی کے پاس آدمی بھیجا کہ اس نے (اپنے لئے) ایک بکری خریدی تھی (جائے والے آدمی سے میں نے یہ کہا)۔ (مسماہ) نے بکری جس قیمت پر خریدی ہے اسی قیمت پر ہمیں دے دے۔ مگر میرا سماہ گھر سے موجود تھا، وہ آدمی جسے میں نے بھیجا تھا واپس آیا (میں نے دوبارہ بھیجا) ہاں سماہ کی زبرد سے کہہ دو کہ بکری دے دیں، اس نے وہ بکری میرے پاس بھیج دی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ تمہارا قیدیوں و غلاموں۔

۵ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتے ہیں ۵

(2) هذا الحديث مطهره و هو على ما قدره النص من انه يكره استحاذ الطعام في اليوم الاول والثالث وبعد الاسبوع

کہ یہ حدیث ان لوگوں کا رد کرتی ہے جو کہتے ہیں کہ پہلی رات کو اور سب اور ساتویں رات بعد (مرحوم کے ایصالِ ثواب کیلئے) کھانا پک کر (فقراء کو کھانا) بکرا دے۔

المرفقات شرح المستکوة فی ذیل هذا الحديث ثم انساب صداقت. (438)

(3) الحمل علی الطاهر واجب. محضر المعانی

قرآن و حدیث کے ظاہر پر عمل کرنا واجب ہے (تو بعض لوگوں کا کہنا غلط ہے)

(4) فهذا الحديث يدل على اباحة صنع اهل البيت الطعام والدعوة اليه

طحاوی العرفی حاشیہ (374) و کسیری حاشیہ (858)

(حضرت یحییٰ بن کثیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی یہ حدیث مرحوم کے اہل خانہ کی جانب سے (برائے ایصالِ ثواب) عمدہ (جسے ہمارے عرف میں خیرات کہا جاتا ہے) کرنا اور لوگوں کو اُنکی طرف بلانا چاہئے۔

(5) و اما صفة الطعام من اهل البيت للفقراء فلا بأس به لان النبي ﷺ فعل دعوة

العرفی حاشیہ (858) و کسیری حاشیہ (858) و کسیری حاشیہ (858) و کسیری حاشیہ (858)

مرحوم کے اہل خانہ ۵ (مرحوم کے ایصالِ ثواب کیلئے) خیرات کرنا چاہئے (اور خیرات

کوئی کھائیں تو اس میں کوئی حرج نہیں، کوئی کھائے۔

اس حدیث سے استدلال کے وجہ سے صحیح نہیں ہے۔



(1) مرحوم کے اہل خانہ نے مرحوم وفات کی پہلی رات صدقہ نفی کا کھانا پکھا اور حضور پر نور ﷺ کو کھانا پکانے کی اطلاع نہیں دی (پہلے سے ہاتھ دھات نہیں لی) اس سے یہ بات عیاں ہوگئی کہ مرحوم کی وفات کے بعد پہلی رات کو مرحوم کے عیال ثواب لئے کھانا پکانا صحابہ کرام و رسول اللہ علیہم اجمعین میں داخل تھا۔



(2) رسول اکرم ﷺ صحابہ کرام و رسول اللہ علیہم اجمعین نے خاتون کی دعوت قبول کی اور انکے گھر تشریف لے گئے، سو معلوم ہوا کہ صدقہ نفی کا کھانا مرحوم کے عیال ثواب کیلئے پکانا کھانے کیلئے باہر، وہاں پکانا کھانا کھانے کی دعوت قبول کرنا سب جائز ہے



(3) رسول اللہ ﷺ نے آپ لڑکا مل فرمایا۔ (جو ثبوت جواز کے لئے کافی ہے)



(4) صحابہ کرام و رسول اللہ علیہم اجمعین کا یہ کھانا کھالینا اور حضور پر نور ﷺ کا کھانا کھانا نہ کرنا ثبوت جواز کے لئے کافی ہے

(5) اس خاتون کا بیان کرنا کہ (یہ گوشت کسی طرح حاصل کیا گیا) بالکل صحیح حضور ﷺ نے صحابہ کو اہم کو شیع نہ فرمایا۔ یہ نہ فرمایا کہ گوشت یا اس کا کھانا حرام ہے (لہذا اسے صحابہ تم نے جتنا کھایا ہے اسے فقہ کرہ کہہ کر حرام فرمایا نہ صحابہ کرام کو کفر کرنے کا حکم فرمایا۔

اور رسول کریم ﷺ نے اس خاتون (صحابیہ) کو حکم فرمایا (اطعمیہ الاصلیہ۔ یہ کھانا قیدیوں و کھانا) یہ نہ فرمایا لا تطعمیہ احد الان حرام۔ کہ کسی کو نہ کھانا کیونکہ یہ حرام ہے، جب حرام نہ فرمایا بلکہ قیدیوں کو کھانا ثابت ہے) سو ثبوت ظاہر ہوا کہ صدقہ نفی کا پکا ہوا کھانا کھانا حلال ہے حرام نہیں۔

اسی حدیث سے ثابت ہوا کہ حضور پر نور ﷺ اور صحابہ کرام و رسول اللہ علیہم اجمعین

اور مسیحیوں میں تحریف لے جایا کرتے تھے اور ایسے لکھانے کی جانب ہاتھ مہیا کر دیتے تھے۔ تو ثابت ہوا کہ میت کے گھر میں رات بسر کرنے ایصالِ ثواب کھانا پکانا وغیرہ دوسرے ایام، عید، سوگمہا توں، جلیم، برس، و گیارویں، کا کھانا پکا کر کھانا جائز ہے۔

﴿دوبابہ کے اعتراضات اور انکار و مبلغ﴾

فائقہ۔ بعض وہابیہ نے کہا کہ وہ حدیث میں خاتون کے پاس دعوت کا تذکرہ ہے وہ مرحوم کی بیوی نہ تھی، کیونکہ ابوہریرہ کے دوسرے نسخہ میں لفظ (امراۃ) منکر بغیر اضافت کے آیا ہے لہذا اس نسخہ کی مہارت اس بات پر دلالت کرتی کہ یہ کھانا میت کے گھر نہ تھا بلکہ۔ میں کہتا ہوں، حضور پر نور ﷺ اور صحابہ کرام کا حریزہ توال ترک کرنا ملت کی وجہ سے ہوا نہ کہ حرمت کی وجہ سے، کیونکہ جب عارضِ لاحق ہوا تو احتیاطاً کھانا ترک کیا (احتیاط ہے نہ کہ حرمت، مگر حرمت کی وجہ ہوتی تو قید یوں کو کھلانے کا حکم کیوں فرماتے) قلنا ابو حوہ۔ ہم حریزہ کچی وجوہ سے اسکا جواب دیتے ہیں۔

(۱) پہلے تو یہ سولی لفظ ہے کیونکہ یہ مہارت (امراۃ غیر الميت) کسی کتاب میں ہے ہی نہیں (۲) دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ لفظ امراۃ منکر محکم متحمل ہے، دونوں احتمالوں (امراۃ الميت و امراۃ غیر الميت) کو شامل ہے، لہذا ایسی دلیل کی ضرورت پڑھی کہ وہابیہ کے احتمالِ باطل کا رد کیا جائے۔

ابوہریرہ ہے نسخہ اول میں اضافت، کیونکہ قاعدہ ہے کہ نصوص میں توفیق یا یہاں توفیق اس صورت میں ہے کہ یہ خاتون مرحوم ہی کی زوجہ ہو۔

(۳) تیسری وجہ یہ ہے کہ امراۃ ایسی جن کو یہ ہے یہ مضاف الیہ کے محض میں ہے۔ اصل مہارت میں ہے (امراۃ الميت) تو ظاہر ہوا کہ مرحوم کے گھر (مرحوم کے) ایصالِ ثواب کیلئے کھانا پکا کر فقیروں کو کھانا جائز ہے اور ان کے براہِ پروہوں کے لئے سوداچی ہیں۔

(۴) چوتھی وجہ یہ ہے کہ داخلی قاری رحمت اللہ علیہ نے مرقات میں صاحبِ طحاوی نے طحاوی المراتی صاحبِ النکیری نے شرح المصنف میں عبدالحق النابلسی نے ابن ماجہ

شرح میں اس سوز کی عبادت کا ذکر فرمایا ہے جس مہارت میں اضافت ہے۔ وہ اب ظاہر ہوا کہ جس نسخہ میں اضافت ہے وہی صحیح ہے اور وہ نسخہ جس میں اضافت نہیں ہے وہ اضافت والے نسخہ کی طرف راجع ہے۔

❦❦❦❦

(5) پانچویں وجہ یہ ہے کہ اشیاء اپنے فائز سے ثابت ہوا کرتی ہیں ان دونوں نسخوں کے اختلاف کی مثال (مقصود مذکور کے متعلق ہونے پر) یعنی وہ نسخہ جس میں اضافت ہے اور وہ نسخہ جس میں اضافت نہیں دونوں کا مقصد ایک ہے، مگر چونکہ الفاظ بظاہر مختلف نظر آتے ہیں ایسے کہ جیسے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا یہ قول: **لَمَّا بَعِدُوا عَنْ نَفْعِهِ**، تخریج کیا تھا اور دوسرے نسخہ میں (مِنْ بَعْدِهِ) اضافت کیساتھ دیکھا ایک نسخہ میں تخریج کیا تھا موجود، بلکہ دوسرے نسخہ میں یہی الفاظ اضافت کیساتھ موجود، بلکہ دونوں کا مقصد ایک ہے۔ مشکوٰۃ قبیل باب المناقب از راجح النبی ❦❦❦❦ (583)

❦❦❦❦ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا فرمان ❦❦❦❦

عن عائشة رضي الله تعالى عنها انها كانت اذا ماتت الميت من اهلها فاحتجعت لذلك النساء ثم تفرقن الا اهلها وحاصنها اموت بمرمة من قلبية الطليحت ثم صغت لربها فصغت القلبية عليها قالت فلي منها فاني سمعت رسول الله ﷺ يقول القلبية محبة لقوا ادم بعض القلوب المحزن. (رواه الطبراني معجم الاطعمة جلد 5 ص 515)

حضرت عمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: وہ سب سے خاندان میں سب کوئی وفات پاتا تو وہاں خواتین جمع ہو جاتیں (تقریب کے بعد) ہاتھیں چلیں جاتیں ہوائے ان خواتین کے جو رینگہ رہتیں یا خواص تو آپ ﷺ کا حکم فرماتیں سب ہانڈی (میں تلوید) چار ہو جاتا تو آپ (رضی اللہ عنہا) اس سے ٹریہ جاتیں اور اس پر تلوید ڈال دیتیں حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) ان خواتین سے فرماتی: اس سے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ تلوید چار کے دل کو سکون دہمیان بخش ہے، نہ کسی

میرا تاج ہائی میری والدہ کی جانب سے (یعنی والدہ کیلئے صدقہ ہے۔)



(3) (ا) اخرج احمد بن ابراہیم عن سعد بن عبادۃ قال قال رسول اللہ ﷺ ان امی ماتت فان صدقة الفحل قال نعم، فحضرہ ابوہ قال ہذا لام سعد، ابو داؤد (و کوفا) و شرح الصدور احمد بن اسحاق نے روایت کی ہے کہ حضرت سعد بن عبادۃ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میری والدہ وفات ہو گئیں (میں اپنی والدہ مرحومہ کے لئے صدقہ کرنا چاہتا ہوں) یا رسول اللہ ﷺ (کوئی صدقہ افضل ہے، حضور پر نور ﷺ نے فرمایا) "پانی" سو حضرت سعد بن عبادۃ نے کتوں کو دیا اور کہا یہ ام سعد کے (بہال ثواب) کیلئے ہے۔



(4) (ا) اخرج الطبرانی عن عقبہ بن عامر قال قال رسول اللہ ﷺ ان الصدقة لطیفی عن اہلها حو القصور، شرح الصدور (207) طبرانی نے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ہر شخص صدقہ اہل قبور سے قبر کی گہرائی (آگ) بھارتی ہے۔

(5) (ا) اخرج الطبرانی عن الاوسط بسند صحیح عن سعد بن عبادۃ قال قلت یا رسول اللہ ﷺ توبیت امی ولم توح ولم تصدق فہل یطعمہا ان تصدقت علیہا قال نعم ولو بکراخ من شاة محرقی شرح الصدور (208) طبرانی نے حج سید کیا کہ حضرت سعد بن عبادۃ سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میری والدہ وصیت کر صدقہ کے بغیر وفات ہو گئیں (یا رسول اللہ ﷺ) میرا صدقہ کرنا انگوٹھی ہوگا (یا) حضور پر نور ﷺ نے فرمایا ہاں (نہیں فائدہ ملے گا) اگرچہ بکری کے جلے ہوئے کھری کیوں نہ ہوں۔



(6) (ا) اخرج الطبرانی فی الاوسط عن انس سمعت رسول اللہ ﷺ یقول من اهل بیت یصدقون عنہ بعد موامہ الاعداء جبر اہل علی علی بن نور ثم یفعل علی شعیب القر فیقول یا صاحب القر العقیل ہذا ہدیۃ اعداء الیک اھلک فاقبلہا فصدق علیہ فیخرج بها ویستشیر ویحزن حیرانہ الدین لا یتدی الیہ شی اہل العلوم، و شرح الصدور (208)



جبرائی نے دوسرا میں حضرت انس سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے حضور پر نور ﷺ نے فرمایا کہ جب بھی کوئی وفات پاتا ہے تو اس کے اہل خانہ اس کے (ایصال ثواب کیلئے) صدقہ کریں تو جبریل (امین علیہ السلام) اس (صدقہ کو) اورانی طبق (خصوصیت طشت میں رکھ کر مرحوم کی) قبر کے کنارے کھڑے ہو جاتے ہیں اور صاحب قبر کو (ہیں) غائب کرتے ہیں (یہ صاحب القبر المعینی) اس گہری قبر والے، تیرے گھر والوں نے تیرے لئے یہ نقد بھیجا ہے (لو اسے قبول کر لو مرحوم بہت) خوش ہوتا ہے اور دوسروں کے سامنے خوشی کا اظہار کرتا ہے (اس کے) حقے حوائف دیکھ کر اور اپنے آپ کو محروم پا کر اس کے پڑوسی قسطنین ہو جاتے ہیں۔

(7) ابن عباس بن رجاء قال لرسول الله ﷺ ان الله تولى بيتي ان تصدقت عليا .
قال نعم . رواه البخاري ومسلم

عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میری والدہ وفات ہو گئیں اگر میں اپنی مرحومہ والدہ کے (ایصال ثواب کیلئے) صدقہ کروں تو کیا نہیں قطع ہوگا تو حضور پر نور ﷺ نے فرمایا "ہاں"

(8) قال ابن عباس كان رسول الله ﷺ يحث على المداة والصدقة والقرب المهداة للاموات من اهل بيته واهل بيته يقول ان ذلك كله ينفعهم .
كشف الغم للعلامة الشافعية جلد 1 (174)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور پر نور ﷺ (سمجھ کر ام) کو دعا اور صدقہ کرنے (خصوصاً) مرحومین کیلئے اس کے بھائیوں اور عزیز و اقارب کی جانب سے حوائف بھیجنے کا طریقہ دلاتے تھے نیز فرماتے تھے کہ یہ تمام اشیاء مرحومین کو قطع پہنچاتی ہیں (القرب المهداة) وہ عبادت جو کئی ہو چاہے روزے ہیں یا نفل نمازیں یا قرآن کریم کی تلاوت، طواف بیت اللہ شریف، حج، عمرہ، دعا یعنی ہر وہ نیک عمل جو قرب الہی کا ذریعہ بنے۔ ادا ثواب مرحومین کو بخشو کہ یہ مرحومین کیلئے نافع ہیں۔ تعلیق: مترجم)

(9) عن ابن عباس قال قال رسول الله ﷺ ان الله تصدق عن مو لاوا و نصح عنهم و يدعو اليهم

ابھصل الھم لیل نعم اللہ یصل الھم واتھم بھر حوں بہ کما بھرح احمد کم بالعلیل
 اعلیٰ الھم کشف السحاب والبرودہ العیکوی تم انوار اللھاب صدقۃ اللہ بوسیدہ
 حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ نے حضور پر نور ﷺ سے عرض کی یا رسول
 اللہ ﷺ! ہم اپنے مرحومین کیلئے صدقہ مانج اور دیا کرتے ہیں کیا اس کا ثواب مرحومین
 کو پہنچتا ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہاں صدقہ کا ثواب انہیں پہنچتا ہے اور وہ اس سے خوش ہوتے
 ہیں جس طرح تم میں سے (جب کسی کے پاس) کوئی عشت ہدیہ میں بھیجی جائے (اور وہ
 اس ہدیہ نقد سے خوش ہوتا ہے اسی طرح جب تم مرحومین کے اچھے ثواب کیلئے صدقہ کرتے
 ہو تو وہ انہیں پیش کیا جاتا ہے اور وہ بھی زندوں کی طرح اس ہدیہ سے خوش ہوتے ہیں)۔
 10) عن انس بن عمر و لیل قال رسول اللہ ﷺ اذا تصدق احدکم صدقة نظر عا لہا
 من ابویہ فیکون لہما اجرہ ولا یصلح من اخرہ شیء رواہ الطرمذی توسط ابوہریرہ (ص 208 و 209)۔
 طبرانی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے جب تم میں کوئی نھی صدقہ کرے تو وہ
 کرے اپنے والدین کیلئے (یعنی اس کا ثواب اپنے والدین کو پہنچے) سوائے ابراہیمؑ کے لئے ہوگا
 (والدین کے ابراہیم کو اس صدقہ کا ثواب پہنچے گا) پہنچنے والے کے ثواب میں کوئی کمی
 واقع نہ ہوگی۔

(11) عن أبي إسحاق قال قال رسول الله ﷺ الصدقة تطهر القلب كغسل العين بالماء .

رواه أحمد بن حنبل والترمذي وشرح الفصاوي (313) وشرح الغلابي (123).

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: صدق اللہ تعالیٰ کے غضب کو کھنڈا کرتا ہے۔

12. هي امس قال قال رسول الله ﷺ الصدقة نقي الحظيرة كما تنقي الماء النار

2002

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا صدق گناہوں کو اس طرح مٹا دیتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھا دیتی ہے۔

(اللہ کیا جہنم اب بھی نہ سرد ہوگا۔۔۔ روبرو کے مصطفیٰ نے دریا بہا دئے ہیں)

(سیدی الشہداء امام احمد رضا خانؒ الفاضل ثم العالی تعلیق و ترجمہ)



اللهم احفظنا من عذاب القبر، آمين يا رب العالمين، بحمدك ورحمة للعالمين، صلى الله عليه وسلم، على من جاء

میت کے گھر میں تین دن تک ضیافت ممنوع ہے ﴿

دار قبل بعض لوگ کہتے ہیں کہ میت کے گھر میں تین دن تک کھانا پکانا مکروہ ہے
لہذا موصوفہ میں (مفتی ثنائت کل) کئی وجوہ سے اسکا جواب دیا ہوا ہے۔

(1) لا یباح اتخاذ الضیافة عند ثلاثة ایام .

(اگر کوئی وفات ہو جائے تو مرحوم کے گھر میں تین دن تک ضیافت (مہمان نوازی کرنا) مہمان نہیں

صحیح الفقہاء جلد ۲ کراچی (538) کذا فی البدایہ جاریہ، راجع الیہ جلد ۱ حاشیہ (235)

(2) وبکروہ اتخاذ الضیافة من الطعام من اهل الميت

مرحوم کے گھر (مہمان نوازی) ضیافت طلب کرنا مکروہ ہے

صحیح الفقہاء جلد ۱ حاشیہ (302) بوکسری حاشیہ (557) وخطوط فی المعرفی حاشیہ (474) بوکسری
حاشیہ جلد ۱ (603)

(3) یوعظونہ بانہ شرع فی السرور لافلی الحزن وقلو لہی بدعة مستطحة

صحیح الفقہاء جلد ۱ حاشیہ (302) بوکسری حاشیہ (557) بوکسری حاشیہ جلد ۱ (603)

(ظاہر کرام نے مہمان نوازی کے مراسم کی طبعاً یہ جان کی ہے کہ چونکہ مہمان نوازی
خوشیوں کے مواقع پر ہوا کرتی ہے نہ کہ مواقع غم میں، اس لئے فقہاء نے ضیافت کو منع
نکھایا ہے)

فیظہاء نے کہا ہے کہ (مرحوم کے گھر میں تین دن تک مہمان نوازی) بدعت قبیحہ ہے۔ (نہ
انکے لئے خیرات و صدقات منع ہیں، بخود پانچ)

دار قبل کہ لوگ میت کے گھر میں تین دن تک کھانا پکانے کو مطلقاً ممنوع قرار دیتے ہیں
اور اس پر حضرت جبریل بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث نقل کرتے ہیں۔

عن حماد بن عبد اللہ ورضی اللہ تعالیٰ عنہ قال کنا عند (وفی رواية ثری) الاجتماع
الی اهل الميت وصحبهم الطعام من النباحة

رواہ الامام احمد ورضی اللہ عنہ (557)

اور ابن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم میت کے گھر اجتماع اور مرحوم

کے اہل خانہ کی جانب سے کھانا پکانے کو نود شمار کرتے ہیں۔
 لفظاً و حوالہ اس اعتراض کا ہم کوئی جواب دیتے ہیں۔

﴿وجہ اول یہ ہے﴾

(فقہاء اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ سیدنا ابراہیم کی حدیث کا مطلب یہ ہے کہ مروجہ کے گھروالوں سے نیابت طلب کرنا منع اور بدعت قبیحہ ہے نہ ہم مردے فقہاء اسکے قائل ہیں کہ مروجہ کے گھروالوں سے نیابت طلب کرنا منع اور بدعت قبیحہ ہے، صدقہ و خیرات منع نہیں، تحقیق محترم! وضاحت ملاحظہ فرمائیگی

(ابو یوسف رحمہ اللہ) اتحاد الطہارۃ من اہل البیت لانہ شروع فی السرور لافلی الحزن لافلواہی بدعة مستطحة لما روی الامام احمد وابن ماجہ باسناد صحیح عن جریر بن عبد اللہ قال کان عند الاجتماع الی اہل البیت وصحبہم الطعام من النیاحۃ ...

مسند احمد (57) بیہق القدر جلد 1 (302) حاکم و طحاوی الترمذی (374) ابوالشامی جلد 1 حاکم (603)

بیت کے گھروالوں سے مہمان نوازی طلب کرنا مکروہ ہے کیونکہ مہمان نوازی غوثیوں کے مواقع پر ہوا کرتی ہے نہ کہ مواقع غم میں نیز علماء نے کہا ہے کہ مروجہ کے گھر جی دن تک مہمان نوازی اور بدعت قبیحہ ہے، کیونکہ امام احمد اور ابن ماجہ نے سندیک کے ساتھ حضرت جریر بن عبد اللہ سے روایت کیا ہے حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم بیت کے گھر اجتماع اور وہاں (اہل نیابت کو) نود شمار کرتے ہیں۔

﴿دوسری وجہ یہ ہے﴾

دوسری وجہ یہ ہے کہ فقہاء کرام نے تصریح فرمائی ہے کہ حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث صرف اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ مرنے والے کے گھر نیابت کی کراہت عند الموت ہے (اس وقت مکروہ ہے جب موت طاری ہو کسی عند مخرج الروح فقط یعنی جب نزع کا عالم ہو۔

(2) بطول السیر فی مسکوۃ اتحاد الطہارۃ (الی قولہ) لا یصلوا عن نظر لانہ لا دلیل علی

الحمد لله الاحمدیت حریر بن عبد اللہ السیّد و امّا بدل علی التکرار ذلک حد

الموت فقط کبری حصار (678) و طحطاوی التمرانی حصار (374)

خامد : دلی دعوہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مرحوم (کے گھروالوں) سے نیابت طلب نہ
کر وہ ہے جزائی کا قول بھی ٹھہرے خالی نہیں کیونکہ انہوں نے بھی کراہت پر کوئی دلیل
قائل نہ کی۔ با حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سہل سے مراد نیابت عند
الموت ہے اور وہ مکروہ ہے۔

ان وقت مکروہ ہے جب موت جاری ہو یا ہی عند شروع خروج فقط یعنی جب نزع کا عالم ہو۔

﴿تیسری وجہ یہ ہے﴾

مرحوم کے اہل خانہ کی جانب سے مرحوم کے ایصال ثواب کے لئے وفات کے بعد
تین دن تک صدقہ و خیرات کرنے کے جو ارشاد میں نے کچھ فقہانی چودہ اہادیث صحیحہ
مکاتیب سے و از کتب امام مالک و طبرانی ماہیاء الطویم کشف اللہ ماہام احمد شرح و مصدر
شرح العقائد الفسطی سے قائل ہیں۔

غابر ہوا کہ حضرت مہد اللہ بن جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے مراد نیابت عند الموت
ی ہے اور وہ اہادیث جو (برائے ایصال ثواب برائے مرحوم) پر صریح ہیں ان دنوں میں
توفیق و تحقیق اسی طرح ہوگی کہ مہد اللہ بن جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے مراد
نیابت عند الموت لیا جائے، کیونکہ لغویں میں اصل توفیق ہے۔ اور یہاں توفیق کی ایک ہی
صورت ہے جو اور پر بیان ہوئی۔

﴿چوتھی وجہ چہارم یہ ہے﴾

احمد چہارم یہ ہے کہ جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث غیر مقبول ہے
جیسے کہ فقہاء امام نے تصریح کی ہے۔

(۱) علی و علاؤہ (۲) اللہ قد علّٰی حد ما رواہ الامام احمد و مسند صحیح و ابو داؤد عن عامر
بن کلیب عن امیہ عن رحلی عن الانصاری عن آخرہ و مرتبہ (۳) فی قول الحلی مہد بدل
علی ما حدّث صحیح اہل المصنوع و المدعوۃ کبری حصار (678) و طحطاوی التمرانی حصار (374)

جبریل رضی اللہ عنہ کی حدیث اس حدیث سے سواض ہے جو حضرت امام احمد نے سند کی
 کیا تھ اور ابو داؤد نے عاصم بن کعب سے اور انہوں نے اپنے والد کعب سے اور انہوں
 نے انصاری سے روایت کی ہے، موصوف ہوا کہ یہ حدیث بھی روایت کرتی ہے کہ مرحوم
 کے گھر (مرحوم کے ایصال ثواب کیلئے) کھانا تیار کرنا اور (کھانے کیلئے فقراء کو) بلانا جائز ہے

﴿پانچویں وجہ یہ ہے﴾

کہ جبریل بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث غیر مقبول ہے، کیونکہ میت کے دفن کے
 بعد مرحوم کے ایصال ثواب کیلئے

(1) پہلی رات صدقہ و خیرات کرنا آٹھ کتابوں سے ثابت ہوا کہ سنت ہے۔
 (کھلمر مفصل) جیسے کہ ابھی تفصیلاً گذرا۔

(2) پہلی رات ساتویں شب مرحوم کے ایصال ثواب کیلئے صدقہ کرنا چند کتابوں سے
 ثابت ہے کہ یہ مستحب ہے، جسکی بحث تفصیلاً گذر چکی۔

(3) کتب فقہ و فطری، علم الفقہ کا تقریباً اٹھارہ کتابوں سے ثابت ہوا کہ صدقہ و خیرات
 کرنے سے مرحوم کو بخش (فاکد) پہنچتا ہے، انکار کرنے والا محذور ہے۔

شرح فقہ عالمگیری، دھان الہدیٰ بنواں، تہذیب الفقہ اسلامی، کھلمر ہذا، جسکی بحث تفصیلاً گذر چکی۔

میں نے دین اسلام کی کتابیں ٹھنڈے سے ثابت کیا کہ اہل سنت والجماعت کے نزدیک
 مرحوم کے ایصال ثواب کیلئے صدقہ و خیرات کرنا (مرحوم کے گھر میں سب استطاعت کھا
 پا کر فقیراں کو کھانا) بعد از دفن تا سوئم جائز ہے۔

حضرت جبریل بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی حدیث اگر اس دھوت ضیافت کے بارے میں حلیم
 کیا جانے تب تو صحیح ہے جسے ہم ابھی حلیم کرتے ہیں کہ دھوت ضیافت کرنا منع ہے۔

اور اس حدیث سے مراد یہ ہوا کہ مرحوم کے ایصال ثواب کے لئے کچھ پکا کر فقیراں
 کو کھانا منع ہے تو یہ یہ حدیث اہل سنت والجماعت کے نزدیک غیر مقبول ہے۔

۞ دعا بعد نماز جنازہ ۞

مصنف

مفتی شائستہ گل قادری

پیشانی: صاحبزادہ شہناز قادری، صاحبزادہ شہناز بیگم

محمد عبدالعلیم قادری

ترجمہ

دارالعلوم قادریہ سبحانیہ

ناظم اعلیٰ

ہاشم مفتی اعظم برصغیر اکیڈمی العالمی، شاہ فیصل کالونی 5 کراچی 25 پاکستان

فون! 03332108534

پیشانی



نماز جنازہ کے بعد دعا مانگنے کا ثبوت ہے

کہا کرتے ہیں طاء دین و تہن دریں مسئلہ کہ نماز جنازہ کے بعد دعا مانگنا واجب ہے
یا نہ حیوانوں و حروا المصنوعی بادشاہ گل صاحب کیسپردہ خصوصاً بدلا لائی صاحب نے لکھا ہے۔

جواب نماز جنازہ کے بعد دعا مانگ کر انگریزی پڑھنا ہے یہ نبی کریم ﷺ کا سر بھی ہے اور فعل بھی
نیز یہ صحابہ کرام و صحابہ اللہ علیہم اجمعین اور امت مرحومہ کا فعل بھی ہے۔

(۱) ابن امی عروہ قال قال رسول اللہ ﷺ اذا صلیم علی الميت فاحصلوا له الدعاء
سرمد جلد ۲ صفحہ ۴۵۵) ابن ماجہ جلد ۱ صفحہ ۲۵۹ باب مشکوۃ صلوۃ الجنائز فصل ۲ (۱۳۸)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب تم میت
پر نماز پڑھو تو غلوں سے اس کے لئے دعا کرو اس حدیث سے نماز جنازہ کے بعد دعا مانگنا ثابت
ہوا جو لوگ اس دعا سے وہ دعا مراد لیتے ہیں جو نماز جنازہ کے اندر پڑھی جاتی ہے ان کو اس
حدیث کے اس جملہ (فاحصلوا له الدعاء) میں خود کرنا چاہئے۔

کیونکہ وہ دعا جو نماز جنازہ کے اندر پڑھی جاتی ہے وہ خالصتاً میت کے لئے کہی جاتی
ہے وہ تو تمام زندوں و مردوں، غائب، حاضر، مردوں، عورتوں، سب کے لئے ہوتی ہے۔ جبکہ
حدیث کے الفاظ ہیں کہ جب تم نماز جنازہ پڑھو تو مرعوم کیلئے غلوں سے دعا مانگو وہ معلوم
ہوا کہ اس دعا سے مراد جنازہ پڑھنے کے بعد کی دعا ہے (کہ جب تم نماز جنازہ پڑھو پھر
تو غلوں سے دعا مانگو میت کے لئے دعا مانگو)

(۲) نیز (اذا صلیم علی الميت) شرط ہے اور (فاحصلوا له الدعاء) انکی جزا ہے۔ شرط
اور جزا میں تقاضا ہوتا ہے۔

(۳) حدیث مبارک میں (صلیم) ماضی کا صیغہ ہے اور (فاحصلوا) امر کا صیغہ ہے اور
یہاں (فلا) برائے تعظیم مع التوسل ہے۔ ثابت ہوا کہ نماز جنازہ پڑھ لینے کے بعد خود دعا
مانگنے کا حکم ہے۔

(۲) عن ابن عمر قال ان سقمونی بالصلوة فلا تسلمونی بالدعاء له

مسودۃ سرمد جلد ۲ باب فصل الميت (۵۷)

(ایک مرتبہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما ایک جنازہ میں شرکت کیلئے اس وقت پہنچے جب کہ نماز جنازہ چڑھا چکا تھا) فرمایا کہ تم نے نماز جنازہ پڑھنے میں سہت کی تو (سہت کے لئے دیا کرتے ہیں) سہت نہ کرو (بلکہ آہستہ دیا کریں)۔

نماز جنازہ کے بعد دعا مانگنا صحابہ کرام و رسول اللہ علیہم اجمعین سے توڑا وغلاً ثابت ہوا نیز (فلاسفوی) مجھ سے آئے نہ بڑھویہ جملہ اس بات کا ثبوت ہے کہ نماز جنازہ کے بعد دعا مانگنا صحابہ کرام و رسول اللہ علیہم اجمعین کا عمل رہا، پھر (فلاسفوی) میں بھی (ف) میرے تھقیب مع الوصل ہے جو بتا رہا ہے کہ دعا بعد نماز جنازہ عمل صحابہ ہے۔

Figure 1

(3) بعد از سلام بخواند اللهم لاتحرمنا اجره ولا تقصنا بعده ولا تنقصنا لادله

البحر القلبي والبحر الدجاني ثم واد الأحرار : رواه أبو داود، وأحمد، والترمذي، وابن ماجه، لم يشكوه (138).

(میتھ) پر چپ تھانہ جتناہ چنہ لے سلام پھیر لے تو اس کے بعد کہے (یا اللہ ہمیں اس کے اجر سے محروم نہ کر۔ اور اس کے بعد ہمیں حقے میں نہ ڈال۔ ہمیں اور مرحوم کو بخش دے۔

000000

(بعض عبدالله بن أبي الولى وكان من اصحاب الشجرة فمات ميتة (الى ان قال) ثم كبر عليها الزعماء قام بعد ذلك اربعة قروا من التكويرين يدعوا ثم قال كان رسول الله

ملحق يصحح في الحاشية هيكلة، ورواق المجلد 42، ويوضح الرقابة 126، ويذكر بعض النماذج.

● ● ● ● ● ● ●

عبداللہ بن ابی لوطی رضی اللہ عنہ ہوائی صحابہ میں سے ہیں جنہوں نے درخت کے نیچے حضور پروردگار ﷺ کی رحمت کی قسم (اے نبی! ہم رضی اللہ عنہ وغیرہ کی روایت سے کہ جب) انکی صاحبزادی دعوت ہوئی تو آپ نے ان پر ہانڈیگریں کیں مگر چار ٹھیکروں کے بعد جتنی دھواں ٹھیکروں میں حاصل ہوتا ہے کے مقدار کھڑے ہو کر دعا کی (بیٹہ کرنے کا نام حق تعالیٰ پر) حضرت عبداللہ بن ابی لوطی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو پیش اس طرح دعا کرتے دیکھا ہے۔

اس حدیث میں (مصحح) مفسران کا سیل ہے جو امام راہِ حق پر دلالت کرتا ہے (دیکھئے)
 طحاوی ج ۱ ص ۲۸۱ (۲۸۱) علامہ البانی (۱۸۱)

گاہے ہوا کہ حضور پر نور ﷺ نے شمار 360 کے بعد بیسویں دعا فرمائی ہے۔ توحید اللہ۔ نامت
جلد (343) دایہ نامت (67) چوٹی نامت جلد (271-282) نے تصریح فرمائی ہے۔

(5) عن سليمان الفارسي قال قال رسول الله ﷺ لا يبر القصاص إلا الدين،
وإن القوم على حجة 2 أبواب الفقه (261).

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قضاء (خیر میرم) کو دعا کے سوا اور (کوئی چیز) نہیں مال نکلتی۔

اس حدیث میں لفظ (دعا) ظنی ہے مطلق اپنے اطلاق پر جاری ہوتا ہے (المطلق بحری علیہ اطلاعہ) سو اس حدیث میں لفظ دعا اُس دعا کو بھی شامل ہوا جو دعا جواز کے بعد مانگی جاتی ہے۔

6) أم سلمة قالت قال رسول الله ﷺ: إذا حضرتم العريض فلو لم تأكلوا فقلوا حبرا
 فإن الملائكة يؤمنون على ما تقولون. (رواه الترمذي جلد 1، حاشي 124) مسلم جلد 1، حاشي

مومنوں میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم کسی مرد یا عورت کی عیادت کیسے کرتے ہو؟ (ابو داؤد) ان کے پاس چلا تو وہاں (مگر خیر کہ) (مریض کو تسلی اور مرحوم کیلئے دعا مغفرت کہ) کیونکہ فرشتے تمہارے ان کلمات پر آمین کہتے ہیں۔

میت کے پاس دعا اور اس پر فرشتوں کا آمین کہنا یہ بھی مطلق ہے اس میں نہ زمان کی قید نہ مکان کی قید لہذا یہ دعا جب بھی میت کے لئے مانگی جائے جائز ہے تو پھر یہ مطلق نماز جنازہ کے بعد دعا مانگنے کو بھی شامل ہوا (اور یہ دعا ہم جنازہ سے فراغت کے بعد منہ کرمانگتے ہیں اسے بھی شامل ہوا)۔

(7) وترفع الأيدي في دعاء الاستسقاء وسجود لرفع اليدين الدعاء سنة وكذا لك
عبد الله عليه بعد طرائقه من التسبيح والتهليل والتكبير وعقيب الصلوات كما عليه المسلمون
في سائر البلدان من الأندلس إلى الهند والهند إلى الصين (170)،

دعا، استعفاء میں اور اس کے مثل (مجھے نماز بنانا کے بعد کی دعا) میں ہاتھ اٹھائے جائیں گے۔ کیونکہ دعاؤں میں ہاتھ کا بلند رہنا سنت ہے۔ اسی طرح جب تسبیح و تحفیل اور تکبیر سے فارغ ہوں اور نمازوں سے فراغت کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا میں مانگنا سنت ہے۔ تمام مسلمانوں کا تمام شہروں میں یہی معمول ہے۔

فك الله رهاك كما فك رهاك من ميت يموت وعليه دين
الا وهو من رهاك من فك رهاك ميت فك الله رهاك يوم القيامة فقال بعض
القوم يا رسول الله ﷺ هذا علي خاصة ام للمسلمين عامة قال للمسلمين عامة
فتح الباري شرح صحيح البخاري جلد ۲ (۱۹۲۲) ۱۰ كشاف الغيبة من صحيح الامام جلد ۲ ۲۲۲ مطبوعه جامع
●●●●●●●●●●

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور پر نور ﷺ ایک جنازہ میں تشریف لائے
جب تکبیر کہنے کیلئے کھڑے ہوئے (اس سے قبل کہ تکبیر کہتے) صحابہ کرام سے ہا چھا یا
تہارے اس ساتھی پر کسی کا قرض تو نہیں؟

تو صحابہ کرام نے عرض کی جی ہاں (یا رسول اللہ ﷺ) مرحوم پر دو روپیہ قرض ہے تو حضور پر
نور ﷺ (جہاں کھڑے تھے) وہاں سے ہٹ گئے اور فرمایا تم اپنے ساتھی پر جنازہ چھو لو
(مرکاروہ علیہما السلام کا یہ) فرمایا تھا کہ (حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) آگے بڑھے اور عرض
کی یا رسول اللہ ﷺ (اگے دو درہم کا میں ضامن ہوں یہ ان دو درہم سے بڑی اللہ
ہیں) آپ تشریف لائیں جنازہ پر حاضرین (حضور نبی کریم ﷺ) اپنی جگہ تشریف لائے
اور جنازہ پر حاضر باہر علی سے فرمایا علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) جس طرح تو نے اپنے بھائی کی
گردن آزاد کر دی اللہ تعالیٰ میری گردن بھی اسی طرح آزاد کر دے۔

(اے صحابہ) جب کوئی شخص مفروض وفات ہوتا ہے تو اس کی گردن اس قرض میں گروی
رہتی ہے (یعنی جب کوئی شخص اس حال میں اس دنیا سے رحلت کرتا ہے کہ اس پر کسی کا
قرض ہو تو وہ اس قرض میں گروی رہتا ہے) (لہذا) جس نے مرحوم کی گردن آزادی اللہ
تعالیٰ کل قیامت سے ان انکی گردن کو آزاد فرمائے گا۔ صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول
اللہ ﷺ کیا یہ (فضیلت) صرف علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے ہے یا تمام مسلمانوں کے
لئے؟ حضور پر نور ﷺ نے فرمایا یہ (فضیلت) تمام مسلمانوں کیلئے ہے۔

مذاہب میں کہتا ہوں کہ حدیث مذکورہ بالا سے دعا بعد جنازہ اور دعا وصیعت کرنا ثابت ہو گیا۔
(۱۲) بروی عن عاصم بن عمر بن قتادہ وعن عبد اللہ بن ابی بکرۃ استشهد رید بن
حارثۃ و جعفر بن ابی طالب فجلسا علیہما علی حدة علی حدة یو دھا لہما وقال

یام بن عمرؓ اور عبداللہ بن ابی کرمؓ سے روایت ہے کہ جب لایہ بن حارث اور جعفر بن ابی طالبؓ قزو موت میں شہید ہوئے تو حضورؐ نور علیہ السلام نے ان پر آگ آگ نماز جنازہ پڑھی اور دونوں کیلئے دعا کی (بمگر) حضورؐ پر نور علیہ السلام نے فرمایا (اے صحابہ کرام) میں نے لئے استغفار کرو (دعا مغفرت کرو)

ہاں قبل ۱۰ اگر معترض اعتراض کرے کہ یہ دعا حج نماز کے تھی، نہ کہ نماز جنازہ کے بعد؟
 قلنا ہم جواب دیتے ہیں کہ جناب تمہارا یہ اعتراض لغو ہے، لہذا آپ نے حدیث مبارک کی عبارت پر غور نہیں کیا کیونکہ حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں (فصلی علیہما ودعا لہما حضورؐ نے ان پر نماز جنازہ پڑھی اور ان کے لئے دعا کی) اس عبارت میں فصلی علیہما اور دعا لہما کے درمیان (و) حرف عطف ہے، فصلی علیہما معطوف علیہ ہے اور دعا لہما معطوف ہے، قاعدہ یہ ہے کہ معطوف علیہ اور معطوف میں مخالفت ہو کر تھی ہے (یعنی معطوف اور ہوتا ہے اور معطوف اور دونوں ایک چیز نہیں ہوتی بلکہ دونوں میں فرق ہوتا ہے) انکی مثال یوں بھی لیتے جہاں نبی زید و عمرو، آیا میرے پاس زید اور عمرو نہ تھے، زید اور عمرو دونوں کے آنے کی بات کی گئی مگر زید اور ہے اور عمرو ہے، معلوم ہوا کہ معطوف علیہ اور معطوف میں مخالفت ہو کر تھی ہے، نتیجہ یہ نکلا کہ حضورؐ پر نور علیہ السلام نے جب نماز جنازہ پڑھی تو ان کے بعد دعا کی، یہ اما نماز جنازہ کے بعد ہے۔

(اَمْ مِّنْ مَّسْلَمَانَةٍ دُعَاوُكُمْ مِّنْ دُجَنَّا زَمِيْ

قُوَابِ دُعِيْ سَادَہَا زَمِيْ دُعِيْ بَيَّانَہُ زَمِيْ

ترجمہ: محمد عبدالعظیم القادری (کائنات اللہ)



﴿ سنتوں کے بعد اجتماعی دعا کا ثبوت ﴾

امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے مذہب کے مطابق اجتماعی دعائیں سنتوں کے بعد ہے۔

(۱) وعند الحنفیۃ بکفرہ المکت فاعدا یشتغل بالدعاء والصلوة علیہ السلام قبل ان یصلی السنۃ لیسئل باب یسئل الامام الناس الاسلام جلد ۴ (۲۵۵) بسلام فتح الباری
احناف کے نزدیک فرض کے بعد سنت پڑھنے سے پہلے دعا مانگنے اور درود و سلام پڑھنے کیلئے کچھ دیر مختار کر دیا ہے۔

(۲) والمحصار عند الحنفیۃ ان یشتغل بعد اداء المکتوبۃ بالسنۃ وبکفرہ ان یشتغل بالدعاء والتسبیح قبل اداء السنۃ . کذا فی الباری والقسطلانی . عقائد السنیۃ (۳۷)
احناف کے نزدیک مختار (قول کیا) ہے، کہ فرض پڑھنے کے بعد سنت پڑھا کرے، سنت ادا کرنے سے پہلے دعا اور تسبیحات پڑھنے میں مشغول ہونا مکروہ ہے۔

(۳) عندنا السنۃ مقدمۃ علی الدعاء الذی هو عقب الفرائض بحررانی مع الصلوۃ جلد ۱ ص ۱۳۷
ہم احتلاف کے نزدیک سنت مقدم ہیں اس دعا پر جو سنتوں کے بعد (اللہ جل جلالہ سے) مانگی جاتی ہے۔

(۴) باذانہ الامام ان یشتغل فی المحراب ویقبل علی الناس للدعاء والذکر والدعاء حازلہ ان یسئل کیف شاء والافضل ان یجعل یمینہ الیہم ویسارہ الی المحراب وعکسہ وہ لال ابو حنیفۃ ومن لواذہ الحدیث مکت الامام فی موضعہ ومکت القوم فی اماکتھم . عیسیٰ البحاری باب التسلیم جلد ۳ (۱۸۹)

امام (جب فرض پڑھنے سے فارغ) ہو اور محراب میں ہی سنت پڑھنے میں جہاں چاہے نیزہ ارادہ ہو کہ نفل پڑھ کر میں قوم کی طرف دعا مانگ کر کیلئے رخ کروں گا تو اسکے لئے جائز ہے کہ محراب میں جہاں چاہے کھڑا ہو (جب سنت پڑھنے سے فارغ ہو تو) افضل یہ ہے کہ قوم کی طرف دایاں پہلو اور محراب کی طرف پایاں پہلو ہو۔ کانگس (یعنی قوم کی طرف پایاں پہلو اور محراب کی طرف دایاں پہلو) کرے تب امام (جب فرض پڑھنے سے فارغ) ہو اور محراب میں ہی سنت پڑھنے میں جہاں چاہے نیزہ ارادہ ہو کہ نفل پڑھ کر میں قوم کی طرف دعا مانگ کر کیلئے رخ کروں گا تو اسکے لئے جائز ہے کہ محراب میں جہاں چاہے کھڑا ہو۔

پھر خطابِ الہی سے ہوا معلوم ہوا کہ اولادِ باغ ہے اماں و اجدادِ اصل ہیں تو جو حکمِ اصل کا وہی حکمِ فرع کا۔

حکایت ہو اگر فرض اصل ہیں بعد سنت اہل فرج ہو جو حکم اصل کا وہی حکم فرج کا تھا عباد
ماننے پڑے گا کہ یہ اور دو مخالف سنتوں کے بعد ہیں کہ فوراً فرطوں سے بعد۔
فقہاء کرام کے اقوال کو ملاحظہ فرما میں۔ فقہاء فرماتے ہیں۔

(8) بقول الفقهاء: التبع كالعبء والجدي وامراة او افاها مهرها والتعليم والمكثري
يحشر بية الاقاماتو السفر من متبوعهم لا بهم فيصبرون من متابعين ومسافرين بية
متبوعهم. تصح التدبير. مسافر جلد 1 (557)، والحلاصة مسافر جلد 1 (163)
~~~~~

ان احکام شریعہ عام ہیں (احکام شریعہ میں عموم ہے) احکام شریعہ حضور نبی کریم ﷺ اور  
جمع امت کو شامل ہیں۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا امر ہے۔

فَلْيَأْخُذْ بِرَبِّ النَّاسِ

اس امر میں حضور نبی کریم ﷺ اور جمع امت شامل۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا یہ امر۔

فَأَذْهَبَ فَمَنْصُوبٌ

اس امر میں حضور نبی کریم ﷺ اور جمع امت شامل۔

سوائے ان احکام کے جن میں نص صریح سے حضور پر نور ﷺ کی تخصیص کی گئی ہو۔

(اس میں حضور پر نور ﷺ اور امت شریک نہیں جیسے رات کو تہجد حضور ﷺ پر فرض است

کیلئے نفل۔ وغیرہ ذلک۔ مترجم)

اس قاعدہ پر دلیل ملاحظہ ہو

علامہ صاوی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں

(1) بقولہ تعالیٰ (فَلْيَأْخُذْ) اِیْ التَّحِذَ لِاَمْرِ لِّلنَّاسِ ﷺ وَيَسْأَلُ خَيْرَهُ مِنْ اَمْرِ لِّاَنْ

لِاَمْرِ الْقُرْآنِ وَمِوَاقِعِهِ لِاتَّخِذْ لِقَوْلِهِ صَوْبًا مِنْ اَمْرِ لِّلنَّاسِ ﷺ وَفِي سُوْرَةِ النَّاسِ (258)

\*\*\*\*\*

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان (فَلْيَأْخُذْ) میں پناہ مانگنا ہوں لوگوں کے رہ کر یا نہ (یہ امر تو رسول اللہ

ﷺ سے ہے مگر جمع امت اس امر میں شامل، کیونکہ قرآن کریم کے احکام تو اسی کسی

پر احکام کیلئے نہیں۔ (چونکہ یہ حکم عام ہے خاص نہیں تو نبی کریم ﷺ و جمع امت شامل)

قاعدہ مذکورہ پر دوسری دلیل

(2) بقولہ تعالیٰ فَلَمَّا قَضَىٰ رَوْحُهَا الْكُفْلَ يَكُونُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ

صَوْرَ فِیْ اَزْوَاجٍ اَوْحِيَ لَهُمْ (الحج)

لِیَدْ حَوِیَتْ هَذِهِ الْاٰیَةُ اَحْكَامًا اِلٰلٰہِیَّیْ قَوْلُهُ) وَفَالْتِ اِنْ الْاٰمَةِ مَسَاوِیَةِ لِّلنَّاسِ ﷺ فِیْ

الْحُكْمِ الْاِمَامَیْہِہُ اللّٰہُ تَعَالٰی بِہِ لَایَہُ اٰخِرُ اِنَّ اَحْلَ ذٰلِکَ لَیْسَ ﷺ لِبِکُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ





## تیسرا قاعدہ

تیسرا قاعدہ یہ ہے کہ ہوش مطلق دایا جاسے۔ تو وہ اپنے اطلاق پر جاری ہوتا ہے۔  
قاعدہ مذکورہ کی وضاحت ملاحظہ فرمائیے۔

(اصل) العمل بہ (ان بحرہ کل ماصدق علیہ) المطلق (من المفیدات) یہاں لما یحییٰ  
ان یحمل علی اطلاقہ بحسب یمکن للمکلف ان یأتی بما شاء من القرائن سواء کان  
ذلک المفید المخصوص او غیرہ فیكون کل فرد من القرائن المطلق مجرباً بمناہر  
الواحد علیہ۔ (تحریر الاصول مع شرحہ (۳۴۱)

بلکہ اس پر عمل کیا جاسے گا تا کہ جائز ہو جائے بروہ عمل جس پر مطلق صادق آئے مقیدات  
میں سے، یعنی مطلق کو مکمل کریں گے اس کے اطلاق پر اس حیث سے کہ مکلف (مطلق  
نے افراد میں سے جسے چاہے) عمل کر سکے چاہے وہ مقید مخصوص علیہ ہو یا نہ ہو۔  
سو مطلق کا ہر فرد پر اس فی کو جو اس پر لازم ہو جائز کرنے والا ہوگا۔  
اس قاعدہ کے دلائل ملاحظہ ہوں۔

(۱) حکم المطلق ان یجری علی اطلاقہ

شافعی (فصول ۱۶) بولنجی و تروسیج (۱۶۹) و مدار و نور الامور

مطلق کا حکم یہ ہے کہ وہ اپنے اطلاق پر جاری ہوتا ہے

(۲) ولساقولہ تعالیٰ (ولا تستلو عن اشیاء ان تبدلکم لتسوکم) لہذہ الایۃ علی ان  
المطلق یجری علی اطلاقہ تطبیح و تروسیج (۱۷۳)

انہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

اشیاء کے بارے میں سوال نہ کرو اگر ظاہر ہو جائے تمہارے لئے سو تمہیں برا لگے گا۔  
یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ مطلق اپنے اطلاق پر جاری ہوتا ہے۔ ہمارے لئے یہی دلیل  
کافی ہے۔

میں کہتا ہوں کہ چونکہ لفظ (دعا) کلمات و احادیث و اقوال علماء میں مطلق آیا ہے  
خلف سے بعد دعا بھی اس مطلق کے لفظ میں سے ہے لہذا مسئلوں کے دعا ثابت ہو گئی۔





(۶) اے قنادہ سے صحیح قال قناد فرغت من صلواتک فانصب فی الدعاء حارون ومعالی حضرت قنادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں (قناد فرغت) کا معنی یہ ہے ۔ آپ آپ نماز سے فارغ ہوں تو دعائیں خوب کوشش کیجئے۔

(۷) قال ابن عباس وقنادة والصحاك ومقاتل الکلبی قناد فرغت من الصلوة المکبوتة فانصب الی ربک فی الدعاء وارعب الیہ فی المسئلة یعطیک حارون ؎۔ عبداللہ بن عباس قنادہ صحاک مقاتل الکنی فرماتے ہیں (قناد فرغت) کا معنی یہ ہے کہ اسے محبوب (جو) آپ سے قربیٰ نماز سے فارغ ہو جائیں تو اپنے رب کی جانب دعائیں خوب کوشش کریں اور خوب رحمت سے مانگیں۔ اللہ آپ کو عطا فرمائے گا۔

(۸) وقنادة الشعب فی الدلیال یفعل فی الدلیال والآخرة . جمعی جلد ۳ (۵۵۷) ہذا دعائیں محنت و مشقت کا نادمہ تب ہے کہ اسے دنیا و آخرت میں فائدہ ہو۔

(۹) قال الدعاء بعد الصلوة مستحابة کذا هو المأثور عن ابن عباس وقنادة کمالین . صاحب کمالین فرماتے ہیں کہ نماز کے بعد دعا کا استیجاب (قبول ہونا) حضرت ابن عباس و قنادہ سے منقول ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

(۱۰) وقال ربکم اذ انتم فی السجدة استعجبکم لکم الایہ

اور جسے رب کا فرمان ہے۔ تم مجھ سے دعا مانگو میں قبول کر دوں گا۔

جہ استدلال یہ ہے کہ یہاں بھی لفظ (دعا) مطلق ہے یہ سنتوں کے بعد دعا کو شامل ہے کیونکہ سنت بھی مطلق کے افراد میں سے ایک فرد ہے سو یہ لفظ اسے بھی شامل۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

(۱۱) واذا سألک عبداً عنی فانی قریب دأجیب دعوة الذاع اذا دعان .

الایہ . بارہ ۳ . بقرة .

۔ محبوب (جو) آپ میرے بندے میرے بارے میں آپ سے سوال کریں (سو) ان سے فرمائیے کہ میں تمہارے قریب ہوں میں دعا کرنے والے کی دعا کو قبول کرتا ہوں جب بھی (مجھ سے) مانگے۔

جہ استدلال یہ ہے کہ یہاں بھی لفظ دعا مطلق ہے یہ اس دعا کو شامل ہے جو دعا سنتوں





# احادیث سے سنتوں

سے بعد انتہائی دماء کا ثبوت

۱) احسن العساکر بن مہرون قال شهدت القتال مع رسول الله ﷺ فكان اذالم يقاتل اول النهار انظر حتى نهب الرياح وتحصن القلوة رواء البحارى. مشکوة قبل القتال في الجهاد: (334)

نعمان بن مقرن فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک غزوہ میں شریک تھا اگر دن کے صبح اول میں جہاد فرماتے تو ہواؤں نے چلنے کا اتحاد فرماتے اور (ظہر کی) نماز کا وقت ہوتا۔

(۲) عن السعدي بن مرون قال شهدت مع رسول الله ﷺ فكان اذالم يقاتل اول النهار انظر حتى نزول الشمس ونهب الرياح ينزل العصر. رواء ابو داود. مشکوة قبل القتال في الجهاد: 334

نعمان بن مقرن فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک غزوہ میں شریک تھا اگر دن کے اول صبح میں جہاد فرماتے تو ہواؤں کے چلنے اور سورج کے اچھل جانے کا اتحاد فرماتے اور شمس (کی فوج) نازل ہوتی (تو مقابلہ شروع فرماتے)

(۳) عن قتادة عن السعدي بن مرون قال غزوت مع النبي ﷺ فكان اذا طلعت الشمس فاذا طلعت قتال فاذا انصف النهار امسك حتى نزول الشمس فقتل حتى العصر ثم يقاتل قال قتادة كان يقال عند ذلك نهب الرياح العصر ويدعو المؤمنون لحيوشهم في صلواتهم. رواء الترمذی مشکوة قبل القتال في الجهاد: (334)

\*\*\*\*\*

صرف صبح کی دعاؤں نعمان بن مقرن سے روایت کرتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ کئی غزوات میں شریک ہوا (نبی کریم ﷺ کی عادت تھی کہ آپ فجر طلوع ہوتا اسباب فرماتے یہاں تک کہ سورج طلوع ہوتا جب سورج طلوع ہوتا جہاد کرتے اور جب سورج کا وقت ہوتا تو جہاد رکھ دیتے جب آپ اچھل جاتے (ظہر کے بعد) قتال شروع

کرتے یہاں تک کہ عصر کا وقت آجاتا، مقابلہ بند کر دیتے تھے یہاں تک کہ عصری نماز ادا فرماتے عصر کے بعد پھر مقابلہ فرماتے، حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ ان اوقات میں (جن میں آپ ﷺ مقابلہ کرتے) فتح کی ہوا نہیں پھلتی تھی اور مسلمان نمازوں میں اپنے ظہر کی فتح کی دعائیں مانگتے تھے۔

(۴) اِی وَیَقُولُ الْمَصْحَابَةُ بِالْحُكْمَةِ فِی اِمْسَاكِ الْمَسْبِیِّ ﷺ عَنِ الْقِتَالِ اِلٰی الزَّوَالِ مَرَّتَاتٍ عَلٰی الْمَشْكُوفَةِ (334)

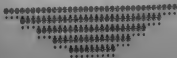
صحابہ کرام و صحابہ اللہ علیہم اجمعین فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نمازوں تک جہاد کو روکنے میں عکس یہ ہوا کرتی تھی۔

مترجم بالا احادیث میں یہ الفاظ مبارک قائل نور ہیں (ویدعو العزیمون) مسلمان مجاہدین کے لئے نمازوں کے بعد دعا کرتے تھے۔ یعنی فرض و سنتوں کے بعد۔

یہ بھی ثابت ہوا کہ مجاہدین کا کافروں سے مقابلہ فرض و سنتوں کے بعد ہوا کرتا تھا۔ صحابہ کرام کا مجاہدین کے لئے فرض و سنتوں کے بعد دعائیں مانگنا بیحد اجتماعیہ ثابت ہو گئیں۔

(دُعَاثَابُ شَوْءٍ دُمَحْبُوبٌ نَهْ سَرَفٌ دُضْحَائِيَانُوْ

هَهُ كَلَّكَ سُنِّيْ خَبْرَةٌ مَّهْ وَ اَوْزَةٌ ذَوَابِّيَانُوْ، مترجم)



## نماز عیدین کے بعد اجتماعی دعا

(۱) بعض اہم عطیہ فائز امیر فارمولہ اللہ ﷻ ان معراج الحبص یوم العیدین و فوات  
الصلوة فی شہدین جماعۃ المسلمین و دعوتہم و لعل الحبص عن مصلحت فائز  
امراء یا رسول اللہ ﷺ احداثا لیس لها جلاب قال رسول اللہ ﷺ تلکھا صاحبھا  
من حلابھا رواہ البخاری جلد ۱ و مسلم جلد ۱ (730)

حضرت ام عبیدہ رضی اللہ عنہما فرماتی ہیں ہم (عورتوں کو) رسول اللہ ﷺ نے غم دیا یہ ر  
عیدین کیدن فیض والی عورتیں اور پردہ اور خواتین (عیدگا ہوں کی جانب) انھیں ہر مسلمانوں  
کے اجتماع اور دعاؤں میں حاضر ہوں (البتہ) فیض والی عورتیں نماز نہ پڑھیں، یک خاتون  
نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں سے (اسکی فریب خواتین بھی ہیں) بنگے پاس بلا پیش  
نہیں رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ (کوئی حرج نہیں جن خواتین کے پاس بلا پیش نہ ہو  
تو) انکے ساتھ والی اپنے بلا پیش سے اسے دعا پ لے۔

یہ استدلال یہ ہے کہ حضور پر نور ﷺ کا خواتین کو غم دینا کہ (اگر نماز نہیں پڑھ سکتیں یہ  
نہ نماز ہواری کے تو کوئی حرج نہیں نہ پڑھیں مگر کہ ان دعاؤں میں شریک ہو جائیں جو  
دعائیں رسول اکرم ﷺ دعا پ کرام و حضوان اللہ علیہم اجمعین یہیہ اتمامہ مانگتے ہیں  
اس سے ثابت ہوا کہ رسول اکرم ﷺ اور دعا پ کرام و حضوان اللہ علیہم اجمعین نمازوں  
کے بعد اجتماعی دعا کرتے تھے حتیٰ کہ مسلمان خواتین بھی ان دعاؤں میں شریک ہوتی تھیں  
(۲) الادعیۃ بعد الصلوات نو التوت لایسکر فیض الباوی شرح صحیح البخاری۔

نمازوں کے بعد دعائیں (حضور پر نور ﷺ کے زمانہ مبارک سے لیکر آج تک اس) تواتر سے  
کی جا رہی ہیں کہ اسکا انکار نہیں کیا جاسکتا۔

(۳) ہذا هو الحق لان ما فعلہ النبی ﷺ وما سجدہ لہو حاتم لیاقلہ لقولہ تعالیٰ لکم فی رسول  
اللہ اسوۃ حسنۃ سبکی حق ہے کیونکہ جو کام حضور پر نور ﷺ خود کریں اور وہ کام منسوخ نہ ہوا  
ہو تو ہمارے لئے اس کام کا کرنا جائز ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے (والکم فی  
رسول اللہ اسوۃ حسنۃ) تمہارے لئے میرے محبوب (ﷺ) کی زندگی (مبارک) نمونہ ہے



# ﴿نماز استسقاء کے بعد اجتماعی دعا﴾

۱) یوحنا عبد اللہ بن عبد قحاح حرج رسول اللہ ﷺ بالناس الی المصلیٰ یمسک فی فصلی بہم وکعتین جہر فیہما بالقرآن واستقبل القبلة بدعوات وروفع یدہ و حول و زاد ہ  
 حین استقبال القبلة۔ (رواہ البخاری جلد ۱ ص ۱۲۳)

عبداللہ بن قریظ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

کہ نبی اکرم ﷺ صحابہ کرام و حضوان اللہ علیہم کے ساتھ (نماز) استسقاء کے لئے نکلتے، سوائے وہ رکعات پڑھائیں اور ان میں ہجریا (قرآن پڑھنا) سے پہلے (پھر دعا کی) (اس حال میں کہ حضور پر نور ﷺ) کے ہاتھ مبارک اٹھے ہوئے تھے۔ اور اپنے رداء مبارک کو پھیرا (اس حال میں) کہ آپ کا چہرہ انور قبیلہ شریف کی طرف تھا۔

(۲) عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال ان النبی ﷺ استسقی حتی رایت اوری بیاض لبطیہ۔ (رواہ ابن ماجہ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ (جب بارش ہونے کی دعا مانگتے تو دعا کے وقت دونوں ہاتھ مبارک اٹھالٹہ کرتے) کہ میں نے آپ ﷺ کے دونوں بغلوں کی سفیدی دیکھی۔

(۳) وَالْإِسْقَاءُ بِالْجَمْعِ مُسْتَحَبَّةٌ. اجتماعی دعا کرنا مستحب ہے۔  
 السعیۃ حاشیۃ الہدایۃ۔

اجتماعی دعا میں ہاتھ اٹھا کر یا مانگنا حضور پر نور ﷺ اور صحابہ کرام و حضوان اللہ علیہم اجمعین سے ثابت ہوئی، سو ہم مسلمان نمازوں، نماز جنازہ، و دیگر تکمیل مثلاً انفرادی، قرآن طرائق، صدقہ و خیرات وغیرہ کے بعد اگر بھیچہ اجتماع دعا مانگیں تو یہ بدعت نہیں سمجھتا ہے

(۴) عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ ان اللہ تعالیٰ قال من عادی لی ولیا فقد اذنتہ بالحرب ومن قرّب الی عیدی یحییٰ احب من قرّب من عیدی و ما یز ال عیدی یقرّب الی سائلوا قل حتی احببت فاذا احببت فکنت سمعہ الذی یسمع بہ و بصرہ الذی یرئ بہ و یدہ الذی یطش بہا و رجلہ الذی یسوی بہا ان سألنی لا اعطیہ و لیس استعاضی لا عیدہ۔ (حدیث رواہ البخاری مشکوٰۃ باب الرکوع و العرب الی اللہ ص ۱۶۷)

اور ہر وہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اشیاء مانتا ہے۔ جس نے میرے ولی سے دشمنی کی میں تحقیق میں اس کیساتھ اعلان جنگ کرتا ہوں اور میرا بندہ میرا قریب ایسی کسی شی کیساتھ (کے ذریعہ) حاصل نہیں کرتا جو میرے نزدیک ان اشیاء سے زیادہ محبوب ہو جو میں نے اس پر فرض کیں ہیں (ان ذرائع میں سب سے پہلے وہ ذریعہ فرائض کی ادائیگی ہے) اور میرا بندہ (فرائض کے علاوہ) کو فاضل پڑھتا رہتا ہے، یہاں تک کہ میں اسے اپنا دوست بنالیتا ہوں (کیونکہ وہ فرائض کو فاضل دلوں اور کرتا ہے) سو سب میں اسے اپنا دوست بنالیتا ہوں تو میں انکی سماعت بن جاتا ہوں جس سے وہ سنا ہے، میں انکی بیانی بن جاتا ہوں جسکے ذریعہ وہ دیکھتا ہے میں اسکا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے، میں انکے پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے، اور اگر وہ مجھ سے (دعا) مانگے تو میں اسے دیتا ہوں اور اگر وہ (مکر و ہات ویرانچوں سے بچنے کیلئے) مجھ سے پناہ مانگے تو میں اسے پناہ دیتا ہوں۔

(حاصل یہ ہے کہ اللہ والے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے اللہ والے اللہ کے ذکر سے فاضل نہیں ہوتے، ذکر اللہ والوں کے دل کی حیات ہے اور خلقت موت ہے، دعا مانگنے کیلئے حدیث قدسی میں وقت کا تعین نہیں مطلق سے المطلق بحرہ علی اطلاع، اس کا بعد کے تحت اگر سنتوں کے بعد ہیستہ انجام دیا جائے تو بدعت نہیں بلکہ اس مطلق کے افراد میں سے ایک فرد ہے لہذا عمل علی الکتاب والسنۃ ہے نہ کہ بدعت۔ (نور الدلہ۔ تہذیب مترجم)

چنانچہ یوسف بخاری و یحییٰ بن زبیدی کا قول اور اسکا رد ہے

یوسف بخاری لکھتا ہے کہ ہاں اسکے خلاف (سنتوں کے بعد دعا کے برعکس) فرض نماز کے بعد دعا قبول ہوتی ہے۔

میں راقم الحروف (مفتی شائستہ گل القادری) کہتا ہوں مجھے نہایت افسوس ہے یوسف بخاری کے اس قول پر (کہ ہاں اسکے خلاف) (سنتوں کے بعد دعا کے برعکس) فرض نماز کے بعد دعا قبول ہوتی ہے) میں کہتا تھا کہ یہ شخص تقاسیم و اماویٹ۔ اغذائب اربہ سے اتفاق نہ کرتا، شخص مذکور نے اپنے ہی قول سے جہت کیا کہ مذکورہ صفات میں سے (انکس) ایک صفت بھی موجود نہیں۔

## اس مسئلہ میں مذاہب اربعہ کے مستند اقوال

اولا اقوال الاحناف رحمہم اللہ تعالیٰ۔ احناف نے اقوال

(1) وعد الحنفیہ بکرمہ المکت فاعدا یشتغل بالدعاء والصلوة علی النبی ﷺ

قبل ان یصلی السنۃ۔ قسطلانی باب یستقبل الامام الناس اذا سلم

احناف کے نزدیک (فرض کے بعد) سنت پڑھنے سے پہلے دعا اور دو رکعت کے لئے ہر وقت گزارا کر دیا ہے (فرض پڑھ لینے کے بعد حصلا سنت پڑھے) انکے بعد دعا اور دو شریف پڑھے۔ جلد 3 (136) مفلا من فتح الباری

(2) والمحتار عند الحنفیہ ان یشتغل بعد اداء المكتوبة بالسنۃ ویکرمہ ان یشتغل

بالدعاء والنسبح قبل اداء السنۃ۔ کذا فی فتح الباری۔ والقسطلانی عقائد سنۃ

احناف کے نزدیک بخلاف قول یہ ہے کہ فرضوں کے بعد سنت پڑھے اور سنت پڑھنے سے پہلے دعا وسیع میں مشغول ہونا مکروہ ہے۔

\*\*\*\*\*

(3) وعد السنۃ مقدمة علی الدعاء الذی ہو عقب الفراغ۔

وہ دعا جو نماز سے فراغت کے بعد مانگی جاتی ہے احناف کے نزدیک سنت پڑھنے سے

مقدم ہیں۔ بحر الرائق جلد 1 صفحہ الصلوٰۃ (304)

\*\*\*

(4) قبل فی الاحتیاط کمال صلوة بعدھا سنۃ بکرمہ الفعود بعدھا والدعاء بل یشتغل

بالسنۃ کبلا بفصل بین السنۃ والفرائض۔ المعرفی الفلاح اذکار (187)

کتاب اختیار میں کہا گیا ہے کہ ہر وہ نماز جسکے بعد شیئ ہوں تو سنت پڑھنے سے پہلے وضو اور دعا مانگا کر دیا ہے بلکہ وہ سنت پڑھے تاکہ سنت اور فرض میں اتصال ہو اتصال نہ ہو

\*\*\*\*\*

(5) والقیام الی السنۃ متصلا بالفرض مسنون غیر انہ یتحب الفصل بیہما

کما کان النبی ﷺ اذا سلم لا یکتل الا قدر ما یقول اللھم انت السلام (الی قولہ)

و یتحب للامام ان یتحول الی حجتہ یسارہ لطوع و یتحب ان یستقبل بعدہ

الناس و یتستغفرون اللہ ثلاثا و یقرءون اية الكرسي والمعزات و یسبحون ثلثا

وَيَقُولُونَ وَيَسْمَعُونَ كَذِبًا وَيَكْفُرُونَ كَذِبًا ثُمَّ يَقُولُونَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَإِنَّا لَكَاظِمِينَ  
لَآ تَرْجِعُكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ثُمَّ يَدْعُونَ لَا إِلَهَ إِلَّا هُمْ  
وَالْمَسْلُومِينَ وَآلَهُمْ ثُمَّ يَسْحَرُونَ بِهَا وَجُوهَهُمْ

توزع الإنتاج في القطاعين الزراعي (188 مليار) والصناعي (190 مليار)، ويعد القطاع الزراعي والقطاع الصناعي من بين القطاعات الرئيسية في الاقتصاد الوطني، حيث يساهم القطاع الزراعي في 35% من الناتج المحلي الإجمالي، والقطاع الصناعي في 65%، ويعد القطاع الزراعي من بين القطاعات الرئيسية في الاقتصاد الوطني، حيث يساهم القطاع الزراعي في 35% من الناتج المحلي الإجمالي، والقطاع الصناعي في 65%، ويعد القطاع الزراعي من بين القطاعات الرئيسية في الاقتصاد الوطني، حيث يساهم القطاع الزراعي في 35% من الناتج المحلي الإجمالي، والقطاع الصناعي في 65%.

فرض پڑھنے کے بعد مصلحت پڑھنے کیلئے کھڑا ہونا سنت ہے البتہ فرض اور صلت سے درمیان اتنا فاصلہ مستحب ہے جس طرح حضور پر نور ﷺ فرض پڑھنے کے بعد اتنا ٹھہرتے تھے جتنی **ویرمیں اللھم انت السلام والنی آمھوہ** پڑھا جائے امام کیلئے مستحب ہے کہ وہ (فرض پڑھنے کے بعد صلت پڑھنے کیلئے مخراب میں) اچانکی طرف ہو کر (سنت اور اسے اس کے بعد) مستحب ہے کہ وہ لوگوں کی طرف منہ کرے اور سب (امام و محقق) تین مرتبہ استغفار پڑھیں اور ایک مرتبہ آیت انکری اور معذات تینتیس مرتبہ تسبیح (سبحان اللہ) تینتیس مرتبہ پڑھیں **تسبیح الحمد لله** تینتیس مرتبہ **تسبیح (اللہ اکبر)** پڑھے پھر **لا الہ الا اللہ وحده لا شریک لہ** **لہ الملک ولہ الحمد** وهو علی کل شیء قلیوہ پڑھے پھر (امام و محقق) یا بعد اللہ کر اپنے لیے اور تمام مسلمانوں کیلئے اجتماعی دعا کریں اور انھوں کو چروں پہنچا کر یں عبارت مذکورہ سے سنتوں کے بعد دعا بہت ہی اہتمام سے ثابت ہوئی ۔

(6) يرفع اليدين في الدعاء مرة (و) كذلك (عند دعائه بعد فراغه من التسبيح والتمجيد والتكبير الذي سبكه) (عقب الصلوات) كما عليه المسلمون في مالئ البلدان نور الإصباح والبرقي (170)

وہاں ہاتھ بلند نہ سنتے ہے اسی طرح (جب وہ نمازی فارغ ہو تو بیجاات اُتھیں اور پھر سے اُٹھ کر دعا مانگے تو اس وقت بھی ہاتھ دعا کیلئے بلند نہ سنتے ہے) جسے ہم عزیز قرار کریں گے، اسی طریقہ پر تمام شہروں کے بڑے والے مسلمان عامل ہیں۔

(7) فإن أراد الإمام أن يفعل في المحرّات يقل على الناس للذكر والدعاء حار له أن يفعل كيف شاء والأفضل أن يجعل يمينه بهم ويساره إلى المحرّات وعكسه وإن قال أبو حنيفة ومن فوّاه هذا الحديث وجوب مكث الإمام في موضعه ومكث القوم في أماكنهم عسى البخاري مات التسليم جلد 3 (189)

..... اگر امام کا ارادہ ہو کہ (سنن دو اہل) محراب میں ادا کرے اس کے بعد لوگوں کی طرف منہ کر کے (دعا دہا کرے) گا تو اس کے لئے جائز ہے کہ جہاں چاہے سنن دو اہل ادا کرے (سنن دو اہل پڑھنے کے بعد) افضل یہ ہے کہ امام (اس انداز سے بھیجے کہ) اس کا پائیں طرف مقتدیوں کی طرف ہو اور پائیاں طرف محراب کی طرف ہو اس کا مکس بھی جائز ہے

مقتدیوں کی طرف پائیاں طرف اور محراب کی طرف دائیں طرف) یہی قول ہے امام اعظم سیدنا نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا (چونکہ یہ امام کا قول ہے اور امام اعظم تابعی ہیں اور تابعی کا قول حدیث ہوا کرتا ہے لہذا اس حدیث کا مطلب یہ ہوا کہ امام مقتدیوں کا اپنے اپنے مقام پر غزوات ثابت ہوا۔

عبارت مذکورہ بالا سے بھی سنتوں کے بعد دعا ہی بیحد اجتماعی ثابت ہوئی

(8) والسنة في الادعية فاعبرها عن الصلوة هداية جلد 1 کسوف (275)

دعاؤں میں سنت طریقہ یہ ہے کہ دعا نماز کے بعد ہو۔

(9) والامام مخير ان شاء دعا مستقبلًا حالًا او فاتما او مستقبل القوم بوجه و

دعی و يؤمنون قال الحلواني وهذا احسن (الفتح) فتح القدیر جلد 1. کسوف (275)

ثم شامی جلد 1 کسوف (878) ومحرر الوائق.

امام کو اختیار ہے چاہے تو قبلہ شریف کی طرف منہ کرے کھڑے ہو کر دعا مانگے یا بیٹھ کر یا قوم کی طرف منہ کرے (دعا مانگے) اور قوم (امام کی دعا پر) آمین کہیں۔ ام طوائف دست اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ آخری صورت بہتر ہے۔

ثابت ہوا کہ بیحد اجتماعی دعا کرنا سنت پڑھنے کے بعد ہے۔

(10) لا اختلاف في السنة عقيب الفرض من الفضل من الدعاء (الفتح) اشباه مظانر کتاب

الصلوة لمن ثانی (128)

فرض (پڑھنے) کے بعد سنت (پڑھنے میں) مشغول ہو جانا دعا سے افضل ہے

ثابت ہوا کہ بیحد اجتماعی دعا کرنا سنت پڑھنے کے بعد ہے۔

## ۱۰ اشیاء اپنے نگار سے ثابت ہوئیں ہے

۱۔ وہ ہے کہ شیء اپنے نگار سے ثابت ہوئی میں وہی مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) انسان ایک ہے اور کتب ہے۔

(۲) انسان ایک ہے اور کتب ہے۔

(۳) انسان ایک ہے اور کتب ہے۔

(۴) انسان ایک ہے اور کتب ہے۔

(۵) انسان ایک ہے اور کتب ہے۔

(۶) انسان ایک ہے اور کتب ہے۔

(۷) انسان ایک ہے اور کتب ہے۔

(۸) انسان ایک ہے اور کتب ہے۔

(۹) انسان ایک ہے اور کتب ہے۔

(۱۰) انسان ایک ہے اور کتب ہے۔

(۱۱) انسان ایک ہے اور کتب ہے۔

(۱۲) انسان ایک ہے اور کتب ہے۔

(۱۳) انسان ایک ہے اور کتب ہے۔

(۱۴) انسان ایک ہے اور کتب ہے۔

(۱۵) انسان ایک ہے اور کتب ہے۔

(۱۶) انسان ایک ہے اور کتب ہے۔

(۱۷) انسان ایک ہے اور کتب ہے۔

(۱۸) انسان ایک ہے اور کتب ہے۔

## ﴿وجہ اول یہ ہے﴾

ہو سکتا ہے یہ رسالہ مولوی کفایت اللہ کا نہ ہو بلکہ کسی دہائی نے مقاصد باطلہ کے لئے اسکی طرف منسوب کیا ہو کیونکہ میں (مطلق شائستہ گل) نے مولوی صاحب کو ایک جلسہ میں بہت قریب سے دیکھا جو صاحبزادہ عبدالقیوم صاحب کے دور میں ایک اہل افسرو ہائی پٹاؤ یونیورسٹی صوبہ سرحد نے منعقد کیا تھا مولاناں جلسہ میں تشریف لائے صوبہ سرحد کے چیدہ چیدہ علماء مدعو تھے جن علماء میں کاتب المعروف بھی مدعو موجود تھا۔ اسی جلسہ میں سرحد کے لئے ایک تنظیم بنائی گئی۔ اس تنظیم کا نام جمعیت العلماء صوبہ سرحد رکھا گیا۔ مولانا عبدالرحیم صاحب اور مولانا عبدالعظیم صاحب صدر منتخب ہوئے کاتب المعروف کو نائب صدر منتخب کیا گیا۔ مولانا فضل صدیقی صاحب کو ناظم اعلیٰ مقرر کیا گیا۔ میں نے دیکھا کہ مولوی کفایت اللہ نے جتنی نمازیں چڑھائیں سنتوں کے بعد باقاعدہ بیعتِ اجتماعیہ (اجتماعی دعائیں) کیں۔

## ﴿دوسری وجہ یہ ہے﴾

سنتوں کے بعد اجتماعی دعا قرآن کریم کی آیات و احادیث صحیحہ و شروح احادیث اور فقہ حنفی سے ثابت ہے (کما مر) جیسے کہ صفحات گذشتہ میں آپ نے ملاحظہ فرمایا سوائے بدعت کہنا گناہ عظیم ہے یا جہل ہے یا عناد ہے (العیاذ باللہ)

## ﴿تیسری وجہ یہ ہے﴾

کہ اللہ والے تنہی پر ہیزگار بغیر ہذر شری کے سنت و مستحب کو ترک نہیں کرتے۔  
والصالحی لا یترک سنة ولا مستحبا بغیر ضرورت۔ کہ یہ ضرورت  
اللہ والے تنہی پر ہیزگار بغیر ہذر شری کے سنت و مستحب کو ترک نہیں کرتے۔

## ﴿چوتھی وجہ یہ ہے﴾

کہ جب کوئی فعل یا قول مستحب ہو اسکی مطلق کوئی حقیقہ رکھے کہ یہ واجب (لازم) ہے





## ۴۔ تین مرتبہ دعا کرنا اور تینوں مرتبہ ہاتھ اٹھانا سنت ہے ﴿﴾

۱۔ ہر عائشہ ثلاث لما كانت لیلتی النبی ہو عندی فخرج النبی ﷺ ویدعو المظلم فی السراء حتی جاء المظیع فقام لاطال القيام ثم وضع یدیه ثلاث مرات ودعی ثم انصرف فاصرفت (الی قولہا) فقال ان ربک یامرک ان تأتی اهل المظیع فتستعیری لهم رواہ مسلم جلد ۱ حیاتہ 313 یونسالی جلد ۱ حیاتہ

\*\*\*\*\*

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک رات جبکہ حضور پر نور ﷺ میرے حجرے میں موجود تھے (ہاتھ اٹھائے) اور آیت سے ہاتھ لگے میں اسے پیچھے پیچھے چلی آپ ﷺ (جنت) المظیع قبرستان پہنچے اور یہاں قیام فرمایا (کھڑے رہے) پھر آپ نے تین مرتبہ دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے اور دعا کی پھر واپس لوٹے گئے میں بھی لوٹی (الی قولہا) حضور پر نور ﷺ نے فرمایا (اے عائشہ) اللہ تمہیں عفو دے گا کہ تم بھیج جاؤ اور (اللہ تعالیٰ سے) اکل بھیج کیلئے بخشش کی دعا کرو

ماسرہ قوی شارح رسمت اللہ علیہ فرماتے ہیں

۲۔ قال السووی فیہ فی ہذا الحدیث استحباب اطالة الدعاء لتکثیرہ ورفع الیدین فیہ نووی المسلم جلد ۱ حیاتہ (313)

کہ طویل دعائیں کرنا بار دعا میں کرنا خاص میں ہاتھ بلند کرنا اس حدیث کی رو سے مستحب ہے (۳) اور اس آداب الدعاء ان پکڑہ ثلثا۔

ہاتھ مستقیم میں سے ایک یہ ہے کہ دعائیں مرتبہ مانگی جائے۔

حسب حصص (14) پورہ حد (18) ہم طحاوی علی المرافی الذکار (189) پورہ حد الاسرار واسماء العلوم آداب الدعاء جلد ۱ ورواہ مسلم واصلہ مطلق علیہ سادۃ المتقین \*\*\*\*\*

(۴) ویدل علیہ ساری عن انس قال قال رسول اللہ ﷺ من سئل الحجة ثلاث مرات ثلاث الحجة اللهم لاجله الحجة ومن استغاث من النار ثلاث مرات ثلاث النار اللهم احرقہ من النار رواہ الترمذی والنسائی ثم مشکوٰۃ (218)

نور احادیث حدیث جو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے بھی دالت کرتی ہے آپ ﷺ روایت

تے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو (اللہ تعالیٰ سے) تمہیں مرچ جنت مانگے لی دعا ہے کہ تو جنت کہتی ہے یا اللہ اسے جنت میں داخل فرما، اور جو عقیق جہنم سے تمہیں مرچ مانگے اسے جہنم کہتی ہے یا اللہ اسے جہنم سے پتھر مٹا فرما۔  
 ہم میں کچھ لوگ کہتے ہیں ہمارا مانگا ثابت، لیکن ہمارا مانگا بھی ثابت ہوا۔

تعمی ہاردا ہنگنا قول۔ اور تعمی مرچہ ہاچہ اخرا۔ فعل۔ قول، فعل کی موقوفت کیلئے ہاچہ اخرا، ہارت



(5) وقع النبي ﷺ بيديه فلعن ساعته ثم حر ساجدا الممكت طويلا ثم قام فرفع بيديه ساعته ثم حر ساجدا الممكت طويلا ثم قام فرفع بيديه. رواه أبو داود واحمد.

ہاتھوں کو باندھ کر کیا پھر طویل سجدہ کیا پھر کھڑے ہو کر اپنے ہاتھوں کو باندھ فرمایا (اور دعا کی)



شک کی باتوں کے اس محدث سے دعا کیجئے بار بار تھو اٹھا، اودھار بار دعا کرتا صبراً خفا ثابت ہوا



حضرت مسلم اور سنائی کے روایت کردہ احادیث سے تو یہ ثابت ہوا کہ اگر کوئی قبرستان جا کر دعا مانگے اور دعائیں تمیز بہتھو اٹھائے تو جائز اس سے تو قبرستان میں تمیز مرید دعا مانگنے کیلئے ہاتھوں کا بلند کرنا ثابت ہو رہا ہے نہ کہ نماز کے بعد دعا مانگنے وقت۔

نتیجہ۔۔۔ فلانا جو وہ میں کئی درجہ سے اس اعتراض کا جواب دیتا ہوں۔

Figure 1

کہ دعا مطلق ہے اور قاصر ہے۔ بعد المطلق بحر علی اطلاعہ مطلق اپنے اطلاق پر جاری ہوتا ہے۔ سنوں کے بعد انتہائی دعا بھی مطلق کے افراد میں سے ایک فرد ہے۔ سو مطلق اس پر بھی جاری ہوگا۔

$$C_{\text{eff}} = 1.21 \times 10^4 \text{ g/g}$$

کہ علامہ نوادہوی رحمت اللہ علیہ نے اس حدیث کے مفہوم کی توضیح فرماتے ہوئے لکھا ہے (کہ طویل دعا میں کرتا پارہو دعا نہیں کرتا دعا اس میں ہاتھ بلند کرتا اس حدیث کی مراد سے مستحب ہے)

تیسرا جواب یہ ہے

کہ دعا کیلئے ہاتھوں کا بلند کرنا حکم شرعی ہے اور حکم (کی تعریف یہ ہے) جس قسم کی کسی  
شیء کا ترمیم ہو جائے تو اس کو ترمیم کو حکم کہتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ حکم کو ترمیم کو  
کہتے ہیں۔ مٹی مناسب تھی ہاتھوں کا بلند کرنے کیلئے مطلق دعا ہے۔ نہ کہ صرف  
قبرستان۔ کیونکہ دعا زبان پر تکرار کا معنی ہے تو اسی طرح ہاتھوں کے بلند کرنے سے  
تکرار کا بھی تفسار کرتی ہے۔

چوتھا جواب یہ ہے

تین ہاتھوں کے اٹھانے کا حکم دعا کی طبیعت ہے۔ جس صحت ہی ہے۔ اور طبیعت کے  
حکم کا تادمہ کلیہ جس صحت ہی ہے۔ کہ وہ اپنے سارے افراد پر جاری ہوتا ہے  
جیسے کہ قبرستان میں دعا اور نمازوں کے بعد دعا ہے وغیرہ ذلک دیکھئے دعا تکرار اگرچہ  
سزاوار ہو۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

اسْتَغْفِرُ لَهُمْ فَمَا لَهُمْ شَفَعَ لَهُمْ رَسُولٌ عَلَيْهِمْ سَلَامٌ فَمَا لَهُمْ شَفَعَ لَهُمْ رَبُّهُمْ يَوْمَئِذٍ بِالَّذِي هُمْ يُوعَدُونَ  
اسْتَغْفِرُ لَهُمْ فَمَا لَهُمْ شَفَعَ لَهُمْ رَسُولٌ عَلَيْهِمْ سَلَامٌ فَمَا لَهُمْ شَفَعَ لَهُمْ رَبُّهُمْ يَوْمَئِذٍ بِالَّذِي هُمْ يُوعَدُونَ  
آپ ان کے لئے بخشش طلب کریں یا بخشش طلب نہ کریں اگر آپ ان کے لئے سزاوار بھی  
بخشش طلب کریں (تب بھی) اللہ انہیں برکات نہیں بخشے گا، کیونکہ اللہ نے انہوں نے اللہ  
اور ان کے رسول سے انکار کیا اور اللہ قاسموں کو ہدایت نہیں دیتا۔

ملاحظہ فرمائیے۔ میں کہتا ہوں کہ اگر (سبعین سورۃ) سے مراد مرتبہ محدود ہو تو تصور مطلوب یہ ہوگا  
کہ کئی بار دعا اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔

اور اگر اس سے مراد کثرت ہو تب بھی حارم دعا ثابت کیونکہ کثرت تو اللہ تعالیٰ کو پسند ہے  
مجھے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

عَنْهُ يَرْجُونَ الْغَنَىٰ ۚ ثُمَّ لَمْ يَلَمَّ لَهُمْ فِي سُلْبِهِمْ فَرْغًا ۚ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ  
عَنْهُ يَرْجُونَ الْغَنَىٰ ۚ ثُمَّ لَمْ يَلَمَّ لَهُمْ فِي سُلْبِهِمْ فَرْغًا ۚ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ  
کائنات لا یؤمن بالله العظیم ۝ پارہ ۲۹، سورۃ الاحقاف آیت ۳۲۔

سے نیکو دہائی کروں میں دلچیز ڈال دو میری دعا اسے جہنم میں میری دلچیز دینی (سبائی)  
میں بھی پورا دلچیز دو ایمان نہ لاتا تھا غفلت والے اللہ ہے۔

اس آیت میں بھی جو مسنون ہے مراد کثرت ہے۔ سحرت کی محبت حدائقِ حیات میں ہوگی۔

ربانِ کافروں کو مرحہ بخشش کاغذ نہ پہنچا سچے انکے کفر کی وجہ سے تھا۔ جسے اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ سے بیان فرمایا (ذلک بدلہم کفرؤہم باللہ ورسولہ) اللہ انہیں بدلہ نہیں بخشے گا۔ بسبب انکے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے الگ کیا (کفر کیا) سو ان کافروں کو اس دعا کاغذ نہ پہنچا انکے کفر کے سبب تھا۔ اگر یہ لوگ کفر نہ کرتے تو حضور پر نور ﷺ کا ایک مرحہ استفادہ بھی انکے بخشش کا ذریعہ بن جاتا۔ حضور پر نور ﷺ کا اپنی امت اپنے ایک مرحہ بخشش طلب کرنا امت کی بخشش کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ دیکھئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَلِيُؤْتِيَهُمُ الْغُلَامَ الَّذِي سَأَلُوهُ لَعَلَّ يَسْتَغْفِرُ لَهُمْ يَوْمَ يَدْعُوكُمْ فَتَسْتَجِيبُ لَهُمْ تَوَكُّبًا وَلِيُؤْتِيَهُمُ الْغُلَامَ الَّذِي سَأَلُوهُ لَعَلَّ يَسْتَغْفِرُ لَهُمْ تَوَكُّبًا وَلِيُؤْتِيَهُمُ الْغُلَامَ الَّذِي سَأَلُوهُ لَعَلَّ يَسْتَغْفِرُ لَهُمْ تَوَكُّبًا وَلِيُؤْتِيَهُمُ الْغُلَامَ الَّذِي سَأَلُوهُ لَعَلَّ يَسْتَغْفِرُ لَهُمْ تَوَكُّبًا

تو انہیں دے دے گا، سورہ النساء، آیت ۶۳

(اے محبوب ﷺ) اگر یہ لوگ اپنی جانوں پر علم کریں (پھر) آپ کے (حضور) کا ضرر ہو اور اللہ سے بخشش مانگیں اور رسول بھی انکے لئے (اللہ تعالیٰ سے) بخشش مانگے تو وہ ضرر ضرر پائیں گے اللہ کو تو یہ قبول کرنے والا نہایت مہربان۔

دیکھا آپ نے کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ اگر امتی کے لئے ایک مرحہ بھی بخشش کی دعا فرمائیں تو اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس خوش نصیب مسلمان کیلئے خوشخبری ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے ضرر ضرر بخش دے گا۔ خود ضرر و ضرروں کی توبہ قبول فرماتے گا۔

مذکورہ بالا تمام آیات و احادیث و اقوال فقہاء کرام و اولیٰ کاملہ سے یہ بات آفاق نیم روز کی طرح واضح و روشن ہوگئی کہ سنوں کے بعد بیویہ اجتماعیہ بار بار دعا کرنا اور دعا کی تبت باتوں کا بلند کرنا سنتِ مصطفیٰ ﷺ ہے سنت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہے سنت سلف و خلف ہے سنت فقہاء اہل سنت ہے بدعت نہیں بخیر اور دعا عملِ رسول ﷺ بھی ہے اور اللہ تعالیٰ قبول بھی ہے۔

اَمْيُؤْتِي مَسْلَمَةً يَاسَةً لَاسِ بُورَتَهُ يَهْ دُعَا شَهْ

اُمِّي ذُخْرُ حَبِيبٍ نِي ذَاللُّهُ دُذْرُ كُذَّاشَهْ (مترجم)



﴿رسول اللہ ﷺ کے علم غیب عطائی﴾

کا ثبوت

مصنف

مفتی شائستہ گل قادری

مفتی اعظم سرحد زبدۃ العارفین حضرت علامہ حجتہ الاسلام



محمد عبدالعلیم قادری

مترجم :

دارالعلوم قادریہ سبحانیہ

ناظم اعلیٰ :

مفتی اعظم سرحد اکیڈمی العالمی،

ناشر :

شاہ فیصل کالونی 5 کراچی 25 پاکستان

تلفیون.....03332108534

## ﴿غیب کی تعریف﴾

الغیب وہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے علم کے تحت چھپا رکھا ہے۔ یعنی وہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے علم کے تحت چھپا رکھا ہے۔ یعنی وہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے علم کے تحت چھپا رکھا ہے۔

مجموعہ جلد ۱ صفحہ ۱۸۰ جلد ۲ صفحہ ۱۲۰ جلد ۳ صفحہ ۱۲۰ جلد ۴ صفحہ ۱۲۰ جلد ۵ صفحہ ۱۲۰ جلد ۶ صفحہ ۱۲۰ جلد ۷ صفحہ ۱۲۰ جلد ۸ صفحہ ۱۲۰ جلد ۹ صفحہ ۱۲۰ جلد ۱۰ صفحہ ۱۲۰



## ﴿رسول اللہ ﷺ کا علم غیب عطائی﴾

قرآن کریم کی روشنی میں

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

(۱) عَلَّمَ الْغَيْبَ فَلَا يُظْهِرُ غَيْبَهُ إِلَّا مَنْ ارْتَضَىٰ مِنْ رُسُلِهِ۔

(وہی اللہ تعالیٰ کا علم غیب ہے جس کو وہ اپنے غیب کو ظاہر نہیں کرتا سوائے اس کے پسندیدہ رسول کے۔) بارہ سورہ صافات ۲۷

اس آیت میں (مَنْ ارْتَضَىٰ) صحیح ہے اور (مَنْ رُسُلِهِ) اسکا بیان ہے جو اللہ تعالیٰ کا علم غیب عطائی فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

(۲) وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُظْهِرَ عَلَيْكَ الْغَيْبَ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَخْتَصِمُ مِنْ رُسُلِهِ مَنْ يَشَاءُ۔

اور اللہ تعالیٰ نے یہ شان نہیں کہ تم سب کو علم غیب عطائی کر دے لیکن اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے اپنے رسولوں میں سے جسے چاہتا ہے (علم غیب عطائی فرماتا ہے) بارہ سورہ صافات ۲۷

یہ فقیر کہتا ہے کہ مَنْ رُسُلِهِ صحیح ہے اور (مَنْ رُسُلِهِ) اسکا بیان ہے جو اللہ تعالیٰ کا علم غیب عطائی فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

(۳) وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ۔ بارہ سورہ صافات ۲۷

اللہ کے علم کا کوئی احاطہ نہیں کر سکتا مگر جتنا اللہ تعالیٰ چاہتا ہے (کسی کو عطائی فرماتا ہے)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

(4) فَلَاكُ مِنَ انْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهِ إِلَيْكَ يَارَاهُ ۚ ۳ اَلْ عَمْرَاو ۚ وَكَوْج  
یہ غیب کی خبریں ہیں ہم آپ کی طرف وحی کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

(5) فَلَاكُ مِنَ انْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهِ إِلَيْكَ يَارَاهُ ۚ ۳ اَلْ عَمْرَاو ۚ وَكَوْج  
یہ غیب کی خبریں ہیں ہم آپ کی طرف وحی کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

(6) وَمَا نُوْحِي عَلَى الْغَيْبِ بِغَضَبٍ يَارَاهُ ۚ ۳۰ سُوْرَةُ النُّكُوْبِ  
۱۱ (میرے نبی ﷺ) غیب کے قاتلے پر تکلیف نہیں۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

(7) وَإِذْ أَسْرَأَ النَّبِيُّ إِلَىٰ بَعْضِ أَزْوَاجِهِ خَبْرًا ۖ فَلَمَّا ثَابَتْ بِهِ وَاطَّهَّرَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ غُرَّتْ بَعْضُهُ  
وَالْغَوْضُ عَنْ بَعْضٍ فَلَمَّا ثَابَتْهُ فَانْثَرَتْ مِنْ أَيْدِي هَذِهِ الْقُلُوبِ الْغَالِيَةِ الْعَلِيمِ الْغَيْبِ يَارَاهُ  
۲۸ سُوْرَةُ نَحْرِيمِ آیت (3)

اور جب (میرے محبوب ﷺ) نے اپنی ازواج میں سے ایک زوجہ کو راز کی بات بتائی۔  
سو جب ظاہر کیا اس نے اور اللہ نے (اس راز کے فاش کرنے کو) اپنے نبی پر ظاہر کر دیا۔  
(اللہ کے نبی ﷺ نے) اسے (زوجہ کو) کچھ (حسب) بتایا اور کچھ (باتوں سے) اعراض فرمایا  
سو جب نبی (کریم ﷺ) اپنی زوجہ کو کچھ باتیں بتائیں تو کہنے لگی کہ میں نے آپ کو یہ (باتیں)  
بتائیں بولے (اس اللہ نے) جو سب کچھ جاننے والا اور غیر دیکھنے والا ہے۔

۱۱۔۔۔ ان تمام آیات سے ثابت ہوا کہ اللہ جل جلالہ نے اپنے محبوب ﷺ کو علوم غیبیہ  
عطا فرمائے ہیں اور حضور پر نور ﷺ نے امت کے اولیاء کرام کے سامنے بیان فرمادیا ہے۔  
سو معلوم ہوا کہ حضور پر نور ﷺ کا علم غیب عطا ہی من جانب اللہ بلا واسطہ غیر ہے بلکہ  
اولیاء اللہ کا علم غیب بواسطہ دیوانہ سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ ہے۔

\*\*\*\*\*

ثَابَتْ دَمْعٌ عَلِيمٌ غَيْبٌ عَطَانِي ذُخْوَرٌ حَبِيبٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اُمِّ زُوْرَةِ مُسْلِمَانَةٍ ذُوْرَتُهُ يَمِشُ شَوْلُوْكَ كَلَامُ... (میرے)

# چاروں ائمہ کے علم فیہ عظامی کا ثبوت

احادیث کی روشنی میں

روى عن النبي ﷺ يوم فتح مكة وطمى حفر الحديقي احمر بفتح كسرى ولبصر  
موقع كذا احمر وامثاله عه ﷺ كتيرة لانكسر جامع المصولين جلد ۲ كلمات  
الكفر (302)

نبی کریم ﷺ کا کہہ کے فتح ہونے کی خبر پر تمام اصحاب میں کسرتی ولبصر کے فتح ہونے کی  
خبریں دینا بار بعد میں افواج ہو جاتا (موجودہ نور ﷺ کو سن جاب اللہ علوم فیہ کے عطا  
کئے جانے کی قوی دلیل ہے) نبی کریم ﷺ نے جس طرح فرمایا تھا یہی ہوا اور بہت  
سادے ایسے واقعات موجود ہیں جن سے انکار ممکن ہے۔

(2) عن عمر قال قام فينا رسول الله ﷺ مسلما فاجبرنا عن يده الحلق حتى دخل  
اهل مكة صالينهم اخرجوه البخاري كتاب بدأ الحلق لم مشكوة جلد ۲۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) نبی کریم ﷺ ہم میں ایک مقام پر  
کھڑے ہوئے اور تمام اہل طہ سے لیکر جنتوں کے جنت میں داخل ہونے تک اور روزیوں  
کے روزے میں داخل ہونے تک ہمیں تمام خبریں دیں۔

(3) وعن عمر بن الخطاب نحوه اخرجوه مسلم

عمر بن خطاب سے اسی طرح مروی ہے۔ مسلم۔

(4) وعن حذيفة نحوه اخرجوه الشيخان

امام بخاری امام مسلم دونوں نے اسی طرح روایت کی حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے ۔

(5) عن معاذ بن جبل (الي قول) فرأيت عرو وجل وصيح كنه بين كنهى فوجدت  
برءا له بين لذي فنهلى لي كل شيء وعرفت اخرجوه البخاري والترمذي وابن  
حزيمة والانساء بعدهم

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (الی قول) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا  
کہ میں نے اپنے رب کو دیکھا پھر اللہ جل جلالہ نے اپنا دست قدرت میرے دونوں کندوں  
سے درمیان رکھا اسکی خشک میں نے اپنے سینے میں پائی۔ سوہرچہ مجھ پر راضی ہوگئی اور  
میں نے جان لیا۔



(6) وعن ابن عباس (رضی اللہ عنہ) فعلمت ما فی السموات والأرض أخرجه البخاری  
عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں (ابی قول) کہ رسول  
اللہ ﷺ نے فرمایا (پھر اللہ جل جلالہ نے اپنا دست قدرت میرے دونوں کندوں کے  
درمیان رکھا جسکی خشک میں نے اپنے سینے میں پائی) سو میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں  
میں تھا اور جو کچھ زمینوں میں۔

(7) وعن ابن عباس (رضی اللہ عنہ) فعلمت ما فی المشرق والمغرب أخرجه البخاری  
عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا  
(پھر اللہ جل جلالہ نے اپنا دست قدرت میرے دونوں کندوں کے درمیان رکھا جسکی  
خشک میں نے اپنے سینے میں پائی) سو میں نے جان لیا جو کچھ شرق میں تھا اور جو کچھ  
مغرب میں تھا۔

(8) عن ابن عمر عن النبي ﷺ قال ان الله تعالى قد رفع لي الدنيا فانا انظر اليها  
والتي ماضو كائن فيها الى يوم القيامة كما انظر التي تكمن هذه أخرجه الصحيحان  
والطبرانی في كبيره وبعم في كتاب النفس والبنوعيم في الحلية  
عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے دنیا  
میرے سامنے پیش فرمادی میں نے اسے اور اس میں قیامت تک ہونے والی تمام (واقعات  
و اشیاء) کو دیکھا دیکھا جس طرح اپنے اس تجلی کو دیکھ رہا ہوں۔

\*\*\*\*\*

علم غیب مصطفیٰ از عطاء ذوالجلال  
نبی است و رسول است و حمیم ذوالجلال

و بی محمد و علی و آله و صحبہ

\*\*\*\*\*

﴿عدم مساوات﴾

انہی اہم مذکورہ احادیث سے تو یہ واضح رہا ہوتا ہے کہ علوم رسول ﷺ علوم باری تعالیٰ جل جلالہ کے مساوی ہو گئے۔ (العیاذ باللہ)

جواب تمام مخلوق کے علوم اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے محبوب ﷺ کے سامنے سمندر کے قطرہ کے مانند ہیں اور علوم مصطفیٰ ﷺ جل جلالہ کے علم کے مقابلہ میں سمندر کے قطرہ کے مانند۔

— ۴ —

کہ علومِ باہمی و تعالیٰ و معنوی  برابر نہیں۔ وجہ و امتیازِ ملاحظہ ہوں۔

|                                 |                                 |
|---------------------------------|---------------------------------|
| اور نبی کریم ﷺ کا علم بعض۔      | (1) اللہ تعالیٰ کا علم کل       |
| اور نبی کریم ﷺ کا علم عقلی۔     | (2) اللہ تعالیٰ کا علم ذاتی     |
| اور نبی کریم ﷺ کا علم غیر مجید۔ | (3) اللہ تعالیٰ کا علم مجید     |
| اور نبی کریم ﷺ کا علم تنہا۔     | (4) اللہ تعالیٰ کا علم غیر تنہا |
| اور نبی کریم ﷺ کا علم حادث۔     | (5) اللہ تعالیٰ کا علم قدیم     |

اے قہوت کے باوجود مساوات کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

(۱) اولیاء کرام کے علم غیب کا ثبوت (۱)

قرآن کریم کی روشنی میں

(۱) بدانکه انچه از اخبار و احادیث برقیب مرئی و معلول قطع و قطعاً قرآنی است۔

قال الله تعالى: **وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ إِمْرَأَتِ مُوسَىٰ إِذْ أُوذِيَ أَنَّ أَهْلَ بَيْتِهِ يَمُرُّونَ عَلَيْهَا فَأَعْلَنَ فِي قَوْمِهِ فَأَتَاهَا فِي الْمَكَّةِ الْمُبَشِّرَ فَقَامَتُ فِي الْبَيْتِ عَشِيرًا شَرِيفًا**

والإتحاف والإتحزب: النار أدرك اليك وعاملوه في العرسين (20)

وہاں ہوا علیہ السلام رسول مصطفیٰ نبیوں الزمات والارث باقیات نبوت حضرت مدیوہ ہونو است  
تخصی صبحی سورۃ ہن۔

موسلم مصطلح کے خلاف اصرار کے لئے میں ہادیہ علیہ السلام قیام کے دیے جانے کا

محمد قرآن کریم کا والد ہے (قرآن کریم میں رسول مصطفیٰ کے علاوہ دوسروں کے سے جی علم غیب ثابت ہے دیکھئے) اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ ہم نے موسیٰ علیہ السلام کی والدہ دی کی (ان پر اہتمام کیا) کہ اسے دودھ پلا سوا کرتے تھے (اور وہ) کہ اہل ذہن اسے نقل کر رہے تھے (اور اسے دنیا میں ڈال کر خوف نہ لے لے سکیں ہوتا تھا) ہم اسے تیری طرف بھیجے۔  
 گے۔ صاحب تفسیر مصطفیٰ لکھتے ہیں کہ دیکھئے موسیٰ علیہ السلام کی والدہ رسول مصطفیٰ نے ہی (پادجو) انکے انجمن الہام کے ذریعہ علم غیب عطا کیا گیا نیز ابھی تو موسیٰ علیہ السلام نے بھی نبوت کا اعلان نہیں کیا کیونکہ (پیدا ہونے کے) (اعلان کے) اور وہاں ایک طویل مدۃ موجود ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ محترمہ فیہ نہ تھی بلکہ ولیہ ہے کیونکہ کسی محترم کو نبوت عطا نہ کی گئی جتنے انبیاء شریف لائے سارے کے سارے مراد تھے۔  
 صاحب قصیدہ الہی فرماتے ہیں جو ماکالت سیاق علی بھی کوئی خاتون ہی بن کر نہیں آئی دیکھئے حضرت موسیٰ کی والدہ ولیہ ہے پھر بھی اللہ تعالیٰ نے انہیں علم غیب عطا فرمادیا۔  
 علامہ شامی لکھتے ہیں

وینکفی بذلك ما رآی ثلاث کرامات علم الغیب باعتبار القرآن عن المحضر بناء علی انه ولی وهو نقل عن جمهور العلماء وجميع العارفین وان کان الاصح انه من مجموعۃ رسائل الشامی جلد ۲، (312)

انبیاء کے علوم فیہ کے ثبوت کیلئے وہ تین کرامات کائی ہیں جن کا تذکرہ قرآن نے حضرت خضر علیہ السلام کے حوالہ سے کیا ہے۔ جسکے بارے میں جمہور علماء اہل الہدایہ، کاملین و عارفین نے فرمایا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ولی ہیں (اگرچہ بعض علماء نے فرمایا ہے) کہ اس سے یہ ہے کہ خضر علیہ السلام اللہ کے نبی ہیں۔

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کو بھی علوم فیہ عطا فرمائے ہیں۔  
 حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تذکرہ کرتے ہوئے۔  
 اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ثُمَّ دَخَلْنَا عَلَيْهَا الذِّكْرَ الْمَخْرُوبَ وَجَدْنَاهَا رَاقًا فَالْجَنَّتْ بِمَرْيَمَ أَنْ لَبَّىٰ هَذَا فَاثَلَّتْ  
 فَوَمِنْ عِنْدَ اللَّهِ، الآية بارہ ۳ سورہ ال عمران آیت (37)



## ﴿اولیاء کرام کے علم غیب کا ثبوت﴾

احادیث کی روشنی میں

سید المرقدی رضی اللہ عنہ کا ساریہ رضی اللہ عنہ کو حدیث شریف سے آواز دینا ﴿  
 اذ بعثت ابرہہ بن عبد شمس بعثت حبشا وامر علیہم وحلائد علی ساریہ  
 فیما امرهم بحطب فجعل یصیح یاساریہ الحبل فقدم رسول من الحبش فقال  
 یا امیر المؤمنین لقیبا عدو بالہرمونا فاذا بصالح یصیح یاساریہ الحبل فاسدما  
 ۱۰ ظہور ما لی الحبل فہرمہم اللہ تعالیٰ﴾

رواہ البیہقی فی الاثر النبوی (مشہور و منسلک فی کتب الفوائد) جامع القصص جلد ۲ صحت کلمات  
 (شکر) ۳۵۲

حضرت عہدہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک  
 لشکر بھیجا ہریان پر ایک شخص کو امیر پایا جنہیں ساریہ کہا جاتا تھا تو جب کہ حضرت عمر رضی اللہ  
 تعالیٰ عنہ طلحہ پہنچ رہے تھے کہ اچانک بلند آواز سے پکارا یاساریہ الحبل (اے ساریہ  
 پہاڑ کا جانب) انو پھر لشکر سے ایک قاصد آیا وہ کہنے لگا یا امیر المؤمنین ہم کو تیار دشمن طا  
 نبیوں نے ہمیں پیچھے ہٹایا تو اچانک ایک بلند آواز سے پکارنے والے نے پکارا اے ساریہ  
 پہاڑ کی جانب (ہو جا) ہم نے اپنی پشت پہاڑ کی جانب کی جب دشمن کو اللہ تعالیٰ نے شکست  
 دی۔ یہ حدیث نہایت مشہور و معروف ہے اور محکم کتب میں موجود و مکتوب ہے

## ﴿سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا خبر دینا﴾

کہ علم مادر میں لڑکا ہے یا لڑکی

(۲) صحابہ، اس میں بکوالصديق اللہ احمر عن حمل امرأۃ ذکر او کنان کذا لک  
 حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی ایک عورت کے حمل کے بارے میں کہ (اس  
 خاتون کے علم میں) لڑکا ہے اور ایسا ہی ہوا اس معجزہ صديق جنس جلد ۲ ص ۳۵۲

(۳) اس میں ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ لقد کان فی من  
 لکم من الامم ناس محدثون من غیر ان یكونوا سباء وان یکون فی امی فان عمر من  
 الخطاب منهم احمر حد البخاری

اس سے انور ہے، رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم سے پہلے  
 امتوں میں ایسے لوگ گذرے جو انبیاء نہ تھے (پھر بھی) انکی جانب الہام ہوتا تھا اور (اس  
 طرح کا) مہرکی امت میں سے عمر بن خطاب ہو گئے۔

شاذان بنوری محدثوں کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ محدثوں کا معنی ہے  
 ملہم۔ اور وہی معنی ہے الہام کے ہوئے۔ (جنکی طرف الہام کیا گیا)

۳۱ عن عائشة رضي الله تعالى عنها عن النبي ﷺ انه كان يقول قد كان في الامم  
 قبلكم محدثون فان يكن في امتي منهم احد فان عمر بن الخطاب منهم امر به  
 مسلمة وفيه اثبات علم الغيب للاولياء

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم سے پہلے امتوں  
 میں ایسے لوگ گذرے جو انبیاء نہ تھے (پھر بھی) انکی جانب الہام ہوتا تھا اور (اس طرح کا  
 ) مہرکی امت میں سے عمر بن خطاب ہو گئے۔

ہن احادیث میں اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم صحیح کے لئے علم غیب مطالی کا ثبوت ہے



غیب دانی اولیاء را بر طریق الہام است  
 کرامت آل معجزہ للانبیاء بتاؤ است۔

۱۔ منہ قرآن مجید، ج ۱، ص ۲۰۲



# انبیاء کے لئے علم غیب عطائی کا ثبوت

علماء کرام سے اقوال سے

۱) ابو یوسف (ای الانبیاء) علیہم السلام (بالمعجزات الباقیات للعادات) کالمعجزات بالمعجزات کلام الحمادات العباد السبب ورمضانی (313)، وشرح المعجزات السبب اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم السلام کی معجزات سے تائید فرمائی جسے نبیوں کی خبریں اور انہیں انبیاء کرام علیہم السلام کا حقوں سے کلام کرنا (معجزات فرق حادث کہ کہتے ہیں)

۲) ابو یوسف (ای قولہ) کنتی صمدہ الشریف وحقارہ عن المعجزات جوہرۃ التوحید واثبات المرید وحاشیۃ الامیر (57) حضور پر نور ﷺ کے معجزات لا تعداد ہیں۔ جسے حضور پر نور ﷺ کے سینہ مبارک کا پاک ہونا اور حضور پر نور ﷺ کا غیب کی خبریں دینا۔

۳) وبالجملة العلم بالغیب امر لقرآنہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ولا سبیل الیہ (ای الی العلم بالغیب) للعاد الا باعلام منہ تعالیٰ او الہام بطریق المعجزۃ او الکرامۃ او ارشاد الی الاستدلال بالامارات فیما یمکن ذلک لہ .

شرح المعجزات السبب ورمضانی (312) وشرح علی القاری للفتاویٰ (82) ماضی کلام یہ ہے کہ علم غیب اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے بندوں کی اس تک رسائی نہیں سوائے انکے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو احلام والہام کے ذریعے علم غیب عطا فرمادے جسے کہ (انبیاء علیہم السلام) کو مجرود کے طور پر اور (اولیاء کرام) کو کرامت کے طور پر عطا فرمایا۔

۴) ذکر وافی کتب العقائد ان من جملة کرامات الاولیاء الاطلاع علی بعض المعجزات۔ (والمعجزۃ حدہ قبل معرفۃ الکناج 278)

فقہاء میں مذکور کیا گیا ہے کہ اولیاء کرام کی کرامت میں سے بعض نبیوں کی اطلاع دینا بھی (اولیاء) کی کرامت میں شامل ہے)

۵) انصاری من تدل علی انہ تعالیٰ مقرب معلہ الغیب کثرت لقولہ تعالیٰ لا یعلم الغیب الا اللہ، ولقولہ تعالیٰ یوحیہ ما یشاء لا یعلمہا الا من یشاء لا یعلمہ الا من یشاء

ہی قولہ تعالیٰ ان ظلمہ عندہ علوم السامیۃ (الآیۃ) ان رجلا حواء الی السی منک فیما  
عسھا فسولت لکس لسم ان لو ان کثیرا من الاولیاء یطلع العیب من ہذہ الحصۃ  
وعیوھا حملو الایۃ علی ان یعلمھا بداتہ الالہ رمضان البیدی (312)

تمام نصوص اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ علم غیب کلی اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے۔ جیسے کہ  
اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے غیب (بالذات) سوائے اللہ کے (اور کوئی نہیں جانتا)  
دوسری جگہ ارشاد فرمایا کہ کے پاس غیب کی کتبیں چر نہیں جانتا (اس) غیب کو  
(بالذات) سوائے اس (اللہ) کے اور علوم غیب کی تخصیص اس قول سے یہ ہے کہ ایک  
آدمی حضور پر نور ﷺ کی بارگاہ میں یا حضورِ نہایت ہوئے اور ان (علوم غیب) کے بارے  
میں دریافت کیا تو یہ آیت نازل ہوئی۔

بہت علماء نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اولیاء کرام کو علوم غیب اور بہت سارے علوم طیبہ پر  
مطلع فرمایا ہے۔ تو (چنانچہ مسلمانوں کے ذہنوں میں اضطراب پیدا ہوا کہ ایک طرف علوم  
غیب کی تخصیص اللہ تعالیٰ کے لئے اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ نے ان علوم غیب پر ہدایا۔  
اللہ کو بھی مطلع فرمایا ہے تو ان (دونوں باتوں میں تطبیق کس طرح ہوگی)

سواء اسلام نے علوم غیب والی آیت اور (اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں سے علوم غیبیہ کی  
نہی پر مبنی آیات نازل ہوئی ہیں سب کو) اس معنی پر مہموں کیا ہے کہ وہ آیات جن میں  
انبیاء کرام و دیگر سے علم غیب کی نفی ہے اس سے مراد علم غیب ذاتی ہے نہ کہ عطائی۔  
۱۔۔۔ واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ کے لئے علوم غیبیہ ذاتی ہیں اور حضور پر نور ﷺ اور اولیاء  
کے علوم غیبیہ عطائی ہیں۔ انبیاء کرام کے لئے علوم غیبیہ انکے لئے بطور مجازات ہیں  
اور اولیاء کرام کیلئے علوم غیبیہ بطور کرامات ہیں۔

۲۔۔۔ میں کہتا ہوں۔ کہ مذکورہ بالا آیات و دلائل سے ثابت ہوا کہ انبیاء کرام و علیہم  
السلام اور اولیاء کرام کے علوم غیبیہ ذاتی نہیں عطائی ہیں۔

(۲)۔۔۔ اور یہ کہ انبیاء کرام کے علوم غیبیہ انکے لئے بطور مجازات کے ہیں اور اولیاء کرام  
سے سے بطور کرامات کے ہیں تو پھر اختلاف و امتزاج کیسے۔ مگر وہ کہ اللہ تعالیٰ کے  
ذات کا خوف رہنا چاہیے بارگاہ الہی میں توبہ کرنی چاہیے نیز اپنی غزوات و جہاد  
میں دینِ حق کا مسلک و عقیدہ اپنانا چاہیے۔ (تا کہ ہر جہنم سے نجات مل جائے ان



﴿اعتراض - جناب فقہاء نے تو فرمایا ہے﴾

نور حیا بالاشہود وقال اللہ تعالیٰ ورسوله ان اللہ والملك شہود کفر اذ اعتقد ان رسول والملك یعلم الغیب جامع الفصول فی الدرر المختار ورد المختار وغیرہا کہ اگر کوئی شخص بغیر گواہوں کے نکاح کرے اور کہا کہ اللہ اور رسول اور فرشتے گواہ ہیں (ایسا کہنے والا) کافر ہو جائے گا جب وہ یہ عقیدہ رکھے کہ رسول اور فرشتے غیب جانتے ہیں۔

﴿اعتراض کے جوابات﴾

محدثین دینریں و فقہاء نے اس اعتراض کا نہایت آسان جواب دیا ہے۔

(ابو یحیٰی یانہ یسک التوفیق بان المسمیٰ ہو العلم باستقلال لا العلم باعلام۔)

اسکا جواب دیا جائے گا کہ (جن آیات میں رسول کریم ﷺ سے علم غیب کی نفی ہے اور جن آیات میں رسول کریم ﷺ کیلئے علم غیب کا اثبات ہے) میں تطبیق ممکن ہے (وہ تطبیق اس طرح ہے کہ جہاں رسول کریم ﷺ سے علم غیب کی نفی ہو اس سے مراد علم بالاستقلال کی نفی ہے) (مطلب یہ ہوگا کہ رسول کریم ﷺ بذاتہ علم غیب نہیں جانتے) اور (جہاں رسول کریم ﷺ کیلئے علم غیب کا اثبات ہے اس سے مراد یہ ہے) کہ اللہ تعالیٰ کے احکام (نقلانے و مطاع کرنے) سے وہ علوم حضور پر نور ﷺ کو مطاع کیے گئے ہیں۔

سو تحقیق ہوگی کہ حضور پر نور ﷺ بذاتہ علم غیب نہیں جانتے اور جو علوم غیبیہ جانتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے مطاع کرنے سے جانتے ہیں۔ یعنی علم غیب الہی بذاتہ اور حضور ﷺ کا علم غیب مطاعی۔ حوالہ جات کے لئے مندرجہ ذیل کتب کا مطالعہ کیجئے

جامع الفصولی جلد ۲ بحث کلمات کفر (302) مراجعہ و شرح فقہ الاکبر لعلمی القاری (182) شرح الطحاوی جلد ۱ (312) ورد المختار جلد ۲ قبل المحدثات (278) وعلوی حنیفہ (222) (223) و الشیخ الاسلامی شرح الطحاوی جلد ۱ کتاب العلم (187) (210) وعلوی جلد ۲ (337) و الطحاوی جلد ۲ (260) (261) و النصوص فی الاشیاء المعروفة بالحق اعراف جلد ۲ (317) وعلوی جلد ۳ (260) (261) و شفا القاضی عیسیٰ و ہر سببوری

ان تمام کتب کی عبارات سے معلوم ہوگا کہ وہ شخص کافر نہ ہوگا کیونکہ نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کی مطاع علم غیب جانتے ہیں۔

معدن الحقائق شرح کنز الدقائق نے واضح الفاظ میں جواب دیا کہ وہ شخص کافر نہ ہوگا۔

وقی المصبرات والصحيح انه لا يكثر لان الانبياء يعلمون الغيب ويعرفون عليهم  
الاشياء فلا يكون كفرا

اور مضمرات میں ہے کہ صحیح قول یہ ہے کہ وہ شخص کافر نہ ہوگا کیونکہ انبیاء کرام (اللہ تعالیٰ  
کی عطا سے فہم جانتے ہیں) نیز ان پر اشیاء غیب کی باتیں ہیں۔ سو وہ شخص کافر  
ہوگا قطعی۔ مترجم)

(رہا یہ سوال کہ اسلام کلام منعقد ہوا کہ نہیں۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ فقہاء کرام نے کلام کے انعقاد کے جو شرائط لکھے ہیں وہ یہ ہیں۔

(النكاح يتعقد بالايجاب والقبول بلفظين يعبر بهما عن المعاضی او يعبر باحدهما عن  
المعاضی والاخر عن المستقبل مثل ان يقول زوجي ليقول زوجتك ولا يتعقد نكاح  
المسلمين الا بحضور شاهدين حرين بالغين عاقلين مسلمين اور رجل وامرأتين۔

ترجمہ۔ کلام منعقد ہوتا ہے کہ دونوں ماضی کے بیٹھے ہوں یا ایک ماضی کے بیٹھے سے اور  
دوسرا مستقبل کے بیٹھے سے۔ مثلاً کہے کہ تو میرے ساتھ عقد کلام کر لے۔ اور دوسرا کہے میں  
نے تیرے ساتھ کلام کر لیا۔ اور مسلمانوں کا کلام منعقد ہوگا مگر یہ کہ دو آزاد ماضی بالغ  
مسلمان ہوں۔ اور گواہ موجود ہوں۔ یا ایک مرد اور دو عورتیں موجود ہوں۔ اور مسلمان مرد یا عورت  
یا آزاد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی موجودگی میں ایجاب و قبول شرط قرار دیا گیا۔

چونکہ سوال مذکور میں وہ شرط نہیں پائی گئی سو وہ کلام اس شرط کے مفقود ہونے کے بناء  
منعقد نہ ہوگا کیونکہ قاعدہ ہے الاطلاق الشرطيات المشروطة۔ جب شرط فوت ہو جائے  
تو مشروط بھی فوت ہوتا ہے۔ گواہوں کا ہونا شرط ہے اور یہاں وہ شرط پائی نہ گئی تو کلام  
جو مشروط ہے بھی منعقد نہ ہوگا۔ قطعی۔ مترجم)

فرشتوں کا تذکرہ کرتے اللہ تعالیٰ جل جلالہ کا ارشاد فرماتا ہے۔

لَا عِلْمَ لَنَا بِالْمَاضِي

(فرشتوں نے کہا یا اللہ! ہمیں ہے ہمیں علم سوائے اگلے جہتوں کے عطا فرمایا۔

وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا

(حضرت آدم علیہ السلام کا تذکرہ کرتے اللہ تعالیٰ جل جلالہ کا ارشاد فرماتا ہے)

اور آدم کو تمام چیزوں کے ناموں کا علم عطا فرمایا۔

ذلک من انباء العیب نوحہا الذک۔ پارہ ۳۷ سورہ یوسف  
 رسول اکرم ﷺ کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ جل جلالہ کا ارشاد گرامی ہے کہ یہ غیب کی خبریں  
 میں جو ہم دہی لاتے ہیں آپ کی طرف

ذلک من انباء العیب نوحہ الذک۔ پارہ ۳۷ سورہ آل عمران  
 دوسری جگہ اللہ تعالیٰ رسول اکرم ﷺ کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے کہ یہ غیب کی  
 خبریں میں جو ہم دہی لاتے ہیں آپ کی طرف

وانا لقول علم لما علمہ ولكن انكر الناس لايغفلون۔ پارہ ۱۳ سورہ یوسف  
 اور چوتھی جگہ وہ علم والا ہے یہ کہ ہم نے اسے علم عطا فرمایا لیکن انکڑ لوگ نہیں جانتے۔  
 (حضرت آصف بن برخیا کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ جل جلالہ کا ارشاد گرامی ہے)  
 وعلمہ من لدنا علما پارہ ۱۵ سورہ کہف: ایت (85)

ہم نے اسے اپنی جانب سے علم عطا فرمایا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ ارشاد حضور ﷺ کی طرف سے ہے

محقق بقولہ تعالیٰ فلا یظہر علی عبہ احداً الا من ارخصی من رسول سیم الربا  
یہاں اس طم (فیہ) کی ٹی کی ہادی ہے جو طم یعنی واسطے کے طور پر حضور ﷺ کا طمع ہوا  
(اور فیہ پر اللہ تعالیٰ کے بتانے سے سوچ تحقیق ہے اس سے لگاتار ممکن ہے) اللہ تعالیٰ  
کے اس فرمان کی وجہ سے

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

(فلا یظہر علی عبہ احداً الا من ارخصی من رسول)

اللہ اپنے فیہ پر کسی کو طمع نہیں فرماتا مگر جس رسول کو پاس ہے (طم فیہ مطلقاً فرماتا ہے)  
جو غیر برآں اس اعتراض کے جواب پر لائق حقیقہ کی مہارت سے جواب دہندہ فرماتا ہے۔  
(۳) بلاشبہ مفسرین اطلاق الاولیاء علی بعض الغیوب الايمان المذكور فان فی  
السؤال ووجه عدم المسافات ان علم الاولیاء والاولیاء انما هو باعلام اللہ لہم  
وعلمنا بذلك انما هو باعلامہم لنا وهذا غیر علم اللہ تعالیٰ الذی غفرہ وہی  
صفة من صفات القدیمة الازلیة الدائمة الابدیة المستزہة من العبر وسمات  
الحدوث والفسف والمشارکة والانقسام بل هو علم واحد علم بہ جمیع  
المعلومات کلیاتہا وجزئیاتہا ما کان مہا وما یكون او یحوز ان یکون لیس  
بمصروری ولا کسی ولا حادث بخلاف سائر المخلوق فتاویٰ حدیثیہ (223)

سوال میں دو آیات جمع کر رہی دو اولیاء اللہ کے علوم غیبیہ پر طمع ہونے کے منافی نہیں۔  
مثلاً نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ انبیاء کرام اور اولیاء کرام کا علم اللہ تعالیٰ کی حلا سے ہے۔  
اور ہمارا طم انبیاء کرام، اولیاء کے بتانے سے ہے (انبیاء کرام، اولیاء کرام کا علم وہ علم  
نہیں) جو طم اللہ تعالیٰ کا نام ہے،

(انبیاء کرام اور اولیاء کرام کے علم اور اللہ تعالیٰ کے علوم میں امتیاز کے وجود یہ ہیں)

(۱) اللہ تعالیٰ کا (طم فیہ) قدیم ہے۔ (۲) لازمی ہے (۳) دائمی ہے (۴) بدی ہے

(۵) نتیجے سے پاک ہے (۶) حادث سے پاک ہے (۷) نقص سے پاک ہے (۸)

شک سے پاک (۹) تقسیم سے پاک

(۱۰) اللہ کا علم تمام اشیا کے کلیات و جزئیات کو محیط ایسا طم جس سے وہ اللہ تمام اشیا  
سے کلیات و جزئیات کو جانتا ہے جو جو چکا ہوگا اور جس کا ہونا جائز (مکن) ہوا ہے بھی جانتا ہے

(۱۱) یہاں علم (جو علم متعلق کی اصطلاح کی حقیقت ہے) نہ ضروری ہے نہ کی۔

۱۴۱ھ حادث ہے خلاف تمام عقول (کے علم سے) کیونکہ عقول کا علم ہی ان مطاع ہے اور حادث ہے۔

قاضی مہاض رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں

کہ حضور ﷺ کے علوم غیبیہ درحقیقت حضور ﷺ کا تجزیہ ہے

(۵) ہذا القاضی عباسی ومن ذلک ما طلع علیہ من الغیوب وما یکنون والاحادیث فی هذا الباب بحر لا ینزک لعمرو ولا یعرف عمرو وهذه المصحفہ من حملۃ معمراتہ المعلومۃ علی القطع الواصل الیہا عبرہا علی التواتر لکثرة روائہا واتفاق معانیہا علی الاطلاع علی الغیب شفاعۃ القاضی عباسی (127)

قاضی مہاض رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ جنہیں (ماکان) کہا یکنون کے غیوب پر مطلع کیا گیا اس بارے میں اتنے سارے احادیث موجود ہیں جو ایک سند پر کس سے یہاں سند جس کی تہ تک پہنچنا ممکن ہے جسکی گہرائی کا اندازہ ناممکن یہ حضور پر نور ﷺ کے تجزیات میں سے ایک تجزیہ ہے۔ حضور ﷺ کے علوم غیبیہ کے متعلق ہم تک کثیر راویوں نے تواتر کیا تھے اور اتفاق معانی کیا تھے خبر پہنچائی ہے۔

لہذا کہتے ہیں کہ یہاں جس (جو) بغیر گواہوں کے تلامذہ کرتے اور کہے کہ اللہ اور رسول اور فرشتے کوہ ہیں اس پر کفر کا فتویٰ صادر کرنا غلط ہے۔

قال فی التلخیص والی الحجة (لقاضی خان کمالی الکبیری) ذکر فی المملکت اللہ لا ینکفر (بوجود حملۃ)

تذاتی قاضی خاں مدظلہ العالیہ اور ملقط اسکا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ پانچ اجزاء کے علاوہ انھیں کا نہیں۔

(۱) لان الاشیاء تعرض علی روح النبی ﷺ

کیونکہ اشیاء حضور پر نور ﷺ کی روح مبارک پر پیش کی جاتی ہیں

(2) وان الرسل یعرفون بعض المعنیات قال اللہ تعالیٰ: عالم الغیب فلا یظہر علی

علیہ احد الا من اراد ان یشاء من رسلہ۔

اللہ تعالیٰ کے انبیاء بعض غیوب کو جانتے ہیں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ وہ اللہ عالم الغیب

ہے کسی کو اپنے غیب پر مطلع نہیں فرماتا مگر اپنے رسولوں میں سے جسے چاہے (مطالعہ ۱۰۲)۔  
 (3) غلبت بل و ذکر و الی کتب العقائد ان من جملة کرامات الاولیاء الاطلاع علی بعض  
 المعنیات

بلکہ میں کہتا ہوں کہ اہل سنت و جماعت کی کتابوں میں موجود ہے کہ اللہ والے بعض غیب  
 پر مطلع کئے جاتے ہیں اور یہ اگلی کرامات میں سے ایک کرامت ہے۔

(4) بورق و اعطی المستزلة المستدلیں بهذه الآية علی نفعیہا (وجود الورد) بان الاظهار  
 التذکر المحدث فی الآية بالاستثناء بلا واسطہ

اہل سنت و الجماعت نے معتزلہ کا رد کیا ہے کہ وہ جو آیات اپنی استدلال میں پیش کرتے  
 ہیں حقیقت میں یہ اس علم کا اثبات ہے کیونکہ آیت مبارکہ میں اس علم کی نفی ہے جو علم  
 واقعی ہو (اور ہم حضور ﷺ اور اولیاء کرام کے لئے علم غیب عطا فرماتے ہیں) یہ علوم خود اس  
 استثناء سے ثابت ہو رہی ہیں جو اس آیت میں موجود ہے (وہ یہ ہے الامن او نفسی من  
 وصولہ) (پانچویں وجہ مستند اہل ہے)

(5) او المراد من الرسول الملک ای لا یتطهر علی غیبہ بلا واسطہ الا الملک اما  
 النبی ﷺ والاولیاء یتطہرون علیہ بواسطہ الملک او غیرہ۔ شامی جلد ۲ فیل  
 المعرمات۔ (276)

یعنی آیت میں لفظ رسول سے مراد فرشتہ ہو تو معنی یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کسی کو غیب پر مطلع  
 نہیں کرتا مگر فرشتہ کے ذریعہ (مطلع فرماتا ہے) نبی کریم ﷺ اور اولیاء کرام کو اللہ تعالیٰ نے  
 فرشتہ یا اولادِ پیہ سے (غیب پر) مطلع فرمایا۔  
 ثابت ہوا کہ اس مسلمان کو کافر نہ کہیں گے۔

﴿تیسرا جواب یہ ہے﴾

کہ بعض محال اگر یہ مان لیا جائے کہ اس شخص کو قطعاً تو کافر نہ کہیں گے مگر کفر کا احتمال  
 تو بہر صورت ہے۔ میں کہتا ہوں کہ صورت احتمال میں بھی اس شخص کو کافر کہنا جائز نہیں۔

(۱) یصل عن قال ان المؤمن یعلم الغیب بل یتکفر لا یمن او یستعصل بحوار العلم

محرمیات میں القیوب (فاحجاب بقولہ) لا یطلق القول بکفرہ لاحتمالہ کلامہ و من  
 تکلم بما یحتمل الکفر و غیرہ واجب استقصاۃ کما فی الطرہ و غیرہا و من تم قال  
 الرافعی یسعی الذلیل عن احد لفظ ظاہرہ الکفر ان ینأمل و یحتمل النظر فیہ فان  
 احتمل ما یخرج اللفظ عن ظاہرہ من ارادة التحصیص أو محار أو نحو هذا مثل  
 اللفظ عن مراده وان کان الاصل فی الکلام الحلیفۃ و العموم و عدم الاعتماد لان  
 الضرورة ماسة الی الاحتیاط فی هذا الامر لفظ المحتمل فان ذکر ما یسعی عنہ  
 الکفر بما یحتملہ اللفظ ترک فتاویٰ حدیثیہ

لہذا ہی حدیث کے مصنف علیہ الرحمۃ سے پوچھا گیا

(حضرت) اگر کوئی شخص کہے کہ مسلمان فحیب جانتا ہے۔ کیا وہ ان دہائیات و نہات کی راہ سے  
 کافر ہو جاتا ہے؟

ہاں سے یہ پوچھا ہے (کہ تو نے کہا کہ مسلمان فحیب جانتا ہے تو تیری مراد اس فحیب سے  
 کچھ) بڑیاہت ہیں (یا کل علوم فحیبہ ہیں)؟

تو حضرت نے جواب دیا کہ اس شخص پر کفر کا احراق نہ ہوگا کیونکہ اس کی بات میں (دلوں  
 یعنی کافر ہونے اور نہ ہونے کا) احتمال پایا گیا ہو جو شخص اسکی بات کرے جس میں احتمال  
 کفر پایا جائے تو اس سے اس کی تفصیل پوچھنا ضروری ہے یہی بات (کتاب) الروضہ وغیرہ  
 موجود ہے۔

حضرت امام رافعی دہت علیہ فرماتے ہیں

اگر کسی شخص (کی زبان سے) ایسا کلمہ نکلا جو ظاہر کفر ہے تو (انہایت) محال (غور و فکر) کرنا  
 (ضروری ہے) نیز اس میں اسحاق تقر (گہری سوچ و پندار) لازمی ہے، اگر اس کلام میں  
 ایسا احتمال موجود ہو کہ (اس لفظ سے ظاہر جو مطلب لیا جاسکتا ہے) جیسے کہ اس مسلمان  
 سے (مراد مخصوص مسلمان ہو جیسے انبیاء کرام یا اولیاء کرام) تو اس کے لئے چونکہ اللہ  
 تعالیٰ کے ارشادات موجود ہیں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے (فلان یطہر علی عبد احدہما  
 الا من ارغص من رسول اللہ عالم القیوب ہے) کسی کو اپنے فحیب پر مطلق نہیں فرماتا مگر  
 اپنے ساتوں میں سے جسے چاہے (مطافرتا ہے) اس کی راہ سے وہ کافر نہ ہوگا)

یا ہو سکتا ہے کہ اس شخص کا اس الفاظ سے مراد ہمارا ہو (حقیقت یہ ہے کہ بہت بھاری ہتھیاروں  
صورت میں بھی وہ بننے والا کافر نہ ہوگا۔)

حاصل کلام یہ ہے کہ عظیم سے اس کی مراد معلوم کی جائے (اگر وہ ہے کہ میری مراد اس  
کلمہ سے یہ ہے کہ مسلمان پلڈاٹ "مذہب" علم فیہ جانتا ہے ہرگز کفر میں شک نہیں اور  
اگر مراد وہ ہو جو ہم لوہے ذکر کرائے ہیں تو ان صورتوں میں کافر نہ ہوگا)  
اگرچہ کلام میں حقیقت، عموم، موعود، الاضداد ہی اصل ہیں۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ ایسے شخص کلمہ کے صدور میں (کفر کا ثبوتی صدر کرنے میں نہایت  
احیاء کی جائے)

سو اگر ایسا کلمہ ذکر کیا گیا جس سے ایسے کفر کی نفی ہو رہے، احتمال کے، تو اسے چھوڑ دیا جائے  
کا (اس پر ہرگز کفر کا ثبوتی صدر نہیں کریں گے)

حسام احمدی سے جب اس سوال کے بارے میں پوچھا گیا تو جواب دیا کہ

ثم مثل الحسام الهندی جلد ۲ (312) ومثی استقصیل لقال لزودت مغولی العزم  
یعلم الغیب ان بعض الاولیاء قد یعلمہ اللہ بعض المعربات قبل من ذلک لانه جابر  
عقلا وواقع ندلا اذ هو من جملة الکرامات الخارجة عن الحصر علی صغر الاعصار  
لبعضهم یعلمہ بحطاب.

جب اس سے پوچھا گیا اور اس نے کہا کہ اس "کلمہ" کے مؤمن فیہ جانتا ہے سے مراد  
یہ ہے کہ بعض اولیاء اللہ بعض نبیوں پر اللہ تعالیٰ کے بتانے سے مطلع ہیں (تو اس کا یہ قول  
قبول کیا جائے گا اور اس پر کفر کا ثبوتی صدر نہیں کریں گے)

کیونکہ ایسا ہونا عقلاً، نظراً جائز ہے ایسی باتیں اللہ تعالیٰ کے ولیوں سے واقع ہوئی ہیں  
نیز یہ ایسے کرامات سے ہے (ایسی کرامات اتنی کثیر ہیں) جو بتانے کے گزرنے سے (اور  
بہت ہیں کم نہیں ہوئیں سو ان) (کرامات کا) صغر مانگنا ہے (اولیاء کرام کے مراتب مختلف  
ہیں) کوئی ولی اللہ تو ان نبیوں کو بطور خطاب جانتے ہیں

(۴) وبعضہم یعلمہ بکشف صحاب اور بعض اولیاء اللہ اس (طیب کو) بطریق کشف  
جانتے ہیں کہ انکے سامنے سے تمام پردے ہٹا دیے جاتے ہیں اور وہ اسے جان لیتے ہیں۔



(۳) وبعضہم یکتشف له عن الفروج المحفوظ حتى يراه. الحسام الہدیٰ ،

اور بعض انبیاء اللہ تو وہ ہیں کہ انکے لئے لوح محفوظ سے پردہ ہٹا دیا جاتا ہے

سودہ لوح محفوظ پر سب مکتوبہ دیکھ لیتے ہیں۔ (مجموعہ رسائل الشیخ جلد ۲: ۲۱۲)

(۴) وہاں برائے کمال سے خاص شخص انکار نہ کیا جائے گا۔ (تعلیق۔ ترجمہ)

ان نبیوں سے مجمع فیوہ مراد نہیں (وہ مجمع جو اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت ہیں)

دیکھئے اسید شریف فرماتے ہیں

(۱) قال السيد الشريف الاطلاع على جميع المعينات لا يجب للنبي ﷺ (فلا يورد

سالاوئی) ولذا قال سيد الانبياء عليه الصلوة والسلام ولو كنت اعلم الغيب

لاستكثر من الخبر شوح المواقف والكبير بشاوي وانحاء المعريد شرح

جوہرۃ الثوب حیدو النحاون۔

کہ مجمع فیوہ پر مطلع ہوا حضور ﷺ کیلئے جوت نہیں تو وہیں کیلئے بطریق اولیٰ جوت نہیں

اس لئے کہ حضور ﷺ نے فرمایا (اللہ تعالیٰ کا ارشاد کرانی ہے اسے محبوب ہے آپ فرما

دیتے کہ) اگر میں علم غیب ہوتا تو میں غیر کثیر پالیتا۔۔۔

### پانچواں جواب

پانچواں جواب یہ ہے کہ نصوحی لگی۔ لیکن الاطام تھے اور نصوحی اثبات۔ بعد الاطام ہیں

لہذا منکات نہیں (یعنی وہ آیات جن میں حضور پر نور ﷺ کے علوم غیبیہ کی لگی ہے وہ

علوم غیبیہ کی عطائے پہلے ہیں اور وہ آیات و منات جن میں حضور پر نور ﷺ کے علوم

غیبیہ کا اثبات ہے وہ علوم غیبیہ کی عطائے بعد ہیں لہذا آیات قرآنی میں کوئی اختلاف

نہیں بجا برتتا دینی تحقیق ہاں ہے جو بیان کردی گئی اس پر دلیل ملاحظہ ہوں۔

سائب فقیر نازی ٹھیکتے ہیں

(۱) ابو جحافل ان سکون قال ذلک قبل ان یطلعه اللہ تعالیٰ علی علم الغیب فلما

اطلعه اللہ تعالیٰ فلا یظهر علی غیب احد الامم ان نصی من رسول عربی و احد امم

اقبال ہے کہ یہ آیت اعلان الغیب سے پہلے ہو کر جب اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ

و علوم غیبیہ عطا فرمائے تو ارشاد فرمایا فلا یظهر علی غیب احد الامم ان نصی من رسول

کسی کو اپنے قیب پر مطلع کسی اور (مگر ان کے) دل کو پاسد سے بے جا

وہی جواب یہ ہے

۱۔ پہلا جواب یہ ہے کہ حضور پر نور ﷺ کا اپنی ذات سے علم قیب کی نئی اور نیا تواریخ  
 ادب پہلی سید (نور) حضور ﷺ است کو یہ اعلان پاتے ہیں کہ یہ علم اللہ تعالیٰ کے حصہ  
 سے ماننے نہ ہونے کے برابر ہے۔ اس پر دلیل ماضیہ ہو۔  
 صاحب تفسیر عمل فرماتے ہیں

۱ فان قلت لقد احرى النبي ﷺ عن المعصيات وحده احوادث في الصحيح بذلك  
 وهو من اعظم معجزاته ﷺ فكيف الجموع به ومن قوله تعالى ولو كنت اعلم  
 الغيب لاستكثرت من الخير فلست يحتمل ان يكون قاله على سبيل التواضع  
 والاذن او المعنى لا اعلم الغيب الا ان بعلم الله تعالى عليه ويقدره له

خازن جلد ۲ سورہ اعراف (268) قم جمل جلد ۳ اعراف (217)

المرکبہ سوال کرے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے کہ محبوب ﷺ آپ فرمادیتے کہ اگر  
 میں قیب جانتا تو غیر کثیر پاتا۔ جب کہ حضور پر نور ﷺ نے بہت سارے قیوب کی خبر دی اور  
 ان باب میں (یعنی رسول اللہ ﷺ کیلئے قیب کے علم کے ثبوت میں) احادیث کثیرہ اور  
 ہیں (نیز ان قیوب کی خبریں) حضور پر نور ﷺ کے عظیم معجزات ہیں پھر قرآن کریم کی آیت  
 اور احادیث (بلکہ خود قرآن کریم کی آیات میں تحقیق کس طرح ہوگی صاحب جمل و صاحب  
 تفسیر خازن فرماتے ہیں کہ لکھنا یہ ہے)

کہ (جن آیات میں حضور پر نور ﷺ سے علم قیب کی نئی ہے وہاں یہ علم قیب پہلی  
 ہے اور جن آیات میں حضور پر نور ﷺ کیلئے علم قیب کا ثبوت ہے وہاں علم قیب مطلق  
 مراد ہے) پھر اس آیت میں دو احتمال موجود ہیں

(۱) ہو سکتا ہے کہ حضور پر نور ﷺ نے یہ بات اذوائے تواضع (عاجزی و انکساری) کے کسی سر  
 (۲) اور احتمال یہ ہے کہ اس آیت کا معنی یہ ہے کہ میں قیب نہیں جانتا سوائے اللہ تعالیٰ  
 کے اعلان کے۔ اور اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر ہے (کہ اپنے محبوب ﷺ کو جس قدر چاہے  
 علم قیب عطا فرما دے)

## سوالوں کا جواب یہ ہے ﴿

(۱) ﴿قُلْ لَا أَقُولُ لَكُمْ﴾، ولم يقل ليس (عبدی عزرائیل اللہ) لہعلم ان عزرائیل اللہ تعالیٰ عنہ وہی العلم بحقائق الاشیاء وماہیاتہا عنہ بارئ اللہ سرہم ایاتہا فی الافاق و فی انفسہم باستجاب دعائہ ﴿۱﴾

فی قولہ اَرانا الاشیاء کماہی والکنہ یکلم الناس علی قدر عقولہم (و لا اعلم العیب) ای لا أقول لکم ہدایع اہ ﴿۲﴾ کان یحورہم معاصی و عمامیکون باعلام الحق تعالیٰ و لذلک فی قصۃ المعراج فطرت فی فی قطرة علمت ماکان ومایکون تصور ہشادہوری (علامہ غیثاچری) اس آیت کی تفسیر کرے ہوئے فرماتے ہیں

اللہ تعالیٰ نے ہوشیار کیا اسے محبوب ﴿۳﴾ آپ فرمادیجئے کہ میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس خزانے ہیں) نبی کریم ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ میرے پاس خزانے نہیں تاکہ (امت پر) غایب ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کے خزانے حضور پر نور ﷺ کے پاس ہیں (خزانے حقیقت میں) اشیاء بمع حقائق و ماہیات کے علم کا نام ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو عطا فرمایا (اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ سرہم ایاتہا فی الافاق وہی انفسہم) (مقرب ہم انکودیا کے اطراف و کفاف میں اپنی نشانیوں دیکھاؤں گے اور انکے قلوب میں) یہ آیت درحقیقت حضور پر نور ﷺ کی دعا کی قبولیت کی نشانی ہے۔ کہ حضور پر نور ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی، یا اللہ ہمیں اشیاء دیکھاؤ، جس انداز میں موجود ہیں (اللہ نے دیکھاؤی مطالعہ کے طور مشرق و مغرب کی فتوحات وغیرہ) لیکن (بات دراصل یہ ہے کہ) حضور پر نور ﷺ ان سے اتنی بات فرماتے تھے بخشی کہ وہ آسانی سے سمجھ جائیں۔

علامہ غیثاچری فرماتے ہیں

دوسری آیت مہدک (و لا اعلم العیب) میں فیہ نہیں جانتا کا مطلب یہ ہے کہ میں تم سے نہیں کہتا کہ میں (از خود) فیہ جانتا ہوں۔ باوجود انکے حضور پر نور ﷺ نے صحابہ کرام کو ان اشیاء و حالات کی خبر دی جو گذرے ہوئے زمانے سے متعلق ہوں یا آنے والے زمانے سے متعلق ہوں یہ سب اللہ تعالیٰ کے قلم سے ہے (یعنی علم فیہ عطائی ہے) (اللہ تعالیٰ نے)

نہ نبی کریم ﷺ معراج کا اللہ جان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ یا اللہ تو نے میرے من میں قلم (درست) لپٹا یا سو میں نے جان لیا جو کچھ پہلے گذرا ہے اور جو کچھ آنے والے زمانے میں آگا۔



قطرہ رحمت ہے ثابت مصطفیٰ کے قول سے (۱۱)

اٹھ گئے پروے حجابی ارض و سماں کے حول سے

علم غیب مصطفیٰ ثابت از قرآن ہے

معجزہ سرکار کا یہ رحمتِ منان ہے

مستور تھے محبوب تھے اشیاءِ ارضی اور سماں

دے دیئے علوم سارے رب کا یہ اعلان ہے

راخ فی العقیدہ ہے خادمِ قادری ہے بے نوا

ہے کرم اس رب کا یار و جو مالک الرضوان ہے

لکھ دئے اغراض بھی مقاصد بھی ہیں افکار بھی

مفتی اعظم بلاریب مفسر قرآن ہے

از تہجد فکر محمد مہدِ العلیم القادری جمرات، جہرہ ۱۳۷۰ھ



(ثبوت بیعت)

و شرائط مرشد

مصنف

مفتی شاستہ گل القادری

مفتی مسیح احمد مدظلہ العالی

محمد عبدالعلیم القادری

ترجم

دارالعلوم قادریہ سبحانیہ

تألیف

ہاشم مفتی اعظم برصغیر ہندی العالی

شاہ فیصل ہاؤس 5 کراچی 25 پاکستان

فون! 03332108534



الحمد لله رب العلمین، الذی جعل اهل السنۃ والجماعۃ ورثۃ النبی  
والصلوة والسلام علی الفصل الاسماء والمرسلین ﷺ وعلی الہ واصحابہ  
المتمسکین بالحق المبیین اعابعد

حضرت علامہ ◉ امام المتکلمین ◉ زبدۃ العارفین ◉ حجتہ اللہ علی العالمین ◉  
تاجدار اہلسنت ◉ شیخ التفسیر والحديث ◉ محبوب العارفین ◉ زبدۃ العاشقین ◉  
حجتہ انوار صلیین ◉ غوث العارفین ◉ خولید خوابان ◉ مبلغ اسلام ◉ مفتی اعظم سرحد  
مفتی شائستہ کمل رحمت اللہ علیہ (ساکن انڈی شہادۃ مردانہ مطربی پاکستان)  
فرماتے ہیں کہ

میں نے جب وہابیوں کو بحث مسنونہ سے انکار کرتے ہوئے سنا تو میں نے  
ازبہ نے فہرست اسلام یہ رسالہ ممکن

(انبات البیۃ بالکتاب والحديث واجماع الامۃ) ۱۳۸۳ھ میں مرتب کیا۔

بہ حیضہ وکرمہ ذالک فصل اللہ بوقتہ من ینشاء واللہ ذو الفضل العظیم

یہ رسالہ ایک مقدمہ نورانی انبات پر مشتمل ہے۔ پھر مقدمہ چار امور پر مشتمل ہے

## ﴿امراول﴾

واعلم ان البيعة من مفسد الاياد عليهم الصلوة والسلام ومن مفسد الحلفاء  
المراشدين الى يوم القيامة باقى بلا تكثير (الى آخر الكلام) السيد الجلال ثم تذكر  
الامر اربعة اشراذ

بيعت انبيائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور حقانے راشدین علیہم السلام سے ہے اور  
بقی کی انکار کے قیامت تک باقی رہے گا۔

۱۔... دحو لہ فی حکمہ شیعہ دحو لہ فی حکم اللہ ورسولہ و احباء منہ الصبیحة۔  
مر یہ کاسپے مرشد کے علم میں داخل ہونا اللہ جل جلالہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں داخل  
ہونا ہے اور بیعت مسنونہ کے طریق کو زندہ کرنا ہے۔ عوارف العارف ثم اثبات بیعت (۲۱)

### ۲۔ امر دوم۔ بیعت کی تعریف میں ہے ﴿

فہو بيع لعزى والسع فى اللغة مقابلة شئ بشئ على وجه العروبة وفى شرح راد  
سمعت السعاهدة صبيحة تنسبها اليها فان الامم اذا التزموا قول شرط عليهم من  
تكاليف الشرع طمعا فى ثواب المرحم وهو ما من عقابہ وحسن عليه الصلوة  
والسلام ذلك فى مقابلة وفائهم بالعهد المذكور فصار كان كل واحد منهم باع  
ماعهده بما عهده الآخر (التفسير جمل جلد ۲ صفحہ ۳۳۳)

بیعت لغت میں معاہدہ اور معاہدہ کہتے ہیں یہ بیع لغوی ہے اور لغت میں بیع اسے کہتے  
ہیں کہ ایک شئی کو دوسری شے کے عوض میں دینا گویا ایک شے مقابل ہے دوسری کے۔  
اور بیع مذکورہ نامی کتاب میں ہے کہ "معاہدہ" نہایت ہے، کیونکہ امت اپنے اوپر جب تکالیف  
شرعیہ مع شروط کے قبولیت کا التزام کر لیتی ہے، اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید اور عذاب  
الہی سے بچنے کیلئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدہ کو کوہ پورا کرنے کی بناء پر ان کے (دوسرے)  
جنت کے (بھائی) ہو جاتے ہیں۔ یہ تکالیف شرعیہ دوران کا پورا کرنا ثواب آخرت کے بدلے،  
اور عذاب کا خدائی ہونا راہداری ہے جیسے ولی کی شئی کو دوسرے کے ہاتھوں عوض سے  
دینے کا بیع۔





Figure 1



مجلس

اینکه بعضی بگویند که عالمی قهرمان و روان و طبع عظیم و بی و کلام و بی غنی که در هر دو داشته باشد چنانچه  
و غیره در عقل واقع شده و در آنجا که طالب علم از او بیاطلاع باشد و به سبب نقصان  
علم و بی ادب و علم غرض نماید و کلام و درجه از ادوات عبارات و اشارات و علم را جز آنکه  
یا آنکه این علم تمام اشارات است و عبارات واضح و غیره و اینها شاید و باید که علم کلام را با حق  
و یافت باشد و طریق و توفیق میاید به و علم نیز که در هر دو که معرفت است و صفات باری تعالی  
در هر دو علم متحدند و در اختیار آنها چنانچه اند و اینها در عقل است و غیر آنکه در علم کلام قال  
است عقل با اینها چنانچه است و عقل و آنجا که در دلائل عقل است و عقل با اینها چنانچه  
و در هر دو با غیر از عقل.

یہی علماء ناقص را احترام از چہاں بچہ کرد، کہ آدمی را از شیر مردم خورد۔

۴۰۵۲۷۳

کہ وہ جو تیر فی اعلم ہو (علم کا مستند ہو) اسی طرح علوم دینیہ اور عقائد دینیہ اور مقامات علمیہ کا پیر ہو، تاکہ پہلے تو اس کے اپنے مقام و یقین میں خلل واقع نہ ہو، تب وہ اس طرح (روحانیت) کا طالب ہوگا، کیونکہ بہت سارے جہاد، یا کم علم یہود علمیت نہ جانتے، نہ اس میں آئے (حق و باطل میں) اور کافر ہوئے، کیونکہ وہ اس علم (روحانی) کے مہارت و اشتراک کے اور اک سے عاجز ہیں، لہذا یہ کہ یہ علم بقدر اشتراکات ہیں، یہ علم صرف مہارت سے واضح نہیں ہوتا، ان علوم (کسی خاصہ) کا حصول اس لئے بھی ہے کہ بغیر اس سے انہوں علوم (شریعت و ریاضت) میں نہ توفیق مل سکے، اور نہ وہ امتیاز جان سے یہ علم نہ اس کی تھان بھی حال ہی معرفت و انہوں علوم سے یہاں حاصل ہوتی ہے اس علم کا حصول اور یہ توفیق کا قائل ہو، دونوں علوم کو ایک سے دے دے

کہتا ہے۔۔۔ غلطی کرنا ہے اور دوسروں کو بھی کرنا کہنے والا ہے۔

یہ علم کلام اس میں صرف قبل و قال ہے۔ جب کہ یہاں حال ہی حال ہے علم کلام میں نقل و نقل کو دیکھیں۔ جب کہ یہاں انتہاء سوانہ پڑھ تو اپنی جگہ وہ لوگ جو عالم کمال نہ ہوں۔ معمولی سا علم رکھتے ہوں۔

وہ بھی دیکھتے ہیں سے احتراز کریں، ایسا احتراز (پہنا) جس طرح (اپنی حفاظت کے لئے) غیر سے احتراز کرتا ہے۔ (احترازی پہنا)

(دوسری شرط ہے)

(۲) شرط دوم آنکہ ایسے شخص زائد و مابعد و ماضی کے آزاد آخرت تا خود مہادت و طاعت و کثرت ریاضت دل خود را صفا کردہ کہ آئینہ قلبی ہستیاں قبول آن علم گردد و در هر چند معصیت و لغت و زود تعلیم و تکریم لہا پریدہ و ہر دو ہر دو نام کھد بر اصل کلی نرسد با خوف الخار و زود ہاشد بقول من قال

توہدیں رفتن بہول کی رہی

توہدیں سیرت بہاصل کی رہی

پس اگر آن جانے و پس اشترونی

ہاسک روحاں ہدیں دل کی رہی

دوسری شرط یہ ہے

کہ وہ جو مابعد و ماضی ہو تو شہ آخرت کا منظر (آخرت کا منظر کرنا) ہو تو شہ زور و کوکھا جاتا ہے یعنی جو ایسا ہو جسے دنیا کی لالچ نہ ہوں وہ تو شہ آخرت پر نظر رکھے تاکہ مہادت و طاعت و کثرت ریاضت کے نور سے اس کا دل (ہر طرح کے غماض) سے پاک و صاف ہو کہ صفا ہو جائے مابعد و ماضی کے دل علم و روحانیت کو قبول کرے مابعد و ماضی ہو یعنی وہ جو عالم نہ ہو آئینہ قلبی علم روحانیت کی قبولیت کی استطاعت نہ رکھتا ہو، مابعد و ماضی، مذکورہ (کہ وہ جو ماضی علم نہ ہو مابعد و ماضی ہو تو شہ آخرت کا منظر نہ ہو آئینہ قلبی منہج الی اللہ نہ ہو) شخص جو ماضی کر مرید پنہایت شفیق بن جائے اس کا منہج بنے مابعد و ماضی کی نہایت کوشش کر رہا ہے وہ مرید اپنی مثال تک نہیں پہنچ سکتا، بلکہ بلانگہ و سی خوف کے (مجھے کہنے) کہ وہ مرید (ایسے ہے علم و طاعت و ماضی) کا مرید ہو بلکہ مذکورہ بن جائے گا۔



دائے بائیں تابع ہواصال و متصل باشد کفرہ علیہ الصلوٰۃ والسلام پس  
 العدید الہوی بصلہ ذوالکبر جو حی آورده است کہ نصیب ذویہش این است  
 کہ نفوی شعار خود سار دویدند کہ قرآن همه وعدہائی نیکو مر خدا ترسان  
 راست نہ مرد دایمندان را وہ حاحیان را وہ غایبان را وہ شیخان را  
 نہ سیدان را وہ اہلخان طاہری را کہ بظاہر اعداند وہ حواجگان را کہ  
 لوجہرام گیرند و گمراہ کشند و سان دہند و خلق را صید خود کند النہی  
 کلامہ۔ و ابصار یہ بدانکہ این بہشتان را حق تعالیٰ ترسیدن یاد کرد نہ  
 مایمان بعضی گفت الذین یخشون و لیگفت الذین آمنوا تا مایمان کہ مقصود  
 سرورگ از ایمان ترس خدا است قال البی رحمہ اللہ من قال لا الہ الا اللہ خالصا  
 مخلصا دخل الجنة قالو اوما اخلصها قال ان تحمروہ عن المحارم فاعلموہ شود کہ  
 ایمان آوردن سے اخلاص نتیجہ میندہد ، و اخلاص کلمہ طیبہ باز استادن است  
 از حرام و لغویں حد تعالیٰ ہستہی

### تیسری شرط یہ ہے

کہ وہ جو رب کریم سے ڈرنے والا ہو (بال و غیرہ) اور کتب غلط کا عقیدہ نہ ہو نہ  
 ان کتب کی صداقت پر یقین رکھتا ہو، یہاں تک کہ کتب مذکورہ کا مطالعہ بھی نہ کرے اور نہ  
 اعتقادات میں ثابت قدمی نہ رہے کی اور مقام یقین سے محروم ہو جائے گا نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
 سے دین (دین اسلام) کی منہاس نہ پائے گا کیونکہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا نہ ہو،  
 وہ حقیقت کو پانے کا حقیقی طالب نہ ہوگا، بلکہ وہ خواہشات نفسانیہ کا طالب کہلائے گا اور  
 اداۃ شیطانہ اس کی مطلوب بن جائیں گی تو وہ خود بھی گمراہ ہوگا اور دوسروں کو بھی گمراہ  
 کرے گا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندوں میں برآمد وہ ہے کہ جو خواہشات نفسانیہ کا بندہ بنے۔  
 خواہشات نفسانیہ اسے گمراہ کر دیتی ہیں تعمیر چٹائی میں مکتوب ہے کہ درویش کا خادم یہ ہے  
 ۔ ۔ ۔ پیڑ گاری ناچا شعار تائے یاد رکھ کہ قرآن کریم میں جتنے وعدے مذکور ہیں وہ صرف  
 نہ ۔ ۔ ۔ سے ہیں جو حق پیڑ گار ہوں (خاموشی) عقل مندوں (سوا کار) کا میں (دینی)

مذہبوں (ہمارے نام) کاٹنا (قات پر فکرنے والے بدعتیہ)

سیدوں، خارجی زاہدوں اور (نام نہاد) خواجوں جرم و حدود کے لئے احادیث کے ساتھ امتحان کرتے ہیں۔ حقیقت میں احوال حرام کرتے ہیں، دراصل ان اوصاف سے متصف لوگ اللہ تعالیٰ کے بندوں کا ٹھکانہ کرتے ہیں، یہ شکایتی ہیں اللہ تعالیٰ کے ان وعدوں سے ایسے لوگ مشتعل ہیں۔

کیونکہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اہل بہشت (جنت والوں) کو اللہ تعالیٰ کے بندوں کی صفات سے متصف کیا ہے۔

متصف چٹائی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے دنیا ہی مقصود ہیں، یہ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ جس نے غافل و غفل ہو کر لا الہ الا اللہ پڑھا، جنت میں داخل ہوگا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ (اے اللہ کے ساتھ کلمہ توحید پڑھنا کیا ہے؟) حضور پندھنے فرمایا، اخلاص سے کلمہ پڑھنے کا مقصد یہ کہ اللہ تعالیٰ نے جو اشیاء حرام فرمائی ہیں ان سے بچنا، معلوم ہوا کہ بغیر اخلاص کے ایمان لانا مفید نہیں ہے۔

نکاح، غلامہ کلام یہ ہوا کہ اخلاص کے ساتھ کلمہ توحید پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان تمام حرام اشیاء سے بچے اور نبی کریم کے احادیث سے ڈرنے والا بنے۔

### (۴) شرط چہارم

(۴) شرط چہارم: آنکہ جو طالب موصوف بدین اوصاف گردد باید کہ خود را بحیثیت پیر کامل متشرع متدین کہ زاهد ظاہری و باطنی باشد و از سنگساری ہوا اہل آن رسمہ و معتقد طریقہ سنت و جماعت گردید و اذن ارشاد و ہدایت و التماس و توفیق اکابرین اکابرین حضرت السی و علی و اہل البیت و اہل آلہ و سیدہ باشد و اسناد حدیث ظاہر و باطن اور ادعا آرد تا بعد از ادائیجہ ماو جب آنچہ شیعہ مصلحت بیند بدان طریق کہ مناسب حال باشد۔ عبارت سمودہ تعلیم نماید کلمۃ کلمۃ عرفاناً

طالب میں بھی جب یہ صفات موجود ہوں تو مجبوراً ایسے مرشد کا طالب کرے،

(۱) جو کمال متدین ہو ۔

(2) 2000 年 1 月 1 日以后

(3) اہل سنت و جماعت کے طریقہ معنوی پر قائم و قائم ہو۔

(4) خواہشات نفسانیہ کا مرجع ہے خود

(5) اس کو جو ان ملا ہے، یہ اذن وارشاد اس کے شیخ (مرشد) سے لے کر حضور پہنچا دیتا ہے۔

(ایسے ہی کمال کامیاب بن جائے) حکم غامبی دہشتی کو یہاں کرنے کیلئے ہدایت مستعد ہو ماحاسب (فرمان دہا جہات دشمن) کی کواشتی کے بعد سب حال امرشد اپنے مرید کاکہ توحید کی حرفا حرفا تعلیم دے مابرجو عنایت فرمانا حواسے عنایت کرے۔

(1) (2) (3)

(۵) شرط پنجم آنکہ نیت و قصد طالب باید کہ وہ اللہ باشد۔ دجریاں۔ رضائے مولیٰ تعالیٰ نہ آنکہ مشقت لیر اللہ باشد۔ در معارف المعارف است۔۔۔ حراآں طالبی کہ در بدو طلب نیت کشف و کرامت باشد۔۔۔ ہماں نیت لا شیطان متشخص گردد۔ اور اگر نہ سازد۔۔۔۔۔

پانچویں شرط یہ ہے

کہ اس طالب (مرید ہونے والے) کی نیت خالصتاً وجہ اللہ ہو اور خائے الہی کا تلاش ہو۔  
اس طلب میں غیر اللہ کے لئے مشقت نہ ہو۔

کوائف العادف میں لکھا ہے کہ اس (مرید) کی نیت طلب کشف و کرامت کی نہ ہو۔  
کیونکہ اگر وہ (مرشد کے کشف و کرامت) کا مستقر ہے، یہی اس کا مطلوب و مقصود ہوتا ہے کی  
نیت میں شیطانی دخل ہو گا یہاں تک کہ شیطن اسے گمراہ کر دے گا۔

(۱) **مقدمه**

(۶) شرط چشم آنکہ شتی راجوہ۔۔۔ کہ ٹوٹے موصوفہ ہیں اوصاف ہاشد۔۔۔ اصلی است  
 دہری باپ کے کھنٹی کے خود ترسید وکال ہاشد۔۔۔ دیگرے راجوہ رسا نہ کمل سازد۔۔۔  
 کہ مرشد تو بہ حال میں اوصاف مذکورہ سے متصف ہوگا اگرچہ میں شرائط مذکورہ نہ ہوں۔۔۔  
 خود تو کمال ہوگا اور نہ عارف ہاشد ہوگا۔۔۔ دوسروں کو کس طرح دھج کمال پر پہچانے  
 گا۔۔۔ عارف ہاشد گا (انہیں ہو سکتا)

## ساتویں شرط ہے

(۷) شرط ہمعلم آنکہ شیخ راہبند کہ اندر حور طالب کلام کند کفر لہ علی<sup>۴</sup>  
 الصلوۃ والسلام لیکلموا الناس علی قدر عقولہم  
 ودر آویں تعلیم ماید کہ غیر شیخ و آن ہمنان مرد ہیچ فردی از افراد عالم  
 نباشد (بقول است) کہ عبداللہ شطاری رحمت اللہ علیہ لفقیر  
 ذکر میگوید... اسے نران حایو و معاشعت نمود... کہ این تہر حیوایی از حیوانات  
 است شاید کہ طاقت تحمل این ہار بداشند باشد میگوید مولف این رسالہ... وروی  
 از زور ہابا محصورت پسر فریبانیسی بودم سحی میخواست کہ با ما گوید... دھن  
 مبارک خود را سگوش فقیر نزدیک رسالہ ادا کرد... تا آنکہ ہیچ فرد از افراد  
 آنجا بدہ گفتش

بہ انعام رسان و حہ چہ باشد گفت سہ مشایخ مرین جملہ رفتہ است... وایہا ہر  
 طالبی از طلاب زمانہ مخصوص ہا اشاراتی دیگر است بعض اشارات یافتہ و بعض  
 عبارات... بعض از قائل و محبت و عشقت تذکرہ در باب ہزاریم... ۳۳۰

## ساتویں شرط یہ ہے

کہ مرشد اپنے مرید کے عقل کے مطابق کام کرے (جتنا ادب و شرف انداز سے وہ سمجھ سکتا ہے،  
 اتنی ہی بات کرے) کیونکہ حضہ پر نور <sup>۱</sup> نے فرمایا ہے کہ لوگوں سے ان کی عقل (سمجھ)  
 کے مطابق کام کرو (یہ بات ذہن نشین رہے کہ مرشد اپنے مرید کو اس حدت تعلیم و روحانیت  
 سے جب وہاں (ذاتی الامور) میں سے کوئی موجود نہ ہو۔ حضرت عبداللہ شطاری رحمت  
 اللہ علیہ اپنے مرید کو کہ توحید کی تلقین فرما رہے تھے دیکھا کہ وہاں گھوڑا نمودار ہوا۔ خاصوٹی  
 ہو گئے اور فرمایا یہ بھی ذاتی الامور میں سے ہے مثلاً یہ حیوان اس (دلائل و آثار) کے عقل کو  
 برداشت نہ کر سکے۔

سیدنا الخون درودہ رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ایک دن میں اپنے مرشد کمال کے ساتھ جنگ و بہان میں سڑکر رہا تھا۔ یہ صاحب نے  
 پاہار جو سے لٹکھڑیا میں تو انہوں نے ایضاً مبارک میرے کان کے قریب کیا۔ اور

(نہایت آسانگت بات ہے) آنکھ پرانی ہے کہ وہاں بھی صاحب میں سے کوئی بھی نہ تھا  
میں نے عرض کیا حضور اس انداز کو اختیار کرنے میں کون سا درپیشہ ہے نہایت ہی مشہور  
اور لطیف انداز میں فرمایا یہ انداز گفتگو (مریدوں کیساتھ) طریقہ مشائخ ہے۔ یہ بات بھی  
ضمنی نہیں ہے کہ طلبہ (مرید) مختلف احوال ہوتے ہیں کچھ تو مرشد کے صرف اشارات  
سے مطلوب تک پہنچ کر باکمال ہو جاتے ہیں۔ کچھ تعلیم و تعلم سے اور کچھ خاص توجہ اور  
محنت شائق کے بعد درجات کمال کو پہنچتے ہیں۔

﴿پیر کامل کی مختصر اور اہم شرائط﴾

### شرط اول

- (۱) آنکہ ماہم بعلم تفسیر و احادیث شریفہ باشند۔  
یہ طریقہ کے لئے پہلی شرط یہ ہے  
کہ وہ مفسر قرآن اور محدث ہو۔ علم تفسیر و علم حدیث کا ماہر ہو۔

﴿دوسری شرط﴾

- (۲) آنکہ مسائل شریعت را آنچه کردنی و گفتنی باشند تمام دریافت باشند  
دوسری شرط یہ ہے

کہ شریعت مطہرہ کے وہ مسائل جو احوال سے متعلق ہوں یا اقوال سے۔ کو جانتا ہو۔

﴿تیسری شرط﴾

- (۳) شرط سوم آنکہ علم ماضیہ کہ در میان علماء اسلام و مبدعان نامہام است  
در زمانہ باشد تا عہد از ماضیان خود از الزامات و شیطانی و از عیالی فاسد مبدعان بدان  
طریق نگہدارد چہ اگر مدعی ماضی باشد۔ صحت نقل جوید۔ والا اقامت دلیل عواہد  
تیسری شرط یہ ہے کہ وہ (ی) علم مناظرہ کو جانتا ہو۔ کیونکہ کبھی کبھار خطا حق۔۔۔۔۔ اور  
بدھوں (وہابیوں و دیگر مفیدین) کے درمیان مناظرہ بھی ہوتا ہے۔۔۔ جب (یہ طریقہ) علم  
مناظرہ جانتا ہو تو وہ اپنے آپ کو اور اپنے مریدوں کو بدھوں (وہابیوں و دیگر مفیدین) کی  
گمراہیوں اور شیطنی نصیحتوں کے دوسوں سے بچائے گا۔۔۔ کیونکہ اگر وہی باقی ہوتا صحت نقل  
طاہری ہے اور نہ وہی اپنے دشمنی پر دلیل قائم کرے (کیونکہ دعویٰ بلا دلیل مردود ہے)۔



### شرط چہارم

شرط چہارم : آنکہ علم نعاظ ، و آن میراست میان نفس و روح و میان روح و رب الارباب ، باید کہ عالم باہیں اشیاء باشد ، کما حقہم ، قادر سلوک بمصالحات مہ اللہ ، بمساعدم درہیں و رطہ ہلاک شدہ .. و مے ذہن و مے ایمان رفتہ .. چہ بسا وقت باشد کہ بروز روح را فریاد .. و آنرا خداوند کافر گردود (معوذ اللہ من ذلک) و این علمی است کہ در تہ تحریر فرماید : مگر بطول صحبت مرشد

### پانچویں شرط یہ ہے

کہ حقیقت میں اس علم کا نفس اور روح کے درمیان ایک خاص تعلق ہے۔ پھر روح اور رب کریم جل جلالہ کے درمیان نفس تعلق ہے۔ سو یہ طریقت کا کائنات ان علوم کا عالم ہونا چاہیے تاکہ سلوک کے منازل طے کرتے ہوئے گمراہیوں میں نہ پڑ جائے، کیونکہ بہت سارے (نام نہاد) ان راہوں میں (بظلم کے) پڑے اور دین الہیان سے ہاتھ دھو بیٹھے، اور پاک ہو گئے۔

بنیاداً (پہلے ہی) پختہ رہنے کو پاکر اسے ایثار کہتے ہیں اور کافر ہو جاتا ہے۔ (نور اللہ من ذلک) چونکہ یہ علم اشارات و نکات ہیں صرف ہدایت سے کچھ نہیں جاسکتے، سو ضروری ہے کہ (مرشد) مرشد کامل کی صحبت و اطاعت اور اسے اختیار کرے تا کہ مرشد طریقت صحبت سے منزل تک پہنچ جائے گا۔

### پانچویں اہم ترین شرط یہ ہے

(۵) پنجم اہم ترین شرط آنکہ شاہد ہو باید کہ میں یہی صوفیوں و مریدوں و معارف باشد... اور صاحب یہی کہ او نیز موصوف بدین اوصاف باشد... ہنگامی عہد رسول اللہ ﷺ والاہلاک اند مگردہ۔

### پانچویں اہم ترین شرط یہ ہے

۱۰۰۰۰ اپنے یہ طریقت کا اذان و خلیفہ نماز ہو کہ وہ جو اوصاف والا سے متصف ہو۔  
یہ طرح تمام مشائخ کمال ... زمانہ معصومی ... تک اور ہمیشہ ہمیش سے



ہجرت مکان کا ترکہ کرنے سے فراغت کے بعد اللہ تعالیٰ نے ہجرت افعال کا ر فرمایا  
 اللہ نے فرمایا ہے **نَیِّیْ** (وہ) نی جیسے اللہ تعالیٰ نے احوال و مطلق کی ہجرت کی ہے  
 (اللہ تعالیٰ) جب مؤمن عورتیں ثواب و اجر کے حصول اور افعال لائق ہر آپ سے بیعت لینے  
 آئیں یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گی (اور شہوتِ بطن کا افعال ہر  
 کیا تھا) چھری نہیں کریں گی

(اور ثبوت فرج جو ثبوت یمن سے حاصل ہوتی ہے، جیسے کہ انہیں کریں گی، اور وہ غضب  
 اور جو ثبوت فرج سے متعلق ہے جیسے اپنی صلاحات کو لے کر نہیں کریں گی، اور جھوٹ (گھڑا ہوا)  
 اور ہم نہیں لگائیں گی یعنی کسی نوازندہ بچے کو اپنی گود میں اُبل لینا اور پھر یہ دہلی  
 کہنا کہ یہ ہمارا بچہ ہے، اسی طرح بدکاری سے جو منسل قرار پائے، اسے اپنے خاندان کی طرف  
 منسوب کر دینا یا نہیں کریں گی نیز یہ کہ فرماؤں یمن اور یمن جانب اللہ میں آپ کی ہاتھ پائی  
 نہیں کریں گی مثلاً اسے حبیب ہو جائے! آپ مغفرت و ثواب کے خزانہ پران سے بہت لے  
 میں اور ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کریں کیونکہ آپ کے خزانہ مغفرت کو  
 حلق کرنا بھی اللہ ناکام ہے اس لئے کہ جو مجھ سے مغفرت طلب کرے تو بے شک میں  
 (اللہ) ان کے گناہوں کو بخشے گا اور پھر ان ہوں۔

﴿ثبوت بیعت پر دوسری آیت﴾

(١) الَّذِينَ يَتَّبِعُونَكَ إِذَا دَعَاكَ إِلَى اللَّهِ وَلِلَّهِ قُورَىٰ لَهُمْ فَسِخْرًا مِّنكَ  
يَكُونُ عَلَيْهِمْ وَمَنْ أَقْوَمُ بِمَا عَاهَدَ اللَّهُ فَلْيَنبِرِثْهُ آخِرَ آيَاتِنَا

تجربہ (اے پیارے بچہ) ہے ایک جو لوگ آپ کی بیعت کرتے ہیں، حقیقتاً انھوں نے  
 اس بیعت کرتے ہیں، خدا کا دست قدرت ان کے ہاتھوں پر ہے، یہی جس نے تواریخ  
 اس بیعت کو تواریخ تواریخ کا دیباچہ ان کی ذات پر ہے، ہر جس نے اپنا کیا مہم کو جانتے اند

ہے کیا تو وہ اس اور عظیم طاقت سے کہ سورۃ الفتح پارہ ۲۶ آیت ۱۰

﴿تیسری آیت۔۔ ثبوت بیعت پر﴾

لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يَبَايَعُكَ نَحْتِ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ  
 وَلَئِنْ أَسْأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّا كُنَّا نَسْتَنصِصُكَ وَأَخَذْنَا بِذِكْرِكَ الْخَافِيَاتِ  
 يَقِيًا اللَّهُ راضی ہو گیا ان مسلمانوں سے جب وہ بیعت کر رہے تھے آپ کی اس برکت نے  
 پیچھے نہیں اسے معلوم ہے جو ان کے دلوں میں تھا پس اس نے ان پر ایمان اجماع اور  
 (الطور انعام) نہیں یہ فتح بخشی۔

﴿چوتھی آیت۔ ثبوت بیعت پر﴾

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَاتَّقُوا إِلَهَ الْوَسِيلَةِ وَجَاءَ جُنُودُ اللَّهِ سِينَةً لَكُمْ  
 تَعْلَمُونَ (سورۃ المائدہ پارہ ۶، آیت ۳۵)  
 اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور اس کی طرف وسیلہ تلاش کرو اور اسکی راہ میں جہاد  
 کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔

﴿پانچویں آیت۔ ثبوت بیعت پر﴾

مَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ وَلَا مُؤْمِبَةً إِذَا قُضِيَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ لَقَدْ أَقْبَلُوا لِقَاءَ الْغَيْبَةِ مِنْ أَفْرَافِهِمْ  
 وَمَنْ يَنْصُرِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَجَلَّ جَلَلُهُ (سورۃ الاحزاب پارہ ۲۲)  
 اور نہ کسی مومن مرد کو یہ حق پہنچتا ہے اور نہ کسی مومنہ عورت کو کہ جب لیلۂ فرما اے  
 اللہ اور اسکا رسول کسی مقام میں تو پھر جو فرمائی کرتا ہے اللہ اور اس کے رسول کی تو  
 وہ کھلی گمراہی میں جگا ہو گیا۔

﴿بحث دوم﴾

﴿بیعت کا ثبوت احادیث صحیحہ کی روشنی میں﴾  
 میں (مطلق شارح گل) کہتا ہوں کہ بیعت کا ثبوت رسول اللہ ﷺ سے صرف باقرانِ مسلسل

بالاتر احادیث ائمہ کے ساتھ ثابت ہے جس طرح ہمارے داخلی قیاساً ان احادیث سے  
 پیدا ہوا۔ عبدالغفور القادری رحمت اللہ علیہ (جوسیدہ نقیث اور صاحب سوات - نام سے  
 مشہور ہیں) ائمہ اہل بیت اپنے زمانہ کے نام اور حافظہ متین اور معتدلیہ تھے جس کے عقیدہ مسلمانوں  
 میں اسی طرح ایک ہی زمانہ میں سلسلہ قادریہ ہو، نقشبندیہ ہو، چشتیہ ہو یا سہروردیہ سے متعدد  
 درجے اور ہیں اور یہ نسبت نبی کریم ﷺ تک پہنچا (ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ تک) پہنچی  
 ہے تو خوب واضح ہوا کہ نقل اس حدیث مبارک (بیت) کا حدیث بالقرآن مسلسل بالامت  
 احادیث ائمہ تک پہنچا ہے اور حدیث رسول ﷺ جو کثرت بالقرآن مسلسل بالامت احادیث  
 ائمہ ہو تو وہ علم حق کو مفید ہے۔ سو معلوم ہوا کہ یہ حدیث غیر متواتر ہے۔

(۱) وقد يقع فيها ما يفيد العلم النظري بالقرآن على المختار (الی قولہ)  
 بقا قول یہ ہے کہ حدیث کثرت بالقرآن علم نظری کو مفید ہے۔

(۲) والحرر المحقق بالقرآن انواع منها ما خرجہ الشیخان فی صاحبہما مسائل  
 ینفع حد الثواتر (الی قولہ) و منها المشہور اذا كانت له طرق مبنیة سالمة من ضعف  
 الرواة و العلل (الی قولہ) و منها المسلسل بالائمة الحفاظ المنطین حیث لا یتکون  
 عبریة کالحديث الذي يرويه احمد بن حنبل مثلاً و یشار کہ فیہ عبرہ عن الشافعی  
 و یشار کہ عبرہ عن مالک ابن انس فانہ یفید العلم عند سامعہ بالاستدلال من جهة  
 جلاله و روائه و انه یبہم من الصفات الالافیة الموجهة للقبول ما یفوق مقام العدد  
 الكثير من غیرہم و لا یتشکک من لہ ادنی مبادیة بالعلم و احیاء الناس ان مالکاً  
 لو ضاع محبر لعلم انہ صادق فیہ فاذا انصاف الیہ ایضاً من هو فی ذلک الدرجة  
 اذاد (الحديث) قوية و یبعد عما یحسنى علیہ من السہو و هذه الظنفة التي  
 ذکرہا لا یحصل العلم لصدق الخبر منها الا للعلم بالحدیث (اصولہ و فروعہ  
 بالمصنوع فیہ العارف باحوال الرواة (علی الکمال) المطلع علی العلل القادحة  
 و یتکون غیرہ لا یحصل لہ العلم بصدق ذلک لفصوہ عن الارصاف المدکورہ  
 لانہ حصول العلم للمصنوع المدکور بحیة العکرو مزہة النظر ص ۲۱

یہ ۱۱ رقم جس کے ساتھ قرآن ضم ہوتے ہیں، کی عین تمہیں ہیں۔









۱۔ سارے میں بڑھ گیا، آپ وہ تھا، منقطع ہے، (خصل نہیں) اس کا نام ہے  
 ۲۔ حضور پناہ سے بھی کسی (انجمن) عزت وہ چھوڑ دیتے ہوتے سب ہلی  
 ۳۔ عزت لیا، گئے۔ پھر فرماتے۔ اب جاؤ میں نے تم سے بہت سے دی۔

۱۔ چھٹی حدیث کے تحت ہے کہ

عمر ام عطیہ فاطمہ ابیہار رسول اللہ ﷺ فقراً لایسر کیں باللہ شیا و بہا ہا عن الیاحۃ  
قصصت امرأۃ مایلہا ففالت ثلاثۃ اسعدنی فاما الزید ان اخر بہا لثم بقل شیا فانطلقت  
تور حفت فایہا بحر و صدہ صفت ۱۰۰۰ بحر و صدہ عن ۳۱۰ بحارہ حفت عن ۱۰  
عفت ام عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی (بیعت  
ایک وقت) حضور نبی کریم ﷺ نے یہ آیت مبارک پڑھی: لا یسر کیں باللہ شیا  
اور میں فوج کرتے سے منع فرمایا تو ہم میں سے ایک عورت نے یہ کہہ کر ہاتھ واپس کھینچ  
لیا کہ (زمانہ جہالت میں) ایک عورت نے مجھ سے ساتھ اسعاد کیا ہے (اسعاد کا مطلب ہے  
بیعت کے گروہوں کے ساتھ ٹپکنے چلانے میں مدد دینا) میں چاہتی ہوں کہ اس کہہ کر آج  
میں حضور نبی کریم ﷺ سے (یہ کلمات سن کر) خاموشی اختیار فرمائی (تحریر خاموشی اسعاد کے  
علاقے کے لئے نہ تھا، سوائے شفقت امت کے) اور وہ عورت پہلی کنی جتنی کہ پھر موت آتی  
اور نبی کریم ﷺ سے بیعت نہ۔

۱۰) سہ ماہیوں کی خرید و فروخت کی صورت پر

عن انس ان رسول الله ﷺ أخذ علي الساء حين سابعهن ان لا يهن فقلت  
 يا رسول الله ﷺ الساء اسمعتنا في الجاهلية فبعد من فقال رسول الله ﷺ  
 لا اسمع في الاسلام رواه مسلم جلد ۲ صفحہ ۱۶۳

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جس وقت عورتوں سے رخصت  
 کے لیے کہتے تھے تو یہ محدویاں بھی لیا کرتی تھیں (نور الدین) کہیں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ  
 ماہِ حلالیت میں ایسی عورتیں تھیں جنہوں نے اپنے منہ پر ہاتھ رکھا تو میں یہی  
 کہہ کر لیتی تھی (نور الدین) چنانچہ (۵۷) سوئم چاہتے ہیں کہ ان کا یہ ہاتھ نہ چھو۔

﴿تو اس حدیث بیعت کے ثبوت پر﴾

عن اسید اس ابی اسید عن امیر المؤمنین علیہ السلام قال قلت لعلی بن ابی طالب علیہ السلام ان لا نعصیہ فیہ ان لا نعصی وحہا ولا ندعوا ویلا ولا نلقی حیا ولا نسر  
شعرا او دواء جلد ۲، صفحہ ۹۱ بخاری جلد ۳، صفحہ ۲۶۱

حضرت اسید بن ابی اسید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک خاتون جسے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تھی، نے کہا رسول اللہ ﷺ نے ہم سے جو مہدی جان لیا تھا وہ یہ تھا کہ ہم اشیاء معصومہ (جن کا مہد لیا گیا ہے) سے یہ بھی تھا کہ ہم رسول کریم ﷺ کی نافرمانی نہیں کریں گی اور (کسی مصیبت کے وقت) دوا دینا نہیں کریں گی بلکہ اپنے کربان چاک نہیں کریں گی اور نہ ہی (مصیبت کے وقت) اپنے ہال بکھریں گی۔

﴿تو اس حدیث بیعت کے ثبوت پر﴾

عن غادة ابی الصامت بقول قال لارسل اللہ ﷺ ونحن فی مجلس تابعونی علی ان لا تشرکوا باللہ شیاً ولا تسرفوا ولا تمزوا ولا تقطعوا اولادکم ولا تکونوا بیہتان  
تفسرونہ بین اہلبیتکم وارحلتکم ولا تعصوا فی معروف لمن و فی منکم فاحرہ  
علی اللہ ومن اصاب من ذالک شیاً فعرفہ بہ فی الدنیا فهو کفارہ لہ ومن اصاب  
من ذالک شیاً فیسرفہ اللہ فاحرہ الی اللہ ان شاء علاقہ وان شاء علی عہ لیاہما  
علی ذالک رواہ البخاری جلد ۲، صفحہ ۱۰۰، جلد ۳، ص ۳۳۲، صفحہ ۲، صفحہ ۱۱۲

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مجلس میں ہم سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھ سے اس بات پر بیعت کرو کہ تم اللہ تعالیٰ ساتھ کسی کو شریک نہیں قرار دے چوری نہیں کرو گے اور جانیں کرو گے اپنی اور کھلی نہیں کرو گے باہرام زانی سے باز رہو گے، نیک کاموں میں میری نافرمانی نہیں کرو گے، جو میں نے اس مہدی جان کو چاہا کہا اس کو اللہ تعالیٰ اجازت دے گا اور اگر کسی سے امر بیعت میں خطا ہوگی اور چاہیں اسے سزا ملی تو یہی اس کا عذاب بن جائے گا۔ اور اگر اللہ تعالیٰ نے دنیا میں انکی پردہ پوشی فرمائی تو پس اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے، چاہے تو عذاب اسے چاہے تو معاف فرما دے۔ سو ہم نے رسول اللہ ﷺ کی شان کا نہ کہا، پر بیعت کر لی۔

﴿تو اس حدیث بیعت کے ثبوت پر﴾

عن خبابة بن الصامت قال بايعنا رسول الله ﷺ على السمع والطاعة في السر والعلن  
والمنطق والمكروه والا لفرقة علينا وان لا نذرع الامر اهلنا۔ (نسائی جلد ۲ صفحہ ۱۶۳۔  
انساب النبہ ص ۴۰)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کی  
بیعت لی، ان باتوں پر کہ خوشی ہو یا غم، جنگ دینی ہو یا فرائض ہم آزاد ہوں یا مجبور ہمیشہ آپ  
ﷺ کے ارشادات کو سنیں گے اور عمل کریں گے، نیز ہم کسی بھی شخص کو اس کے منصب  
سے نہیں ہٹائیں گے۔ نیز اس منصب کا اہل ہو۔

حضرت ثناء بن ابی اور عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہما سے مروی ہے  
قَالَ كَسَا عَبْدُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لِفَالِ هَلْ لِيْكُمْ عَرَبٌ (یعنی اہل الکتاب) قُلْنَا لَا  
يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَامْرُؤٌ مِّنْ الْيَافِثِ فَقَالَ اُرْثِعُوا اَيْدِيَكُمْ فَقُولُوا لَا اِلَهَ اِلَّا اللَّهُ  
فَرَفَعْنَا يَدَيْنَا سَاعَةً ثُمَّ وَطَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَدَهُ ثُمَّ قَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الْمَلِئَمِ  
بِعَتْسِي بِهَذِهِ الْكَلِمَةِ وَامْرَأَتِي تَهَاوُو عِلْسِي عَلَيْهَا الْحَبْشَةُ فَكَ لَا تَحْلِفُ بِالْمَيْعَةِ ثُمَّ قَالَ  
بَشُرُوا اِنَّ اللَّهَ عَمْرٌ لَكُمْ

ان دونوں نے کہا کہ ایک روز ہم ہارکاء رسالت ﷺ میں حاضر تھے کہ حضور ﷺ نے  
دبیات فرمایا تم میں کوئی سہ کاغذ الی کتاب تو نہیں ہم نے نفی میں جواب دیا ارشاد فرمایا  
دعوتہ بند کر دو اور اپنے ہاتھ بلند کر دو اور کہو لَا اِلَهَ اِلَّا اللَّهُ ایک گھڑی ہم نے اپنے  
ہاتھوں کو بلند رکھا پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ مہلک نیچے فرمایا اور گویا ہوئے الحمد للہ  
اے اللہ تو نے مجھے اس فکر کیساتھ سپرد فرمایا اور اس فکر کا غم دیا اور میرے ساتھ وعدہ  
فرمایا کہ جو اس فکر پر چکا رہے گا وہ جنت میں داخل ہوگا اور تو اپنے وعدہ کے خلاف نہیں  
رہتا پھر فرمایا اے فرزند ان اسلام، تمہیں خوشخبری ہو اللہ تعالیٰ نے تم سب کو معاف  
فرمایا ہے۔ (سورۃ صفا، نور ان معنی، مترجم)

لَا اِلَهَ اِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ ﷺ

لَا اِلَهَ اِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ ﷺ

إِلَهُ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ ﷺ

والله اعلم بالصواب

إلى الله وإلى الله متحصِّل سهل الله .

بحث سوئم

﴿بیعت کا ثبوت اجماع امت کی روشنی میں﴾

اعلم ان الشيعة من منى الانبياء عليهم السلام ومن الخلفاء الراشدين وضوان الله عليهم اجمعين الى يوم القيامة باق بالاكبر ولكن لا يجوز لاحد من العلماء والصلحاء والسادات في الخلافة والبيعة باختياره الا ان يكون له رخصة من الشيخ الذي هو ماثون ومرحى به لتحقيق كائرا عن كابر الى سياتي ومن لم يبلغه الرخصة من مثل هذا الشيخ الذي ذكرنا فهو ضال ومضل وكان عاقبة امره بالكفر لانه مدعى كذاب ومفتريه على صاحب الشريعة بالحقيقة والافتراء على الله تعالى من محض الكفر مهر كرام السيد محمد باقر دكتور الامير في ١٣

حضرت سید جمال و سیدنا اخوان درویش بابا رحمت اللہ علیہا فرماتے ہیں کہ:

جو پاکیزہ و باقیات قیامت باقی رہے گا لیکن یاد رہے کہ علماء ہوں یا مساجد یا صلوٰۃ ہوں، ہیئت و عبادت کے سلسلہ میں اپنے اختیارات کو استعمال نہیں کر سکتے ہیں اگر وہ (تبعی و اہل علم ہوں یا عالم ہوں مسلم و محدث ہوں) اور اپنے مرشد سے اجازت یافتہ ہوں یہاں تک کہ یہ نسبت منقسم پر نور ~~موجود~~ چاہیے ہو (ایسا ہی طریقہ کسی کو مرید بنا سکتا ہے اور جب مرید کمال و پہنچے تو اگر مرشد چاہے تو اسے خلافت دے کر کامیاب ہوگا)

مفسر قرآن نے ہونماؤں نے ہونمیں نہیں ہو (اور بھی ہر عین ہائے تودہ تودہ کی گمراہ ہے

اور دوسروں کو بھی گمراہ کرنے والا ہے اور جسے گمراہوں کا آخری انجام کفر ہے۔ وہ شخص کذاب (جھوٹا) ہے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر فخر اور کبروت لہا نہ دے۔ وہ اپنے طور پر بھی اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ پر بہتان باغوت کرے گا۔ یہی اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ پر فخر، باغوت کفر ہے۔

## ۱) تمام مفسرین کرام بیعت کے قائل ہیں۔

(۲) قال المفسرون لما فتح رسول الله ﷺ مكة وخرج من بيعة الرجال وهو على النساء اتته النساء ببيعةه تسميهاون موضعها بيعة النساء مدارك صاوی جمل

تمام مفسرین کہتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن حضور پور ﷺ جب مردوں کی بیعت سے فارغ ہوئے جب کہ آپ قبل منہا رہتے۔ تو ان کے بعد خواتین کی بیعت کی طرف متوجہ ہوئے۔ (صاحب معالم التنزیل فرماتے ہیں)

(۳) اذا بیعتک علی هذه الشروط فلا بیعت اخری جلد ۳ صفحہ ۲۶۱ معالم التنزیل ص ۶۱  
جب خواتین آپ سے شرائط مذکورہ بالا (شرک باللہ نہ کرنا، مصیبت کے وقت گریبان چاک نہ کرنا، وغیرہ) پر آپ ﷺ کی بیعت کرنا چاہیں اس وقت سے بیعت کر۔  
(صاحب تفسیر جمل اور صاحب قرطبی فرماتے ہیں)

(۴) قال عاصدة ابن المصعب اخذ علينا رسول الله ﷺ كفاة عن النساء ان لا نشرن ولا بالله شيئا وخرجن ثم حمل جلد ۲ صفحہ ۳۳۳

سیدنا عاصد بن مصعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ہم سے بھی انہی شرائط پر بیعت لی، جن شرائط پر خواتین سے بیعت لی۔  
(سیدنا امام نووی کا حدیث عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے استدلال)

(۵) قول عائشة ما سمعت يدر رسول الله ﷺ يد امرأه قط غير ان يبايعهن بالكلام فيه ان بيعة النساء بالكلام من غير اخذ كف وفيه ان بيعة الرجال باخذ الكف مع الكلام نووی: (جلد ۲، صفحہ ۱۳۱)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے بیعت لیتے وقت (کبھی بھی کسی عورت کا ہاتھ نہ چھوا کیونکہ آپ ﷺ خواتین سے نہ اپنی اقرانے کر بغیر ہاتھ چھوئے بیعت

لیجئے، البتہ مردوں سے ہاتھ میں ہاتھ لے کر بیٹھ فرماتے تھے۔

✽ مفتی مکہ شریف ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی وضاحت یہ

(۶) الحاصل انہما یبدان مباحۃ یعنی مع النساء کانت مالکلام لا یوضع الید فی

ایدیهن عرواۃ شرح مشکوٰۃ۔

شارح مشکوٰۃ ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ حدیث ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا

دار کر کے فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اس قول (مست) کا

خلاصہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کا خاتون سے بیٹھ کر کھانا کھانا کھانے کے ہاتھوں

میں (مست) حضور پر نور ﷺ نے کبھی ہاتھ مبارک نہ رکھا۔

✽ صاحب العوارف العارف دہری لکھتے ہیں کہ

(۷) سمعت کثیرا من المشائخ یقولون من لم یفلح لا یفلح عوارف المعارف ص ۱۳

میں نے بہت سارے مشائخ سے سنا ہے کہ جس نے دھول کریم ﷺ کے فرمان کے مطابق

(علم، عمل، عمل میں دیکھ بھال کر) کامیاب نہیں (شیخ فی الطریقہ) اسے بیٹھ نہ کی وہ شخص

کبھی کامیاب نہ ہوگا۔

(۸) روی عن امی یزیدانہ قال من لم یکن له استاذہ لایمادہ الشیطان

ابو یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ جس کا استاذ (مفتی شریعت و طریقت) نہ ہو اس کا

شیطان (بی) نہیں ہے۔ عوارف المعارف، مرسالہ الامام القشیری ص ۱۴۔



(۹) قوله قد باعبتک کلاما ہی مقول و کان ذلک کلاما فقط لامصالہ بالید کما

حررت العادۃ بمصالحۃ الرجال عند المباحۃ۔ (فتح الباری، موارثہ الساری)



مستور نبی کریم ﷺ کا خاتون سے یہ فرما کر باعبتک کلاما، اے خاتون میں نے تجھ سے

کلام بیعت لے لی، یعنی یہ بیعت قرآنی (زبانی) ہو کر تھی، نہ کہ مصافحہ کیا تھی، حضور نبی

ارجم جاننے خواہنے سے بیعت لینے وقت ہاتھ نہ ملاتے تھے جس طرح مردوں سے بیعت لینے  
وقت مردوں سے ہاتھ ملا کر بیعت کی عادت شریعت تھی۔۔



(۱۰) فعل ذالک رسول اللہ ﷺ وسلم بمصالح واحسان منہن ہذا هو الصحيح  
(اصول جلد ۴ صفحہ ۱۹۹)

رسول اللہ ﷺ نے شرائط مذکورہ کے ساتھ خواتین سے بیعت کی مگر اس بیعت کا طریقہ صرف  
قولی (زبانی) تھا ان خواتین میں سے کسی ایک سے بھی رسول اللہ ﷺ نے معافی نہ فرمایا  
بلکہ خواتین میں نے مذکورہ بالا تمام دلائل سے ثابت کیا کہ بیعت سنت ہے بہرہ امت نہیں

هذا وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم

صنفہ وحررہ

مفتی شائستہ گل (رحمت اللہ علیہ)

مہتمم دارالعلوم محمدیہ سنہ حنفیہ متہ مردان۔ پشاور

صوبہ سرحد



نئی قرآن مجید احمدی، جلد ۱، ص ۱۰۴

بیت رضوان ہو یا بیت تقویٰ

وہ، یا محبوب کورب نے فتح نہیں

بیت پہ لکھی آپ نے تہاب کی سیس

سوتلی پہ وہ ہے ہیں جواہر ہیں ہاتھیں

مفتحی سرحد تیری عظمت کو ہوسام

سایت کی عقیدت سے ہے جانتے یہ ظام

محمد علی بابا شریف، اے

امن کوہ کے ہیں صاحب ہے یہ حرایں

ہے گرم اللہ کا صدقہ ہے غوث کا

رہنما ہے قافلہ، ہیں سید لیلۃ الدین

عبد العظیم، حامی اللہ کا شاہ

بابا شائستہ گل ہیں حُجَّةُ الْمُؤْمِنِیْنَ





از تہذیب محمد بن عبدالحلیم القادری، پرنٹڈ و پبلشڈ بمبئی ۱۳۰۰

کتاب میں مرشد کے شرائط ہوئے عیاں

بیعت کے طریقے اور شرائط ہوئے عیاں

بیعت میں ہے یہ شرط غرضاً ہونا نظر

محدث بھی ہو عالم بھی مفسرِ قرآن

جو ہو ماڈون، تسلل الی الہی

قانع و سابر ہو مثل صیب ثمن

مرشد میں گر شرائط مذکور مفلح ہوں

وہ شال ہے بچل ہے وہ پہرہ افغان

قادری ہوں میں لازماً اللہ کے کرم سے

ہاتھوں میں میرے دامنِ مہد القادر میرا

والد ہی مربی ہیں مرشد ہیں باکمال

مغفل ہے میرا دوس، توانکار میں قرآن

عبدالعظیم خادمِ حق ہے یا کریم

زائرِ کعبہ ہے، مدینہ ہے میری جاں

کردے عطا یارپ ہمیں جنان میں مقام

نہایت دے مسلم کو از خفۃ بنمراں



﴿نذر اولیاء اللہ کا ثبوت﴾

مصنف

مفتی شائستہ گل القادری

مفتی شائستہ گل القادری، جامعہ اسلامیہ، لاہور، پاکستان

محمد عبدالعلیم القادری

مترجم

دارالعلوم قادریہ سبحانیہ

پاکستان

پتہ: مفتی محمد رشید پوری، لاہور

شمارہ نمبر: 5، پتہ: 25 پاکستان

فون! 03332108534

# ﴿نذر اولیاء اللہ کا ثبوت﴾

بزرگوں کیلئے جو نذرمانی جاتی ہے اہل حقیقت

(۱) نذر بزرگان کے برائے کھائے ہوئے معمول و رسوم است حقیقت اس نذر آنت کے اداء، ثواب طعام و اتفاق و بذل مال بروج میت کے امریت مسنون، از روئے احادیث صحیحہ ثابت است۔ مثل آنچه در بخاری و مسلم از حال سعد و غیرہ آں۔ الخوازمی ابراہیم الخاق رفیع الدین المرادی۔ ترجمہ ہدایا سفرہ، معتقد، جمال الدین السیوطی رحمت اللہ علیہ۔

نکات۔ حاجت روائی کیلئے بزرگوں کیلئے جو نذرمانی جاتی ہے (مسلمانوں کا) معمول رہا ہے اور (مسلمانوں) میں رائج ہے اس نذر کی حقیقت یہ ہے کہ کھانے اور مال خرچ کرنے کا جو یہ میت کی روح کو پیش کرتا ہے، یہ مسنون کام ہے صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ جیسا کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ و غیرہ (صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین) کے حالات بخاری و مسلم شریف میں موجود ہیں۔

﴿شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں﴾

(۲) حقیقت اس نذر آنت کے اداء، ثواب طعام و اتفاق و بذل مال بروج میت کے امر مسنون و از روئے احادیث صحیحہ ثابت است مثل ماورد فی الصحیحین من حال ائمہ سفیہ و غیرہ اس نذر مستلزم میشود، پس حال اس نذر آنت کے مثلاً اداء ہذا القدر السی روح لای، و ذکر ولی برائے تعیین عمل مستند است کہ برائے معرفت، و مصرف اس نذر نذر پاشاں حرمیں اس ولی میباشند از اقارب و خدم و ہم طرحی و امثال ذلک کہیں است مقصد نذر کنندگان بوشہ و حکمہ اللہ صحیح یجب الوفاء بہ لانه فریۃ معتبرۃ فی الشرع۔ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ (۶۲) و تالیفی عزیز یہ (۱۲۸)

نکات۔ اس نذر کی حقیقت یہ ہے کہ نذر کھانے پینے و اتفاق اور مال و دولت خرچ کرنے کا ثواب میت کی روح کو پیش کرتا ہے یہ عمل مسنون ہے اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے جیسا کہ صحیحین (بخاری و مسلم) میں حضرت ام سعد رضی اللہ عنہا کے واقعات موجود ہیں۔ اسکی نذر کا پورا کا نذر مانگنے والے پر لازم ہے

(اس تذکرہ کی توضیح و تشریح یہ ہے کہ جو چیز تذکرہ کیلئے متعین کی ہے اس میں سے کچھ کا ثواب غلام شخص کی روح کو دیا جاتا ہے، (دراصلی کا ذکر) سودی کا ذکر اس لئے ہوتا ہے کہ تذکرہ کیلئے تذکرہ دہانی ہوئی چیز کے عمل کا ثبوت ہو سکے نہ کہ صرف لپٹے، تذکرہ دہانے والوں کے نزدیک اس تذکرہ کا مصرف اس ولی کے متعلقین (جو دکار و احباب) احتیاج کے قریبی لوگ اور خدام اور ہم مشرب لوگ ہیں، بلاشبہ تذکرہ دہانے والوں کا مقصد بھی یہی ہوتا ہے کہ ان اولیاء کے ارواح کو ثواب پہنچے اسکے سوا اور کچھ نہیں ہوتا، ہوا اس تذکرہ کا غم یہ ہے کہ یہ تذکرہ بالکل صحیح ہے، ماذور اس کا پورا کرنا واجب ہے اس لئے کہ یہ ایک ایسا کاروبار ہے جو شریعت مطہرہ میں معتبر ہے۔

☆ (۳) در حاتور منظور لالاولیاء مقصود تقرب مذبح آنست بلین طریق کھ نواب محوردن مگوشت مذبح بروج آن نوزگ رسالیدہ شود پس حلال است و ہمیں معنی والافزوس نواحی اهل اللہ مراد میدارند کما صرح بہ ولی اللہ الاعلاء (۱۱)

☆ شاہ ولی اللہ دہلوی رحمت اللہ علیہ نے الاعلاء میں تصریح فرمائی ہے  
اولیاء اللہ کے لئے تذکرہ دہانے ہوئے جانوروں کے ذبح سے تقرب ہوا معنی ہے کہ ذبح کے گوشت کھانے کا ثواب بزرگ کی روح کو پہنچا جائے، اولیاء اللہ کیلئے تذکرہ دہانے والوں کا مقصود مطلوب یہی معنی ہوتا ہے، ہوا اس جانور کا گوشت حلال ہے۔

☆ تذکرہ اولیاء کی وجوہات ہے

☆ وجہ اول یہ ہے

(۱) ومن ھہذا فی علوۃ الھدایۃ الاتیۃ اعلم ان البقرۃ المذبوحۃ لاولیاء کما صرح الشریعہ فی رماہا حلال علیہ لانہ لم یدکر اسم غیر اللہ علیہا وقت الذبح وان کما صرح بدرویشا تفسیر احمدی (۳۳)

☆ صاحب تفسیر احمدی فرماتے ہیں ہے

یہاں (یعنی جایی کی مندرجہ ذیل عبارت) سے معلوم ہوا کہ وہ چھڑا جو اولیاء اللہ کیلئے تذکرہ دہانا گیا ہے جیسے کہ ہمارے زمانے میں رائج ہے اور لوگ تذکرہ دہاتے ہیں (یہ) حلال اور پاکیزہ ہے اس لئے کہ ذبح کرنے والا بوقت ذبح اللہ تعالیٰ کے نام کے سوا کسی اور کا نام نہیں لیتا (بلکہ اللہ کا نام لیتا ہے) ہم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کرتا ہے ہوا اس کا گوشت حلال و حلیہ ہے (۱)

### ﴿وجہ دوم یہ ہے﴾

۲۰۔ وہی باب الصید الحیۃ اذ لا یمکونہ ولا لا یسوی العزل بالمسلم ان یطرب  
 علی الارض بهذا البحر و بحره فی شرح عن الزحیری فی ترویج حنفیہ جلد ۱ ص ۲۲۱ و در معجم  
 اور مذہب کے باب الصید میں ہے کہ غریبان کرنا کرنا مکروہ نہیں اور اس کی وجہ سے غار  
 مانے والے کو لڑکیں کہا جاسکتا ہے لے کہ ہم مسلمان کے بارے میں ایسی بدگمانی نہیں  
 کرتے کہ وہ اس محل کے ذریعے کسی دلی کا قریب (یعنی عبادۃ) کر رہا ہے (بلکہ اس کا مقصد  
 صرف ایصالِ ثواب ہے) اسی طرح بدویہ ذخیرہ درمکار و فتاویٰ مزینہ میں مذکور ہے۔

### ﴿وجہ سوم یہ ہے﴾

کہ ان دونوں عبادات سے اس شخص کی فضیلت ثابت ہوتی ہے جس نے خالصتہً  
 طلبہ اللہ تعالیٰ کے نام پر اپنے غار مانے ہوئے جانور صرف اس غرض سے اٹا یا۔  
 اس کا ثواب سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام یاں اللہ کی روح کو بخشے، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے  
 خودی ارشاد فرمایا ہے انما الاعمال بالنیات (اعمال کا ارادہ و نیتوں پر ہے) اسو یہ نیت یقیناً  
 صحیح اور درست ہے لہذا ثواب ظاہر ہوا کہ یہ ذریعہ درست ہے۔ جبکہ مہمانوں کی مہمانداری  
 اور عزت افزائی کی نیت سے بھی جانور اٹانے کے جاسکتے ہیں مہمانوں کی عزت افزائی  
 درحقیقت اللہ تعالیٰ کی عزت ہے (کیونکہ اللہ کی مخلوق کی عزت و احترام سے اللہ تعالیٰ  
 راضی اور خوش ہوتا ہے)۔

۲۱۔ میں کہتا ہوں کہ یہ مخلوق کی نسبت اللہ تعالیٰ کے اولیاء کی عزت افزائی بطریق  
 دینی اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کا سبب ہے۔

### ﴿وجہ چہارم یہ ہے﴾

(۴) افعال البراری ومن علیہ (ہی الذی یصح للصلب) لا یحد لہ ذبح لاکرام اس آدم  
 یسکون اصل بہ لغیر اللہ تعالیٰ اللہ مخالف القرآن والحديث والعقل فان لاویب ان  
 الفصاحۃ یصلح للبریح ولو علم انہ یسحق لا یصلح فیلزم هذا الحاحل ان لا یاکل  
 ما ذبح الفصاحۃ وما ذبح للولائم والاعراس والعقیقۃ و ذالمحصر  
 لا عامر بدینی دست اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی کہے کہ مہمانوں کے لئے ذبح کرنا

حلال نہیں ہے (اگر کسی نے مہمان کیلئے ذبح کیا سو یہ ایسا اہل بد تعبیر اللہ) کے حکم میں داخل ہوا۔

(علامہ بزاز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مسلمان کے بارے میں کیا ممکن ہے کہ وہ قرآن کریم اور احادیث مبارکہ اور عقل سلیم کی مخالفت کرنے والا ہے اس لئے کہ قصائی جب جانور ذبح کرتا ہے تو صرف نفع کھانے کی غرض سے ذبح کرتا ہے اگر اسے معلوم ہو جائے کہ اسے اس میں نقصان ہوگا تو یہ کڑوا ذبح نہ کرے گا تو اس جہلی (منکر نذر دہیز) کیلئے ضروری ہے کہ قصائی کے ذبح کئے ہوئے جانور کا گوشت نہ کھائے (کیونکہ اس نے مالعتنا لوجہ اللہ ذبح کیا نہیں سوائے اپنی منفعت کے) نیز اس جہلی (منکر نذر دہیز) کیلئے یہ بھی ضروری ہے کہ شکاری، دیرہ اور قیدی وغیرہ کے مواقع پر ذبح کئے جانے جانوروں کا گوشت بھی نہ کھائے۔

۱۲۔ ثابت ہوا کہ غور مانا ہوا جانور جو ولی اللہ کے روح کے ایصالِ ثواب کی نیت سے اللہ جل جلالہ کا نام لیکر ذبح کیا ہو مباحل بد تعبیر اللہ کے حکم میں داخل نہیں جو شخص اس ذبیحہ کو اس حکم میں شمار کرے گا یا کفر و شرک کہے گا وہ شخص ضرور کتاب و حدیث، جہل و بے عقل ہے (افلو عاصیوں کلہم جاہلون) چونکہ وہابی اسے حرام کفر و شرک کہتے ہیں اور ایسے جانور کے گوشت کو مباحل بد تعبیر اللہ کے حکم میں داخل کرتے ہیں سو یقیناً وہابیہ تمام کے تمام جاہل ہیں۔

﴿وجہ دہم یہ ہے﴾

کہ مہمانوں کیلئے جانور ذبح کرنا کا ثواب ہے

رواہ ابن جابر ابن عبد اللہ قال قال رسول اللہ ﷺ من ذبح لضیفه کفایت لشدائہ من طہارۃ و وہ الحاکم

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو اپنے مہمان کیلئے جانور ذبح کرے گا تو وہ (ذبیحہ) اس کے لئے جہنم سے بھرا کاغذ یہ ہوگا اس حدیث کو حاکم نے اپنی کتاب میں روایت کیا ہے اس حدیث سے ہمارے نظریہ کی پوری پوری تائید ہوتی ہے۔ صاحب درالدرکھتے ہیں اگر مہمان کیلئے جانور ذبح کیا جائے تو یہ اسکا اکرام ہے۔ ولو ذبح للضيف لا يحرم لانه سنة العليل عليه السلام و اکرام الضيف اکرام الله عز و جبار

اگر ہر پہن پہنان کیلئے ذبح کرے تو حرام نہیں بلکہ یہ سیدنا ایمان علیہ السلام کی سنت ہے۔  
 ۵۔۔۔ ملاحظہ فرمائیے آپ نے کہ سہمان کیلئے جانور ذبح کرنے سے اگر مٹا ہے اور وہ بھنم  
 سے بچنے کا ذریعہ بناتا ہے نہ کوئی حرمت اور نہ کوئی مکروہ پھر اللہ کے نام پر ذبح کرے اگر  
 اس کا ثواب اولیاء اللہ کو بخشا جائے تو (یہ نذر) کیا مکروہ و شرک ہوگا۔

### ﴿وجہ ششم یہ ہے﴾

۱۱ جانور جو اللہ تعالیٰ کے نام پر کسی ولی کے ایصالِ ثواب کیلئے ذبح کیا جائے اور عرضین  
 عرض کر رہے ہیں کہ یہ حرام ہے اس کا جواب دیتے ہوئے علامہ شامی فرماتے ہیں  
 (۶) إيمان العلامة الشافعي في ذيل قول ذو المختار لا يسيئ الظن بالمسلم انه يتقرب  
 الى الادمي بهذا القول الى آخره باي عطف وجه العادة لانه مكروه وهذا بعيد من حال  
 المسلم وذو المختار

علامہ شامی دربارہ کی عبادت (لا یسیئ الظن بالمسلم انه يتقرب الى الادمي  
 ہم کسی مسلمان کے بارے میں یہ بدگمانی نہیں کر سکتے کہ بدعاً مسلم اس طرح کسی انسان  
 کا تقرب حاصل کرتا ہے) کے تحت لکھتے ہیں  
 کہ تقرب کا معنی علی وجہ العبادۃ ہے (یعنی مسلمان جب کسی ولی اللہ کے ایصالِ ثواب  
 کیلئے ذبح کرتا ہے تو اس کا مقصد اس ذبح سے وہ تقرب نہیں ہوگا جو مفسد علی الکفر ہو۔  
 یعنی اس ذبح سے اس مسلمان کی نیت اس ولی کی عبادت نہیں بلکہ صرف ایصالِ ثواب  
 کیلئے مصدقہ ہے اس لئے کہ مسلمان کسی ولی کے عبادت کا قائل ہی نہیں ہے یہ بات  
 کہ کسی مسلمان کے ذہن میں (نمودہا اللہ یہ آئے کہ میں کسی ولی کی عبادت کرتا ہوں یہ)  
 مسلمان کے حال سے کہوں وہ ہے (کیونکہ مسلمان اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت کا قصور  
 بھی نہیں کرتا)

### ﴿وجہ ہفتم یہ ہے﴾

(۷) کہ مسلمان پر یہ عہد اذقیاس باتوں کی تہمت کو محمول کرنا قطعاً حرام ہے۔  
 ادا کا ان لکلام المسلم محمل حسن فحملة علی غیرہ حرام الطریقه المحمديه.  
 طریقہ محمدیہ میں لکھا ہوا ہے کہ جب کسی مسلمان کے کلام کا ہر محمل اور عمدہ مصداق بننا ہو

توبہ کی چیزوں پر محمول کرنا حرام ہے۔ اولیاء اللہ کی نذر و نیاز کیا ہے صرف حصول برکت اور ایصال ثواب ہے، کسی ولی غوث، قطب، یا کسی مخلوق کی عبادت و پرستش ہرگز مقصود نہیں ہوتی، ایسی صورت میں اولیاء اللہ کی نذر و نیاز کو کافر و شرک بتانا بالکل حرام ہے، بلکہ ایسے مسلمان کو کافر و شرک بتانے کے مترادف ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کہنے والا خود کافر ہو جاتا ہے (العياض باللہ من الشیطان الرجیم) نذر و اولیاء جائز حلال و طیب ہے۔

﴿پہرہ پنجم یہ ہے﴾

(۸) کہ نذر و نیاز کو حرام کہنا مسلمانوں پر بدگمانی ہے جبکہ سوہ علمین سے بچنے کا حکم قرآن میں موجود ہے ﴿اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے﴾

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا أَهْلَ الْبَغْضَاءِ إِنَّكُمْ تَغْضَوْنَ أَعْيُنَكُمْ عَنْهُمْ﴾

اے ایمان والو! بہت گمان اور قیاس کرنے سے بچو کیونکہ بعض گمان (وقیاس) گمراہ ہے (گمان) جیسے بعض لوگ نذر و نیاز کرنے والے مسلمانوں کے بارے میں غلط گمان کرتے ہیں (قیاس) جیسے مانعین نذر و نیاز کرنے والوں پر گمراہ کافر و شرک کا قیاس کر کے خود گمراہ میں مبتلا ہوتے ہیں

﴿پہرہ پنجم یہ ہے﴾

(۹) جب تک کسی کام کی حرمت و ممانعت پر نص قطعی، علم یقینی نہ ہو اس وقت تک محض اپنے ذہن باطل سے کسی پر برائی کا حکم لگانا تہمت و بہتان تراشی ہے تہمت و بہتان تراش کر الزام تراشی و تہمت سے بچنا لازم ہے۔

تہمت و الزام تراشی و بدگمانی سے حضور پر نور ﷺ نے منع فرمایا

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ اہکم و البغی فان الظن اکذب ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم لوگ گمان سے بچو کیونکہ محض گمان بدترین جھوٹ ہے۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں

عن اسماء بن زید قال قال رسول اللہ ﷺ لا تظنوا علی قلبہ حتی یتکلموا



قرآن میں رسول جی یوں نہ لکھا تا کہ تمہیں یقین ہو جاتا کہ اس نے ہر شہادت الہی سے پڑھا تھا وہاں بچائے چلے (یا صرف زبان سے پڑھا تھا) ان احادیث سے ثابت ہوا کہ محض ان سے نہیں بلکہ یقین کامل سے تم لکھا جاسکتا ہے اور یہ بات ظہور من الشمس (سورج سے زیادہ روشن) ہے کہ خداوند ہزاروں سالے وحدانیت رہائی و رسالت رسول ﷺ انبیاء کرام علیہم السلام کی نبوت اور اولیاء اللہ کی کرامات پر ایمان و یقین رکھتے ہیں سو ایسے کامل مسلمانوں کے بارے میں یہ گمانی کر کے انہیں برا کہنا کافر و مشرک تھا، کہاں کا انصاف و اسلام ہے۔

معارف بانہ سیدی امجدی حضرت امجد زوقی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں:

انما یبشأ الظن الخبیث عن القلب الخبیث

وَلَا یُحِیْتُ لِمَا فِیْ دَلِّیْ مِنْ خَبِیْثٍ

قلہ عبدالعسی الداعسی فی الحدیقة الدلیة شرح الطریقة المحمدیة

مذہب واضح ہوا کہ خداوند اولیاء کا عقیدہ رکھنے اور اولیاء کے ارادے کے ایصالِ ثواب کیلئے خدا کریم والے مسلمانوں پر ایمان کرنا والوں کے دلِ فحاش سے بھرے ہوئے ہیں۔ ان کے دل خبیث ہیں (احیاء بانہ)

یہ کہنا (یعنی خداوند کافر و کافروں کی رحمت اللہ علیہ) یہ میثاقِ حاسدینہ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا ہے) کوہِ ازھلی پر محمول کریں گے۔ جیسے کوئی کہے یہ مسجد کا تیل ہے، یا یہ ملاں کی مسجد ہے یا یہاں کہا اشبابِ المصغر (اس نے بچے کو بڑا کیا) یا یہاں کہا افسی فیکم (اس نے بڑے کو بڑا کیا) یا یہاں کہا کھر الصدوق کا دت ہار باروت آیا۔ یا یہاں کہا۔

مر العسی (شام کا دت گذر گیا) یا یہاں کہا وعت الربیع البقل (موسم بہار نے ہزیریاں اٹھیں) یہ جتنی بھی چیزیں بطور مثال کے بیان کی گئیں ان سب میں اللہ تعالیٰ کے بجائے مخلوق کی طرف نسبت کی گئی ہے جسکے بارے میں علماء اصول نے لکھا کہ یہ استادِ ہمازھلی ہے جس سے کفر و شرک لاپ نہیں آتا۔ لہذا یہ کہنا کہ یہ کرامات سیدنا محمد ﷺ رضی اللہ عنہ کا ہے یہ بھی کلامِ ازھلی ہے اس طرح لہجہ جاز ہے مذہب واضح ہوا کہ خداوند اولیاء اللہ جی

جو لوگ نذرہ نیاز کو حرام یا ناجائز کہتے ہیں ان کا قول باطل و مردود ہے  
اس لئے کہ فی نفسہ نذر جائز ہے اور اس کا پورا کرنا نذر ماننے والے پر لازم ہے۔  
دیکھئے فتاویٰ منجلی میں لکھا ہے

انه لو ترك الحر و بذل على نفسه عموما و وصلت اليه الرسائل بان يقرب لربها يلزمه  
الوفاء به و لا يأكل منه و ينصدق به على الغفراء لا الاغنياء. حموي طرقات طبائع (۳۰)  
اگر کوئی شخص مسترد میں سطر کرتے ہوئے متعذر مانے کہ اگر میں کبھی و سالم کنارے پہنچا  
تو (اللہ کے نام) جانور ذبح کروں گا تو اس پر مانی ہوئی نذر پوری کرنا لازم ہے۔

(باجہ دوم یہ ہے کہ)

(۱۰) حضرت شیخ راغبی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں

ذكر الشيخ الرافعي من اصحابنا هذا انه يلهي حونه استشار القنوم السلطان وغيره فهو  
كذبح العقيقة لولادة المولود ومثل هذا لا يحرق فيه التحريم حموي حريه جلد (۳۱)  
بادشاہوں و صاحب منصب کی آمد پر لوگ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے جانور ذبح کرتے ہیں  
وہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص بچے کی ولادت اور حقیقت یا دیگر مواقع پر جانور ذبح کرتے ہیں  
(اس کا حکم یہ ہے کہ یہ حرام نہیں۔)

(باجہ بازنم یہ ہے کہ)

صاحب حموی لکھتے ہیں

احاصل الكلام في هذه المسئلة ان الذبح المقنن بذكر اسم الله تعالى اذا كان  
قل قدوم قادم للنهي الصلابة لوبعد قدومه سرهه لذلك (أي للصلابة) فلا تنهيه في  
حوالته اكل ذلك المذبوح واما اذا كان عند القدوم فان كان المقصد ذلك (أي  
للصلابة) لا المحكم ما ذكر حموي في الثاني دالنج (۳۵)

حاصل کلام یہ ہے کہ اگر کسی مہمان کے آنے سے پہلے یا مہمان کے آنے کے بعد انکی  
نیابت کیلئے (کوئی جانور اس طرح کھانا کیا جائے کہ بوقت ذبح اللہ کا نام لیا جائے تو اس  
کا نام مستحب ہے۔ (دوسری صورت یہ ہے کہ اگر مہمان آنے کے وقت انکی مہمان نوازی  
پہنچے اٹھ کیا جائے تب بھی وہی حکم ہے جو (ہم نے ابھی) ذکر کیا۔

• وہ روزِ اہم یہ ہے •

(۱۲) مہانوں کی نیابت کیلئے جانور ذبح کرنا سنتِ ابراہیمی ہے

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ہَلْ لَّكَ حَذِیْقٌ صَنِيفٌ مِّنْ اٰرَہِمِ الْمُکْرَمِیْنَ • اذْذَحِلُّوْا عَنْہُ فَقُلُوْا سَلَامًا • فَاِنْ سَلِمَ  
قَوْلُہُمْ فَتُکْرَمُوْنَ • فَرَاغَ اِلَیْہِ لِحَاءٌ مَّغْضَلٌ سَمِیْنٌ • فَقَرَبَہُ اِلَیْہِمْ قَالَ اِلَّا تَأْکُلُوْنَ  
• فَاَزَاجِسْ مِنْہُمْ حَنِیْفًا • قَالُوْا اِلَّا لِحَفٍّ • وَیُشْرُوْہُ بِغُلْمٍ عَلَیْہِمْ •

پارہ 28 سورہ الذہاب آیت 24، 25، 26، 27، 28،

(اب محبوب) کیا اتنی آپے پاس اہر اہیم کے معزز مہانوں کی خیریب وہ انکے پاس  
آئے ہیں کیا انہوں نے سلام اہر اہیم علیہ السلام نے کہا سلام (ہوتم پر) پاشٹا لوگ ہو  
پھر آہر اہیم علیہ السلام اپنے کمر والوں کی طرف میں لے آئے انکے پاس (بہترین بھنا  
ہوا) قرب ہو (پھر) اہر اہیم علیہ السلام نے بھنا ہوا کشتہ انکے قریب رکھا اہر اہیم علیہ السلام  
نے کہا کیا تم کھاتے نہیں مول (میں) ان سے ڈرنے لگے (کہ یہ تو فرشتے ہیں کہیں اس  
قوم پر عذاب کیلئے بھیجے گئے ہوں) فرشتے بولے گھبراہٹ نہیں (ہم اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے  
ہیں) اور بشارت دی انہوں نے (اہر اہیم علیہ السلام کو) ایک طم والے بیٹے کی۔  
پھر دیکھا آپے۔ سیدہ اہر اہیم علیہ السلام نے اپنے مہمانوں کیلئے بخور ذبح کیا اور گوشت  
بھون کر مہمانوں کے سامنے پیش کیا،

معلوم ہوا کہ مہمانوں کے اعزاز میں جانور ذبح کرنا سنتِ اہر اہیم علیہ السلام ہے، جو ہماری  
شریعت میں بھی قائلِ عمل ہے (سویب مہمانوں کے اعزاز میں جانور ذبح کرنا چاہئے ہے  
تو اللہ تعالیٰ کے فیوں اور انہوں کے ایصالِ ثواب کیلئے جانور ذبح کرنا کیونکر شرک و کفر ہو  
سکتا ہے لہذا ہندو من ایک)

• وہ سیزِ اہم یہ ہے •

(۱۳) حضرت امام محمد بن رازی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں

لَمَّا کَلَفَا بِالطَّاهِرِ لَازِلًا طَلَبَ لِقَادًا مَّجِدًّا عَلٰی اِسْمِ اللّٰہِ وَحَبَّ اَنْ یَّحِلَّ وَلَا یَسْبِلَ لَہُ الْیَدِ الْیَسْرٰی

ہم ظاہری حالات کے منکف ہیں نہ کہ باطنی حالات کے موجب جانور پر ہفتہ ان اللہ کا نام لیا گیا (ہم پر کلام ہے کہ ہم ایسا جانور کے گوشت کو اعلان نہیں) ہم باطنی دلوں سے منکف نہیں بنائے گئے ہم اسکے دل میں تو نہیں مہمان بن گئے) لیکن باطن پر نبی نہیں (تو جب اللہ کرنے والے نے ہفتہ ان اللہ کا نام لیا اور کسی کو اس کا ثواب بخشا تو ہم نے اسے ظاہر کو دیکھا ہے اور ظاہر اس نے اللہ کا نام لکھ کر ان کیا ہے تو اب اللہ (ان) نے اسے (کو) کھانا دیا (شرک کہا جاتا ہے)

﴿وَجِبَ چہار دم یہ ہے﴾

(۱۳) صاحب درختار و صاحب لادوی عزیز یہ لکھتے ہیں

بہ اللہ ہی قدرت تک ان شعبت مرضی او مہود ان اطعم الفقراء اللہ صاحب السیدۃ النبیۃ او مہود او اشتری حصر لمسجدھا وزینتھا و ذراہم لمن یقوم بشعترھا الی غیر ذلک مما ینکون فیہ یقع للفقراء والندو للہ تعالیٰ و ذکر الشیخ امیر محل تصرف الشرف لمسجدھ العاکفین برماطہ او مسجدہ او جامعہ فیحوز بہذا الاعصار اذ مصرف النذر الفقراء و قدو حد المصروف و لا یحل صرفہ الا الی الفقراء لا الی ذی علم تعلیمہ و لا الی نسب نسبہ و لا لخاصہ و الی الشیخ الا ان ینکون واحدا من الفقراء

یہو الخاق و مع تراویق و درمعد و الودید و شرح العلما القاسم للقدوسی تم المدوی الثمریۃ جلد ۳، ۱۵۶



یا اللہ میں نے نذر حج سے لیے ہوئے ہیں کہ اگر تو نے میرے مرض کو شفا دی یا میرا کام ہو گیا کو غیر ہو تو میں ان فقیروں کو جو سیدہ خدیجہ (سیدہ فاطمہ) یا حضرت امام علیہ رضی اللہ عنہم جمع کرے آستانے پر رہتے ہیں یا ان کی مسجد کی بنائیاں ہو رہی ہو شنی چلتے تکی فریادوں کا یا اس شخص کو (ہم) روپے کھان کا جیسا مسجد کی اور شہزادہ کی خدمت پر مامور ہو یا اور اپنی نبی کا (مردوں کا) جس میں فقیروں کا قاعدہ ہو (اگر کسی مسلمان نے کسی نذرمان کی اتوی نذرمان ہی چلتے ہے۔

(سہل تو ہے سیدہ خدیجہ یا کھانا لیا اللہ کا کیا)

اس کا جواب دیتے ہوئے فقہاء کہتے ہیں کہ (شیخ کا ارتکاب صرف اس لیے ہے کہ خدا نے  
 ہاں کا مصروف فقراء و مساکین ہیں۔ اور یہاں فقراء و مساکین جو ان کے آستانہ یا مسجد یا بازار  
 میں رہتے ہیں موجود ہیں۔ اس لیے خدا کا مصروف پایا گیا ہو فقراء ہیں اور وہ موجود ہیں سو یہ خدا کا ہزار ہے  
 خدا کا مال فقیروں کے علاوہ کسی اور کو دینا جائز نہیں جب تک فقیر پایا جائے اس کے ہوتے ہوئے  
 کسی عالم دین کو ان کی (شرائط) طہی کی وجہ سے نیز کسی رعیت کو دینا صحیح نہیں۔

(جوہر پانزدہم یہ ہے کہ)

(۵۱) و یسکروہ ان یدلکرم مع اسم اللہ تعالیٰ غیرہ وان یقال عند الذبیح اللہم لعل من  
 فلال من فلال وان قال ذلک لعل النسیبہ لو لعل ان یضیح للذبیح فلالا من بہ  
 الذبیح الصغیر والکبیر وشرحہا وغیرہا سو یا وشر وحاو حواشر

جاوردن کرتے وقت اللہ تعالیٰ کے نام کیساتھ کسی اور کا نام لینا جائز نہیں ہاں اگر دن سے  
 پہلے یوں کہا یا اللہ یہ ذبیح فلاں بن فلاں کی جانب سے قبول فرمائیے کلمات ہم اللہ اللہ اللہ اللہ  
 کہنے سے پہلے کہ یا رب جاوردن کیلئے لایا اب کہے سو ایسے کلمات کہنے میں کوئی حرج نہیں  
 علامہ یحییٰ فرماتے ہیں

لان العلامة العسی (یعنی اذکان کلذک) فیکرہ لفظہ عدا ولا یحرم الذبیحۃ عسی الذکور  
 بقول وہ طہران الذلیل لقولہ فیکرہ لفظ ان یدکر (ان فلال) فلاکر اللہ ولا حرمة فی الذبیحۃ  
 علامہ یحییٰ فرماتے ہیں کہ اگر ایسا ہو تو اس کا یہ فعل مکروہ ہے البتہ ذبیح حلال ہے

میں کہتا ہوں کہ علامہ یحییٰ کو مکروہ کا قائل (ذکر کرنا چاہئے تو اہل بیت کو کوئی گناہت اور نہ مذکورہ حرام

(۱) ذبیح مقدوم الامیر و نحوہ کو اس میں العظماء محرم لانہ اهل به لغیر اللہ۔ ضرر مختار

(۲) بواذا کان عند المقوم لان کان لم یجوز ذلک تعظیم المحرم۔ ضرر مختار

(۳) یو الشافعیہ ان یدکر موصولا علی وجه العطف والشکوۃ بان یقول بسم اللہ واسم

فلال فمحرم الذبیحۃ لانہ اهل لغیر اللہ بہ ہدایۃ ذہابح (438)

اگر امیر کی تعظیم (یعنی امیر کی مہمان نوازی کی نیت سے نہیں بلکہ صرف تعظیماً) جاوردن کیا

جائے تو حرام ہے (یہاں یا تو تقرب الخیراتہ پایا گیا اور یا صرف تعظیم امیر مراد ہے گوشت

مقصود نہیں ہاں مفسرین صریحاً کہتے ہیں کہ حرام لکھا ہے۔ کیا اگر وقت دن اللہ تعالیٰ کے نام

کے ساتھ اور کا نام بطریق عطف یا شرکت کے کیا (جیسے کہا) بسم اللہ نام فلال اللہ اور فلال

کے نام کیساتھ جو اس صورت میں ایچہ حرام ہو جائے گا یوں اس سے بچتے ہیں۔ ان چار پرہیز کے نام کیساتھ دوسروں کا نام لیا۔

لیکن جب ذبح سے پہلے کسی نے نام منسوب کیا یا ذبح کے بعد برائے ایسا یا ثواب نہ کو بخدا اور بوقت ذبح ہم اللہ اکبر بکر ذبح کیا تو کوئی حرج نہیں یہ ایچہ حلال اور اس کا گوشت کھانا جائز ہے۔

غلام کلام یہ ہے کہ مسلمان اولیاء اللہ کے نام بخندہ دیتے ہیں یہ خذشرقی نہیں خذرقوی ہے تو اس صورت میں حرمت کیسے کیونکہ خذشرقی مبادت ہے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کیلئے خذشرقی ماننا جائز نہیں کفر ہے۔

میں نے مسندہ والا تمام مبادت حق و شرع سے ثابت کیا کہ یہ خذرقوی ہے اور یہ جائز ہے خذذکر کرنے والے سے انکی نیت معلوم کرنا چاہیے۔

خذذکر کرنے والے کی نیت معلوم کرنا اس لیے ضروری ہے کہ نیت کا مطلق دل سے ہے جو ایک ہر باطن ہے (چونکہ باطن کا ہمیں علم نہیں) سو خذذکر کی نیت کا معلوم کرنا ضروری ہے فقہاء کہتے ہیں۔

بعم لومستلوا عن تفسيره فقال الماذر ليس في هذا الكبش شي لله بل كله تقرب للشيخ واعتقدوا هذا الى ان دسحه باسم الشيخ فبحرم قطعاً.

اگر کسی نے مذبحہ کے بارے میں خذذکر کرنے والے سے پوچھا کہ تو نے یہ ذبح کس کیلئے کیا ہے اور ماؤر (خندہ دیتے والا) میں جواب دے کہ اس دنہ (یعنی اس کے گوشت میں) اللہ تعالیٰ کیلئے کچھ نہیں ہے (العیاذ باللہ) بلکہ یہ تمام کا تمام (گوشت) شیخ کے تقرب کے (حصول) کیلئے ہے اور پھر فقہاء نے بھی اس بات کا اعتقاد کر لیا کہ اس شخص نے (جو خذذ ذبح) شیخ کا نام لیکر ذبح کیا ہے تو یقیناً وہ (گوشت) قطعاً حرام ہے۔

(۴) وان قال الماذر هو لله ولو ايه للشيخ فلا يحرم

اور اگر ماذر نے کہا کہ یہ ایچہ اللہ جل جلالہ کیلئے ہے اور اس کا ثواب اللہ تعالیٰ کے دل کیلئے ہے تو پھر وہ ایچہ (یعنی وہ گوشت) حرام نہیں ہوگا۔

البتہ اگر آنے والے کیلئے ولی مسلمان ذبح سے تو یہاں ایک اسم پورا ہوتا ہے کہ یہ ذبح کا کافر ہو کہ نہیں؟

بواسطہ انتخاب فتح علی الدین علی شاہ نے اپنے بھائی امیر علی شاہ کو

ظہر الی اللہ چھوڑ کر ظہر للعید کیلئے ذبح کرے (سو نہ تو وہ (گوشت) خوردہ ہو نہ وہ  
فحش کا فر۔

﴿القول الثانی کفر الذابح المذکور﴾

قول ثانی کے مطابق ذبح مذکور کا فر ہے

(۱) اجماع العلماء لو ان مسلماً ذابح ذبیحۃ وقصد بذبحها الظہر الی غیر اللہ

نصائی حصار مرقدہ و ذبیحۃ مرقدہ مسطورہ نمبر ۱۸۶، ۱۸۷ و حلیۃ السعوی ص ۱۰۰ و ۱۰۱

علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ اگر مسلمان نے جانور ذبح کرنے سے ظہر اللہ کے قرب  
کی نیت کی تو وہ فحش مرتد ہو جائے گا اور اس کا ذبیحہ مردار ہو جائے گا۔

(۲) ذکر الشیخ ابراہیم الخواری عن اصحابنا ما ینذیر عن استئصال السلطان

نظریہ اللہ الہی مشایخ بخاری بتحریرہ لانه معا اهل لغير الله به طبری ص ۲۴

شیخ ابراہیم الخواری نے ہمارے فقہاء سے روایت کرتے ہوئے ذکر کیا ہے کہ جب بادشاہ  
کے آمد پر اس کے قرب کیلئے (جانور ذبح کیا تو بخاری کے مطابق نے اس ذبیحہ کے حرمت  
کا (فتویٰ) دیا۔ کیونکہ اس نے غیر اللہ کے نام پڑھا کیا۔

﴿التوفیق بین القولین﴾

خلاصہ کلام

دونوں اقوال پیش کیے گئے۔ کلمہ ذبح اور کلمہ ذابح ان اقوال میں توفیق کس طرح ہوگی  
..... دونوں اقوال میں توفیق اس طرح ہوگی۔ کہ ذبح (جانور ذبح کرنے والا)  
کی نیت معلوم کی جائے اگر ذبح اقرار کرے کہ ذبح سے میرا مقصد ظہر اللہ کی عبادت  
ہے تو بیشک وہ فحش مشرک ہے اور اگر انکی نیت یہ نہ ہو بلکہ ذبح اللہ تعالیٰ کے نام اور  
قرب کسی ولی یا والدین یا والدین وغیرہم کو بخشنے تو اسے ہرگز مشرک نہ کہیں گے (بلکہ وہ  
مسلمان ہے)

حرے برآں میں کہتا ہوں کہ قول ثانی میں حوالہ نمبر (۱) کی عبادت میں جو صیغہ (اجمع) گذرا  
وہ خلاف کیفیت نہیں اس لئے کہ اس سے قبل یہ صیغہ گذرا (معتلوف) اس صیغہ سے صیغہ  
(اجمع) خلاف تحقیق ہو گیا (یعنی جب فقہاء نے کہا معتلوفوا التواضع صیغہ کی مثبتیت نعم



ہوئی (جیسے کہ ہم) (مذہبی پرانہ) (الاشہاد) اسے (آراء) میں لہذا یہ مخالفین و  
منہج نہیں۔

### ﴿غذراولیاء پر اعتراض کے ترہن (53) جوابات﴾

اعتراض غذاولیاء حرام ہے اسکی حرمت مندرجہ ذیل آیت سے ثابت ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

وَمَا أَهْلُ بِهِ لَعْنَةُ اللَّهِ

اور حرام ہے وہ جانور جو لعنہ اللہ کے نام ذبح کیا گیا۔

لہذا جو لوگ اولیاء اللہ کے نام جانور ذبح کرتے ہیں اس کا گوشت حرام ہے اور آپ (ک) (علیہ السلام) و اہل بیت (علیہم السلام) کا معنی ذبح یا بعد الذبح کرتے ہیں یہ غلط ہے بلکہ تحریف فی القرآن ہے

﴿پہلا جواب یہ ہے﴾

کہ تم نے جو اعتراض کیا ہے کہ اہل کا معنی ذبح یا بعد الذبح کرنا تحریف فی القرآن ہے

تہمید یہ کہنا غلط ہے اس لئے کہ یہ قید (ذبح یا بعد الذبح) اگر (ہ) سے مستفاد ہے۔

کیونکہ عدالت مع کلمہ (ہ) کیلئے عطف بیان ہے تو واضح ہوا کہ (کہ فعل کے ساتھ عد

الذبح) کی قید لگانا صحیح ہے نیز مذکورہ بالا آیت کے مفہوم کے عین موافق ہے۔ دیکھئے

حضرت علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ حاشیہ بیضاوی میں فرماتے ہیں:

وَمَا أَهْلُ بِهِ لَعْنَةُ اللَّهِ (الآیہ ہی رفیع بہ الصوت عند ذبحہ للصلب) (الی آخرہ۔ بیضاوی)

الضمیر ان لما نزل اذ علی الکشاف لفظ عند ذبحہ بیان اللطیس او السبۃ المستفاد من

الباء فهو بدل من یہ او عطف بیان حاشیہ البیضاوی بعد الحکیم السیالکوٹی

وَمَا أَهْلُ بِهِ لَعْنَةُ اللَّهِ اور حرام ہے وہ جانور جس پر بوقت ذبح غیر اللہ کا نام

لایا گیا۔ یعنی اس جانور کا گوشت حرام ہے جس پر بوقت ذبح بت کا نام پکارا گیا ہو۔ (یہ یہ

بہادت قابل غور ہے اس میں) (دونوں متاخر (ہ) میں یا جانور ذبحہ میں) (دونوں) (ما

موجود لی طرف راجع ہیں۔

اور بیضاوی نے کشاف کے الفاظ (عند ذبحہ) پر مزید اضافہ کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ لفظ

عند ذبحہ بیان اللطیس او السبۃ المستفاد من الباء فهو بدل من یہ او عطف بیان



فلا تلحم عليه ان الله عفو رحيم۔ جس میں اہلسنہ صطرات کے الفاظ موجود ہے جس میں اصل  
 لقمہ خود طم معافی کے طام کے اس کی تصریح کرتے ہوئے فرمایا۔ اہلسنہ صطرات میں  
 (ق) کے تعظیم مع الوصل ہے۔ دیکھتے دیکھتے ہیں انشاء حاکم لیس محض مع الوصل  
 الوصل والتعظیم (الی آخرہ) کہہ دے اور دونوں اہلسنہ صطرات کے الفاظ مع الوصل و تعظیم

﴿پہلا جواب﴾

(۳) اس آیت میں (اوسلما) موصوف ہے اور (اہل بہ لعیر اللہ) صفت موصوف ہے۔ جیسے  
 کہ مفسرین کرام نے فرمایا ہے

اوسلما اہل بہ لعیر اللہ صفة موضوعة ای ذبح علی اسم الاصنام

صفت و موصوف کی وضاحت کے بعد اہل بہ لعیر اللہ کا معنی یہ ہوا کہ جو جانور جو ان کے  
 ہم ذبح کیا جائے سو یہ لقمہ ہے (یعنی ایسے جانور کا گوشت کھانا حرام ہے جس پر بوجہ ذبح  
 غیر اللہ کا نام پکارا گیا)

﴿پہلا جواب﴾

(۵) یولایما تملکوا من انہم یدعوا اسم اللہ علیہ۔ یہ آیت و ما اہل بہ لعیر اللہ کیلئے مفسر ہے  
 تو مفسر اور مفسر کا کلام یہ ہوا کہ جس جانور پر بوقت ذبح غیر اللہ کا نام پکارا جائے وہ حرام  
 ہے۔ مفسر کا اعتراض و استدلال دونوں باطل ہو گئے۔ پارہ ۱۵، رد المحتار

﴿پہلا جواب﴾

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

(۶)

انما حرم علیکم المیتة والدم والنجم المحرم وما اھل لعیر اللہ بہ (الی آخرہ) تعلیل  
 لحل ما سواہم باکله معلول لہم ای انما حرم هذه الاشياء دون ما ترعمون حرمہ من  
 المحال والمساوی و سواہا امر السعود پارہ ۱۳، ج ۱، ۱۱۵

حرام کہ باقی پر مردار (جانور کا گوشت کھانا) اور (پنچے والا) خون اور خنزیر کا گوشت اور (گوشت ان  
 جانوروں) کا جن پر بوقت ذبح غیر اللہ کا نام پکارا گیا۔ اس آیت میں تعلیل ہے اس طرح  
 کہ جو چیز اللہ نے تمہیں عطا کی ہیں اسے کھانا (یعنی وہ جانور جن کا وہ کھانا کھانا

کا گوشت کھانا) تمہارے لئے حرام ہے اور وہ جانور جنہیں تم مردار سمجھتے ہو اپنے لوہے سے



### ﴿دوسرا جواب﴾

وَيُؤْكَلُ لِقَاءَ حَيْلَا سِكَالِهِمْ تَحْزَنُوا وَالْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى مَا رَزَقَهُم مِّنْ غَيْرِهَا إِنَّهُم لَشَاكِرُونَ.

اور حیات کے لئے ہم نے مقرر کیا ایک قربانی۔ اور (توبہ) آیت کا ترجمہ میں اس سے ہوا ہے۔  
چراغوں پر جو انہیں (اللہ) نے دیے۔ سورہ حج آیت (34)

۱۰۔ ملاحظہ فرمایا آپ نے کہ اگر اسی کرنے والا (وَمَا أَهْلُ بِهِ لَعَنَ اللَّهُ) میں (طیح، باعد اللہ ص)، قید تسلیم نہیں کرتا تو اس آیت (لَا تَحْزَنُوا وَالْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى مَا رَزَقَهُم مِّنْ غَيْرِهَا) میں بھی تسلیم نہیں لے گا، کیونکہ یہاں بھی بظاہر حج کا لفظ نہیں۔

میں کہتا ہوں کہ ذبح کی قید تسلیم نہ کرنا ایک عظیم غلطی ہوگی اس لئے کہ اگر یہاں (ذبح) کی قید تسلیم نہ کی جائے تو لازم آئے گا کہ حلال جانور کے گوشت کی علت ذبح پر موقوف نہ ہو (نمود باعد) جب کہ حلال جانور کے گوشت کی علت (یعنی اس کے گوشت کا کھانا) حلال جانور کے ذبح کرنے پر موقوف ہے۔

### ﴿دوسرا جواب﴾

۱۱۔ وَالْبَدَنُ حَيْلَا لَكُمْ مِّنْ شَعَائِرِ اللَّهِ لَكُمْ فِيهَا حَيَرٌ فَلَا تُحْزَنُوا وَالْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى مَا رَزَقَهُم مِّنْ غَيْرِهَا إِنَّهُم لَشَاكِرُونَ.

اور بدنت (اور گائے) گائے ہم نے تمہارے لئے نشانیاں اس میں تمہارے لئے بھتری ہے، سو اللہ کا نام ان (جانوروں) پر (ذبح کے وقت اس حال میں) کہ ایک پاؤں بندھے ہوں اور تین پاؤں پر کھڑے (تو انہیں ذبح کرو، ادنت کے ذبح کرنے کا یہی سنت طریقت ہے) سو جب ان (جانوروں) کی روح نکل جائے (ٹھنڈے ہو جائیں) سو (خود بھی) کھا دو اور کھاؤ (اس کے گوشت میں سے) آقامت کرنے والے فقیروں کو اور مانگنے والے کو۔

۱۲۔ ملاحظہ فرمایا آپ نے کہ اگر اسی کرنے والا (وَمَا أَهْلُ بِهِ لَعَنَ اللَّهُ) میں (طیح، باعد اللہ ص)، کی قید تسلیم نہیں کرتا تو اس آیت (لَا تَحْزَنُوا وَالْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى مَا رَزَقَهُم مِّنْ غَيْرِهَا) میں بھی تسلیم نہیں لے گا، کیونکہ یہاں بھی بظاہر حج کا لفظ نہیں۔

۱۳۔ میں کہتا ہوں کہ ذبح کی قید تسلیم نہ کرنا ایک عظیم غلطی ہوگی۔ اس لئے کہ اگر یہاں (ذبح) کی قید تسلیم نہ کی جائے تو لازم آئے گا کہ حلال جانور کے گوشت کی علت ذبح پر

مسلوف نہ ہوا لہذا بالقدہ کایب کہ حلال جانور کے گوشت کی حلت (یعنی اسے کھانے کا کھانا) حلال جانور کے ذبح کرنے پر مسلوف ہے۔

۱۵۔ (آیت مذکورہ بالا میں چند مشکل الفاظ کی افہام کیساتھ تشریح درج کی ہوئی ہے۔ البتہ اللہ مفید ہے گا۔ بَلَدٌ بَلَدٌ بَلَدٌ کی جمع ہے جیسے لَفْزٌ لَفْزٌ لَفْزٌ کی جمع ہے یہ ہدایت مآخوذ ہے جس کا معنی ہے مونا تارہ ہونا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک بَلَدٌ کا اطلاق اونٹ اور گائے دونوں پر ہوتا ہے۔ البتہ آیت مذکورہ میں ذبح کا جو طریقہ بتایا گیا ہے وہ صرف اونٹ کے ذبح کرنے کا طریقہ ہے۔

(صوفاء) کی تشریح کرتے ہوئے صاحب کاموس لکھتے ہیں وہ اونٹ جس کا بالیاں ہاتھ باندھا جائے اور وہ اپنے دونوں پاؤں اور دائیں ہاتھ کے سہارے کھڑا ہو اس کو صوفاء کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ سے اونٹ کے خر کرنے کا یہی طریقہ مقبول ہے کہ اونٹ کو اس طرح کھڑا کر کے اس کے منقوس میں زور سے تیز نیزہ مارا جاتا جس سے خون کا فوارہ بہہ نکلا۔

(وَحْشٌ) اس کا معنی ہے گرنا سورج غروب ہو تو عرب کے لوگ کہتے ہیں وَحْشَ الشَّمْسِ، سورج غروب ہو گیا مگر دوبارہ گر جائے تو کہتے ہیں وَحْبَ الشَّعَانِطِ دُجْرٌ گرا گیا تو اُٹھ گیا (الطَّافِعُ) الْجَالِسُ فِي بَيْتِهِ الْمُتَعَلِّفُ يَضَعُ يَمَاهُ يَعْطِي وَيَأْخُذُ بِالسَّالِ۔ وہ فقیر جو کمر بیکار ہے اور کسی کے آگے ہاتھ نہیں پھیلاتا (الْمَغْفُورُ) الَّذِي يَسْأَلُ۔ وہ فقیر جو بھیک مانگے۔ تیلیق (ترجمہ)

﴿گیارہواں جواب﴾

(۱۱) وَلَا تَاْكُلُواْ مِمَّا نَزَّلَ اللهُ مِنْكُمْ غَلِيظَةً وَاتَّقُواْ اللَّهَ يَا اُولِئِىَ الْاَلْبَابِ

اور نہ کھاؤ ان (جانوروں کے گوشت سے) جن پر (بوقت ذبح) اللہ کا نام نہ لیا گیا اور وہ (جانور کے ذبح کرنے کے وقت اللہ کا نام نہ لینا بہت برا) گناہ ہے۔

۱۲۔ ملاحظہ فرمایا آپ نے کہ اعتراض کرنے والا (وَمَا نُغْنِيْ بِهٖ عَنْكَ اللَّهُ) میں (ذبح جاعلہ اللہ صبح) کی قید تسلیم نہیں کرتا تو اس آیت (مِمَّا نَزَّلَ اللهُ مِنْكُمْ غَلِيظَةً) میں بھی تسلیم نہیں کرے گا۔ کیونکہ یہاں بھی جہاں ذبح کا لفظ نہیں۔

۱۳۔ میں کہتا ہوں کہ ذبح کی قید حلت و حرمت دونوں میں یکساں ہے (یعنی جس طرح ذبح کی حلت والی آیات میں ذبح کی قید نہیں اسی طرح حرمت والی آیات میں ذبح کی قید نہیں) سو تسلیم کرنا پڑے گا کہ (وَمَا نُغْنِيْ بِهٖ عَنْكَ اللَّهُ) میں (ذبح جاعلہ اللہ صبح) کی

یہ ہے جو مفسدین کا قول و اعترافیں یہاں پہلے ہو گئے۔

[illegible][illegible]

اس طرح آپ پہ حرام ہو گئی، یا تو نے شرک کیا (تعلیق: مترجم)

[illegible]

مفسرین کی بات پر تحقیق ہیں کہ (مصلحتہ بذکر اسم اللہ علیہ ) اور (ومصلحتہ  
لعنہ اللہ اسے مراد یہ ہے کہ وہ جانور جس پر ہمت راجع اللہ تعالیٰ کے نام کے سوا کسی  
نام لیا جائے ایسے جانور کا گوشت حرام ہے۔

چاروں جواب یہ

باروں جواب سے قبل یہ بات ذہن نشین رہے، کہ بعض احباب یہ کہتے ہیں کہ (اعلال)  
نعت میں دفع الصوت (آواز بلند کرنے) کو کہتے ہیں حالانکہ جب قرآن کریم نازل ہو رہا تھا  
اس وقت عرب کے عرف عام میں اعلان (جانور) ذبح کرنے کے وقت آواز بلند کرنے  
کو کہا جاتا تھا، میں انتاء اللہ عنقریب احادیث صحیحہ مفسرین اور شارحین کے اقوال سے ثابت  
کروں گا، البتہ اس سے قبل کہ میں احادیث، تفاسیر، شروح سے دلائل پیش کروں، ایک  
قاعدہ ذہن نشین فرمائیں۔

قرآنی کے ہوتے ہوئے حقیقت کو چھوڑ کر ہمارے عمل ہوا کرتا ہے، چاہے وہ قرآنی یعنی  
(۱) دلالت عادت (۲) دلالات لفظ فی نفسہ (۳) دلالت سیاق نظم (۴) دلالت حال ظلم  
(۵) دلالت کمال کام۔

دلالت عادت، جیسے مندرجہ ذیل،

دلالت عادت کا مطلب یہ ہے کہ الفاظ کے استعمال اور الفاظ کے معنی سمجھنے میں انسان  
کی جو عادت ہوتی ہے اس عادت کے دلالت کرنے کی وجہ سے حکم کی نیت کے بغیر ہی  
معنی حقیقی چھوڑ دیا جاتا ہے، اور معنی مجازی پر عمل ہوتا ہے۔ اور دلالت عادت کی وجہ سے حقیقی  
معنی کے ترک اسے کی وجہ یہ ہے۔ کہ کلام کی وضع اس لئے ہوتی ہے تاکہ سامع کو  
سمجھایا جاسکے، پس جب کلام مرقایا مادہ کسی چیز کیلئے استعمال ہوا، اور کو معنی لغوی سے نقل کیا  
گیا، تو استعمال کی اس عادت اور عرف کو ترجیح حاصل ہوئی، اور اس کا معنی حقیقی یعنی لغوی معنی  
متروک ہوگا۔

اس قاعدہ پر دلیل ملاحظہ فرمائیں صاحب نور اللغات حقیقت اور مجازی بحث میں تحریر فرماتے ہیں  
(۱۲) وانسرك الحقيقة اللغوية بدلالة العادة لم يستعمل الالفاظ المتفولة شرعا و

عمر لا تعامروا حاصلا نور الانوار بحث الحقيقة والمجاز (۱۲) لم الاستعمال (۱۲)

حقیقت لغویہ کو دلالت عادت کے ہوتے ہوئے ترک کریں گے۔ الفاظ منقولہ کے استعمال



میں وہ الفاظ منقول شرعاً ہوں، یا عرفاً عام ہوں یا خاص ہوں،

(پہلی عبارت طالعہ فاما میں) اور الحقیقہ تترک بدلالة العادة کا الہدایہ بالصلوة والحدیث  
 من الصلوة فی اللغة الدعاء کما فی قوله تعالیٰ یا ایہا الذین امنوا اصلوا علیہ وقولہ و اذا  
 کان صائماً فلیصل ای لیدع۔ تم نقلت الی الارکان المعلومة والعبادة المعهودة وحرر  
 معناه الاول، (الی آخرہ) وہی حکمتھا سائر الالفاظ المنقولة شرعاً، او عرفاً، عاماً، او  
 خاصاً نور الانوار (ص ۱۱۰)

حقیقت کو ذلک حال کے ہوتے ہوئے ترک کریں گے، جیسے کسی نے صلوٰۃ کی تہذیب یا  
 پانچ کی، کیونکہ کہ صلوٰۃ لغت میں دعا، کو کہتے ہیں، جیسے اللہ تعالیٰ ایشافہ ما تہیہ اب ایمان  
 والو ان پر صلوٰۃ پڑھو یہ مثال (و اذا کان صائماً فلیصل ای لیدع، تم نقلت الی الارکان  
 المعلومة والعبادة المعهودة وحرر معناه الاول) (و اذا کان صائماً فلیصل) جب دعا، اور  
 ہو تو (فلیصل، لیدع) تو اسے چھوڑے۔

دیکھئے کہ صلوٰۃ کا لغوی معنی دعا ہے اور بمعنی چھوڑنے کے بھی آیا، مگر ہر ارکان معلومہ اور عبادت  
 معہودہ کی جانب منقول ہوا، اور لغوی معنی کو چھوڑ دیا گیا تو جو حکم صلاۃ و حج کا ہے وہ حکم  
 ایسے تمام الفاظ کا ہوگا، جو منقول شرعی یا عرفی ہوں، یعنی صلوٰۃ و حج کی طرح ان تمام الفاظ  
 کا حقیقی معنی متروک ہوگا، اور مجازی معنی پر ہی عمل کرنا واجب ہوگا۔

والمنقول الشرعی کا الصلوٰۃ فانیہا فی الاصل وصحت للدعاء تم نقلھا صاحب الشرع  
 الی ارکان مخصوصہ معلومہ

والمنقول العرفی العام، کذابہ فانیہا فی الاصل وضعت لکل ما یدب علی الارض نہ  
 علیہا العرف العام الی الحیل والبعال والحصیر،

والمنقول العرفی الخاص، (المنقول الاصطلاحی) کا الفعل فانیہ فی اصل اللغة اسم  
 لما صدر عن الفاعل کالاکل والشرب تم نقلہ الحوی الی کلعة دلت علی معنی  
 الی نفسہ مفقوۃ باحد الارصہ الثلاثہ (تعلیق، مترجم، محمد عبد الحکیم القادری)

جواب کا

بعض، میں توں، حضرت مسیح علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ آ (و ما اهل بہ لعن اللہ)  
 یہاں آیت میں (و صبح، بعد الذبح) کی قید نکالی جائے تو وہاں موصولہ صرف ہاں اور

کیساتھ خاص ہو جائے گا حالانکہ یہ (عام) عام معنوی ہے، جو تمام غیر ذوی العقول کو شامل ہے خواہ وہ غیر ذوی العقول جانور ہوں یا دیگر اشیاء، مگر تفسیریں لی قید سے (عام) خاص ہو جائے گا۔ جو غلط ہے۔

### ﴿جواب﴾

اس اعتراض کے میرے پاس کچھ تعالیٰ جوابات کثیرہ [41] آتے ہیں جوابات ہیں، اس سے قبل جو بارہ (12) جوابات گذرے ہیں وہ صرف اعتراض اول کیساتھ خاص تھے۔ البتہ آگے جو جوابات آ رہے ہیں وہ سوال اول و دوم، دونوں [سوالوں] کے جوابات کو شامل ہو گئے انکے جوابات دیتے ہوئے میں ساتھ میں جب اول و دوم سوم وغیرہ نکھوں گا سو اسے سوال دوم کا جواب بھی سمجھیں۔

### ﴿لفظ: غنا: کے عموم کا جواب﴾

موصولات یا موصوفات اپنے صلات و صفات کے اعتبار سے خاص ہوتے ہیں جیسے لفظ (غنا) جسکا فائدہ یہ ہوا کہ یہ اہل رب غیر موصوفہ کو شامل نہ ہو گئے، لیکن میں قرآن کریم سے کہانے کی غرض سے مثال پیش کرتا ہوں واللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

(فَانْكُفُوا عَاثَابَ لَكُمْ مِنَ الْعِثَابِ)

ترجمہ: کاج کر دو تم جو تمہیں پہنچائیں عورتوں سے۔

اس آیت میں (غنا) بمعنی (من) صفت کا لحاظ کر کے (غنا) سے تعبیر کیا گیا ہے۔ یا عاصی کی جگہ استعمال ہوا ہے یعنی ذوی العقول ہی مراد ہیں

معظم ہوا کہ یہاں غنا سے مراد وہ خواتین ہیں جو طہیات و طلال ہیں (یعنی تم پاکیزہ خواتین سے نکاح کرنا حالانکہ اعماً کو اگر عموم ہی پر رکھا جائے تو یہ معنی یہ ہوتا کہ تم نکاح کرو عورتوں سے چاہے طہیات ہوں یا نہ ہوں جبکہ اس طرح معنی کرنے سے مقصود منظور ہو جانے کا اور یقیناً غنا، انہی میں تحدید لی آ جانے کی) (وَمَا مَنَعَكَ مِنَ الْغَيْرِ وَاللَّهِ) میں بھی عا: لحاظ صد خاص ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ہر وہ جانور جس پر بوقت ذبح غیر اہل کلام لیا جائے حرام ہے۔

بایں اسکہ اہل اہل معنی رَفَعَ الصُّلُوتَ عَنِ النَّسَبِ (یعنی اگر اہل کلمہ معنی کہا جائے۔ اور بلکہ اہل اہل) (ن) آیا یہ معنی صحیح ہو گا یا مطلقاً آواز بلند کرنے کو اہل کلمہ کے معنی دونوں

میں کوئی معنی اختیار نہ کیجیے گا، سو میرے نزدیک اہل کائنات رفع الصوت عند الذبح  
 و آواز بلند کرنا بوقت ذبح ہوا معنی ہی سمجھی ہے۔ اور مطلقاً آواز بلند کرنا، اور ایسا ہی جو نظر  
 لگتا ہے۔

(صاحب فتح البیان سمجھتے ہیں)

(۱۳) وحہ اول انکم اهل ذر عرف عرب ان وقت بمعی ذبح آمیدہ  
 دلیل قول الصبح الفصحاء وبلغ اللغاء سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم ادا سمعہ  
 البہرہ والنصارى یهلون لعیر اللہ ای یلمعون باسم غیر اللہ (فلاناکلوا) واذا لم  
 نسمعه فیکلوا ان اللہ قد اهل ذیانہم وهو یعلم ما یقولون فتح الباری جلد ۱ (۲۲۲)  
 عرب کے عرف میں اس زمانے میں (أهل) بمعنی ذبح ہی آیا ہے۔

انکی دلیل حضرت الفصح الفصحاء ابلغ اللغاء سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا یہ قول ہے۔  
 آپؑ نے فرمایا کہ جب تم یہود نصاریٰ سے جانور کے ذبح کرتے وقت غیر اللہ کا نام نہ لو  
 (کہ یہود نصاریٰ غیر اللہ کے نام پڑنا کر رہے ہیں) تو پھر اس جانور کے گوشت میں سے مٹ  
 کھاؤ۔ اور جب تم ان سے (جانور کو ذبح کرتے وقت) غیر اللہ کا نام نہ سنا تو پھر اس مذبح  
 کا گوشت کھاؤ، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کا ذبح کیا ہوا (مسلمانوں کیلئے) حلال کر دیا ہے  
 اللہ انکے اقوال کو بہتر جانتا ہے۔

وجہ استدلال اس قول سے یہ ہے۔

کہ اس عبارت میں صراحتاً یہ الفاظ موجود ہیں (یهلون لعیر اللہ) معلوم ہوا کہ اہل  
 بمعنی ذبح کے ہے انکی دلیل اسی عبارت میں قد اهل ذیانہم کے الفاظ ہیں

(یہود و نصارى جواب، وجہ دوم یہ)

(۱۳) اهل ذر عرف عرب اس وقت بمعنی ذبح آمیدہ دلیل قول امام المفسرین حضرت مہدئ  
 بن عباس رضی اللہ عنہ۔ وما اهل به لعیر اللہ اخرج اس المعترض عن اس عباسی وما اهل  
 قال ذبح الی آخرہ در منور للعلامة السیوطی ثم الاعلام (۱۳)

عرب کے عرف میں اس زمانے میں (أهل) بمعنی ذبح ہی آیا ہے۔ انکی دلیل حضرت امام  
 المفسرین مہدئ بن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔ حضرت ابن منذر رضی اللہ عنہ حضرت



حضرت مہذب بن مہاس رضی اللہ عنہ فرمادے: میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا ہے۔  
 وہ بات بھی طوطا واضح ہوگی کہ ان زمانے میں عرب کے عرف میں (أهل) معنی ذبح  
 کی ایک اصطلاح تھا۔

### چوتھوں کا جواب: دوجہ چشم

عرب کے عرف میں اس زمانے میں (أهل) بمعنی ذبح ہی آیا ہے۔ دیکھئے حضرت مہذب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

(۱۷) وأخرج ابن أبي حاتم عن أبي معاوية ومالك بن مهران قال ما أصبح لعير الله

درسمو للعلامة السوطي لم يلاحظ

حضرت ابن ابی حاتم حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں آپؓ نے فرمایا کہ  
 ماأهلنا كالمعنى (ما أصبح لعير الله) ہے یعنی وہ جانور جو غیر اللہ کے نام ذبح کیا گیا ہو اسکا  
 گوشت کھانا حرام ہے۔

### پانچواں جواب: دوجہ چشم

عرب کے عرف میں اس زمانے میں (أهل) بمعنی ذبح ہی آیا ہے۔ دیکھئے حضرت ربیع بن  
 انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

(۱۸) قال الربيع بن انس يعني ما ذكر عبد ذيجه اسم غير الله (القول) لو كان الكفار

لما أصبحوا لأهلهم بل يكون أصواتهم بد كقولهم جري فلان من امره حتى قيل لكل

ذبح وإن لم يحضر مهمل (عبد ذيجه) لم يلاحظ

حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ (ماأهلنا) کا معنی کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ (ماأهلنا)

کا معنی یہ ہے، (ما ذكر عبد ذيجه اسم غير الله) کہ وہ جانور جس پر بوقت ذبح غیر اللہ کا

نام پڑا ہو اسکا گوشت کھانا حرام ہے (القول) کافر جب اپنے حق کیلئے

اللہ سے نفرت (بوقت ذبح) اپنی آوازوں کو بتوں کا نام لکھتا رہتا ہے (یعنی اپنے خداؤں

کا نام پڑاتا رہتا ہے) یہاں تک کہ وہ عادت آتی عامہ بن جیسا کہ مراد نے

اسے (ماأهلنا) (ماأهلنا) آواز بلند کرنے والا کہا جانے لگا مگر یہ وہ چیز بھی نہ کرتا تب

اسی اسم (ماأهلنا) کہا جاتا تھا۔

۱۹۔ عبد ذيجه صنف خاص ہے اس عبارت میں یہ الفاظ (یعنی ما ذكر عبد ذيجه اسم غير الله)



جانور پر ایسا کام نہ کرنا یا کیا ہو اس کا گوشت حلال حرام ہے۔

﴿ہا کیسواں جواب: سوچہ نہیم﴾

عرب کے عرف میں اس زمانے میں (أهل) بمعنی ذبح ہی آیا ہے۔

دیکھئے حضرت صاحب روح البیان، اخاذ، و معالم، رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں۔

(۲۱) ای وحرم ما وقع به الصوت عند ذبحه للخصم وأصل الإهلال رفع الصوت

وكانوا إذا ذبحوا الألبهم يرفعون أصواتهم بذلك وبقولون باسم اللات والعزی

فجرى ذلك من أمرهم حتى لكل ذابح مهل، تفسیر روح البیان و المعالم

کہ حرام ہے اس (جانور کا گوشت کھانا) جس پر بوقت ذبح بت کا نام لیا گیا ہو یا ہلال کا لغوی

معنی ہے آواز بلند کرنا اور کافر و مشرک جب اپنے بتوں کیلئے ذبح کرتے تو انہی کا نام نکلتا

آوازوں کو بلند کرتے اور ذبح کرتے وقت یوں کہتے باسم اللات والعزی (لات اور

عزی کے نام ہو یہ دعوت الٰہی عام ہوئی) کہ ہر ذبح کرنے والے کو (مہل) کہا جانے لگا

(مہل) بمعنی مذکر اسم فاعل کا معنی ہے اسکا معنی ہے بوقت ذبح آواز بلند کرنے والا۔ (مجموعہ)

﴿ہا کیسواں جواب: سوچہ نہیم﴾

عرب کے عرف میں اس زمانے میں (أهل) بمعنی ذبح ہی آیا ہے۔

دیکھئے حضرت صاحب تفسیر معالم القرآن فرماتے ہیں۔

(۲۲) وما أهل به لغیر الله ای ذبح للخصم والطواغیت و أهل و الإهلال رفع الصوت

وكانوا إذا ذبحوا الألبهم يرفعون أصواتهم بذلك وبقولهم ذابحهم

فجرى ذلك من أمرهم حتى لكل ذابح مهل، تفسیر معالم القرآن

(ما أهل به لغیر الله) کا معنی (ای ذبح للخصم) یعنی وہ جانور جو بتوں و شیاطین کے نام

ذبح کیا گیا ہو (اسکا گوشت کھانا حرام ہے) (أهل) اور (أهل) کا معنی ہے (جانور پر بوقت ذبح)

آواز بلند کرنا۔ کافر و مشرک جب اپنے بتوں کیلئے ذبح کرتے تو انہی کا نام نکلتا آوازوں کو بلند

تے اور ذبح کرتے وقت یوں کہتے باسم اللات والعزی (لات اور عزی کے نام ہو

یاد دعوت الٰہی عام ہوئی) کہ ہر ذبح کرنے والے کو (مہل) کہا جانے لگا۔

﴿ہا کیسواں جواب: سوچہ نہیم﴾

عرب کے عرف میں اس زمانے میں (أهل) بمعنی ذبح ہی آیا ہے۔

مجھے حضرت صاحبِ تفسیر فتح الہیاء فرماتے ہیں۔

مادھج للامتناع والطواعیت وصحیح فی ذہبہ نہ فتح الہیاء

کہ (و ما اُجِلَ بہ لغیر اللہ) کا معنی (مادھج للامتناع والطواعیت) ہے (وہ جانور جو) بتوں،  
وشیا میں کیلئے ذبح کیا گیا ہو اور ذبح کرتے وقت انہی (بتوں اور شیا میں) کا نام بلند کیا ہو

چوتھوں کا جواب دو وجہ ہیں

اس باب میں احادیث مبارکہ ملاحظہ فرمائیے

عن علی رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ لعن اللہ تعالیٰ من فحیح لغیر اللہ تعالیٰ  
حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا جس نے اللہ کے سوا کسی اور کیلئے

ذبح کیا اس پر اللہ کی لعنت ہو۔ (مترجم مسلم و احمد و ابوداؤد و ابوالسانی و ترمذی و ابوالاصمہ) (۳۱)

میں کہتا ہوں کہ یہ حدیث (و ما اُجِلَ بہ لغیر اللہ) کی تفسیر ہے۔

چوتھوں کا جواب دو وجہ ہیں

عن عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت قال النبی ﷺ یا عائشہ هل منی بالمعدیۃ ثم قال  
استحذیہا بحجر فقلت ثم احذیہا احد الکثیر فاضجہ ثم ذبحہ اوی (رواہ ذہبی)

ثم قال بسم اللہ اللہم نقل من محمد ومن آل محمد ومن امۃ محمد ثم ضحی بہ  
سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا عائشہ! چھری دو

پھر فرمایا (عائشہ چھری) پھر سے خوب تیز کر کے دے وہ میں نے تم کی قبیل کی بھرنی کریم

ﷺ نے دے کر زمین پر لٹا کر (ذبح کرنے کا) ارادہ فرمایا پھر (یوں دعا کی) بسم اللہ اللہم

نقل من محمد (ﷺ) ومن آل محمد (ﷺ) ومن امۃ محمد (ﷺ) اللہ کے نام

سے، یا اللہ مجھ محمد (ﷺ) کی جانب سے اور میری آل کی جانب سے اور میری (بھج) امت

کی جانب سے (یہ قرآنی) قول فرما۔ (رواہ مسلم و ابوداؤد)

۳۲۔۔۔ وجہ استدلال یہ ہے کہ دیکھو اللہ کے رسول جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے ذبح سے

پہلے اس جانور پر اپنا اور اپنی اولاد و بیج امت کا نام بلند کیا (کیا) وہ جانور حرام ہوا؟

(جواب ہے) اس جانور کا گوشت حرام نہیں ہوا بلکہ حضور پر نور ﷺ کے ہاتھوں کا ذبح ہوا

ہوا جانور تو اور بھی طیب ہو گیا اور اس گوشت میں تو برکتیت سے برکتیں آگئیں۔



معلوم ہوا کہ (۱) سے پہلے اگر کہہ لے سوا کی اور کلام بخند کیا جائے تو اس سے کلام کے سرب  
یہ جائے اور نہ کہ (۲) سے کہہ لے اور اگر کہیں ہانکا کوڑے لگا کر قسم نہیں دے گا اور (۳) سے پہلے  
اسے قحطی سے کلام کے سوا کی کلام پہلے سے وہ ہانکا کوڑے لگا کر قسم دے گا تو کوئی شک نہ ہے کہ اس  
جانور اور (۱) جانور ہانکا کوڑے لگا کر قسم دے گا اور نہ کہ (۲) جانور ہانکا کوڑے لگا کر قسم دے گا  
جانور اور (۱) جانور ہانکا کوڑے لگا کر قسم دے گا اور نہ کہ (۲) جانور ہانکا کوڑے لگا کر قسم دے گا

[illegible]

پاکستان فیملی جیولری ہاؤس، لاہور

(ك ٢) قال ابن عباس وما ذبح بغير اسم الله تعالى حملاً لقائه وحسن حرامه  
تفسير ابن عباس ياره ٩ سورة البقره وتفسير ابن عباس ياره ٦ (٣١) سورة المائدة وهي ٩٠ ياره  
١٢ سورة محمد وهي ٢٦

حضرت مہدائے بن عباس رضی اللہ عنہ (وہ ما اهل بہ لغیر اللہ) کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جس جانور پر بوقت ذبح قصد اللہ کے نام کے سوا کسی اور کا نام لیا گیا ہو اس جانور کا گوشت حلال اور حلالاً حرام ہے۔

والفائز هو الذي يجاب عنه شانهو بمهارة

٢٨٦) (وما فعل لغير الله به كأي ولع الصور لعبه الله عند دمجهم كقولهم باسم الثلاث والعري هو القسم دمج ٣ من ٥ بقية ١٥٢)

اوصافِ غیر اللہ یہ ہے کہ ہر اربع الصوت غیر اللہ عدد صحیحہ ان ہیوقت آواز بخیر  
تاییدہ نہ ہو۔ میں چاروں آواز کے وقت میں کہا کرتے تھے ہر مسموع اللہ و غیر



(وہو الذی اهل به لعیر اللہ)

وہ جانور جس پر بوقت ذبح اللہ تعالیٰ کے نام کے سوا کسی اور کا نام لیا جائے۔

﴿پچیسواں جواب دوجہ بست ویکم﴾

(۳۲) قولہ تعالیٰ (والفعل) اهل لعیر اللہ به وهو مسوق علی قولہ (الان یکون میتہ

اور ما مسلوحا) فسمی ما اهل لعیر اللہ به فسقا لتوخلہ فی باب الفسق

تفسیر کبیر سورہ محل جلد ۵ (ص ۳۵۶)

صاحب تفسیر کبیر سورہ محل میں (الفسق) کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ (الفسق) کا

مطلب ہے (وہ جانور جس پر بوقت ذبح) غیر اللہ کا نام لیا جائے اور فسقا کا (الان) یکوں میتہ

میتہ اور ما مسلوحا پر مطلب ہے اسی بناء پر ما اهل لعیر اللہ به کو فسق (کتاب) کہا گیا کیونکہ

اس میں فسق کی انتہاء ہے۔

﴿پچیسواں جواب دوجہ بست ویکم﴾

صاحب تفسیر کبیر فرماتے ہیں۔

(۳۳) ثم قال وما ذبح علی النصب وهو احد الاقسام الداخلۃ تحت قولہ تعالیٰ (وما

اهل لعیر اللہ به) تفسیر کبیر سورہ محل جلد ۲ (ص ۳۵۶)

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان اور ما ذبح علی النصب اور وہ جانور جو بتوں کے تقاب پڑا کیا گیا۔

یہ بھی اللہ تعالیٰ کے اس قول کے حکم میں داخل ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

(وما اهل لعیر اللہ به) وہ جانور جو بتوں کے تقاب پڑا کیا جائے یا اس پر بوقت ذبح غیر اللہ کا

نام لگا دیا جائے اس کا گوشت کھانا حرام ہے۔

﴿پچیسواں جواب دوجہ بست دوم﴾

(۳۴) اما حرم علیکم الميتۃ والدم ولحم الخنزیر وما اهل لعیر اللہ به) تعلیل لعل

ما دھرم ما کنتہ معارفہم ای انما حرم ہذہ الاشیاء ذون مفر عمون حرمہ من البحائر

والسواہب وصورھا ابو طعود جلد ۱ سورہ محل (ص ۳۶۰)

بلکہ حرام کیا گیا۔ تم پر مبراہ (جانور کا گوشت کھانا) اور (بھتا) خون یا درخیز کا گوشت

(کھانا) اور وہ جانور (جس پر بوقت ذبح غیر خدا کا نام) لگا دیا گیا اور یہ آیت ان اشیاء کے

حالت کے ہوازی وکیل ہے ہواشیاء معدودہ سے طہرہ اللہ — حالت کو مطلقاً میں  
 ہیں یعنی مذکورہ معدودہ اشیاء تم پر حرام ہیں سوائے ان جانوروں سے جنہیں تم  
 نے بڑا تم خود حرام ٹھہرا کر لیں ہیں، جیسے، بکیرہ، اور سامب۔

پانچویں سوال جواب: وجہ بست و سوم

(۳۵) قال فی الحمل (والقاء) معنی (الهی) (والاہد من حداد مضاف الی فی دوحہ لان  
 المعنی) و ما صبح فی دوحہ لغیر اللہ تعالیٰ حمل سورہ بقرہ  
 صاحب طرست اللہ علیہ فرماتے ہیں: (یہ) میں (یا) معنی (الهی) کے ہے اور یہاں مضاف الیہ  
 مضاف ہے (جو یہ ہے ان فی ذری) کیونکہ آیت کا معنی یہ ہے کہ اس (جانور) کو کشت حرام  
 ہے (اس پر بوقت) اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کا نام لیا گیا۔

چھٹی سوال جواب: وجہ بست و چہارم

صاحب جلالین فرماتے ہیں

(۳۶) ای ذبح علی اسم غیرہ حلالین سورہ بقرہ

(و ما نزل لغیر اللہ بہ) کا معنی ہے وہ جانور (حرام ہے) جو اللہ تعالیٰ کے نام کے سوا کسی اور  
 کے نام پڑا ہو۔

ساتھ سوال جواب: وجہ بست و ہفتم

صاحب تفسیر خازن فرماتے ہیں

(۳۷) و ما ذبح للاصنام و الطوائف تفسیر خازن سورہ بقرہ

و جانور (حرام ہے) جو بتوں اور شیائین کے نام لیا گیا

آٹھویں سوال جواب: وجہ بست و ہشتم

صاحب تفسیر مدارک فرماتے ہیں

(۳۸) ای ذبح للاصنام تفسیر مدارک سورہ بقرہ

(۳۹) اس سے اس جانور کا کشت حرام ہے (جو بتوں کے نام لیا گیا ہو)

﴿اِنَّكَ لَسَوْاں جَوَابٌ دُوچہ دُست دُشمن﴾

صاحب تفسیر بیضاوی فرماتے ہیں

(۳۹) اِی رَفَعَ الصَّوْتُ عِنْدَ ذَبْحِهِ لِلْعَصْمِ بِصَوْتِ سُرٍّ بَعْدَ

(حرام ہے اس جانور کے گوشت کا کھانا) جس پر بوقت ذبح نام پکارا گیا ہو۔



﴿اِنَّكَ لَسَوْاں جَوَابٌ دُوچہ دُست دُشمن﴾

تفسیر بیضاوی کے محشی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں

(۴۰) وَمَا هَلْ لِّلْعَبْرِ اللَّذِيْهٖ ذِكْرٌ عَلَيْهِ بِغَيْرِ اسْمِ اللّٰهِ وَاقْلَامِ الْعَصْمِ مَقَامَ غَيْرِ اللّٰهِ  
صاحب بیضاوی سورہ بقرہ

(وَمَا هَلْ لِّلْعَبْرِ اللَّذِيْهٖ) کا حلیٰ یہ ہے کہ اس جانور پر اللہ تعالیٰ کے نام کے علاوہ کسی  
اور کا نام لیا جائے (اس طرح کہ) اللہ کے بجائے (منہم) بت کا نام لیا جائے۔

﴿اِنَّكَ لَسَوْاں جَوَابٌ دُوچہ دُست دُشمن﴾

صاحب تفسیر مراح التفسیر فرماتے ہیں

(۴۱) اِی ذَبَحَ عَلٰی اسْمِ غَيْرِهِ تَفْسِيْرُ السَّرَاحِ الْعَبْرِ سُوْرَةُ بَقَرَةٍ

(حرام ہے اس جانور کے گوشت کا کھانا) جس پر بوقت ذبح اللہ تعالیٰ کے نام کے  
علاوہ کسی اور کا نام پکارا گیا ہو۔

﴿اِنَّكَ لَسَوْاں جَوَابٌ دُوچہ دُست دُشمن﴾

حضرت ابواسود فرماتے ہیں

(۴۲) اِی رَفَعَ الصَّوْتُ عِنْدَ ذَبْحِهِ لِلْعَصْمِ اَبُو السَّعْدِ سُوْرَةُ بَقَرَةٍ جُلْدًا ۱۳۳

(حرام ہے اس جانور کے گوشت کا کھانا) جس پر بوقت ذبح نام پکارا گیا ہو۔

﴿اِنَّكَ لَسَوْاں جَوَابٌ دُوچہ دُست دُشمن﴾

(۴۳) بِرَاسِ السَّرَاحِ حَوْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا بِحَسْبِ اللّٰغِ وَابْتِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت آتی ہے کہ (حرام ہے اس جانور کا گوشت)  
جس پر بوقت ذبح شیطان کا نام لیا گیا ہو۔ موصول

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا جِوَابُ وَجِبِہِیْ دُورَم﴾

صاحب تفسیر سراج التفسیر فرماتے ہیں

(۳۴) وَمَا هَلْ لِّغَیْرِ اللّٰهِ بِہِ اِیْ رَفَعَ الصَّوْتَ بِہِ لِّغَیْرِ اللّٰهِ بِانْ ذِیْجَ عَلٰی اِسْمِ غَیْرِہِ  
کہ (وَمَا هَلْ لِّغَیْرِ اللّٰهِ بِہِ) یعنی ذِیْجَ کے وقت اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کا نام بلند کرنا (سہ)  
ایسے جانور کا گوشت کھانا حرام ہے جس پر (توجہ ذِیْجَ اللہ کے نام کے سوا کسی اور کا  
نام لیا جائے) التفسیر السراج سورۃ المائدہ

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا جِوَابُ وَجِبِہِیْ دُورَم﴾

صاحب جلالین فرماتے ہیں

(۳۵) وَمَا هَلْ لِّہِ بِانْ ذِیْجَ عَلٰی اِسْمِ غَیْرِہِ جَلَالِیْنَ سورۃ المائدہ  
(وَمَا هَلْ لِّہِ بِانْ ذِیْجَ) کا معنی ہے (جب جانور اللہ کے نام کے علاوہ کسی اور کے نام ذِیْجَ کہا جائے  
(تو ایسے جانور کا گوشت کھانا حرام ہے)

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا جِوَابُ وَجِبِہِیْ دُورَم﴾

صاحب تفسیر بیضاوی فرماتے ہیں

(۳۶) اِیْ رَفَعَ الصَّوْتَ لِّغَیْرِ اللّٰهِ بِہِ بِمَعْنٰی سورۃ المائدہ

(حرام ہے اس جانور کا گوشت کھانا) جس پر (توجہ ذِیْجَ اللہ تعالیٰ کے نام کے سوا کسی اور  
کا نام پکارا گیا ہو۔

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا جِوَابُ وَجِبِہِیْ دُورَم﴾

صاحب تفسیر مدارک نکھتے ہیں

(۳۷) اِیْ رَفَعَ الصَّوْتَ بِہِ لِّغَیْرِ اللّٰهِ عِدَاوَتِکَ سورۃ المائدہ

(اِیْ رَفَعَ الصَّوْتَ بِہِ) (حرام ہے اس جانور کا گوشت کھانا) جس پر (توجہ ذِیْجَ اللہ تعالیٰ  
کے نام کے سوا کسی اور کا نام پکارا گیا ہو۔

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا جِوَابُ وَجِبِہِیْ دُورَم﴾

صاحب تفسیر خازن نکھتے ہیں

(۳۸) یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا جِوَابُ وَجِبِہِیْ دُورَم تفسیر خازن سورۃ المائدہ



تقریبات مفسرین اسم نے کھاکر (الاحلال) کا لغوی معنی ہے آزاد ہونا : کیونکہ وہ  
جہالت میں عیب کے رہنے والے جانور سے ذبح کرتے وقت بلند آواز سے اپنے جوش  
لیختے اور یہیں کہتے (یا سیدہ الصبیحہ والعری) کلات اور عزی نے نام۔

یہ ترجمہ جواں جواب و وجہ کی وہ جملہ ایک ہے

(۵۳) حرم اللہ تعالیٰ ذلک یہدہ الآیۃ وبقولہ تعالیٰ (و لا تأکلوا مما لم یذکر اسم

اللہ علیہ) طارر، و معالم سورۃ مائدہ

(سورہ جانور میں پر بخت ذبح اللہ تعالیٰ کے نام کے سوا کسی اور کا نام لیا جائے) سواں (کا گوشت  
کھانا) اللہ نے حرام کر دیا اس آیت کے ساتھ (و لا تأکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ) طارر  
نے کہا اس (جانور کے گوشت) سے جس پر (بخت ذبح) اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو۔

## سوال

(اے سینوں) اگر اہل کاسنی ذبح کیا جائے تب بھی تمہارا دعا ثابت نہ ہوگا کیونکہ اگر اہل  
کاسنی ذبح کیا جائے تو زیادہ سے زیادہ معنی و مطلب یہی ہوگا (ذبح لغیر اللہ) جو جانور  
غیر اللہ کے لئے ذبح کیا جائے (اس کا گوشت کھانا حرام ہے) سو ہم بھی تو یہی کہتے ہیں  
کہ جو جانور غیر اللہ کے لئے ذبح کیا جائے اس کا گوشت کھانا حرام ہے اس لئے اگر تم اہل  
کاسنی ذبح لغیر اللہ کر بھی لو تب بھی تمہارا دعا ثابت نہیں۔

اسکے تین جوابات ہیں

پہلا جواب یہ ہے۔ جی ہاں اگر عبادت یوں ہو کہ ذبح لغیر اللہ کہ جو جانور ذبح کیا جائے  
اللہ کے نام کے سوا کسی دوسرے کا نام لیکر بخت ذبح کیا جائے (مگر ذبح لا لیسو) (اللہ تعالیٰ  
سے سوا) (ذبح لغیر اللہ) کسی دوسرے کے قریب کیلئے ذبح کیا تو یقیناً وہ جانور حرام  
ہو جاتا ہے۔ دیکھئے

۴ طارر نووی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں ۴

(۱) قولہ صلی اللہ علیہ وسلم لعن اللہ من ذبح لغیر اللہ، مسلم شریف

و اما الذبح لغیر اللہ فاما المراد ان یذبح لغیر اللہ کمن ذبح للغیر او لصلیب  
او لموسیٰ علیہ السلام او لعیسیٰ علیہ السلام او لکعبۃ او لبحرہا شرح مسلم للدری





[illegible]

• تمام عمارت کاغذ پر ہے •

[illegible]

## نہایت اور تشہیر سے حرمت لازم نہیں آتی

نہایت سے مراد (جانور کو ذبح سے پہلے اغویا۔ حکرام علیہ السلام رحمہ اللہ)۔ نہایت سے نہایت نام سے منسوب کرنا (تشہیر سے مراد ذبح سے پہلے یا بعد اس جانور کو کسی نام سے مشہور کرنا)۔ یہ جانور فلاں کاتب (احرمیت لازم نہیں ہے)۔ یہ جانور ذبح سے پہلے منسوب یا کسی نام سے مشہور کر لیا اور پھر ذبح کیا۔ بحکم اللہ اللہ اکبر لعل ذبح کیا تو یہ جانور کا ذبح جائز نہیں۔ تعلیق۔ مزید)

### سوال

آنرونی مسلمان کسی جانور کا ذبح سے پہلے سیدنا علی رضی اللہ عنہ علیہ یا (کا کا صاحب) رضی اللہ عنہ علیہ یا سیدنا محمد بن اسماعیل رضی اللہ عنہ کے نام منسوب کرے تو اس جانور کا گوشت حلال ہے کیونکہ اس شخص نے مذکورہ بالا بزرگوں کو اپنا محبوب سمجھا۔ یہی حال مذراہ سنے والوں کا ہے کہ انہیں سے کہا جائے کہ اس جانور کے بدلے بازار سے گوشت لے آؤ اور مرحوم کو ایصال ثواب کرنا اس لئے کہ انہوں کا ثواب یکساں ہے تو وہ شخص اس پر راضی نہیں۔ جوت ہوا کہ یہ ذبح غیر اللہ کیلئے ہے جو شرک ہے اسکی وجہ سے اس جانور کا گوشت حرام ہو جاتا ہے۔

### جواب

میں کاتب الحروف کئی وجوہ سے اس اعتراض کا جواب دیتا ہوں۔  
 پہلی بات تو یہ ہے کہ ذبح سے پہلے یا بعد میں جانور کو کسی ولی کے نام منسوب کرنا نہ شرک ہے نہ اس نہایت سے اس جانور کا بیش قیمت ہونا ہے نہ کوئی مسلمان اس ذبح سے لغو و ضیاع سمجھتا ہے نہ کہ صرف الی انسان کی نیت کرتا ہے بلکہ اس ذبح سے ذبح سے مراد صرف ایصال ثواب ہے۔ یہ شرک اور حرمت کا حکم کیونکر ہو سکتا۔  
 سوائے شکی نہ ہو۔ کا جواب۔

۱۔ شکی کا جواب یہ ہے کہ اللہ نے جانور کو صرف الی انسان کی نیت سے ذبح کرنا حرام نہیں کیا ہے۔ بلکہ اگر کسی نے جانور کو ذبح کرنے والا مسلمان اللہ علی سے ذبح کیا تو یہ حلال ہے۔

۱۰۔ اگر ایسا ثواب کی قیمت نامہ حوالہ میں قیاس کیا ہے۔ پھر یہ سبیل  
 ہمارے تیار کوشش ہائے پکار نہیں اس کا ثواب یہ ہے کہ وہ مسلمان چلے جاتے ہیں  
 انہوں سے محروم رہنا نہیں چاہتا۔

(۱) ایک قویہ سے کہ جب فرض عہد چلے جاتا ہے تو اسے اس ان کا ثواب مل جاتا ہے  
 سب کہ ہمارے تیار کوشش لانے میں اس ثواب سے محروم رہ جاتا ہے۔

(۲) دوسری بات یہ ہے کہ وہ صدق کرتا ہے اگر ہمارے کوشش لاکر پکار مسلمانوں  
 فقیہوں لکھتا ہے کہ تو صدق کا ثواب قبول ہائے پکار ہمارے کے ثواب سے محروم ہو جائے  
 کہ۔ جیسے قربانی میں یہی صورت موجود ہے۔

دیکھتے صاحب عبادۃ فرماتے ہیں۔

۱۱۔ بالصحة لهما فضل من التصديق لمن الاضحية لان لهما حملان القرب بالرافة

الدم والتصدق والجمع بين القربين الفصل. ملخصا عبادۃ

ایام قربانی میں اس (جانور کی) قیمت صدق کرنے سے قربانی کرنا ہی افضل ہے۔

کیونکہ اس صورت میں دو ثواب ہیں ایک تقرب الی اللہ (اللہ سے قربت کیلئے) دوسرا یہاں  
 دوسرا صدق کرنا۔ لہذا دونوں مناسبت کو جمع کرنا افضل ہے۔

۱۲۔ تیسری بات یہ ہے کہ تاڈر (خدا کرنے والے) نے جو جانور کی ولی کے ہم منصب

مشہور کیا ہے اب اس کے بدلے سے اللہ کے اولیاء کہاں خوش ہو گئے اگرچہ دوسرا جانور

(جسے اس جانور کے بدلے میں لیا جاتا ہے) سے کسی ولی کے ہم منصب (مشہور تھا) کا ان

دو صدق اگر دو ثواب کی حیثیت سے برابر ہے اولیاء کا خوش نہ ہونا (بدا کہ جو سے) ہو کہ

تین تخلص سے ہے کہ وہ کہ وہاں کے وہم باطل سے بنا۔

(۱۳) چوتھی بات یہ ہے کہ اولیاء اللہ کی تدار پٹے جو جانور یا کہاں سے بغیر کی بخیر شری کے تبدیل

ہے مناسب نہیں۔ انہی دلیل یہ ہے کہ اگر صاحب نصاب قربانی کیلئے بغیر خدا صیغہ ایک

جانور خریدے تو اب اس جانور کو دینا مکروہ ہے اگرچہ اس کا (جمع مع الذکر بعد) منع ہے

صاحب عبادۃ صاحب تین اتفاق لکھتے ہیں۔

والشراء للصحة لا يجمع البيع ويكره ان يبدل بها غيرها عبادۃ احمد بن حنبل والشافعي وغيرهما

قربانی چلے جانور یا تو اس جانور کیلئے مناسب نہیں (انہی سب قربانی چلے جانور

فرمایا کیا تو اب آگ چھینا پڑ جائے تو اس جانور کا چھینا کر چھ مصلحت تو نہیں (مکرہ)۔  
 جانور سے بدلہ ہم حال کر وہ تو پہلا کہایت سے تو کسی حال خالی نہیں (۵)  
 (۵) پانچویں وجہ یہ ہے کہ مسلمانوں پر جسے وہ کفائی حرام ہے۔ غیر مسلمانوں کے افعال  
 افعال کی حتی الامکان اس میں توجہ کرنی واجب ہے۔ نیک لینے والا وہی ہے۔ اسی بات کی  
 وضاحت جان نہ کرے (جب تک اس کی باتوں میں ضرورت نہ ہو) لازم ہے وہی باتیں  
 نہ ہوں اس وقت تک مگر پر ضرورت کے لئے لگا ہوا نہیں۔ بلکہ نہایت احتیاطاً فرض  
 ہے یہاں تک کہ اسے ضرورت کے لئے اس سے پہلے ہونی لازم حال میں نہ  
 جائے اسے اختیار نہ ہو۔

و پانچویں وجہ یہ ہے ۶

(۶) کہ اگر اس سے اسے سے پرچھا کر لے آئے یہ جانور۔ یہ ہے۔ اس سے اس سے  
 بعضی حال وہ ہیں (بکھرا) جو ہاتھ لگا کر اس سے ہر اقصیٰ فی حدی مہارت ہے  
 اس صورت میں ضرورت کے لئے تو اس کا اطلاق صرف ایسے ہی نہیں ہوا کہ نہ کسی  
 وجہ سے تمام مسلمان اس بات کی ضد میں ہیں۔

یعنی تو اس میں ایک میں اور شایع ہے

واللہ اعلم و اللہ اعلم و اللہ اعلم

ترجمہ: ہر ایک کے لئے اس میں ایک میں اور شایع ہے

سوائے ان کے جو تمام مسلمانوں کو یہ کہی نہیں جیسا کہ پہلے کہا ہے  
 سب پر ضرورت کا کافی ہے اس سے ہوا۔

ساتویں وجہ یہ ہے ۷

(۷) ساتویں وجہ یہ ہے کہ علماء اہل سنت نے تصریح فرمائی ہے کہ اگر اس سے اس وقت  
 وہی مسلمان اس سے پہلے کہ خدا نام لے کر کھائے (تو علماء اہل سنت سے فرمایا کہ چھک ہوا  
 کر وہ تو ہے مگر لینے والے کی نیت چھک رسول اللہ ﷺ سے نہ اس وقت قبول ہے  
 ساتھ میں کہ تو صرف عقیم رسول ﷺ کی نیت کی وجہ سے اگر یہ کھاتے نہ سے کھ لے بھی  
 کئے اب بھی وہ مسلمان نہ شرب ہوا نہ کافر ہوا نہ ایچ الام ہوا۔ بلکہ وہ لینے والا کافر

صطبان اور ایچ پاک وصال ہے

صاحبِ لادنی قاضی خان فرماتے ہیں

(۱) اور حل صحیح و دفع وقال نسو الله بام خدا بام محمد ﷺ قال الشيخ الامام ابو بكر محمد بن الفضل ان لوان حل بدكر النسي طائر تحيله وتعظيمه حار ولا بأس وان اراد به الشركة مع الله تعالى لا تحل الذبيحة لادنى ناصر حار جلد ۱۲، ص ۱۰۰

(امام ابو بكر محمد بن فضل رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ آیا یہ آدمی جانور کو ذبح کرنے والا ہے اور بوقت ذبح یوں کہ نسو الله بام خدا بام محمد ﷺ (اب ذبیحہ کا کیا حکم ہے)؟ (امام ابو بكر محمد بن فضل رضی اللہ عنہ جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں اگلی دو صورتیں ہیں) (۱)۔ (یہ کہ ذبح کرنے سے پہلے کلمات حضور نبی کریم ﷺ کیلئے تعظیم و احترام کیے ہیں یا حضور نبی کریم ﷺ کو اللہ کا شریک بنا کر کہے ہیں)

اگر یہ کلمات حضور نبی کریم ﷺ کی تعظیم و احترام میں کہے ہوں پھر تو جواز میں کوئی شک نہیں۔ نیز اس جانور کا گوشت بھی حلال و طیب ہے۔

(۲) اور اگر یہ کلمات حضور نبی کریم ﷺ کو اللہ جل جلالہ کا شریک بنا کر کہے ہیں سو پھر اسے ترک میں کوئی شک نہیں۔ نیز اس جانور کا گوشت حرام و پلید ہوگا۔

## ﴿صاحبِ ہدایہ و صاحبِ غنی و صاحبِ کنز﴾

(سے جب یہ مسئلہ پوچھا گیا تو ان تمام اصحاب فقہ حنفی نے جواب دیا)

(۲) احدھا ان بدكر موصولا لا معطوفا فيكروه (الذکر) ولا تحرم الذبيحة هدایہ ذمانح و جامع الصغیر و عینی الكنز و غیرہا

(سوال کا جواب یہ ہے ہم دیکھیں گے کہ اس نے حضور پر نور ﷺ کا نام بوقت ذبح موصولا لیا ہے یا معطوفا۔ مگر (سرکارِ مدینہ ﷺ کا نام مبارک) موصولا لیا گیا ہو۔ (تو بوقت ذبح حضور پر نور ﷺ کا نام مبارک لینا) پسندیدہ ہے (کیونکہ بوقت ذبح صرف اللہ جل جلالہ کا نام لیا جائے اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو رحمت للعالمین بنا کر بھیجا ہے یہ بوقت یہ تو سرکارِ دو عالم ﷺ کا نام لینے کا ہے اور نہ سرکارِ دو عالم ﷺ پر وارد ہونے کا



میں چاہوں کہ یہ طائرہ باطل ہے لیکن (عطف کیا تو) مجھے کئے نام میں اب یہ ہے کہ  
 باطل ہے)۔ لیکن (عطف کی وجہ سے کسی کو کار کرنا) ہر باطنی ہے اور ہر باطنی ہے (کار کرنا) علم  
 کے احکامات مشکل امر ہے (سوچیں) دونوں احوال موجود ہیں (تو دونوں میں جدائی لازم۔  
 یعنی ازدواج کہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اہل کاشریک مجھ کو یہاں کہا ہے کہ  
 تو ان کے مشرک ہونے میں شک نہیں ہوا اگر وہ کہتا ہے کہ میں نے صرف تعظیم کی نیت لی  
 تھی تو پھر وہ مشرک نہیں۔ ان دونوں احتمالات کے ہوتے ہوئے جدائی لازم۔)

(۹) نوری وجہ یہ ہے۔ کہ یہ بات ہم پہلے اعلیٰ کلمۃ اللہ (صلی ۹) سے ثابت کرتے ہیں کہ **لا تَعْبُدُوا اللَّهَ بِمِثْلِ مَا يَعْْبُدُونَ** یعنی تم مشابہتِ غیر اللہ (صلی ۹) سے پہلے سب سے پرست نہ کی۔

﴿نوع سے پہلے یا بعد جانور کی تشہیر یا منسوب﴾

کرنے سے قوت لازم نہیں

وہ کہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

فَكُلُوا مِنْ ثَمَرِهِ إِذَا أَثْمَرَ وَآتُوا حَقَّهُ وَهُوَ الْغَلِيظُ الْحَقِيمُ. وَصَاحِبُ الْجَنَّتَيْنِ إِذْ هُما فِيهَا يَمِينُ

Figure 1 consists of four small diagrams labeled (a) through (d). Diagram (a) shows a simple linear sequence of three rectangular blocks connected by horizontal lines. Diagram (b) shows a hierarchical structure with a single top block connected to two middle blocks, which are then connected to four bottom blocks. Diagram (c) shows a network structure with four blocks arranged in a square, each connected to its two adjacent neighbors. Diagram (d) shows an object-oriented structure with four blocks, each containing a small circle with a dot inside, representing objects and their relationships.

ہیں کھائے ان جانوروں کے گوشت میں سے جن پر (بوتہ ذبح) اللہ کا نام لیا گیا۔  
یہ آیت مطلق ہے (المطلق بحوری علی اختلاف) لہذا یہ اس جانور کو بھی شامل ہے جس کو  
(ذبح سے پہلے اللہ تعالیٰ کے نام کے سوا کسی کے نام سے مشہور یا منسوب کیا گیا)۔

6-20-2019

(١١) يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِن ثَمَرِ الْأَرْضِ حِينَ لَاقَتْكُمْ وَتِلْكَ الْأَشْجَارُ إِذَا تَلَاقَتْ وَأُتُوا لَهَا

قال ابن عباس: بولت في قوم من ثقيف وبنى عامر من حمصعة وخرزاعة وبن مطليح حرمل

من البحري والبحار والسواحل والجزائر والمخارج

یہ توبیہ (بشارت) ایسا ہے تو کوہ؟ جو بحر زمین میں حائل و غیب ہے۔ تھکن کی جہاں نہ لے

معاذ کے مہمان بن مہاش رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ یہ آیت قبولہ شریف اور عامر بن صعصعہ



”پہچانیں اور یہ ہے“

(۱۲) **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَكْلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ**

فَالسَّامِعَانِ الْحَمْلُ لِحَدِّ قَوْلِهِ تَعَالَى اِسْمًا حَرَمًا وَهُوَ لَصِقَ قَلْبُ لِمَنْ دَعَى إِلَى اسْتِحْلَالِ هَذِهِ الْأَرْبَعَةِ وَحَرَمِ الْحَلَالِ كَالسَّوَابِ وَغَيْرِهَا حَمْلٌ لَمْ يَأْخُذْ بِهِ (۹)

ہندو تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ اے ایمان والو! کھاؤ پاک رزق میں سے جو ہم نے تمہیں عطا کیا ہے۔ حضرت سلیمان الحمل اس آیت (اسم حرام) کے تحت لکھتے ہیں کہ یہ قہر قلبی ہے۔ وہ کہتے ہیں لوگوں کا جو اس میں چار (حرام شدہ جانوروں) کے گوشت کھاتے ہیں ان سے گوشت کھانہ تعالیٰ نے حرام کر دیا ہے۔ اور وہ جانور جن کے گوشت کے کھانے کو اللہ نے حلال فرمایا ہے اور یہ اسے اپنے اوپر حرام کرتے ہیں جیسے سواں، نیو، دھنک، یا دھنک۔

”پہچانیں اور یہ ہے“

(۱۳) **قَالَ اللَّهُ تَعَالَى. وَقَالُوا هَذِهِ الْأَنْعَامُ وَحُرَّتْ حِمْرُ لَا يُطْعَمُهَا إِلَّا مِنْ نَشَاءِ مَنْ عَمِلَ بِهَا**  
فَمَعْنَى الْآيَةِ هَذِهِ الْأَنْعَامُ وَحُرَّتْ فَمَعْنَى يَعْلَمُونَ أَنَّهَا لِأَصْحَابِهَا قَالَ مُجَاهِدٌ يَحْسَبُ مَا لَا نَعَامَ الْحَيَّةُ وَالسَّائِدَةُ وَالْوَصِيلَةُ وَالْحَمَامُ. فَهِيَ الْبَهِيمَةُ

صاحب تفسیر فتح البیان لکھتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ اور (شرکین) ان سے یہ جانور اور کھیتی مملو ہیں (کوئی اس سے کچھ نہیں کھا سکتا) اسے کوئی کھا نہیں سکتا مگر جسے ہم چاہیں اپنے (باطل) سے اس کا سنی یہ ہے کہ یہ مومن اور کھیتی مملو ہیں (اس سے کسی کو فائدہ اٹھانا منع ہے) یہ لکھتے تھے کہ یہ ان کے بتوں کیلئے ہیں۔ حضرت مجاہد فرماتے ہیں۔ مومنوں میں وہ جن جانوروں کو کھیتی مملو تھے وہ ہیں دھنک، سواں، اسیل، دھنک۔ شرکین ان جانوروں کو ان کے نام پر پکھڑا دیتے اور ان کی تعظیم و احترام کو بہت لکھتے تھے۔ دیکھا آپ نے کہ ان قانون سے یہ بات ثابت ہوئی کہ عباد و سواں، شرکین اپنے بتوں سے نام منسوب و مشہور کرتے پھر بھی درست ثابت نہیں۔ معلوم ہوا کہ مطہ کی جانور کا نام سے سواں، کھانہ منسوب و مشہور کرنے سے حرمت لازم نہیں آتی۔

”پہچانیں اور یہ ہے“

صاحب جامع الفتاویٰ صاحب کتاب خانہ، ولیمپور، جیسے ہیں۔

(۱۳) مسلم دمع ضافہ المحوسی لیسٹ دارہم اوالکافر لالہتہم لوالکفر لالہ۔ یہ اللہ تعالیٰ مد بعدہ و بکرمہ للمسلمہ۔ جامع الفتاویٰ لالہ صاحب لالہ شہیدہ و فرزند برحق لالہ احمد، کتب اللہ۔ کسی مسلمان نے کبھی کی وہ کبھی جو ان کے اعتقاد کے لئے حقیقی پاکفروں کے بتوں سے لئے حقیقی مذاق کی تہذیب حال ہے کھائی جائے (یعنی انکا گوشت کھانا حلال ہے) اہل بیت (ع) (نکسوں) و مشرکین کا برا انکی معہدگانوں میں ذات کرتا (ناپسندیدہ ہے) مگر ناپسندیدہ سے یہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ اس جانور کا گوشت حرام ہو گیا بلکہ فقہاء نے لکھا کہ وہ گوشت حلال ہے۔

۳۔ پندرہویں وجہ یہ ہے کہ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

(۱۵) فَكُلُوا مِنْهُ لَكُمْ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ مَآيَاہِ مُؤْمِنِي ہارہ ۸۰ (مکوع ۱)

جس کھانے جانوروں میں سے جن پر (ذات کے وقت) اللہ کا نام لیا گیا، اگر اللہ کی ایات پر ایمان رکھتے ہو۔

یہ آیت بھی مطلق ہے (المطلق بحدی علی اطلاقہ) لہذا یہ اس جانور کو بھی شامل ہے جسے (ذات سے پہلے اللہ تعالیٰ کے نام سے سوا اور سرے کے نام مشہور یا منسوب کیا گیا)

۴۔ سولہویں وجہ یہ ہے کہ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

(۱۶) وَمَا لَكُمْ اَلَا تَكُلُوا مِنْهُ لَكُمْ عَلَيْهِ وَلَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ

اور تمہیں کیا ہوا کہ نہیں کھاتے اس جانور کے گوشت میں سے جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو اگرچہ وہ تمہیں تمہاری ہم نے واضح طور پر جان کیسے ہیں۔ ہارہ ۸۰ (مکوع ۱)

یہ آیت بھی مطلق ہے (المطلق بحدی علی اطلاقہ) لہذا یہ اس جانور کو بھی شامل ہے جسے (ذات سے پہلے اللہ تعالیٰ کے نام سے سوا کسی کے نام سے مشہور یا منسوب کیا گیا)

مذہب ظاہر ہوا۔ تفسیر اور انتساب سے حرمت لازم نہیں ہوتی۔

اللہ سے پہلے بھی اللہ عز و فرماتا ہے۔ لعلہ سے بھی ہارہ ۸۰ (مکوع ۱) ہارہ ۸۰ (مکوع ۱)

یہ جانور بعد تھیں و انتساب علی غیر اندہ پھر بھی حرام نہیں۔ سو خوب غابہ ہیں ہوا کہ تھیں و انتساب سے جانور حرام نہیں ہوا رہتے۔

### ✽ خزاویں وجہ یہ ہے ✽

کسی چیز کی صرف اضافت یعنی نسبت کرنے کو مہلات پر منحصر کرنا غلط ہے۔ ورنہ بہت ساری ایسی اشیاء ہیں جو اللہ تعالیٰ نے سوانہروں کی طرف منسوب ہیں۔ چند مثالیں پیش دیں گے۔ دیکھئے۔

(۱) نماز عصر (۲) نماز جنازہ، (۳) نماز ستر (۴) نماز پیش امام (۵) نماز مسند (۶) حج عہد (۷) نماز مریض (۸) صوم شیخ قالی (۹) زکوٰۃ ہل اس طرح اضافت میں نہ تو شرک ہے نہ کفر، نہ حرمت اندہ کراہت۔ سوا اگر کوئی مسلمان یہ کہے کہ یہ بھرا ایہ بابا سید علی ترضی رحمۃ اللہ علیہ یا یہ دہہ کا صاحب رحمت اللہ علیہ یا سیدنا ہی ان ہی غوث اعظم و بکیر رضی اللہ عنہ کا ہے۔ تو اس اضافت سے شرک و کفر و حرمت و کراہت کیوں لازم آئے گی یہ جانور، حلال ہے حرام ہرگز نہیں۔ حیوانی جانور کو مردار کہنا اور صرف اضافت کی وجہ سے کسی مسلمان کو کافر و مشرک گردانا نہایت جرائم اور مسلمانوں پر عظیم افتراء ہے۔ اس افتراء اور مسلمانوں پر کفر و مشرک کا عزم لگانے سے وہ خود کافر و مشرک ہو جاتا ہے۔

### ✽ خزاویں وجہ یہ ہے ✽

کہ مندرجہ ذیل حدیث میں حضور پر نور ﷺ نے خود نسبت و اضافت فرمائی ہے ملاحظہ فرمائیں (۱۸) عن عبد اللہ بن عمر قال قال رسول اللہ ﷺ ان احب الصیام الی اللہ تعالیٰ داود و احب الصلوٰۃ الی اللہ تعالیٰ صلوة داود۔ رواہ احمد و الامام العسکری و غیرہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اللہ کے نزدیک روزوں میں پسندیدہ روزہ داود (علیہ السلام) کا روزہ ہے۔ اور نمازوں میں سب سے پسندیدہ نماز داود (علیہ السلام) کی نماز ہے۔

### صاحب درمکار لکھتے ہیں

عن الشیخ اسماعیل عن شرح شرع الاسلام من المتصوفات صلوة النومة و صلوة الوالدین (بخیر) شیخ اسماعیل لکھتے ہیں کہ مستحبات میں سے صلوة توبہ اور صلوة والدین ہے۔ و صاحب درمکار یہ ہے ایمان اللہ جب صیام داود و صلوة داود (علیہ السلام) اور صلوة والدین کی

امانتیں چارہ دہی ہیں اور ان نمادوں کا چارہ چارہ پھر اگر کسی جانور کو اللہ کی طرف منسوب کیا گیا تو کیونکر شرک و حرام، کیونکہ صوم، صلوات، خیریت و غیرہ اہل ایمان کی عبادت ہے۔ جب وہ نسبت سے حرام نہیں تو یہ بھی حرام نہیں۔

چنانچہ سویں وجہ یہ ہے کہ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

(۱۹) قَوْلُهُ تَعَالَى فَاغْلُظْ لَكَ مِنَ بَيْعُورِهِ وَالْأَسْبَاطِ وَالْأَوْصِيَّةِ وَالْأَحَامِ. وَلَكِنْ أَلَيْسَ

كَفَرًا يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ. وَانْكَرُخْ لَكَ بِغُلْفُونَ ۝ چارہ کے عائدہ آیت (103)

اللہ نے (حرام) نہیں کیا پھر بھونٹنے ہی سائبہ بھونٹنے و صلہ بھونٹنے ہی حرام لیکن جن لوگوں نے کفر کیا وہ (ان جانوروں کی حرمت کی بات کر کے) اللہ پر افتراء (بھوت باندھتے ہیں) اور ان میں اکثر بے عقل ہیں۔

چنانچہ کفر کی وضاحت یہ زمانہ جہالت میں یعنی اسلام سے پہلے کافروں کا رویہ تھا کہ کوئی پانچ مرتبہ بے ہمتی اور آخری مرتبہ زہنتی تو اس کو اتنی کے کان چیر دیتے تھے اور اس کو زہنتی پر سوار کرتے تھے اور یہی اس کو زنج کر کے وہ کوئی اگر کسی کے ہاتھ میں منہ ڈالے اور پانی پی لے یا کسی کا چارہ کھا جائے تو مشرکین اسے نہ بٹکاتے اس کو اتنی کو اس وقت کے مشرکین مخیرہ کہتے تھے (تطبیق و ترجمہ)

جسائیت کی وضاحت یہ اگر کوئی مشرک دور رسا کے سفر کا ارادہ کرتا یا کوئی چارہ کو تو یہ لوگ یہ کہتے تھے کہ اگر میں گج سواست گمر پہنچاؤں دلوں تو کہتے اگر میں سندھ دست ہو جاؤں تو میری کوئی مسائیت ہے۔ اس سے فائدہ اٹھا کر حرام جانتے اور اس کو آزاد چھوڑ دیتے۔ چنانچہ (حرم) وَصِيْلَةٌ کی وضاحت یہ کہ کبھی جب سات مرتبہ بے ہمتی لیتی یا کھاتوں یا چھوڑ دیتے تو مشرکین میں سے صرف مرد اسے کھاتے اور اگر عورت یا بچہ یا بکریوں میں چھوڑ دیتے، اور اگر وہ بکری چرواہے بے ہمتی کر ایک فرد ایک بارہ تو مشرکین کہتے یہ تو وصیلت مع اصحاب اپنے بھائی سے مل گئی ہے۔ اس سے وَصِيْلَةٌ کہتے (تطبیق و ترجمہ)

چنانچہ اس کی وضاحت یہ کہ جب اللہ سے اس کا کھانا حاصل ہو جاتے تو اس کو چھوڑ دیتے اس سے کام نہ لیتے بھونٹنے اس پر سوار ہوتے نیز اس سے کام نہ لیتے، چارہ پانی سے اسے ملے گی

۔ دیتے۔ مشرکین سے (خاصیت) کہتے، مانوہ اور کئی عداوت تعلق (محرّم)

مذہب میں جو کہنے کے خورہ والا جانوں کو اس قدر نہیں دیا کہ تہاں و تہاں کی جانب حرمت کی نسبت لفظ و فاسد ہے، اسلام نے مشرکوں سے ان خیالات کو فاسد و فاسد قرار دیا۔

و اما جان طبعی ارحم ثابت فرما ہے جی کہ جب مذہب والا جانور یا دیگر منسوب الی عبور اللہ و شہر الی عبور اللہ ہونے سے حرام نہیں تو وہ جانور یا جانور سے پہلے اللہ کے الیاء کی جانب منسوب کر دیا جائے تو کیوں حرام ہوگا۔ تحقیق (محرّم)

۴۰۰ سوال و جواب یہ ہے کہ

علامہ نووی شارح مسلم شریف رحمت اللہ علیہ وضاحت فرماتے ہیں

(۴۰) الموالیکار ما حرّموا علی انفسهم من السبابة والوصيلة والحيرة والحکم والنہا

لم یصرّحوا ما حرّمہم و کل ما ملکہ العبد فهو حلال حتی بتعلیل بہ حق

کہ کافروں نے اپنے پوپ جن جانوروں کو حرام کیا ہے (مثلاً) سانپ، بیل، بکیر، اور عام، یہ جانور مشرکین کے حرام کرنے سے حرام نہیں ہوتے (یعنی اس آیت سے ان جانوروں کی حرمت کا انکار قصور ہے) (۱۰۰۰) سے مراد یہ ہے کہ حلالہ سبب، وصیلہ، بکیر، اور عام، مشرکین کے حرام کرنے سے حرام نہیں اور جس چیز کا (اللہ تعالیٰ جسے) مالک بنائے وہ شی حلال ہے جب تک اس بندے کا حق ملک (حکیت) اس شی پر ثابت ہو، ورنہ المسلمون (۱۰۰۰)

۴۰۱ سوال و جواب یہ ہے کہ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

(۴۱) ان الله یخری المتصدّقین۔ اللہ خیرات کرنے والوں کو اجر دیتا ہے۔

۴۰۲ سوال و جواب یہ ہے کہ

ومن هذا القبیل دیارہ القور والشرک نصرانج الاولیاء الصالحین و الذلّ لہم تعلیق فلک علی حصول شفاء یوقیوم غائب فادہ معاجز عن الصدقہ علی العبادین لقورہم کسب مال العففاء فیس دفع الزکوۃ للفقیر و مساعداً قرصاً صح لان العرفۃ بالمعنی لا باللفظ حلیہ الذی لا یمنع عن العرفۃ فیس دفع الزکوۃ للفقیر و مساعداً قرصاً صح لان العرفۃ بالمعنی

ساحین و اولیاء اللہ سے احکامات سے ترک کا حصول ہی قبیل سے ہے (یعنی) مریض کی شفا کی امید کی جا رہی ہے تو شفاء کے لیے نہ مانا ہی پر عمل ہے (یعنی) نہ (نہ) تو

مذہبات مقدسہ سے خدام پر ایپ طرح کا صدقہ ہے (نذر کا پے)۔ صدقہ سے خیر حاصل  
 کی سببوں سے اسی کوئی مثال پیش فرمائی تا کہ سہل و آسان ہو (۱۰)  
 علامہ شیخ مہدین رحمۃ اللہ علیہ اس کا جواب دیتے ہیں کہ فقہاء نے کہا  
 (قال الفقهاء هم دفع الرکوة للفقير وسماها فرضا صح لان العبرة بالمعنى لا باللفظ)  
 کہ اگر کوئی شخص فقیر کو رکوع دے دے اور (اسے کہے) یہ قرض ہے (یا مال زکوٰۃ  
 و قرضہ کہا صحیح ہے یا نہ فقہاء نے فرمایا) (سماها فرضا صح) ہاں اگر مال زکوٰۃ  
 کو قرضہ کہا صحیح ہے۔ اس لئے کہ (مقصود و مطلوب و مراد) معنی ہے نہ کہ لفظ۔  
 معلوم ہوا کہ مسلمان نے اسے نذر کا نام دیا مگر حقیقت میں صدقہ ہی مراد ہے۔  
 سو صدقہ و خیرات جائز و صحیح ہے۔

### بسماء ابلاء لکھتے ہیں کہ

و اگر تقرب بالذبح بایں غرض است کہ نفس ذبح و اخراج روح حیوان برائے آس  
 بزرگ است دیا گوشت و اجزاء ثواب سرکاری نے حرام می شود لیکن نذر برائے  
 اولیاء اصلا این معنی را مرا نمیدارد بدلیل عدم خوشنودی او و عدم طریق از عہدہ نذر دہانی  
 خودش در صورتیکہ گوشت مذبح او را کسی نخورد۔ (الاعلاء۔ ۱۳)

اگر ذبح سے (ذبح) کا مقصود و مطلوب یہ ہو کہ نفس ذبح اور جانور کی روح کا اخراج  
 فلاں بزرگ کیلئے ہو۔ اور اس کی غرض گوشت کا حصول یا کسی ولی کیلئے فیصل ثواب  
 نہ تو (اس جانور کا گوشت بقیہ) حرام ہے۔ یا وہ ہے کہ اولیاء اللہ کیلئے (نذر کرنے والا)  
 نہ ہو۔

و اگر تقرب بالذبح بایں غرض است کہ نفس ذبح و اخراج روح حیوان برائے  
 بزرگ است دیا گوشت و اجزاء ثواب سرکاری نے حرام می شود لیکن نذر برائے  
 اولیاء اصلا این معنی را مرا نمیدارد بدلیل عدم خوشنودی او و عدم طریق از عہدہ  
 خودش در صورتیکہ گوشت مذبح او را کسی نخورد۔ (الاعلاء۔ ۱۳)

و اگر ذبح سے (ذبح) کا مقصود و مطلوب یہ ہو کہ نفس ذبح اور جانور کی رو  
 فلاں بزرگ کیلئے ہو۔ اور اس کی غرض گوشت کا حصول یا کسی ولی کیلئے  
 نہ تو (اس جانور کا گوشت بقیہ) حرام ہے۔ یا وہ ہے کہ اولیاء اللہ کیلئے (نذر

کی  
 نے  
 کا نذر دہانی

ح کا اخراج  
 فیصل ثواب  
 نے والا

(حجۃ الاسلام والمسلمین) مفتی شائستہ گل قادری المتوی  
مہتمم دارالعلوم حنفیہ سنیہ محمدیہ لنڈی شاہ متہ مردان پشاور

صوبہ سرحد

دلی میں دیئے گئے اشعار، از ترجمہ محمد عبدالعلیم قادری تاریخ۔ 17.7.04

نذر اولیاء خوشنودی اللہ کا حصول ہے ایمان قوی ہے تو یہ صدقہ قبول ہے  
منکر کو ہو مظلوم کہ دلائل دیئے گئے یہ طریزیہ انداز میرے بابا کا اصول ہے  
آشکارہ ہو گئے مسائل و مقصود جدما اہل ہے فیصلہ مسلک و مطلوب جدما  
قرآن پر نظر نیز قلم میں زور ہے علم کا شہرہ ہے ہر طرف یہ شور ہے  
بہائشائستہ گل عالم ہے محدث ہے باہل اللہ میرا حامی ہے ناصر رسول ہے

بسم اللہ

الحمد للہ رسالہ نذر اولیاء اللہ کا ترجمہ تاریخ۔ 17.7.04 مکمل کیا

مترجم محمد عبدالعلیم قادری۔ عفی عنہ



جواز التقبیل والانحناء

للمسلمین والفضلاء

دارکن کے ہاتھ میں لکھو رہا

مصنف

مفتی شائستہ گل قادری

التوی الردائی۔ مفتی اعظم سرحد زبدۃ العارفین حضرت علامہ تجت الاسلام

مترجم : محمد عبدالعلیم قادری

ناظم اعلیٰ : دارالعلوم قادریہ سبحانیہ

© حق محفوظ ہے۔





الحمد لله رب العلمين والصلوة والسلام على سيد المرسلين  
وعلى آله وصحبه أجمعين أما بعد.

(حضرت علامہ حجۃ الاسلام والمسلمین مفتی اعظم سرحد محدث احمد  
استاد اہل) مفتی شائستہ گل قادری بن صدر الشریعہ مفتی محمد علی قادری بن  
حضرت علامہ صدر العلماء مفتی عمر دراز خاں رحمۃ اللہ علیہم ساکن لنڈی شاہ  
”متہ“ (فرماتے ہیں) جب میں نے دہلیہ سے شاہ کے اولیاء و علماء کے  
ہاتھوں کو بوسہ دیا اور ان کے سامنے مطلقاً بھگتا شرک ہے تو یہ تمام غیرت اسلام  
میں نے یہ رسالہ توقیفہ تعاون تمام حوازی نقیبیل والاسحاء للمسلمین  
والعضلاء لکھ کر تین فصلوں پر مرتب کیا.

ذٰلک الفصل اللہ ہو لہ من بشاء واللہ ذو الفصل العظیم  
وَرَضِیَ اللہُ عَلَی السَّیِّدِ الْأَمِیِّ وَالْأَحِبِّ عَلَیہِ السَّلَامُ  
صَلَوَاتُہُ وَسَلَامُہُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدَ الْمُرْسَلِینَ

## ﴿فصل اول﴾

☆ فصل اول میں بزرگوں کے ہاتھ پاؤں کو بوسہ دینا اور مطلقاً چھلنے کے ہوا کو احادیث صحیحہ سے ثابت کروں گا۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

## ﴿درجہ اول﴾

(۱) عن زارع بن عاصم قال فجعنا لنبادر من وواحدنا وناقبل بيد النبي ﷺ  
ورجله. رواه ابو داود، كتاب الادب، ص ۳۵۳، في فضائل النبي ﷺ في كتابه المعرف في الادب لم عبد الرزاق  
جلد ۲، كتاب الفکر، ص ۲۹۰)

حضرت زارع رضی اللہ عنہ (جو عبد القیس کے وفد میں شامل تھے) کہتے ہیں (کہ جب ہم  
دین منورہ پہنچے) تو ہم اپنی ساریوں سے جلدی جلدی اترے اور ہم نے رسول اللہ ﷺ  
کے ہاتھوں اور پیروں کو بوسہ دیا۔

## ﴿درجہ ثانی﴾

(۲) عن ابي هريرة ان رجلا من ابي النبي ﷺ فقال يا رسول الله ﷺ اني شيا زاداد به  
بقيد فقال له اذهب الي تلك الشجرة فادعها فلهب اليها فقال ان رسول الله ﷺ  
يدعوك فجاءت وسلمت على النبي ﷺ ثم قال لها ارحمني فرجعت (الي قوله) لم  
اذن له فقبل راسه ورجليه وقال لو كنت امر الاحد ان يسجد لاحد لاهرت العراف ان  
تسجدن ورحها.

اصح احاديث في المستدرک في الروايات والسنن في مسند عبد الله بن مسعود لم عبد الرزاق، ص ۲۹۸  
۲۹۹، في فضائل النبي ﷺ في كتابه المعرف في الادب لم عبد الرزاق، ص ۱۳۸)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک آدمی حضور پر نور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا  
اور عرض گزار ہوا یا رسول اللہ ﷺ مجھے (اپنی نبوت کی حقانیت پر) ایسی نیکائی دکھا دیں  
کہ میرے یقین میں مزید اضافہ ہو فرمایا اس درخت کے پاس چلے جاؤ اور اس سے آنے  
پلے ہوا، شخص اس درخت کے پاس چلا گیا اور اس سے کہا اللہ کے رسول ﷺ  
تھے بار ہے پس وہ درخت حضور پر نور ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا، سلام پیش

ایا حضور پر نور ﷺ نے درست کو دلوں جانے کا حکم فرمایا وہ درست دلوں اپنی جگہ چھا  
 (اپنی قوم) پھر حضور پر نور ﷺ نے اس آدمی کو (دلوں کو) دلوں کو پورہ دینے کی امانت دی  
 وہاں شخص نے حضور پر نور ﷺ کے سر مبارک اور دلوں کو پورہ دیا۔ حضور پر نور ﷺ نے فرمایا  
 اگر میں کسی کو (اللہ کے سوا) کسی کیلئے سجدہ کا حکم دیتا تو (اپنی امت کی) خواہشیں کو حکم دیتا  
 کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کریں۔

یہ اس حدیث سے سر مبارک اور دلوں کو پورہ دینا ثابت ہو گیا، ظاہر ہے کہ جب دلوں  
 کو پورہ دیا جائے گا تو جھکا لازم ہے تو مطلقاً جھکا بھی ثابت ہو گیا، کیونکہ بغیر جھکے پورہ دینا  
 ناممکن ہے۔

### ﴿وجہ سوم﴾

(۳) بعض مصنفان من غسال ان قوم من الیہود قبل ان یدعی الیہی ﷺ ورجلہ  
 ابو جعفر محمد بن حنفیہ کتاب الاسعیدان ۲۴۰۶ ہجری عامہ ۱۰۱۲ ہجری قمریہ جلد ۲ کمرۃ  
 (۲۹۹) والیہ ۵۰ والیہ ۵۰ والیہ ۵۰ والیہ ۵۰

حضرت صفیہ بن مسال فرماتے ہیں کہ یہود نے (چند سوالات کیلئے) حضور پر نور ﷺ نے ان کے تسلی  
 بخش جوابات دیئے پھر انہوں نے (حضور پر نور ﷺ کے ہاتھ اور پاؤں کو پورہ دیا۔

یہ اس حدیث سے بھی ہاتھ اور دلوں کو پورہ دینا ثابت ہو گیا، ظاہر ہے کہ جب دلوں  
 کو پورہ دیا جائے گا تو جھکا لازم ہے تو مطلقاً جھکا بھی ثابت ہو گیا، کیونکہ بغیر جھکے پورہ  
 دینا ناممکن ہے۔

### ﴿وجہ چہارم﴾

(۴) وفی الکافی کتاب الاعراب (من الصحابة) یفعلون اطراف الرسول ﷺ  
 دینی جلد ۶ کمرۃ ص ۲۵۰ ہجری عامہ ۱۰۱۲ ہجری قمریہ جلد ۲ کمرۃ ص ۲۵۰

ابو حنیفہ ہی کتاب میں ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جو اطراف تھے حضور پر نور ﷺ  
 کے جسم اطہر کے اطراف کو پورہ دیا کرتے تھے۔

اس حدیث سے بھی ہاتھ اور دلوں کو پورہ دینا ثابت ہو گیا، کیونکہ اطراف میں ہاتھ اور دلوں بھی  
 شامل ہیں ظاہر ہے کہ جب دلوں کو پورہ دیا جائے گا تو جھکا لازم ہے تو مطلقاً جھکا بھی ثابت  
 ہو گیا، کیونکہ بغیر جھکے پورہ دینا ناممکن ہے۔

(۵) عن عائشة (رضی اللہ عنہا) قالت القبل ابو بکر علی قبرہ من مسکة بالبح حتی مرل فدخل المسجد فلم یکنلم الناس حتی دخل علی عائشة فبیمعہ النبی ﷺ وهو مسحی مرفد حبرة فکشف عن وجهه ثم اکب علیه فقله ثم بکی.

رواہ البخاری جلد ۱ (۱۲۸)

وفي الباب عن ابن عباس وحامد وعائشة قالوا ان ابابکر قبل النبی ﷺ وهو ميت.

رواہ الترمذی جلد ۱ حوالہ ۱۳۵۵ وابن ماجہ (۲۰۶) (۲۰۳)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں (بہت رسول اکرم ﷺ کا وصال ہوا) تو ابو بکر رضی اللہ عنہ مقام (سج) سے اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر مدینہ طیبہ پہنچ کر مسجد نبوی (شریف) میں داخل ہوئے بعد ازاں بغیر نظم کئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے (خبر و مبارک) میں داخل ہوئے اور حضور پر نور ﷺ کو دیکھنے لگے جب کہ حضور پر نور ﷺ کا جسم مبارک اپنی چادر سے ڈھانک دیا گیا تھا حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور پر نور ﷺ کے چہرہ اور سے چادر ہٹا کر براہِ مدینہ کے جسم اطہر کی طرف بچکے بغیر چہرہ اور کو بوسہ دیا اور روئے نما حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت چارہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا عہم فرماتے ہیں کہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کے وصال کے بعد چہرہ مصطفیٰ ﷺ کو بوسہ دیا۔۔۔ ملاحظہ فرمایا آپ نے کہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کے وصال کے بعد چہرہ مصطفیٰ ﷺ کو بوسہ دیا۔ وصال کے بعد چہرے کو بوسہ دینے کیلئے بھٹکنا لازم ہے سو معلوم ہوا کہ مطلقاً بھٹکنا جائز ہے

نیز حدیث شریف میں (تم اکب علیہ) کے واضح الفاظ موجود ہیں جس کا معنی ہے ہاں بچکے سیدنا ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور پر نور ﷺ کے جسم اطہر کی طرف معلوم ہوا کہ مطلقاً بھٹکنا جائز ہے۔

### ترجمہ ششم

(۶) عن عائشة ان رسول اللہ ﷺ دخل علی عثمان ابن مظعون وهو ميت فاکب

عليه فقله ثم بکی حتی رأيت الدم مع قسبل علی وجهه . رواہ الترمذی جلد ۱ حوالہ ۱۳۵۵

۱۲۸۱ ابو داؤد جلد ۲ حوالہ ۹۵۵۵ ابن ماجہ حوالہ ۲۰۶ ابو یوسف فی المسند ج ۱ نو مستخرجاً

جلد ۲ نو مستخرجاً المستخرج ۱۳۴

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ جتنا چاہا بناب عثمان بن عفان سے ملے  
 رضی اللہ کے وصال کے بعد وہاں تشریف لائے (اس حال میں کہ بناب عثمان بن  
 عفان وفات پاچکے تھے) سو حضور پرنور ﷺ ان پر چلے اور انہیں بوسہ دیا۔ حضرت عائشہ  
 رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میں نے دیکھا کہ حضور پرنور ﷺ انکی میت پر یہاں تک  
 روئے کہ آپ کے آنسو آپ کے چہرہ مبارک کو تر کر رہے تھے۔

☆۔ تفصیل میت اس حدیث سے مراد عادت میت کو بوسہ دینا یعنی چمکے ملنے نہیں  
 تو ماننا چاہیے کہ مطلقاً بھٹکا ناجائز و شرک نہیں۔ بلکہ اس حدیث مبارک میں تو نصیحت  
 واضح الفاظ لاکھ علیہ (موجود ہیں) سو معلوم ہوا کہ مطلقاً بھٹنا جائز و شرع نہیں۔  
 (راجح الختم)

ابن ابي اسيد بن حمير قال سمعنا بعدد الثور بمسحكه و كان فيه مراح  
 لقطعه السلي <sup>١</sup> في حاصره قال اصطر بسى يا رسول الله <sup>٢</sup> قال اصطر قال  
 ان عليك لمبصا ليس على لمبص فرجع السلي <sup>٣</sup> عن لمبصه و جعل يقل  
 كسحه و قال اسماء ذات هذا يا رسول الله <sup>٤</sup>

رواه ابو داود ح ٢٨١٢ ١ قلت عقب الترمذ ح ٢٨١٢ كمر عبد ٢٨٨١

حضرت اسید بن خیر انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ (اپنا ہاتھ بیان کرتے ہوئے  
 فرماتے ہیں) ایک دن (میں) اپنی قوم سے خوش طبعی لی ہاتھی لڑ با تھا (میرے) اہل انج میں  
 خوش طبعی تھی (تو) حضور پرنور ﷺ نے (میرے) پہلو میں چوک دیا۔ حضرت اسید بن خیر انصاری  
 فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے اس کا بدلہ چاہیے (تو) حضور پرنور ﷺ نے  
 فرمایا بدلہ لیجئے۔ حضرت اسید بن خیر انصاری فرماتے ہیں (میں نے عرض کیا) یا رسول اللہ ﷺ  
 آپ کے جسم اطہر پر قمیص (مبارک) ہے جبکہ میرے جسم پر قمیص نہ تھی سو حضور پرنور ﷺ نے  
 اپنی قمیص (مبارک) جسم اطہر سے اتھائی (نیا اکرم ﷺ کا جسم اطہر سے قمیص اتھا تو ر)  
 حضرت اسید بن خیر انصاری نے حضور پرنور ﷺ کے پہلو کے بوسے لینے شروع کئے۔ حضرت  
 اسید بن خیر انصاری نے عرض کیا (اسماء ذات هذا یا رسول اللہ ﷺ) (میرے) مقصد  
 پہنچا رہا تھا (میری یہی تمنا تھی) کہ میں آپ کے جسم اطہر کو بوسے دے سکوں۔ اللہ تعالیٰ سے  
 میری تمنا پوری فرمادی۔

لاحظ فرمایا آپ نے کہ حضرت امیر المومنین علیؑ نے حضور پور ﷺ کے پہلے دست لے پہلو کو سر دینے کیلئے ہلکانا لازم ہے تو ثابت ہوا کہ مطلقاً ہلکانا جائز ہے۔ شرک نہیں۔  
 ﴿وجہ ہفتم﴾

(۸) جس عمرو بن اسحاق قال كنت امشي مع الحسن ابن علي في الطريق من طريق المدينة فلقبنا باهريرة فقال للحسن اكشف لي عن بطنك جعلت لداك حتى اقبل حيث رايت رسول الله ﷺ يقبله قال فكشفت عن بطنه فقبل سره ولو كانت السرة عورة ما كشفها.

المرحوم احمد في مسنده والنظر في في الصحيح والبيهقي في مسنده وابن ابی شبة في مسنده ثم نصب الراية جلد ۲، رقم الحديث ۲۹

حضرت عمر بن ابيان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ میں (سیدنا) حسینؑ علی علیہ السلام کے ساتھ عینہ طیبہ کے (پاکیزہ) کنوئیں میں سے گذر رہا تھا کہ سامنے سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے سو انہوں نے جناب امام حسینؑ سے عرض کیا (اے امام) میں آپ پر فدا ہوجاؤں اپنے حکمِ اقدس سے درسا قیصر اٹھادی تاکہ میں اس مقام کو سر دے سکوں جہاں رسول اکرم ﷺ سے دیا کرتے تھے۔ وجانب امام حسینؑ نے اپنے پیٹ سے قمیص بٹا دی تو جناب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے امام حسینؑ کے ناف (مہلک) کو سر دیا۔ (صاحب نصب الراية اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں) ولو كانت السرة عورة ما كشفها کہ اگر ان سحر موت میں شامل ہوتا تو (سیدنا) حسینؑ ابن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کبھی ناف سے پردہ نہ بٹاتے۔

۱۰۔۔ نیز یہ بات تو ائمہ کرامؑ کی بات ہے کہ ناف کو سر دینے کیلئے ہلکانا ضرورت لازم، سو اس حدیث سے ثابت ہوا کہ مطلقاً ہلکانا جائز ہے۔ شرک نہیں۔

﴿وجہ ثامن﴾

یہ روایت بھی البخاری میں اس طرح ہے

(۹) یوفد مسئل ابوہريرة الحسن ان يكشف له المكان الذي قبله رسول الله ﷺ

وهو سوله قبله لير كابلارہ وذريقہ (۱۰۰۸)، حسن البخاری جلد ۲، حاشیہ ۱۵۱

کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے امام حسینؑ سے عرض کی (اے حسین) آپ اس مقام

۱۰۰۰۰ فریدی میں مقام کا حضور پورہ ﷺ کے دیا گئے تھے۔ وہ مقام نام مسکن رضی اللہ  
 تعالیٰ کی طرف تھی جو صحابہ کرام یہ رضی اللہ عنہ نے نام مسکن کی طرف (مہارک کو) سر پہ  
 اس مقام سے کہ ایک تو نام مسکن کی کریم ﷺ کی دعاؤں سے ہیں (مہارک کہ یہ وہ مقام  
 ہے جس سے حضور پورہ ﷺ کے لیے تھے سو یہ صحابہ کرام دھوئے اللہ علیہم اجمعین  
 کیلئے مقام تحرک تھا تو یہ ہر وہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کا تحرک بھی  
 اس مقام کو (تحرک) سے ہے۔

بہت نام کو ہر دین ایک محبوب لعل شہر اترتین کے ساتھ ہی مطلقاً ممکن بھی پسندیدہ عمل شہر  
 ﴿۱۰﴾ یہ وہم ہے

(۱۰) ہاں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہیں کہ کان فی سورۃ من سورۃ اوصول اللہ ﷺ قال فحاصر  
 الناس حبیصۃ فکت علی من حاصر فللمارون ان کا کیف نصبح وقد فرما من ابو حنف  
 وسونا بالغصب فللمارون عمل المدیۃ فکت فیہا الذہب ولا یراد احد قد علما فللمار  
 عمر رضی اللہ عنہما علی رسول اللہ ﷺ فان کانت لثاویۃ المنا ان کان غیر ذلک دعنا  
 قال فجلس رسول اللہ ﷺ قبل صلوة الفجر فلما خرج فللمارون فللمارون  
 قال لہا فقال لایل اسم العکارون قال فمدوا فللمارون فقال اذینہ المسلمین  
 رواہ ابو داود ح ۳۵۹۰

حضرت مہدی بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں رسول کریم ﷺ نے ہمیں ایک چھوٹے  
 سے شہر میں بھیج دیا فرمایا کہ لوگ بھاگ لگے میں بھی بھاگنے والوں میں تھا یہی جب ہم  
 کے قیم نے کہا ہم مقابلہ سے بھاگ لگے یہ ہم نے کیا کیا (یہ کام کر کے ہم تو غصہ

من ابو حنف  
 لہا فللمار  
 لک دعنا  
 فللمارون  
 رواہ ابو داود ح ۳۵۹۰

حضرت مہدی بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں رسول کریم ﷺ نے ہمیں ایک  
 سے شہر میں بھیج دیا فرمایا کہ لوگ بھاگ لگے میں بھی بھاگنے والوں میں تھا یہی  
 کے قیم نے کہا ہم مقابلہ سے بھاگ لگے یہ ہم نے کیا کیا (یہ کام کر کے ہم





## اثبات التقبیل والافتحاء

### باجماع الامة وباقوال العلماء الاحناف

آئیے اس مسئلہ کے ثبوت میں اجماع امت اور علماء احناف کے اقوال ملاحظہ فرمائیں۔

(1) الایمان بتقبیل بدالعالم والنزاعہ والمتورع احراراً للقبیل والفرک والسلطان

لعبدانہ اولامسالامہ الشافعی ومصحح الانہر جلد ۳، کمرعیدہ ۲۰، ۲۱، وقزویر العامع ونویر الانصار

والفرع المختار جلد ۵، ۲۳۵، ۲۳۶، والعمدۃ جلد ۲، کمرعیدہ ۲۰، ۲۱، والعمدۃ جلد ۳، ۲۵، ۲۶

دین کی عزت کی خاطر اور تجربہ کاملہ اور مذاہبین کے ہاتھوں کو بوسہ دینا جائز ہے نیز سلطان بادشاہ کے ہاتھ کو اسکے محلہ و انصاف کی وجہ سے بوسہ دینا جائز ہے۔

(2) قال الشریانی وعلمت ان معاد الاحادیث صلیطہ ابو ندبہ کما اشار الیہ

العینی شمس الشامی جلد ۵، کمرعیدہ ۲۳، ۲۴

علامہ حسن شریانی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ احادیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ (بزرگیوں کے

ہاتھوں کو بوسہ دینا) سنت و مستحب ہے جس طرح کہ انکی جانب بخفی اور شامی نے اشارہ فرمایا ہے

(3) نظام عبد اللہ بن المبارک فضل رئیس الشیخان الثوری لکھوں تقبیل الرأس احوذ،

ای اکثر ثوابا مصحح الانہر جلد ۲، کمرعیدہ ۲۰، ۲۱، ونویر الانصار جلد ۳، ۲۳۵، ۲۳۶، والفرع المختار

والعمدۃ جلد ۵، ۲۳۵، ۲۳۶

عبد اللہ بن مبارک کھڑے ہوئے اور شیخان ثوری کے سر کو بوسہ دیا، کیونکہ سر کو بوسہ دینا زیادہ

باعت اجر و ثواب ہے۔

(4) قال العینی فلعلم اماعہ تقبیل الیمن والرجل والرأس والکشیح کما علم من الاحادیث و

امامہا علی الصحیحہ و بین العینین و علی الشفتین علی وجد المبرۃ والا کرام

سور الانصار جلد ۲، ۲۳۵، ۲۳۶، والعمدۃ جلد ۵، کمرعیدہ ۲۳، ۲۴

علامہ بخفی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس سے معلوم ہوا ہاتھوں اور پیروں کو بوسہ دینا جائز ہے

نیز احادیث سے بخفی ثانی اور انھوں کے درمیان بوسہ دینا نیز ہاتھوں پر بوسہ دینا ایک ارادہ

سے جائز ہے،

۱۵) طلب میں عالم اور اہل ان ہیئتہ میں قدمہ قبیلہ اجماعیہ سورۃ الاحزاب حد ۲۰ ۲۱  
 ۱۶) مسلمانوں نے عالم دینوں سے کہا کہ مجھے اس بات کی اجازت دے دیں میں آپ کے  
 دینوں کو دوسروں کو (عالم کو چاہیے کہ اسے اجازت دے۔

۱۷) امام شافعی کا قول ہے

مبہ نام

قال الشافعي رحمه الله تعالى في المغني عن قصد التروك وكذلك للقبيل اهدى  
 الناصحين وارجله فهو حسن محمود باعتبار القصد والنية من غير ان يكون له  
 نام شافعی فرماتے ہیں کہ حجاب عورتوں کو اصول نہایت چلتے پڑے اور دنیا پر چلتے ہیں۔ یہ نام شافعی  
 سے بات چیت میں کوئی فرق ہے سے اور دنیا پر چلتے ہیں۔

۱۸) امام احمدی قبیل کا قول ہے

۱۹) سوام ہے

واحد من الحفاظ ابو سعيد بن العباس قال رأيت في كلام الامام احمد بن حنبل في  
 حرم قدیم علیہ خط من ماضی و غیرہ من الحفاظ ان الامام احمد بن حنبل عن قبیل  
 لمراسی و تفہیل مسرور لفضل لایس بذلك قال اریاء من تبعیة الحرانی  
 فصار یحیی من ذلك ويقول سمعت احمد بن حنبل يقول هذا كلامه.

۲۰) فرماتے ہیں مجھے عارف ابو سعید بن العباس نے فرمایا کہ میں نے ایک قدیم  
 نسخہ میں امام احمدی قبیل کا خط دیکھا جس پر خطا محدثین کا تھا بھی موجود تھا اس قلمی قدیم  
 نسخہ میں خطا محدثین کا تھا اس طرف تھا کہ حضرت امام احمدی قبیل رضی اللہ عنہ سے  
 سوال کیا گیا تھا کہ آپ انصاف فرمائیے کہ اسے روئے اہل شریف اور مشہور شریف و پورے دنیا چار  
 ہے (پانچ)

۲۱) قولہ امام احمدی قبیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ (کا جواب موجود تھا کہ اس میں کوئی مضائقہ  
 نہیں رہی کہتا ہے کہ ہم نے اسے مہارت امام ابوہادیہ لکھی تھی کہ کوئی نہ کہہ سکا  
 ابوہادیہ نے یہ مہارت بھی پانچوں سے ہوا اور کہنے لگا میں حیران ہوں کہ امام احمدی قبیل  
 سے یہ نازیبا کئے عظیم و عظیم القدر امام ہیں اور ان کا یہ کام۔

طرح تھی (امام ابوہادیہؑ) جیسے حوالے کی اس حیرانگی کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں  
جواب تردیدی یہ ہے

وقال ای صاحب فی ذالک وقد روينا عن الامام احمد انه غسل اليدين بالماء البارد  
وشراب الماء الذي غسله به واذ كان هذا تعظيما لاهل العلم فكيف بمجاهدين  
المصاحبة وكيف بانكار الامية عليهم الصلوة والسلام . عن البحار جلد ۴ ص ۱۵۱  
صاحب یعنی لکھتے ہیں کمال ہے کہ (امام ابوہادیہؑ) ان جیسے حوالے نے امام احمد بن حنبل  
رضی اللہ عنہ کا یہ فتویٰ دیکھ کر تعجب کیا حالانکہ امام احمد بن حنبلؑ نے امام شافعیؒ کا کہنا دھویا  
اور تبرکات اسکا پانی نوش فرمایا۔ جب (امام احمد بن حنبلؑ) رضی اللہ عنہ کے نزدیک علماء کے تعظیم  
کا یہ حال ہے اس کے دل میں انبیاء کرام علیہم السلام کے آثار اور صحابہ کی قبول کی کتنی  
تعظیم ہوگی۔

(وہ فتویٰ جس میں روضہ الطیبر، منہر شریف کے بارے کے جواز کا ذکر ہے آخر میں جیسے حوالے  
کو تعجب کیونکر ہوا۔)

اس میں کہتا ہوں کہ جب انبیاء کرام علیہم السلام اور صحابہ کرام کے مزارات کو بوسہ دینا  
بجول امام احمدؑ جائز ہو سکتا بھی جائز کیونکہ قبر کو بچکے بغیر بوسہ دینا ممکن، تو ثابت ہوا کہ مطلق  
بھٹکا جائز۔

﴿پہلے چہارم﴾

قَالَ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ لَقِيلَ يَدُ الْعَالِمِ وَالسُّلْطَانِ مُغَادِلٌ سَنَةً  
وَقَالَ الصَّدْرُ الشَّهِيدُ هُوَ الْمُخْتَارُ .

مجمع الانهر جلد ۲ ص ۲۸۶، ابو ابو المکرم جلد ۳ ص ۱۶۶، شرح الترمذی جلد ۲ ص ۱۵۱

وفرمختار و رد المختار جلد ۵ ص ۲۴۵، الوکالی والکفایہ

سفیان ثوری رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عالم و سلطان عادل کا ہاتھ چومنا سنت ہے۔  
مختار و رد المختار رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہی عقار (قول) ہے۔  
۔۔۔ میں کہتا ہوں کہ جب ہاتھوں کو بوسہ دینا عقار (قول) کے مطابق سنت ہے تو پھر  
بھٹکا بھی بھول عقار سنت مانا یہ کہ ہاتھوں کو بوسہ دینے کیلئے بھٹکا لازم ہے اس کے

بغیر بھلے باتوں کو بوسہ نہ مل سکتا ہے۔

﴿باب ششم﴾

قال المحب الطبري ويمكن ان يستدل من نقل البحر الاسود اسلام الاركان جواز نقل  
صالحى لقبه لعظيم الله تعالى فانه ان لم ير ذلک عبر بالندب اى صريحا والافيد مر عشر  
لرواها لم يرد ما ذكره اذ وفور است فى بعض تصانيف جدى محمد بن ابي بكر عن الامام ابي  
عبدالله محمد بن ابي الصنف ان بعضهم كان اقرأى الصالحين قبلها اقرأى اسراء الحديث  
قبلها واقرأى القور الصالحين قبلها فدل على حسن نقل كلها عليه تعظيم الله تعالى

﴿اللہ﴾

حضرت محب طبری رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو علماء صلحاء کے ہاتھوں بوسہ  
کو بوسہ دینے کے جوڑے ٹھک چکے ہیں (ملنگن ہے کہ وہ جبراسود اور ارکان کے نظام پر قیاس  
رہتے ہوں، کہ اس میں (در حقیقت) اللہ تعالیٰ کی تعظیم ہے۔ اور اگر (بالفرض) اس باب میں  
اعلاء و صلحاء کے ہاتھ جوڑوں کے چومنے کے احتیاب پر کوئی حدیث دلیل نہ بھی ہو تو تب  
بھی کراہت کا حکم تو کسی حال میں نہ ہوتا، کیونکہ میں نے اپنے جدامحمد محمد بن ابی بکر کے  
تصانیف لطیف میں دیکھا جن میں انہوں نے حضرت عبداللہ محمد بن ابی الصنف سے روایت  
کیا ہے حضرت عبداللہ محمد بن ابی الصنف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کچھ علماء جب قرآن  
کریم کو دیکھتے تو اسے بوسہ دیتے اور جب علیہ اللہ کے عزرات کو دیکھتے تو عزرات کو بوسہ دیتے  
۱۰۔۔۔ میں کہتا ہوں کہ جب قرآن کریم یا جزاء حدیث اور قور صالحین کو بوسہ دینا اچھا عمل  
ہے تو یقیناً بھلا بھی اچھا کام تصور کیا جائے گا۔ کیونکہ قرآن کریم ہو یا جزاء حدیث یا قور اولیاء  
کو بوسہ دینے کیلئے بھلا لازم ہے اس لئے کہ بغیر بھلے قرآن کریم یا جزاء حدیث اور قور صالحین  
کو بوسہ دینا ناممکن ہے۔ تو بھلا بھی ثابت۔ عیسیٰ بخاری جلد ۳ صفحہ ۱۵۱

﴿باب ششم﴾

وهذا اى كبر هذه القصة بالو عن شهوة و اما على وجه المسرة و الاكرام و المعظيم دور  
الشهوة و ميل الدنيا المعانز مالا حرام

عبدالله محمد بن ابي الصنف

فقہاء کہتے ہیں کہ اگر یہ بوسہ برائے شہوت ہو یا بھلا (بائشہ) اگر وہ ہے مگر یہاں علماء و صلحاء کی

عزت و تعظیم اور تقریر کیلئے ہونے کے دیوانے حصول کیلئے تو بالاجماع ہوا ہے۔  
 ثابت ہوا کہ علماء کے ہاتھوں کو کڑوا دینا اور ان کے ساتھ جھگڑنا بالاجماع امت جائز و درست ہے

## ﴿فصل سوم﴾

### ﴿دوہائیہ کے اقوال کی تردید﴾

مولوی عطاء الرحمن سواتی کا یہ کہنا **واعدا الاسماء بمن يدي احمد لغير حاتم بل حرام ومعتبة كبره** وعلی الزاهدی الامناء الی غریبہ المرکوع کالتسجود وعلی المحيط انه ينكره الاسماء للسلطان وغيره۔ دس جلد ۱، ص ۲۶۱

(ملقات کے تحت) کہ لوگ بزرگ پارسہ کے سامنے جگہ جاتے ہیں یا زمین بھی ہوتے ہیں) سو یہ جائز نہیں حرام ہے بلکہ گناہ کبیرہ ہے۔ حتیٰ کہ بعض علماء مثلاً امام سرخسی رحمت اللہ علیہ نے مطہر کفر کا حکم لگایا ہے۔ مآخذ اذرا سال، البدع فی المعاصی ص ۵۶، ۵۵)

## ﴿دوہائیوں کے اقوال پر جو بات کثیرہ مردود ہیں﴾

### ﴿وجہ اول﴾

رسالہ مذکور کے مصنف کا یہ کہنا (امام سرخسی نے مطہر کفر کا حکم لگایا ہے) غلط ہے اس لئے کہ امام سرخسی رحمت اللہ علیہ سے ایسا کوئی جملہ منقول نہیں جس میں امام سرخسی رحمت اللہ علیہ نے یہ فرمایا ہو کہ اساتذہ بزرگوں کے سامنے جھکے یا کافر ہے یہ امام سرخسی پر محبت و احترام ہے۔ بلکہ امام سرخسیؒ تو جوہر کے قائل ہیں دیکھئے فصل ثانی۔

### ﴿وجہ دوم﴾

کہ تم نے امام سرخسیؒ کی وہ مہارت جو ثانی سے منقول ہے اس مہارت کی پہلی مہارت پیش نہیں کی کیونکہ اس مہارت میں (بزرگوں کے ہاتھوں کو کڑوا دینا اور ان کے سامنے جھکنا جھکنے سے منع نہیں کیا گیا ہے) بلکہ اس مہارت میں کسی کے سامنے جھکنا ان کے سامنے سے منع کیا گیا ہے۔ جب کہ ہم بھی غیر ائمہ کو جھکنا کے قائل نہیں بلکہ امام سرخسیؒ کی پہلی مہارت ملاحظہ فرمائیے۔

قال الزاهدی وذكر الصدر الشهيد انه لا ينكره بهذا السجود لانه يريد به التحيه  
 وقال النعمان الاتمة السر حسني ان كان لغير الله تعالى على وجه التعظيم تكبر





یالم یا سلطان عادل کی عزت و تکریم کی وجہ سے بوسہ دینا جائز ہے اور اگر سلطان کے ہاتھوں کو اس لئے بوسہ دینا کہ دنیا کا مال حاصل ہو جائے تو مکروہ ہے۔

(2) قولہ: وفي المصنف التواضع لعير الله حرام اي اذلال النفس لئيل الدنيا والا  
لحفظ الجناح لمن دونه مأمور به سيد الانام عليه الصلوة والسلام بدل عليه  
ما رواه البيهقي عن ابن مسعود من حضع لعبي وروى له نفسه اعظاما له وطمعا فيما  
قبله ذهب للامروءه وشرطه به. شامی جلد 5، ص. 248

مقطع ہائی کتب میں ہے کہ دنیا کے حصول کیلئے (کسی کے سامنے اپنے نفس) کو ذلیل کرنا حرام  
ہے (اور اگر دنیا کے حصول کی نیت سے نہ ہو پھر تو) اپنے پاؤں کو (کسی کے سامنے) پست رکھنا  
(جھکا دینا) حضور پر نور ﷺ کے احادیث کی مد سے ثابت و جائز ہے جس طرح کہ یہ حدیث  
بیہقی شریف میں موجود: حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (حضور پر  
نور ﷺ نے فرمایا ہے) جس نے مالِ دار کے سامنے اس لئے عاجزی و تواضع کی کہ مالدار  
سے مال مل جائے سو اس کی وجہ سے اس کے مروت کے تین چھ زائل ہو گئے اور اس کے دین  
کا کچھ حصہ بھی زائل ہو گیا۔

﴿وجہ ششم﴾

شامی نے زاہدی، اور بیہقی کے قول مذکور کا (بالاجماع) تکرید کیا ہے، دیکھئے شامی جلد 5۔  
قولہ هو المحتار قدم الشارح عن الخليفة والحفاظ ان التذليل على سبيل العبرة ولا يشهدوا  
حائرا بالاجماع. شامی جلد 5، ص. 145

زاہدی اور بیہقی کہتے ہیں کہ (هو المختار) اس پر شارح نے غائب اور حقائق (اسے یہ عبادت) کو پیش  
کی ہے کہ اگر ہاتھوں کو بوسہ دینا (بلا شہود) نیک ارادہ سے ہو تو بالاجماع جائز ہے۔

﴿وجہ ہفتم﴾

بادشاہ کے ہاتھوں کو بوسہ دینا، جھکنا تواضع کی ممانعت تب ہے جب بغرض حصول دنیا،  
یا بغرض شہرت ہو تب مکروہ ہے، کرامت و ممانعت کیلئے (تقد) غرض دنیا بقید شہوت لازم ہے،  
اگر قید غرض دنیا نہ ہو بلکہ یہ بوسہ بغرض احترام و ادب ہو، سو یہ درست و مباح ہے۔ جیسے  
کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن الیم میں اولاد کو والدین کے ادب و احترام کا حکم دیا ہے۔



اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

وَ اخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ.

نور (والدین) کیلئے عاجزی کے بازو بھی توجہ تھی لیکن (دل کی نرمی پر ہاتھ)

(۲) الْمَقْصُودُ مِنْهُ الْمَبَالَعَةُ فِي التَّوَاضُّعِ

کبر حلد ۳ سورہ اسرار ۱۱۱ و معادہ جلد ۱۰ و عمل جلد ۲ ص ۳۲۲ و معادہ و حجاز جلد ۲ ص ۱۲۵

اس سے مراد مبالغہ فی التواضع ہے یعنی والدین کے سامنے نہایت عاجزی سے پیش آکر۔

(۳) فَإِنْ اعْزَلَ وَهْمًا لَا يَكُونُ إِلَّا بِذَلِكَ. ابوالسمر جلد ۲ ص ۵۹۵

کیونکہ والدین کا احترام مبالغہ فی التواضع کے بغیر ممکن نہیں۔

﴿وجہ ہشتم﴾

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

(۱) وَ اخْفِضْ خَنَازِكَ لِلْمُؤْمِنِينَ سورہ النحر ۱۸۹ و توبہ ۶۰

اور مسلمانوں کیلئے اپنے بازو پھیلاؤ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

(۲) وَ اخْفِضْ خَنَازِكَ لِلْمُؤْمِنِينَ. ابوالسمر جلد ۲ ص ۱۵۰

نور گھبراہٹ دھت کا بازو ان کے لئے جو آپ کی اتباع کرتے ہیں

(۳) فَبَعْدَ الْإِذَاؤِ تَوَاضَّعَ لِمَنْ أَمَرَ مِنْهُمْ

اذاؤ کے بعد تواضع ہے ان کے لئے جو ایمان لے آئے

مناوی جلد ۳ شعر ۱۲۸ ص ۱۲۸ و عمل جلد ۲ ص ۲۸۳ و معادہ و حجاز جلد ۲ ص ۱۰۵ و کبر جلد ۲ و عمل

جلد ۲ ص ۵۵۵ و کبر جلد ۲ ص ۲۸۰ و ابوالسمر جلد ۲ ص ۳۷۲ و حجاز و معادہ جلد ۲ ص ۲۵۵ و حجاز

﴿دوبایوں کا حدیث سے استدلال اور انکار﴾

”اس حدیث سے وہابیوں کا استدلال چند وجوہ کی بناء پر رد ہے۔“

عن انس قال قال رسول الله ﷺ الرحل مباحلقت احاء او صدقہ ابسحق له

قال "لا" قال ابسحقه وبقوله قال "لا" قال فيا حذو بيده وبقوله قال "معم"

ابو داؤد جلد ۱ ص ۳۲۲ و الترمذی جلد ۱ ص ۱۰۵ و معادہ جلد ۲ ص ۱۰۵



(253-254) میں نقل فرما کر صحت بخود کھڑی ہو جائے۔

یہ دیکھ کر یہ ہے کہ حضرت شیخ کو صرف تین محدثین (احمد بن ابی شیبہ، یحییٰ بن حمزہ، ابو نعیم) نے روایت کیا ہے۔

تجلیکے صاحب نے یوں ان کا سرو (17) محمد شین (بخاری ترمذی ابوداؤد سنن ابن ماجہ احمد ابن مہان، نسائی ابن ابی شیبہ طبرانی حاکم وریز اور اعلیٰ ابن عدی ابوالفہیم ابن سعد جاحظ عیاض و حسنہ اللہ تعالیٰ) نے بیان کیا ہے۔ تو صاحب نے یوں ان کو رائج اور صحیح سے منع مخرج،

4/2/20

جہ چشم یہ ہے۔ کہ حدیث جہانگوں (10) صحابہ کرام (سیدنا ابوبکرؓ، سیدنا عمرؓ، سیدنا عثمانؓ، سیدنا علیؓ، حضرت صفوانؓ، حضرت زرارہؓ، حضرت اسیدؓ، حضرت بریدہؓ، حضرت جابرؓ، حضرت ابی قحیفہؓ، حضرت ابوبکر بن عبد اللہؓ، کو صوان اللہ علیہم اجمعین نے بیان فرمایا ہے۔

۳۰ حدیث جواز رائج ہوگی، اور حدیث منع مرجوح۔ تو عمل حدیث رائج پر ہوگا۔

## ﴿تقبیل القبر والاعتاب للبرک﴾

حزرات اولیاء اور چوکنوں کو بوسہ دینا تبرک کے حصول کیلئے جائز ہے  
﴿علامہ اجمیری رحمۃ اللہ سے منقول ہے﴾

(۱) قال ابو موسی دخلت الی ضریح السیدۃ النقیصۃ فوضعت یدی علی الضرایح واذ بقائل من داخل القبر یقول اھکذا یدعل علی اھل بیت النبوة شواہد الحق (۹۸)

حضرت الاموی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں سیدہ نقیصہ رضی اللہ عنہا کے حوزہ قدس پہ حاضر ہوا قبر پر اپنا ہاتھ رکھا تو حوزہ قدس کے اندر سے آواز آئی کیا اہل بیت نبوی کے ہیں حاضر کی یہی صورت ہے؟

## ﴿حضرت عبدالغنی ہابلسی رحمۃ اللہ علیہ﴾

کئی سوالات سے جوابات دینے کے بعد فرماتے ہیں

(۲) بو اما تقبیل نو ایب الاولیاء و اعتابہم فلا خوف فی حواہہ بل ولا تکو اذ فی غلبہ اعتابہم علی قصد البرک کما فی بہ شیخنا الزمعلی (الشیخ احمد بن محمد بن الشیخ الامام العلامة محمد الشومری المصری الشافعی ثم الشیخ عبدالغنی ہابلسی فی کتابہ جمع الاسرار فی مع الاشرار علی الطعن فی الصوفیۃ الاخباریۃ شواہد الحق (۹۹)

رہا اولیاء اگر سے جانوروں اور ان کی چوکنوں کو بوسہ دینا تو اس کے حواہ میں سے انتاف یہی نہیں ہے بلکہ بطور تبرک بوسہ دینے میں کراہت بھی نہیں ہے جیسے شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا ہے علامہ شومری رحمۃ اللہ علیہ اس فتویٰ کے آفر میں فرماتے ہیں یہ امر بالکل واضح

و ظاہر ہے اولیٰ قاری دلیل نہیں ہے

کیونکہ دلیل کی ضرورت صرف جاہل کو ہوتی ہے، یا منکر و معاند کو، جن کی طرف نہ دلائل  
کیا جاتا ہے اور نہ ہی مباحث شرعیہ میں ان پر اصرار کیا جاتا ہے۔

ۛ حضرت علامہ ابجدی رحمت اللہ علیہ سے منقول ہے ۛ

(3) یو کذلک تصریح الحد علی الاعصاب مالم یکن علی ہینۃ السجود والاحرام  
کہ اسی طرح اولیاء کرام کے حرکات کی دلیلیں پر خدشہ کننا بھی درست ہے بشرطیکہ بموجب  
تکوین ہو ورنہ حرام ہے۔ (طوابع الحق ص ۱۸۸)

ۛ حضرت سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا سے منقول ہے ۛ

(4) عن فاطمة الزهراء علیہا السلام لما قیر اخذت قبضة من ثواب قبرہ الشریف  
وجعلتها علی عینہا و بکت وقالت مشقة بیضی  
کہ انہوں نے جب قبر اورداد طبر سے مٹی کی مٹی بھری اور آنکھوں پر لگا لی تو روتے ہوئے  
ادیت زبان الٰہی سے پڑھے۔ (جو مندرجہ ذیل ہیں)

عاذ اعلیٰ من شم تریۃ احمد ان لا یشم مدی الزمان غوالیا  
صبت علی مصالب لوانہا صبت علی الایام صرون لیا لیا

جس نے امر بھلی عمر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تربت کو سونگھ لیا ہے وہ اگر حق دنیا تک غوالی اور دش  
بہاقت خوشبوئیں کدے سونگھے تو کہا رنج ہے بلکہ اس قریب القدس میں محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رہی  
بھی خوشبوئیں دنیا کی تمام خوشبوئیں سے بے نیاز کر دے گی۔

پھر پرفراق نبوی میں اس قدر مصائب و حوادث ڈھائے گئے ہیں کہ اگر انہیں چمکتے اور دش  
نوں ہوا جاتا تو وہ چمکتے اور دش دن شب تاریک میں تبدیل ہو جاتے،

ۛ خطیب بن جملہ رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں ۛ

(5) ذکر الخطیب بن حملة وقالوا لا شک ان الاسطرارق فی البیحة یحملہ علی الامر

فی ذالک و المقصود من ذلک کله الاحرام و الناس فی ذلک مختلف  
 مرہبہم کما کانت مختلف فی حیاتہ رحمۃ اللہ علیہ و الناس من یروہا یقولون انفسہم بل یأمنون  
 الیہ رحمۃ اللہ علیہ و الناس فیہم اذیۃ یناعرون و الذلک علی حبر شواہد الحق (54 55) فلا یحکمونہ —  
 اس روایت کو خطیب بن بلال نے نقل کیا ہے ماور فرمایا ہے کہ اس میں شک نہیں ہے  
 کہ بیت و استقراق و شغل بن اسیر میں اذان و غصت کا متقاضی ہے و در مقصد قتل ان  
 تمام اسیر میں احرام و اکرام و توقیر و تعظیم ہے و لوگوں کے مراتب و مناعلات میں تلفت ہیں  
 جیسے کہ حالت دیات ظاہرہ میں تلف مراتب ہوتے تھے بعض تو دیکھتے ہی ہرگز و اس شیخ  
 رسالت پر غار ہونے لگتے ہر بعض علم و حوصلہ اور حسن و وقار کا مظاہرہ کرتے مگر سب کا مقصد  
 نیک ہے، (بیت درست ہے لیذا علی اعتراض و انکار نہیں)

چوتھا سند جدید

(8) یوحنا بن سند عبدان ہلالا لعمار النسی رحمۃ اللہ علیہ من الشام للامام الذی راہ جعل یسکی  
 و یصوغ و حید علی القصر الشریف شواہد الحق (54 55)  
 سید حید کے ساتھ مری ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب خواب میں سرکھڑا عالم رحمۃ اللہ علیہ  
 کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اسے بلال یہ کیا بھانکاری ہے کہ ہماری زیارت کو نہیں آتے،  
 تو انہوں نے فوراً شام سے مدینہ منورہ کا قصد کیا، اور دم شوق پر سر کے بل پڑے ہوئے جب  
 منزل مقصود پر پہنچے تو آنکھوں سے آنسو بہا رہے تھے اور اپنا ہر وہ لہو لہری خاک پاک پر مل  
 رہے تھے، جعل یسکی و یصوغ و حید علی القصر الشریف

جہ حضرت اسماعیل یحییٰ رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں

(7) عن اسماعیل النسی قال کان ابن العسکری یصبہ الصلوات فکان یقوم لیصلح عہدہ  
 علی قبر النسی رحمۃ اللہ علیہ لغرب فی ذلک فقال اہہ یسکشی قبر النسی رحمۃ اللہ علیہ شواہد الحق  
 حضرت اسماعیل یحییٰ رحمت اللہ علیہ سے منقول ہے کہ محمد بن العسکری رضی اللہ عنہ  
 وہاں میں مدینہ کا مدفن لائق ہو جا ہوتا ہوئے سے قاصر تھا، بوجہ اسے تو ان کی کرامت رحمۃ اللہ علیہ  
 کے حوالہ سے پابند ہوا، یہی نہیں اس فعل نے کتاب پر کتاب کیا کہ تو انہوں نے فرمایا

میں محبوب خدا ﷺ کے عواطف سے اپنی پادری سے شیطانی میں قسمل حاصل کرنا  
 ﴿ حضرت علامہ سید محمودی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں ﴾

(۱) بولال فی الخلاصة الوفاء و البصالي کتاب العقل و السوالات لعبد اللہ بن الامام  
 احمد بن حنبل سألت ابي عن الرجل يمس منبر النبي ﷺ يحرك بمسه وتقبيله ويفعل  
 بالغير مثل ذلك وجاء جواب الله تعالى فقال لا بأس به . شواهد الحق .

حضرت علامہ سید محمودی رحمت اللہ علیہ خلاصۃ الوفاء میں فرماتے ہیں کہ امام عہد اللہ بن  
 امام احمد نے کتاب العقل و السوالات میں نقل فرمایا ہے کہ میں نے اپنے والد کرامی امام  
 احمد سے دریافت کیا کہ جو شخص منبر شریف کو ہوا، حیرک یا تھو دے اور بوسہ دے یا  
 قرآن اور کے ساتھ بھی رکعت حاصل کرنے کے لئے یہ فعل کرتا ہے تو اس کا کیا حکم ہے جب

﴿ حضرت علامہ سید محمودی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں ﴾

(۲) روایت کتاب المعارف الکبیر الشہیر سیدی الشیخ عبدالغنی النہلسی صاحب  
 الاسرار فی مع الاشراوعن الطعن فی الصولۃ الاحیاء لعل فیہ فتاوی کثیر من  
 العلماء المذہب الاربعۃ ومن ذلک قولہ وقد رویت فی طبری و تہمت سابقا فی  
 الامام العلامة محمد الشوری المصری الشافعی بماملخصہ .

عل کرامات الاولیاء ثابتہ بعد موتہم و عل نصر فہم یقطع بالمو  
 یحوز لقبیل توایت الاولیاء و اعتابہم ام لا ؟

فاجاب فہم الشوری بماملخصہ کرفہ

فانما یتعلق بالاصل بہم الی اللہ تعالیٰ

و انما یتعلق بالاعتابہم بالاعتابہم

و انما یتعلق بالقبیل توایت الاولیاء

و انما یتعلق بالاعتابہم بالاعتابہم

مشاہدہ لایمکن انکار ہوا الذی تعطلت ثبوت کراماتہم فی حیاتہم وبعد وفاتہم  
ولا تنقطع معونہم ۔

واما السبیل لثبوت الاولیاء واعیانہم فلا خلاف فی جوازہ بل ولا کراہۃ فی تسبیل  
اعتنائہم علی قصد التبرک کما فی بہ شیخنا المولی ثم الشیخ محمد الشوری  
فی اوامر الصوفیۃ المذکورۃ و ہذا الامر ظاہر علی طلب الدلیل اذا اطلب لذلك  
ایما یصدر من حاکم معاند جاحد لا یبلغت الیہ ولا یحول لیہا علیہ شواہد الحق

حضرت عارف کبیر سیدی شیخ عبدالغنی نابلسی قدس سرہ نے ایک کتاب تالیف فرمائی ہے  
جس کا نام "صحیح الامراء فی مع الاشرار عن الطعن الصوفیۃ الاحیاء" رکھا ہے، اس  
میں انہوں نے غلط ارہج کے مشاہیر علماء اعلام کے قہرے نقل کئے ہیں جن میں سے  
ایک فتویٰ یہ بھی ہے جو کہ شیخ امام علامہ عمر شوری مصری شافعی کی خدمت میں پیش کیا گیا

استفتاء۔ کیا کرامات اولیاء حق کے وصال کے بعد بھی ثابت ہیں؟ کیا ان کے تعریقات بعد از  
وصال منقطع ہوتے ہیں یا نہیں؟ اور آیا اولیاء کے تابعین اور ان کی چٹکھوں کو پوسہ دینا  
جائز ہے یا نہیں؟

جواب۔ کرامات بعد از وصال بھی ثابت ہیں۔ اور ان کے تعریقات موت کی وجہ سے منقطع  
نہیں ہوتے،

ان کے ساتھ بارگاہ الٰہی میں توسل جائز ہے اور انبیاء و مرسلین اور علماء و صالحین سے موت  
کے بعد بھی استغاثہ جائز ہے۔ کیونکہ مجزوات انبیاء اور کرامات اولیاء موت سے منقطع نہیں ہوتیں،  
انبیاء کرام کے مجزوات کا عدم انقطاع تو اس لیے ہے کہ وہ اپنی قہر میں زندہ ہیں نمازی  
ادا کرتے ہیں۔ اور حج کرتے ہیں۔ جیسے کہ ائمہ و احادیث اس پر شاہد ہیں اور بطور مجزوء وہ  
انسان اور فریادی پر قادر ہیں لیکن اولیاء کرام کے تعریقات اور فریادی تو یہ حق کی کرامت ہے  
اور شیخ شہاب دلی فرماتے ہیں بعد از وصال اولیاء کرام سے کرامت کا صدور مشاہدات کے قبیلہ  
سے ہے لہذا اس کا انکار ممکن نہیں ہے،

ہم بہر حال یہی عقیدہ رکھتے ہیں کہ ان کی کرامات بعد از وفات اسی طرح ثابت ہیں  
جس طرح حیات حیات میں۔ اور موت کی وجہ سے منقطع نہیں ہوتیں۔



رہا اولیاء نام کے تاجداروں سے روایتی پڑھنے اور دیکھنے والوں سے جو ان میں سے طرح  
کا اختلاف نہیں ہے بلکہ بطور تمام پورے دینے میں بہت بھی نہیں ہے۔ جسے۔ شیخ علی  
نے فتویٰ دیا ہے علامہ شوریٰ دہلوی نے اس فتویٰ کے آخر میں فرماتے ہیں:۔ اور بالکل  
سچ و ظاہر ہے وہ تاجدار وکیل نہیں ہے کیونکہ وکیل کی ضرورت صرف ہلال و دوغلی ہے۔ یا مگر  
وہ تاجدار کو جن کی طرف نہ التفات کیا جاتا ہے اور نہ ہی مہارست فرمے میں ان پر اعتماد کیا  
جاتا ہے۔

۱۰ حضرت عہد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا نقل ہے

(10) ان بن عمر کان یصنع بدھ المسی علیہ شواہد الحق  
حضرت عہد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ایسا بنانا تھا (مسٹر رمول علیہ و عوارا قس) پر کہتے۔

۱۱ حضرت علامہ ازلی دہلوی نے نقل فرماتے ہیں

(11) یونقل الاثر عن امی المصیف والمحب الطبری حو از نقیل قبور الصالحین  
شواہد الحق

حضرت علامہ ازلی دہلوی نے حضرت علامہ علی مصیف اور علامہ محبت الطبری سے نقل فرماتے  
ہیں کہ اولیاء کی قبور کو پورے دیکھا جاتا ہے۔

۱۲ جواب قول النووی وغیرہ بالکراہۃ

(12) و ذکر اس حوالہ انعمین جماعۃ وغیرہ اعترضوا علی النووی فی قولہ ذکر اللہ  
مسح حصار القبر الشریف والقبیل اسان جواب بقولہ بقول احمد بن حنبل بالامام بہ  
والنویان المحب الطبری و امی المصیف بحو از نقیل قبور الشریف و مسہ و علیہ عمل  
العلماء والصالحین

حضرت علامہ علی مصیف اور علامہ محبت الطبری فرماتے ہیں کہ حضور پر نور ﷺ کے حوالہ طور  
کو پورے دیکھا جاتا ہے اور ان پر طہارہ اور اولیاء کا نقل رہا ہے۔

۱۳ امام بیہقی دہلوی نے فرماتے ہیں

والقول السکتی بان عدم المسح بالقبر الشریف لیس معارضۃ الاصحاب علیہ شواہد  
حق (54) 55 قیاساً علی عدم مسح بالاولیاء نہیں ہے۔

(2) یوقال فی خلاصۃ الوفاء و فی کتاب العلل و السوالات لعبد اللہ ابن الامام احمد  
بن حنبل ساکت ابی عن ابو جہل یمن میر النبی رحمہ اللہ بصرک بمعہ و لیلہ و یعمل الخمر  
مثل ذلک و جاء ثواب اللہ تعالیٰ فقال لا بأس بہ۔ شواہد الحق (55)

حضرت علامہ سید محمودی رحمت اللہ علیہ خلاصۃ الوفاء میں فرماتے ہیں

کہ امام مہدقہ بن الامام احمد نے کتاب اعلل و اسالات میں نقل فرمایا ہے کہ میں نے اپنے والد  
گرامی امام احمد سے دریافت کیا کہ جو شخص میر شریف کو بطور محرک ہاتھ لگاتا ہے اور اسے دیتا ہے  
اور رقم خورد کے ساتھ بھی برکت حاصل کرنے کے لئے یہ فعل کرتا ہے تو اس کا کیا حکم ہے جب  
کہ اس کا مقصد محض برکت کا حصول ہے اور اسے قبلی سے ثواب کی امید آپ نے فرمایا کہ  
اس میں کوئی حرج نہیں، لا بأس بہ۔

(3) بمعہ ان قصد بتقیلہ البصرک لایکفرہ کما اثنی بہ الوالد کما صرح حوایاۃ الامام  
عن اسنادہم الحجور من لہ اتی بصرک معصاؤ ان یقلھا۔

قال شیخنا العلوی بعد ہذا ولا مریۃ حیثہ ان تقیل البصر الشریف لم یکن  
الالبصرک فهو اولیٰ من الخو لذلک لقبور الاولیاء عند قصد البصرک لیحمل  
ما قالہ العارف الوصیری علی ہذا المقصد ولا یسموا ان لبرہ الشریف و روحہ من  
وہا من الجنة۔ شواہد الحق (56)

اہل اُکبر و اپنے میں اصل مقصد محرک و استفادہ ہوا اس میں حرج نہیں ہے جیسے کہ والد  
گرامی نے فرمائی دیا ہے، کیونکہ امام کرام نے تصریح فرمائی ہے کہ اگر رقم خورد کو پورے دینے  
سے عاجز آ جائے تو چھڑی کے ساتھ اس کی طرف اشارہ کر کے اس کو پورے دے لے،  
(تو اگر دوسرے چھڑی کے ساتھ اشارہ کرتے پر چھڑی کو پورے اذرا محرک درست ہے  
تو اولیاء کا طہین کے حرارت کو بطریق اولیٰ درست)

علامہ شیخ سعدی اسکے بعد فرماتے ہیں کہ جب اولیاء کرام کے حرارت کا پورے بطور محرک جائز ہے  
تو سہ اولیاء رحمہم اللہ کے حرارتوں کا پورے بطور محرک نہ بھی ہو سکتا۔ جائز ہے لہذا امام یحوی رحمت  
اللہ علیہ کہہ قول اس پر عمل ہو گا علی انھوں جب کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر دو حد سن و ستر  
الحد ہے۔ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا رخسہ اطہر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے)

چنانچہ یحوی رحمت اللہ علیہ کا قول یہ ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔ حرمہ

لا طیب یغفرلہ فیما صمۃ الغفلة

خَلَوْنِي بِخُشْيَتِي مِنْهُ وَمُلْتَمِسِ  
كُلِّي خُشْيَتِي فِي تَرَابِ الْمَمَاتِ مَقَابِلِ دِرَازِي نَيْسِ رُحْمَتِي جُودِي رَحِيمِ ۞  
سے ملنے والی ہے مہارک ہے اس کو گنہ گنہی والے کیلئے اور اس کو برے دینے والے کیلئے۔  
(تعلیق، مترجم)

علامہ یوسف ہمدانی فرماتے ہیں

(4) وَلَا يَقْبَلُ الْأَعْتَابُ إِلَّا بِقَصْدِ الشَّرِّكَ. شواعد الحق (98)

اور چوکنوں کو نہ چاہا جائے شرک کے حصول کے ارادے سے۔

۞ علامہ اجموری رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں ۞

(5) يَقُولُ الْأَهْوَارِيُّ وَاحِدًا بَعْضُهُمْ تَقْبِيلُ الْأَعْتَابِ وَالْمَقَاصِيرِ إِذَا كَانَ عِنْدَ الْوُضُوءِ حَسَنَ  
إِعْتِقَادٍ شَوَاعِدُ الْحَقِّ. (98)

اور بعض علماء نے مزاراتِ اولیاء کرام کی دلیجز کو اور ان کی پانکیوں کو برے دینا جائز رکھا ہے  
جبکہ زائر کا اعتقاد درست ہو۔

۞ علامہ یوسف ہمدانی رحمت اللہ علیہ خلاصہ پیش کرتے ہیں ۞

(6) وَقَدْ ذَكَرَ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ أَنَّ الْوَلِيَّ بَعْدَ مَوْتِهِ أَشَدَّ كَرَامَةً مِنْهُ فِي حَالِ حَيَاتِهِ لَا تَقْطَعُ  
تَعْلِيقُهُ بِالْمَخْلُوقِ وَالْخَرَدُ رُوحُهُ لِلْحَالِ فِي كَرَمِهِ اللَّهُ تَعَالَى يَقْضِي الْمَحَاجَاتِ الْمُتَوَسِّلِينَ بِهِ  
كَلَامَ شَيْخِ الْعَدَوِيِّ فَقَدْ عَلِمْتُ مِمَّا تَقَدَّمَ أَنَّ الْأَمَامَ أَحْمَدَ كَمَا نَقَلَهُ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ  
وَكَثِيرٍ مِنَ الْأَشْعَةِ الْعُلَمَاءِ كَالْمَحَبِّ الطَّرِيقِيِّ وَابْنِ أَبِي الصَّبْرِ وَالشَّمْسِ الرَّمْلِيِّ  
وَأَبِي حَجَرٍ الْهَيْثَمِيِّ وَغَيْرِهِمْ وَمِنْ نَقْلِ ذَلِكَ عَنْهُمْ مِنَ الشَّافِعِيَّةِ وَالْحَنَفِيَّةِ  
وَالْمَالِكِيَّةِ وَالْفَرَوِيَّةِ وَأَنَّ تَصَوُّبَهُ قَائِلُونَ جَمِيعُهُمْ بِجَوَازِ التَّمَسُّحِ بِجِدَارِ  
الْفِرَّاسِ الشَّرِيفِ وَتَقْبِيلِهِ لَشَرِّكَ

بل و فورساتر الانبياء والصالحين وبعضهم صرح بحوار تقبيل الاعتاب ايضا لشرک  
کما هو قصد جميع من يفعلون ذلك من المسلمين ولو كانوا من اهل الجاهلیین  
لا يقصد احدهم غير الشرک بذلك السی ۞ او ذلك الولی

[illegible]

افترض، گذشتہ حواشی سے واضح ہو گیا کہ امام احمد (بقول مہدائے ابن احمد) امت علیہ کے محبوب طبری مائے ابی اصف، علامہ شمس دہلی، ابن کے دلی کرامی شیخ شہاب دہلی، ابن عمر رشتہ کی مدد، مگر علامہ اسلام میرا نرہ اسلام خلی ہو یا شاہی ہو یا شاہی اس امر کے قائل ہیں۔ اور اس کے جواز کے معترف ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم دینا یا یاد رکھنا۔ دینا اور اس کو ہاتھ لگانا جائز ہے، بلکہ قبور صالحین کا بھی ان کے نزدیک یہی حکم ہے، اور ان میں سے بعض نے بطور تحریک عزرائل کی دلیجیوں کو یوسہ دینا بھی جائز رکھا ہے۔ اور جو شرط تہرک کی لگانی ہے وہ ہر اثر کا اصل مقصد ہوتا ہے۔ خواہ وہ اثر اہل الہامین ہی کیوں نہ ہو۔

کیوں نہ ہو۔  
ایذا سب کے حق میں جواز کا ثبوت واضح ہو گیا، کیونکہ کسی کا مقصد بھی نبی و رسول اور اللہ کی ذات مقدسہ اور ولی کی ذات مقدسہ سے تحریک حاصل کرنے کے علاوہ اور کچھ نہیں ہوگا۔  
حضرت علامہ یوسف بن اسماعیل البغوی فرماتے ہیں کہ

﴿عَلَامَةُ حَسَنٍ﴾ اے اعلیٰ انجمنی فرماتے ہیں کہ

ولا يحمي في تحوير ذلك بقصد التبرك من هؤلاء الأئمة الاعلام وسيدنا الامام العبد  
مسحة تيسير على اهل الاسلام وهو الاتي بمحاسن الشريعة والهدى ابن حجر في عبارته  
السامعة الطويلة حراز ذلك ونحوه من غلب عليه الحال المحنة والذي اعتمدنا من  
حجر وهو الكراهة بعير من غلب عليه الحال فابن هذا من راي من اس تسمية وفراشه  
الرهابة يكفرون المسلمين بمثل ذلك تارة على اوجههم وتحليلاتهم انه يقضي الى  
الكفر والشرك والمسلمون جميعا عوامهم وعلماء اولادهم يعتقدون في الاسماء  
والاولياء قربهم لله تعالى ومحنة لهم لما زاروا احدائهم فكيف مع ذلك يحملونهم

شرکاء لعمودہم واللہ لا اعلم ان احدنا احب الی عوام المسلمین یحفظ فی سائر  
 العصور الاسلامیہ ولی انہ شریک للہ تعالیٰ لو انہ یفعل ویحضر بنفسہ بل یحضر بغير  
 الذلوع والصار حقیقۃ اللہ تعالیٰ وحده لا شریک لہ فالتشبیہ علی المسلمین فی  
 هذه المراتب العاشرة لا یرمی اللہ تعالیٰ ولا رسولہ ولا یسعی لاحد من الائمة هذا  
 الذم المبین شواعذ الحق (57)

علامہ یوسف بن اسماعیل الحمصانی فرماتے ہیں:

ان علماء اعلام اور خصوصاً امام احمد رحمت اللہ علیہ کا بطور ترک ہوسر کو ہائزہ فاضل اسلام کے  
 لئے بہت بڑی وسعت اور تعمیر و تسہیل کا موجب ہے اور یہی امر مہاسن شریعت کے حق  
 و مناسب ہے اور علماء انی تحریرنے اس جواز کو مطلوب احوال لوگوں کیلئے جائز رکھا اور جو اس  
 مرتبہ پر قائم نہ ہوں ان کیلئے صرف کراہت کا قول ہے نہ کہ کفر و شرک کا تو یہ کہتے ہیں  
 طرف علماء اعلام فقہائیان امام کے اقوال یہ ہیں اور

دوسری طرف ایک شریف ذہن قلیل ہے (ای ابن تیمیہ و فرقہ الوہابیت) فرقہ ابلیس اور  
 ان تیس گروہ جو شیعہ جہالت ہیں اور سرپا فرود و تکبر وہ محض اپنے ادہام باطلہ اور تخیلات  
 فاسدہ کی بناء پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کے عزائم کو بطور  
 ترک ہوسر دینے کا بھی موجب کفر و شرک قرار دیتے ہیں۔

مذہب دریافت کرتے ہیں کہ یہ امر موجب کفر و شرک کیوں ہے جب کہ اہل اسلام  
 عوام ہوں یا خواص اگر ان انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کرام علیہم الرضوان  
 میں اللہ تعالیٰ کے تقرب اور محبوبیت کا اعتقاد نہ رکھتے تو ان میں سے کسی کی زیارت نہ  
 کرتے تو وہ ان کو عبود حقیقی کا شریک کیسے بنا سکتے ہیں۔ بخدا میں کسی جاہل ترین جانی  
 اہل اسلام کے متعلق بھی یہ گمان نہیں کر سکتا کہ وہ کسی نبی یا ولی کے حق میں عقیدہ دلتا ہو کہ  
 اللہ تعالیٰ کا شریک ہے یا بذات خود نفع و نقصان دے سکتا ہے بلکہ وہ سب قطعاً و حتماً اور یقیناً  
 نقصان جانتے ہیں کہ نفع و ضرر کا مالک تعالیٰ ہی ہے جو وحدہ لا شریک لہ ہے بلکہ  
 اہل اسلام پر اس قدر قوی اور شکوہ و تکلیف قطعاً اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک  
 بخدا وہ نہیں ہے اور نہ ہی ان میں سے کسی کے اثر کرام اور علماء اعلام کے ذاتی ہے۔

علامہ یوسف بہائی ان کے اور اسی عوارض کا درجہ کے ہوئے لکھتے ہیں :  
 (۱) لا شک ان الشمس المرئیة ووالدہ الشہاب المرئی والشہاب میں جو فرقہ  
 عن الامام احمد (ابن حنبل) ہم فی الفقد اجل قنوا وارقی نظرا من ابن تیمیۃ الحرانی  
 بسر حایت و هذا لا یمکرہ الا احمد وحنبل اما ان یمکون عالماً ولكن اعنی بصیرتہ شدۃ  
 التعصب لابن تیمیۃ بغیر حق

علامہ بہائی فرماتے ہیں اس امر میں شک کی گنجائش نہیں کہ امام احمد رحمت اللہ علیہ نے  
 کوئی سے قطع نظر علامہ شمس مکی بدایہ کے والد علامہ شہاب مکی ہودان ترمذی (علیہ باطیہ)  
 کے مقابلہ میں فقہ کے اندر انتہائی مطالب قدر اور وقت نظر کے مالک ہیں ہودان حقیقت کا  
 انکار ہی کر سکتا ہے (امان یمکون عالماً ولكن اعنی بصیرتہ شدۃ التعصب لابن تیمیۃ  
 بغیر حق) جو عالم ہونے کے باوجود شدت تعصب اور بجا حد و حرکی کی وجہ سے ان کے  
 (علیہ باطیہ) کا اندھا مقلد بن کر اپنی بصیرت کو بیٹھا ہوا۔

(۲) یوافان یتکون جاحلاً بفسرۃ ہولاء العلفاء اور (وہ آدمی) جو کور اہل ہو اور ان علماء  
 اعلام اور مقتدیان امام کے مرتبہ و مقام سے ناواقف ہوں۔

﴿علامہ یوسف الشہانی رحمت اللہ علیہ و جہ امتیاز ذکر کرتے ہیں﴾

ونحن وان لم یجتمع بهم وبلغ درجۃ علمهم حتی یمیز سیمہ الا ان لاطرفۃ  
 واضحۃ اذا سلکناھا بعلم ایہم الفضل واکمل وذلك اذا نظرنا الی منزلۃ القوالہم  
 فی الصفۃ فی مذہبہم نجد ان تلك النقطۃ فی مذہب الشافعی فی درجۃ علیۃ حداً  
 لا یعلم علیہم لیہا احد فی الاعتماد والاعتبار عند عموم علماء الشافعیۃ

علامہ بہائی فرماتے ہیں

ہم نے اگرچہ ان ائمہ دین کا زمانہ نہیں پایا اور نہ ہی ان کے درجہ علم پر پورا تھو سکتے ہیں  
 لہذا ہم اپنے علم کو ان کے درمیان امتیاز و مراتب کیلئے معیار اور کوئی نہیں جاسکتے لیکن  
 ہمارے پاس ایک ایسا معیار ہے جس سے آسانی ان کے مراتب میں فرق واضح ہو سکتا ہے  
 اور معلوم ہو سکتا ہے کہ ان میں سے افضل و اکمل کون ہے۔ اور وہ معیار یہ ہے کہ ہم ان  
 کے اپنے مذاہب میں ان کے اقوال کا مرتبہ دیکھتے ہیں تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ ان تینوں  
 (مذکورہ بالا) حضرات کا اہل شافعی کے مسلک و مذہب میں اتنا بلکہ وہ درجہ و مقام ہے کہ

امام عطاء شافعیہ کے نزدیک ان سے بڑھ کر اس وجہ معتد بہا و مستند علیہ اور اولیٰ نہیں ہے۔  
 علامہ سیف الہدائی فرماتے ہیں ﴿

کہ ابن تیمیہ ہادجود عیسے کے حنبلی نہیں اسکے اقوال مردود ہیں

و بعد کثیر من الاقوال ابن تیمیہ فی الفقه فی مذهب الامام احمد مرفوعة مردودہ  
 لا یعملون بها ولا یولون علیہا وهو عند علماء المحابطة وان کان کثیر العلم الا انه یتبع  
 اجتہادہ فی بعض مسائل لیحالف فیہا ما علیہ ائمۃ علماء مذهبہ بالکلیۃ و یطلق علی  
 تلک المسائل انہا تسمیۃ لاحنبلیۃ و یعملون التام القوالہ المخالفة لمنہم شیافریا  
 ہل یوجد دلیل اقوی من ہذا علی ان اولئک الثلثۃ یقین احل منہ فی الفقه قدراً  
 و اذق سطوراً وہم قائلون بان مثل تقبیل اعتاب الاولیاء فضلاً عن الانبیاء فضلاً عن  
 سیدہم سید المرسلین ﷺ لا کراهۃ فیہ فضلاً عن التحريم عند المرملی و ابہ مطلقاً  
 مقصد المبرک و عندہاں ححر ایشاً لیماعلب علی الزائر حال المحبة و الاً لذلک  
 مکروۃ و قد و القوا بدلک بعض من تقدم ذکرہم من اکابر الانمۃ شریعہ الحق (57)

علامہ بیہائی فرماتے ہیں

لیکن اسکے برعکس ابن تیمیہ (علیہ رحمۃ اللہ) کے بہت سے اقوال مذہب حنبلی میں مردود اور  
 ناقابل التفات و اختیار ہیں اس حنبلی ان پر عمل کرتا ہے اور یہی ان پر اعتبار کرتے ہیں اگرچہ  
 ابن تیمیہ عطاء حنبلیہ کے نزدیک کثیراً اعلم ہے اور کتاب و سنت کا وسیع حفظ و ضبط اس کو  
 حاصل ہے اور اگر حفاظ احمدیہ میں شمار ہوتا ہے مگر بعض مسائل میں اپنے اجتہاد پر عمل کرتا  
 ہوتا ہے اور مذہب حنبلی نہیں ہے ، جب کہ دوسرے علماء کرام صرف حنبلی ہونے پر ہناؤں

ہیں اور اس کے ان اقوال کی اتباع کو ناجائز قرار دیتے ہیں۔ جو عقاب مذہب ہو، تو کیا اس  
 سے بڑھ کر ان تین ائمہ اعظم کے ابن تیمیہ سے افضل ہونے کی کوئی قوی دلیل ہو سکتی ہے  
 علامہ الزیہ وہ حضرات فقہ میں ابن تیمیہ کی نسبت یقیناً بدرجہا عظیم القدر ہیں اور قوی الخیر  
 اور پائے ہم وہ اس کے فاضل ہیں کہ اولیاء کرام کی آستان ہوی جائز ہے چہ جائے کہ  
 انبیاء کرم علیہم السلام اور علی الخصوص سید الانبیاء والمرسلین ﷺ کی آستان ہوی جائز نہ ہو  
 علامہ ربیع اور ان کے فرزند احمد کے نزدیک اس میں کراہت بھی نہیں، چہ جائے کہ  
 حرمت تحقیق ہو جبکہ ہوسر دینے والے کا مقصد حصول برکت ہو علامہ ابن حجر کے نزدیک

اس صورت میں جائز ہے جب نواز پر محبت اور حسن عقیدت کا اچھا غلبہ ہو اور اس پر بے خودی کی حالت طاری ہو ورنہ کرامت ہے، اور یہ حضرات اس لڑائی میں منفرد نہیں ہیں بلکہ اکابر ائمہ کے ساتھ شیعہ و سنی ہیں جن میں سے بعض کا ذکر پہلے آچکا ہے۔

علامہ نبھائی۔۔ انی تیرہ اور اسکے حواریوں کا

کی کتب پڑھنے سے منع کرتے ہوئے لکھتے ہیں

(8) وعلیک العذر الشام من کتب ابن لیث وجماعة المتعلقة بالعقائد لئلا تلهی فی مہرات الصالح ولا یضعفک البدع بعد ذلک بحال من الاحوال مروجہ شعبہ ۱۱۱۵

علامہ یوسف نبھائی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں

## خبردار!

ابن تیمیہ (علیہ السلام) اور اسکے حواری (دہائیوں) کی کتب پڑھنے سے بچو ورنہ گمراہیوں کے گمراہوں میں گر جاؤ گے۔ اسکے بعد شرمندگی و عداوت سے بچو حاصل نہ ہو گا۔

علامہ نبھائیؒ: سید نعمان افندی بغدادی کے تقریرات ہمارے سے

سنی حنفی مسلمانوں کو مطلع کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ کہ

سید نعمان افندی سید مال رسول ﷺ تھا

اہل سنت و جماعت سے بھی تھا، حنفی بھی تھا

مگر دہائیوں سے علامہ کی تائید کی انکی تعریف کی۔

اب بن گیا دہائی۔ لہذا اب نہ وہ حنفی رہا نہ وہ سنی۔

علامہ یوسف نبھائی لکھتے ہیں

اس سید نعمان افندی بغدادی نے

اپنی جیب کی ان مسائل میں تائید کی جن میں اس نے مسجد احمدیہ کے ائمہ اور اہل حق کو تار تار کیا اور غصہ واپس کا پانی سہائی بن گیا۔

اسی وجہ سے غاصب و رعب کے جبرائیلہ اسلام نے اس کو سخت چھینچھوڑ دی کی نگاہ سے دیکھا

سید نعمان افندی بغدادی



کی یہ کتاب عوام اہل اسلام اور طلبہ کیلئے سب کتابیں سے زیادہ ضرور دہائی اور نقصان دہ ہے۔ لہذا ان پر لازم ہے کہ اس کتاب کے ساتھ وہی سلوک برور رکھیں جو سلوک (دہائیوں کی) اور نیکوئی کتابوں کے ساتھ برور رکھتے ہیں جن کو اپنے مذہب و مسلک کے خلاف سمجھتے ہیں۔ اور اپنے مشابہ کو کمزور کرنے والی یعنی اس سے مکمل اعراض اور روگردانی برائے کاروائی۔

اور اس کے کسی حصہ کا مطالعہ بھی نہ کریں

تاکہ اس میں مندرجہ فلوک و شہادت ان کے یقین

و ایمان کو خطرناک نہ کریں اور اسودین میں خلل انداز نہ ہوں۔

ابن طہاء اعلام کے حق میں اس کتاب کے مطالعہ سے کسی قسم کے ضرر کا اندیشہ نہیں ہے، کیونکہ وہ ان جیسے کی خطاوں کے طائفہ و بابہ کی لغزشات میں اور امام کی مطالعہ ان غیر اور مجبورانہ اسلام اور امت محمدیہ کے اقوال صحیحہ میں واضح فرق معلوم فرموس کر سکتے ہیں اور سید نعمان آل ہمدانی

نے اس کتاب میں جس طرح حق و باطل اور یقین و شبہ دگی میں خلا ملتا کیا اس میں واضح تمیز کر سکتے ہیں اور اس کے طبع کے ہونے کلمات اور کھوت پر مشتمل لوہام سے دھوکہ نہیں کھا سکتے جن کے متعلق اس کا مذہم فاسدیہ ہے کہ ان جیسے کی لغزشات ہی دراصل اسلاف کرام اور انہ اسلام کا مذہب ہے۔

لیکن باہمی ہمہ بہتر بلکہ صواب و صحیح بھی ہے

کہ علماء اعلام بھی اس سے مکمل طور پر اعراض کریں

اور اگر اس کا مطالعہ کرنے کی زحمت گوارا کریں تو صرف اس پر "رد" کرنے کیلئے۔

اور علماء اعلام، مقتدیان امام، ہادیان امت اور مصباح ملت مثلاً

انہ کلمات انہ خیر امام کی بدعت و بدعت الہی کی

کے خلاف اس کے تعصب شدید اور غلط فاضل کو واضح کرنے کیلئے

اور مجبور اہل اسلام اہل السنۃ والجماعۃ کے عقائد و نظریات میں سے بہت سے انحرافات

و عقائد کے خلاف کوراج اور ذہنی قراردینے کی صورت دین ہوگی واضح کریں مثلاً اسلاف

اور اسے دیکھ کر اور اللہ تعالیٰ کے حق میں بہت دلچسپی کے ایسے اقوال بھی سنیں کہ اس نے  
حلقہ و خطہ کا مظاہرہ کیا ہے۔ اور صرف علماء اہل حق و باطل اور صواب و ماصواب  
میں اختیار پر قائم ہیں۔

مگر حرام اہل اسلام کو طلب علم پر اس کتاب کے مطالعہ سے مقام میں خلل پڑے گا۔ یہ  
اسی سید نعمان آلوسی کے متعلق علامہ بھائی کی حیرانی ہے۔

میں بخدا اس شخص کے مطالعہ میں سخت حیرانی کا شکار ہوں، مگر میں یہ کہتا ہوں کہ کتاب  
میں جو کچھ مستدرج ہے وہ واقعی اس کا عقیدہ ہے تو اس دعویٰ میں میرا یہ علم درمیان مانع  
و معارض ہوتا ہے کہ وہ حقیقی ائمہ ہیں۔

اور اس کا تعلق بلوچ شریف کے ایک علمی گھرانے بلوچ سادات خانوادے سے ہے  
جو سارے کے سارے اہلسنت و الجماعت ہیں۔

اور چونکہ اس (سید نعمان آلوسی بغدادی) نے دلائل و شواہد میں درج کر کے ان کے (ایسے  
انہی تیس) (علیہ باطیہ) کی اعتراضات کی تائید و تقویت کی ہے اور جو ائمہ و اسلوب اختیار کیا ہے  
وہ صرف اور صرف وہاں کا طرز و طریق ہے۔

یہ طرز نہ تو احناف کا ہے نہ اس کے آباء و اجداد سادات کا۔

علامہ یوسف بھائی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں چاہے

وہ سید ہے یا حنفی ہے

مگر جب وہ وہابیوں کا منہ و دہانہ بن گیا،

سارا ہاتھ کہتا کہ کائنات اور تاریکی کتابوں کی طرف الٹا بھی نہ کی جائے اور اگر کچھ

کہے تو اسے پڑھا بھی نہ جاسکے۔ یہ کہ وہ وہابیوں کا سانچہ بن گیا ہے۔ (دیکھئے)

علامہ یوسف بھائی رحمت اللہ علیہ تقریر فرماتے ہیں۔

(9) و ہذاک ان تغیر تکلام السید نعمان القدوسی البغدادی فی کتابہ جلاء  
العین و نظری اند حنفی من اهل السنة و الجماعة فهو بهذا الکتاب مخرج من حنفیة

و سنیة و صار من جماعة اهل نیمیة فاصر لحد فہ مذهب الوهابیۃ خودہ (ص 115)

علامہ یوسف نبھائی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں

## خبردار!

سید نعمان اللہی بغدادی

نے اپنی کتاب جلاء الضمیر میں اسی قسم کی خرافات لکھی ہیں۔ لکھو وہ اپنے

آپ کو بھی سمجھتا ہے وہ ان خرافات کے بناء

پہلست و جماعت اہناف سے خارج ہو گیا۔

اور جماعت دہلیہ ان جیسے کانامرود نگار بن گیا۔

سہ سید نعمان اللہی کے گمراہ کن باتوں سے بچ

کہیں اس گمراہ کی تحریر تھے دھوکہ میں نہ ڈال دے۔ شاہد الحق 115

﴿صاحب قادیانی صلیبی﴾

انہی جیسے کے کفریات ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں

(10) قال ابن قیمیة ان الاتباع غیر معصومین قطری حلیہ 155 و یظهر انہ قد مر علیہ الاسماء (12)

(کہ انہی جیسے دجال نے کہا ہے) انبیاء کرام معصوم نہیں (لغو فعالمہ من ذلک)

ملا۔ غلامہ کلام یہ ہے کہ خبر کا انبیاء کرام علیہم السلام اور انبیاء کرام کی چوکنٹوں پانکیوں

کو لڑوئے محبت بوسہ دینا جائز ہے کفر و شرک نہیں ماوراس بارے میں انہی جیسے حرائی نور

انکے خواروں دہائیوں کے اقوال مردود ہیں۔

(مفتی اعظم سرحد)

مفتی شائستہ گل القادری التوی

قاطع نجدیت مفتی شائستہ گل ہیں

فاتح نجدیت مفتی شائستہ گل ہیں

رہنماء اہل سنت مفتی شائستہ گل ہیں

سرتاج اہل سنت مفتی شائستہ گل ہیں

وہابیت کے قلعے جڑ سے اکھاڑ دیئے ہیں

سلطان اہل سنت مفتی شائستہ گل ہیں

عبد العظیم خادم اس فکر کا ہمیشہ

احمد رضا شہنشاہ تو حافظ شائستہ گل ہیں

خادم الفقہاء

افتخار الی الد افغانی

محمد عبد العظیم القادری

خليفة مجاز

قبلہ والد محترم

امام اہل بیت علیہ السلام



بسم اللہ الرحمن الرحیم

الاكل والشرب  
بعد ختم القرآن الكريم

قرآن خوانی کے بعد صحابہ کرام کیا کرتے تھے

مصنف

محمد عارف قادری

مفتی شائستہ گل قادری

پتہ: ایف۔ بی۔ سی۔ لاہور

محمد عبدالعلیم قادری

ترجمہ

دار الملو، قادریہ سبحانیہ

ہائم اعلیٰ

## ﴿قرآن خوانی کے بعد کھانا چلانا﴾

(اور صاحبِ خانہ کا قرآن کریم ختم کرنے والوں کی نقدیات کی صورت میں خدمت کرنا)

### ﴿پہلے اول﴾

ابن تیمیہؒ (پورا اچھے حوالہ کی مثال سنت پر اعتراض کرتے ہوئے کہتا ہے۔

کہ مروجین کے ایصالِ ثواب کیلئے ختم قرآن کر کے اس ہجرت لیمانہ تو خلفاء راشدین کے دور میں تھا اور نہ اسے ارباب سے اجازت کا ذکر۔ نیز علماء نے کہا ہے کہ ہجرت پر قرآن پڑھنے والا خود احرار سے محروم ہے۔ تو مروجین کو ایصالِ ثواب کا کیا فائدہ ہے۔

لہذا ہجرت دینے والا اور ہجرت لینے والا دونوں ہی گنہگار ہیں۔

ابن تیمیہ الحوائی کے مندرجہ بالا اعتراضات، میں نے مثالی کے مختلف مقامات سے جمع کر کے تفصیلاً بیان کر دیئے ہیں۔

آئیے اب میں مندرجہ بالا اعتراضات کا جواب دیتا ہوں۔

جواب۔ ابن تیمیہ الحوائی کے مندرجہ بالا اعتراضات کئی وجوہ کے حامد ہیں۔

میں ابن تیمیہ الحوائی کے اقوال کا رد قرآن کریم کی آیات و احادیث رسولی علیہ السلام اور امام کے اقوال سے کروں گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ قرآن کریم کی آیات و احادیث رسولی علیہ السلام اور امام کے اقوال سے جہاں میں میں تیمیہ الحوائی کا رد ملے گا میں اسے انشاء اللہ اچھے ساتھ ہی وہ عادتِ مستمرہ جو مسلمانوں میں آج تک رائج ہے کاقبوت بھی دوں گا۔

جواب سے قبل عادتِ مستمرہ جو مسلمانوں میں رائج ہے انکی وضاحت ذکر کروں۔

## ﴿عادتِ مستمرہ﴾

عادتِ مستمرہ جو مسلمانوں میں رائج ہے۔ انکی چند مثالیں مندرجہ ذیل ہیں

جب ولی سلطان بیمار ہو جائے۔

یا ولی سلطان وفات پا جائے۔

یا من جانب اللہ کسی مصیبت میں مبتلا ہو جائے۔

بارمضان کا سید آئے تو ختم قرآن کیلئے۔

مذکورہ بالا تمام صورتوں میں مسلمانوں کا قفل ہے کہ حفاظ، مطلقہ کرام و دیگر رکن قرآن

مريض کی مصیبتی کیلئے دعا کرواتے ہیں

یا آفتوں اور مصائب و آلام کے دفعہ کیلئے دعا کرواتے ہیں

یا نماز تراویح میں ختم قرآن کے بعد جمع مسلمانوں کیلئے دعا ہوتی ہے۔

یا گھر میں خیر و برکت کیلئے قرآن ٹوٹی کر دعا مانگیں مردا میں جانتی ہیں۔

پھر صاحب خانہ یا رانگیں مساجد حفاظ یا طلبہ لی حمام یا خدایات لی صورت میں طہارت است تیر

ہوتا۔۔۔ میں کہتا ہوں کہ یہ عادت مستحضر ہے جو کلمہ تعالیٰ مسلمانوں میں دلگے ہے جو کلمہ

محمود اور اجماع است کے مطابق ہے۔ نیز یہ عادت مستحضر قرآن کریم کی آیات اور احادیث

اور علماء اعلام و مفتیان اہم و ہادیان امت، مصابح ملت کے اقوال سے ثابت ہے۔

### وجہ اول

اس عادت مستحضر میں مسلمانوں کیلئے فوائد کثیرہ ہیں۔ مثلاً

(1) ایک تو صاحب خانہ کو خیرات و صدقات کا سوتہ پھیر آتا ہے۔

(2) دوسرا یہ کہ صاحب خانہ والی بنی الخیر ہوتا ہے۔ جو داعی الی الخیر ہووے بھی اجر و ثواب

میں برابر کا شریک ہے۔ حضور پر نور ﷺ فرماتے ہیں (العدل علی الخیر کفاحلہ روہ

مصلوہ و ابودود و ابی صالح بنی بھائی کا حکم کرنے والا ایسا ہے جیسے کہ وہ تنگی اس نے خود کی

(3) تیسرا یہ کہ صاحب خانہ کیلئے دعا ہوتی ہے (دعا بھی عبادت ہے)

(4) چوتھا یہ کہ عبادت قرآن کی وقت اس گھر میں اللہ کی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ حضور پر نور ﷺ نے فرمایا جس گھر میں

قرآن کی تلاوت ہوتی ہے اس گھر میں سکون و اطمینان (رحمت الہی) کا نزول ہوتا ہے

(5) نیز یہ طریقہ مستحسن ہے، اور طریقہ مستحسن پر عمل کرنا باعث اجر و ثواب ہے۔

(امحاط بہ ہے)

﴿مضمون پر نور فرماتے ہیں﴾

سن سن فی الاسلام سے حسدۃ قلہ احرہا واجرمین عمل بہامن بعدہا سن غیر ان  
بفلس من احوارہم فی۔ رواہ مسلم تم مشکوٰۃ (۳۳)

جس شخص نے اسلام میں اچھا طریقہ اپنایا سوائے اسکا اجر دیا جائے گا اسکے بعد جس نے  
اس پر عمل کیا اسکے اجر سے بھی سجدہ کو اجر ملے گا سوائے اسکے کہ حال کے اجر میں کچھ  
کمی کی جائے (یعنی جو شخص اس راہ کی گمراہی کرے اچھے طریقے پر عمل کرے گا اسے بھی اجر ملے  
گا اور اسکے اجر سے اس طریقے کو راہ کی کرنے والے کو بھی اجر دیا جائے گا اس انداز سے  
کہ حال کے اجر میں کچھ کمی واقع نہ ہوگی۔ مترجم)

میں (مطلق شاکستہ گل) کہتا ہوں کہ جس عمل خیر و کار خیر میں اتنے فوائد ہوں تو وہ یقیناً  
جائز ہے۔ الحمد للہ علی احسانہ

### ﴿اما القرآن المجید﴾

قرآن کریم کی آیات مبارکہ سے دلائل۔ کہ نیک کام پر اجرت لینا جائز ہے۔

### ﴿وجہ دوم﴾

﴿طاعات پر اجرت لینے کی قرآن کریم سے دلیل﴾

آیت۔۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ہیٰ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اَلَا اَخْسَاۤءُ الَّذِیْنَ اَخْسَاۤءُ سُوْرَةُ دَحٰن۔ آیت ۶۰

نگی کا بدلہ نگی ہے۔

دیکھئے دونوں جانب سے نگی ہے یعنی طلبہ کا قرآن پڑھنا یہ بھی نگی اور صاحب خانہ کی  
جانبداری سے حفاظ یا طلبہ دین کی خدمت کرنا یہ بھی نگی اور خدمت کسی بھی صورت میں ہو  
کھانا کھانے کی صورت میں ہو یا نفقات کی صورت میں ہو۔

حیث ہوا کہ نگی کے بدلے ابھی جزا سے نوازنا قرآن سے ثابت۔

احسان جانکن سے ہوتا ہے جیسے استاد کا اپنے شاگردوں کو پڑھانا اور شاگردوں کا اپنے استاد  
سے مراد (استاد کا احترام و محبت) اور یہاں بھی جانکن سے احسان یعنی نگی کا بدلہ نگی ہے



وَمَرَّةً الْبَتَّةَ فِي مَجَارِئِ الْأَحْسَانِ بِالْأَحْسَانِ مِنْ غَيْرِ شَرْطٍ

اور شگروں کی مرہ (استغناء و احترام و محبت) کسی شرط کے بغیر ہی بدل ہے یعنی اس انسان کا بدل ہے جو احسان استغناء پر کر رہا ہے۔

﴿وَجِدْ سَوْم﴾

﴿طاعات پر اجرت لینے کے جواز میں قرآن کریم سے تیسری دلیل﴾

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

قُلْ لَا اسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ غَيْرِ الْأَمِنْ شَاءَ أَنْ يَتَّخِذَ الْوَدَّ سِبْطًا

فرمادہ میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا مگر جو چاہے کہ اپنے رب کی طرف راست اختیار کرے۔

آیت مذکورہ بالا کی تفسیر کرتے ہوئے صاحب تفسیر صاوی فرماتے ہیں

﴿قُلْ لَا اسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ﴾ اے علی تسلیع مازست بہ (یعنی الخیر الّا) لیکن (مَنْ شَاءَ) مَنْ يَتَّخِذُ الْوَدَّ سِبْطًا طریقاً مَعَافًی عَالَمٌ فِی مَرْضَاتِهِ تَعَالٰی فَلَا اَعْلَیَّ الْمَعْنٰی لَا اَطْلُبُ مِنْ اَمْوَالِکُمْ حَعْلًا لِّنَفْسِی لَکِنْ مَنْ شَاءَ اَنْ یَّتَّقِیَ اَمْوَالَهُ فَوَجَدَ اللّٰهُ تَعَالٰی طَلِبًا لِّمَرْضَاتِهِ فَلِیَعْمَلُ

قولہ اے قول السیوطی "مترجم (فی مَرْضَاتِهِ) اے کمال الصدقة والشفقة فی سبیل اللہ تعالیٰ صاوی۔ سورۃ فرقان آیت ۵۷

فرمادہ میں اس (تخلیف پر) تمکے ساتھ بھیجا گیا ہوں) تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا (لیکن) جو چاہے کہ اپنے رب کی طرف راہ لے (اگر اللہ کی رضا چاہے ہوئے اپنے اموال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرے تو میں اس سے منع نہیں کرتا اس آیت کا معنی یہ ہوا لا اطلب من اموالکم حعلًا لفسی میں تمہارے اموال میں سے اپنے لئے کچھ طلب نہیں کرتا لیکن جو اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی طلب کرنا چاہے وہ اللہ کی راہ میں خرچ کرے۔

صاحب تفسیر صاوی فرماتے ہیں کہ صاحب تفسیر جلالین کے اس قول (فی مَرْضَاتِهِ تَعَالٰی) کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی رضا و خوشنودی حاصل کرنے کیلئے کوئی صدقہ کرے چاہے فی راہ میں اپنے مال کو خرچ کرے تو جائز ہے کہ فقیروں مسکینوں کو کھانا کھلا دے وغیرہ تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

مگر جب اللہ تعالیٰ نے قرآنی آیت کے بدلے کچھ لینے سے منع فرمایا ہے  
دیکھئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

وَلَا تَسْرِوْا اَمْوَالَكُمْ سِمًا لِّبَالِغٍ ۙ وَاِذَا نَزَلَ بِالسَّالِوَاتِ لَا تَحْسِبُوْا الْحَقَّ بِالْحَالِ  
وَتَكْتُمُوْا الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ سُوْرَةُ مَرْيَمَ آیت ۳۱

اور میری آیتوں کے بدلے تمھارے اہم نہ لو اور تمھاری سے اور تمھارے مبالغہ کو باطل  
اور حق کو نہ چھپاؤ حالانکہ تم جانتے ہو

### ﴿جواب﴾

میں کہتا ہوں کہ مفسرین کرام نے اس آیت کی تفسیر کی ہے ان کی تفسیر کی روشنی میں آیت  
ذکورہ بالا سے طامات پر اجرت لینے کی حرمت کا استدلال قائم کرنا غلط ہے۔ دیکھئے صاحب  
تفسیر خازن لکھتے ہیں اس آیت کا شان نزول یہ ہے۔

وَالَّذِيْنَ اِنْ كَفَّ عَنْ الْاَشْرَافِ وَرُؤَسَاءِ الْيَهُودِ كَمَا يَوَاعِدُوْنَ الْمَآكِلَ مِنْ  
سَلَفِهِمْ وَجِهَالِهِمْ وَكَانُوا يَأْخُذُوْنَ مِنْهُمْ فُلِيَ كُلُّ سَبْعَةِ شَهْرٍ مَّعْلُوْمًا مِنْ رُؤُوسِهِمْ وَتَعَارَفَهُمْ  
وَسَفَرُوْهُمْ وَحَرَّوْهُمْ فَحَالُوْا اَنْ يَّبُوْا صِفَةَ مُحَمَّدٍ ﷺ وَتَابَعُوْهُ اِنْ تَعَرَّفُوْهُمْ الْمَآكِلَ  
فَعَبْرُوْا بَعْدَهُ وَكُنُوْا اَسْمَاءَ حَازِلٍ وَمَعَالِمٍ وَالْمَسْرَاجِ الْمَشْرِقِ .

کہ یہ آیت کہ جب بنی اشرف اور دوسرے رؤساء اہل یہود کے حق میں نازل ہوئی۔ جو اپنی قوم  
کے جاہلوں اور کم عقلوں سے مال وصول کرتے تھے اور ان پر سالانہ جکڑا لگائی (مقرر کرتے  
تھے اور ان رؤساء نے انکے بھلوں اور غلاموں میں اپنے حق معین کرنے تھے۔ انہیں خدا  
ہوا کہ قرابت میں جناب سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی جو خدمت بخت ہے اگر ہم وہ خدمت نہ  
قوم پر کیا۔ لہٰذا تو قوم جناب سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ پر ایمان لے آئیں گے۔ یہ اہل کوفہ  
پر بیان حال نہ ہوگا یہ تمام منافق ہاتھ سے جاتے رہیں گے۔ سو انہوں نے اپنی کتابوں میں  
تقریریں لکھ دیں۔ یاد اور جناب سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی خدمت بخت کو بدل دیا۔ جب لوگ

ان سے جناب سید محمد رسول اللہ ﷺ نے اوصافِ جمیل دریافت کرتے تو یہ ان (طاہرہ و رؤساء یہود) جناب سید محمد رسول اللہ ﷺ کے اوصافِ جمیل کو چمپا لیتے جہاں  
و معالم و السراج المبرور

ہو۔۔۔ میں کہتا ہوں کہ معترض نے جو اعتراض کیا ہے وہ خود ہی اسی میں پھنس گیا ملاحظہ  
فرمائیں مفسرین کی تفسیروں میں دو ٹوٹے ہیں۔ (جلد اول)۔

(۱) (ان کعب بن الاشرف و رؤساء اليهود کانوا یبعثون الماکل من سلطنتهم و جہانم  
و کانوا یاحذون مہم فی کل سۃ شینا معلوماً من زور عہم و لعلوہم و یقرعونہم و یصرعوہم)  
کعب بن اشرف اور رؤساء یہود اپنی قوم کے بے وقوفوں اور چالوں سے سالانہ ان کے  
بچوں اور نقدیات و دولت میں سے اپنے عقیم کردہ مقدور کے مطابق لیا کرتے تھے  
اس پر ہی عبارت میں ان جملوں پر لکھ کر۔  
(۱) (کانوا یبعثون الماکل)

(۲) (و کانوا یاحذون مہم فی کل سۃ شینا معلوماً)

ان دونوں جملوں میں (یبعثون) یا (یاحذون) دونوں فعلی مضارع کے سینے ہیں جو دوام و احترام  
پر دلالت کرتے ہیں دیکھئے: ان ہذا فعل مضارع (201) معجم البیان (182 181)

اسی اللہ جل جلالہ است (243) انگریزی است (57) اثنی عشری جلد امامت (243) ترجمہ تحقیق درکار  
جو تو میری کتاب ”الذات عشریں و کمات عشر اربع مالا ذلہ القویۃ“ میں ملاحظہ فرمائیں  
ملاحظہ ہو کہ اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ ان دونوں صیغوں (یبعثون) یا (یاحذون) سے یہ بات  
 واضح ہو گئی کہ ان کے دین میں شرعاً صریح کیا تھا طاعات پر اجرت لینا جائز تھا۔۔۔  
 نیز معلوم ہوا کہ طاہرہ و رؤساء یہود ان سے ہمیشہ مال چل اور نقدیات لیتے رہے۔

ان میں سے کسی نے ان کو منع نہ کیا نہ ہی قدرت میں ان کے اس عمل سے (طاعات کے  
بے جرم مال وہ لیتے تھے) منع کیا گیا اور انجیل نے انکی ممانعت کی اور قرآن کریم  
میں طاعات پر اجرت لینے کی ممانعت آئی، جب یہ بات ثابت ہو گئی تو اس مسئلہ میں

اشریعت من قبلہ شریعت لہما

اگر ہر امر میں کیا جائے کہ اگر آپ اس سے طاعات پر اہمیت لینے کا ہرگز عہد کر رہے ہیں تو پھر قرآن کریم میں یہ آیت کیوں آئی (وَلَا تُشْرِكُوا بِيَّالِهٰیۤ اِنَّهُۥٓ لَشَدِيْدُ الْعِقَابِ) اور میری آنکھوں سے بدلے تھوڑے دام نہ لو۔

اس کا جواب اسی آیت کی تفسیر میں دوسرے جملہ میں موجود ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

(فَلَمَّا طَوَّلَ يَسْرًا صَلَفًا مَّحَمَّدٌ ۖ وَابْتَدَا مِنْ تَحْتِهَا مَآكِلٌ لِّمَنۢ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ وَرَبُّہٗۤ اِنَّہُمْ کَاٰفِرُوْنَ اَسَدًا) یہود و نصاریٰ اس بات سے ڈرے کہ اگر ہم (سیدنا محمد ﷺ) کے صفت و نعمت کو ظاہر کریں گے اور انکی انتہا کریں گے تو ہمارے تمام مآکل فوت ہو جائیں گے سو انہوں نے حضور ﷺ کی صفت و نعمت چھپادی اور نام بھی چھپا دیا،

یہ عبارت اس بات پر دلالت قطعہ ہے کہ یہ منافقت طاعات پر اہمیت لینے کی جہ سے نہ تھا، بلکہ اگر آیت میں غور کیا جائے تو معلوم ہوا کہ اس آیت میں پانچ ایسے مقامات موجود ہیں جو منافقت و دھت پر دلالت ہیں، ملاحظہ فرمائیں،

(1) لَا تُشْرِكُوا، (2) فَاتَّقُوا، (3) وَلَا تَلْبِسُوا، (4) وَتَكْسِبُوا، (5) اِنَّہُمْ لَعَنُومُنَّ۔

سو معلوم ہوا کہ یہ منافقت صرف حضور پر نور ﷺ کی صفت و نعمت کو چھپانے کی جہ ہے۔

ظاہر ہوا کہ اس آیت کو طاعات پر مال لینے کی دلیل میں پیش کرنا غلط ہے۔

بلکہ مذکورہ بالا آیت کی تفسیر قرآن کریم کی متعدد ذیل آیت سے ہوتی ہے۔

وَمَا يَنْصَرِفُ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ تَعَالٰی اَوْ شَاۤءَ اللّٰہُ

فَوَيْلٌ لِلَّذِيۡنَ يَكْتُمُوْنَ الْكِتٰبَ مَا يَدِيۡہُمْ ثُمَّ يَقُوۡلُوۡنَ هٰذَا مِنْ عِنۡدِ اللّٰہِ لِيُشْرُوۡا بِہٖ نَعْمًا

فَلْيَلۡزِمۡہُمُ اللّٰہُ فَوَيْلٌ لِّہُمۡ مِّنۡ مَّا كَتَبَتۡ اِلَیۡہِہُمۡ وَوَيْلٌ لِّہُمۡ مِّنۡ مَّا يَكْتُمُوۡنَ ۝ سورۃ بقرہ آیت ۷۹

میں ہلاکت ہو اور لوگوں کیلئے جہاں اپنے ہاتھوں سے کتاب لکھتے ہیں پھر کہتے ہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے تاکہ اس کے بدلے حاصل کریں (یہاں کا قصور) نام۔ میں ہلاکت ہو ان کے کیلئے جو کچھ ان کے ہاتھوں نے لکھا، ہلاکت ہو ان کیلئے اس کتاب سے (جو انہوں نے

کہا)

طاہر فرمایا آپ نے کہ آج مذکورہ بالا میں جس شہر (آیت کے بدلے دنیا کا قہور) دام لینے پر جہاد کیا جاتا ہے یہ اس بات کی سرانجام قلعی دلیل ہے کہ یہ امید اس جہ سے تھی کہ وہ حضور پر نور ﷺ کی صفت و نعمت کو پہچانتے تھے اور اللہ جل جلالہ پر محبت جو لئے تھے کہ آیت سے ظاہر ہو رہا ہے۔ انکسوں الکتابہ بایہدہم لم یفلحوا من عند اللہ، وہ لوگ اپنے ہاتھوں سے کھینچے بغیر کہتے یہ اللہ کی طرف سے ہے۔

معلوم ہوا کہ یہ نہایت طاہرات پر اہرت لینے کی وجہ سے نہ تھی بلکہ انکی وجہ ان لوگوں کا حضور پر نور ﷺ کے صفت و نعمت کو پہچانا اور اللہ جل جلالہ پر محبت کا اقرار باطنی تھا۔

### ﴿وجہ چہارم﴾

﴿طاہرات پر اہرت لینے کے جواز میں قرآن کریم سے چوتھی دلیل﴾

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

فَمَنْ كَانَ غِيًّا فَلْيَسْخِفْ وَمَنْ كَانَ لِحِيًّا فَلْيَسْخِفْ بِالْمَقْرُوفِ سورة النساء آیت ۶  
اور جو اللہ ہو (اسے جہیم کے مال کی حاجت نہ ہو) وہ (جہیم کے مال سے) بچتا ہے اور جو  
لحم دست ہو، صرف طریقہ (مستحق کے مطابق جہیم کے مال میں سے) نکالتا۔  
دیکھئے وہ شخص جو جہیم کی پردوش کر رہا ہے اور اسکے مال کا محافظ ہے، اسکے لئے جہیم کے مال  
میں سے لینا اور اپنے مصارف اور ضروریات میں خرچ کرنا جائز ہے۔ حالانکہ اگر جہیم کی پردوش  
اور جہیم کے مال کی حفاظت، کچھ لینے بغیر ہوتی تو جہیم کو اپنے مال میں جاننا، نجات و امانت  
سے جہیم کہتا تو اس میں کیا بہت بڑی نیکی ہے یعنی عظیم القربات میں سے ہے۔  
پھر بھی اللہ تعالیٰ نے اسکے مال میں سے پردوش کرنے والے کو لے لینا اپنی ضروریات میں  
صرف کر اپنے استعمال میں لایا، ہاں تو قرآن میں جائز قرار دیا اس بات کی دلیل ہے کہ طاہرات  
پر اہرت لے لینا جائز ہے۔ حالانکہ جہیم کی پردوش کر اسکے مال کی حفاظت کر طاہرات سے ہے  
پھر بھی اسکے مال سے کچھ لینا اور اپنی ضروریات میں خرچ کرنے کا جواز اسی بات کو ظاہر کر  
رہا ہے کہ طاہرات پر اہرت لینا جائز ہے۔

۴۱۲ ہوا کہ طاہرات پر اہرت لینا جائز ہے۔

ۛ طاعات پر اجرت لینے سے جواز میں قرآن کریم سے پانچ روپے دیکھو

ۛ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت نضر علیہ السلام کا واقعہ ۱۱ آیتوں پر  
اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

لَوْ شِئْتَ لَا تَجِدُ عَلَيْهِ خِطًّا سِوَهُ كَهْفٍ ۝ ۷۷

اگر آپ چاہتے تو اس پر کچھ مزارعی لیتے ۔

حافظ فرمایا آپ نے کہ حضرت نضر نے ایک کام کیا (مگر) کوئی دہکد کو سہارا دیا اسے کرنے سے بچایا اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا (اے نضر) اگر آپ چاہتے تو اس پر کچھ مزارعی لیتے (مگر) ایک کام پر مزارعی لینا جائز نہ ہوتا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام جواز کے نبی و رسول ہیں کیونکہ حضرت نضر علیہ السلام کو مزارعی لینے کی تفریب داتے ۔

تاہم ہوا کہ طاعات پر اجرت لینا جائز ہے۔

ۛ طاعات پر اجرت لینے کے جواز میں قرآن کریم سے پچیس روپے دیکھو

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

يَسْتَلُونَكَ عَنِ الْأَنْفَالِ ۚ سِوَهُمْ لَبِ

(ترجمہ) پوچھتے ہیں آپ سے غنیمتوں کے بارے میں۔

مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ جب جنگ جہاد انجام پذیر ہو تو جوان اور ضعیف امر صحابہ کرام میں مالی قیمت کی تقسیم میں اختلاف پیدا ہوا اور بدرجہ کی قیمت آگئی۔ نو جوان صحابہ کا دیا یہ تھا کہ ہم جہاں جیں گا رہیں مشرکوں سے ہم لڑتے ہیں لہذا قیمت کا سبب لال ہمیں ملنا چاہیے ضعیف امر صحابہ کرام کا کہنا یہ تھا کہ اگرچہ ہم مشرکوں سے لڑنے کے قابل نہیں مگر جہاد میں شریک ہو رہے ہیں لہذا لال قیمت میں ہمیں بھی حصہ ملنا چاہیے، حضرت عمار بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں یہ بات حضور پروردگار ﷺ کو بھی گئی تو اللہ تعالیٰ نے یہ نعمت (جو وہاں لڑ کر گئی) انہما پر بھی لاری لاری اللہ تعالیٰ نے معاملہ ہمارے ہاتھ سے نکال اپنے اسل

جہاد کے پر د کیا آپ ﷺ نے وہ مال بڑا تقسیم کیا۔

ہو۔۔۔ دیکھا آپ نے کہ جہاد افضل الاممال ہے اگر طاعات پر اجرت لینا ناجائز سمجھا تو صحابہ کرام اتنا اصرار کیوں کرتے۔ ثابت ہوا کہ طاعات پر اجرت لینا جائز ہے۔

طاعات پر اجرت لینے کے جہاد میں قرآن کریم سے ساتویں دلیل ہے  
اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

ثالث ان امی بدعوک لیحزبک اجرو ما سفیت لہا۔ سورۃ القصص، آیت ۲۵  
وہ کہنے لگی میرے والد آجکھڑا رہے ہیں تاکہ وہ آجکھڑوری دے اس کی جو تم نے بنا۔  
(جانوروں) کو پانی پلایا۔

حضرت شعیب علیہ السلام کی صاحبزادیاں جب اپنی مونسٹیوں کو پانی پلانے آ میں لوگوں کی بھیڑ دیکھ کر ایک طرف انتظار کرتے تھیں حضرت موسیٰ علیہ السلام لوگوں کی تاانصافی ملاحظہ فرما رہے تھے تعریف لائے اور انکی تکریوں کو پانی پلایا۔ اور ایک طرف چلے گئے۔  
حضرت شعیب علیہ السلام کی صاحبزادیاں جب اپنے گھر پہنچیں تو والد بزرگوار کو تمام والدہ منادیات حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا جا اسے بلالو۔ صاحبزادی (منفورا) تعریف لائی  
اور موسیٰ علیہ السلام سے یوں کلام کیا (وہ کہنے لگی میرے والد آجکھڑا رہے ہیں تاکہ وہ آجکھڑوری دے اس کی جو تم نے بنا۔ جانوروں کو پانی پلایا)

ہو۔۔۔ دیکھئے اگر تک کام پر اجرت حرام ہوتی تو حضرت شعیب علیہ السلام بخواندہ تعالیٰ کے نبی ہیں اپنی صاحبزادی سے ہرگز یہ نہ فرماتے کہ جاؤ تمہیں کہو کہ (میرے والد آجکھڑا رہے ہیں تاکہ وہ آجکھڑوری دے)

ثابت ہوا کہ طاعات پر اجرت لینا جائز ہے۔

طاعات پر اجرت لینے کے جہاد میں قرآن کریم سے آٹھویں دلیل ہے  
اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

ولا تمس تسکتور۔ سورۃ مدثر آیت ۶

(اپار سے محبوب نہ ہو) اور زیادہ لینے کی نیت سے کسی پر احسان نہ ہو۔





﴿اما الاحادیث﴾

﴿وجہ چہارم﴾

﴿طاعات پر اجرت لینے کے جواز میں احادیث سے دلیل دیکھ لیں﴾

۱۰. روای عس اسى هريرة قال قال رسول الله ﷺ ما اجمع قوم في بيت من بيوت الله ويصدروا معه فيها الا نزلت عليهم السكينة وعشيتهم الرحمة وحفهم الملائكة وذكرهم الله فيمنه عبدہ۔ رواہ مسلم و ابو داؤد۔  
حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا لوگ جب بھی اللہ کے گھر میں سے کسی گھر میں قرآن کریم کے درس دے رہے ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ان پر سکون (طمینان) بھیجتا ہے۔ اور ان پر رحمت بھیجتا ہے اور فرشتے انہیں تحیر لیتے ہیں نیز اللہ ان (بیک بندوں) کا ذکر اپنے ان بندوں میں کرتا ہے جو اللہ کے سب سے زیادہ قریب ہیں۔

﴿وجہ پنجم﴾

﴿طاعات پر مال لینے کے جواز میں احادیث سے دوسری دلیل﴾

۱۱. وقال ابن عباس عسى يسئله ان احق ما احدثتم عليه اجر اكتاب الله۔ رواہ البخاری حنفہ ۲ کتاب الاجارۃ (۲۳)  
حضرت عبادتہ ابن عباسؓ سے روایت ہے حضور پور ﷺ نے فرمایا سب کاموں سے زیادہ اجر لینے کے لئے اللہ کی کتاب ہے۔

۱۲. فائدة حديث ابن عباس لبيان الرخصة الفتح الودود و اشعة اللمعات وقال فيه حوار الاحرف لتلاوة القرآن وتعليمه والرفق ايضا لمعوم اللفظ عسى البخاری  
مہداتہ ابن عباسؓ سے جو حدیث مروی ہے یہ رخصت کا بیان ہے (یعنی یہ حدیث درحقیقت قرآن کریم پر اجرت لینے کے جواز کیلئے دلیل ہے)

مذہب بھی فرماتے ہیں اس حدیث میں قرآن کریم پڑھنے اور پڑھانے اور تعلیمات اور  
اللہ کے لئے کام جواز ہے کیونکہ اس میں عموم ہے (اس عموم کے مآل تمام طاعات پر لائق ہیں)

## ﴿وجہ ہفتم﴾

﴿طاعات پر اجرت لینے کے جواز میں احادیث سے تیسری دلیل﴾

عن عمرو بن سلمة انه اخذ فومه وكأنت على بردة كنت اذ اسجدت فقلت  
عسى ان ثالث امرأه من الحي الا تعطون عباسا فانكم فاشروا ففطعوا الى فمبعض  
لصاعق حن بن لرحى بذلك القميص ورواه البخاري والمسلم والسنن  
حضرت مرثد بن سلم فرماتے ہیں کہ میں اپنی قوم کی امامت کرتا تھا اور میرے جسم پر ایپ بنی  
چار قمی، جب میں مجھ میں جاتا (تو کبھی کبھار وہ چار میرے جسم سے پہنسل جاتی سو اس  
قیپے کی ایک خاتون نے کہا (اے قوم) اپنے قادی کے اعضاء جسمانی ہم سے پوشیدہ  
رکھو سو انہوں نے (پکڑ لیا) اور (اس سے) میرے لیے قیص بنائی، سو مجھے اس قیص پر اتنی  
خوشی ہوئی کہ (اس سے قبل اتنی) خوشی کسی شئی پر نہیں ہوئی تھی۔  
ثابت ہوا کہ طاعات پر اجرت لینا جائز ہے۔

## ﴿وجہ ہفتم﴾

﴿طاعات پر مال لینے کے جواز میں احادیث سے چوتھی دلیل﴾

عن ابي سعيد الخدري قال انطلق نضر بن اسحاق رسول الله ﷺ الى سمره  
سافر وها حتى برؤ اعلى حتى من احياء العرب فاستضافهم فانوا ان يصيروه فلدع  
سيد ذالك الحي فسمعوا له بكل شئ لا يبعده شئ فقال بعضهم لو اتينهم هؤلا الرهط  
الذين برؤوا لعله ان يكرؤن عبد بعضهم شئ فانوا هم فقالوا اياها الرهط ان سيدنا لدع  
وسعيلا له بكل شئ لا يبعده فها عبد احدكم شئ فقال بعضهم نعم والله انى  
لازلى ولكس والله لقد استصعناكم فله نصيبوا بالعمانا اراقى لكم حتى تجعلوا لنا  
جعلاً نصالحواهم على قطع من العم فاطلق نضر عليه فبقرا الحمد لله رب العلمين  
فكانوا مشط من عقاب فاطلق بنسنى ومابه فله قال فانوا هم جعلهم الذى صالحواهم  
عليه فقال بعضهم اقموا فقال الذى رقى لا تفعلوا حتى نأبى النسي **بسم الله** فذكر له  
الذى كان ينظر ما يامر بالقدوم اعلى رسول الله **بسم الله** فذكر له فقال ما يدركك

ابھارو قیہ تم قال قد اصبتم القسموا العبرہ والی معکم سہما فضحک رسول اللہ  
ﷺ معادی جلد ۲ حصہ ۲۳/۹، احادیث (۲۰۳ ۲۳)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پروردگار ﷺ کے صحابہ پر آپ ﷺ کی تشریف لے گئے تھے، یہیں تک کہ عرب نے ایک قبیلہ ہاترے انہوں نے چاہا کہ قبیلے والے ہماری مہمان نوازی کریں لیکن قبیلہ والوں نے مہمانی نہ کی، باوجود یہ کہ ان کے سردار کو پہچاننا آپ ﷺ نے گات لیا، اور کوئی تذکرہ کار نہ ہوئی، کچھ لوگ ان میں سے کہنے لگے، چلو ان لوگوں سے پوچھیں جو یہاں اترے ہیں۔

ان میں شاید کوئی اس کا دم نہ کرتا، جانتا ہو وہ آئے اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے کہنے لگے، "لوگو! تمہارے سردار کو پہچاننا آپ ﷺ نے گات کھایا ہے، اور ہم نے تمام طریقے (جتن) کیے مگر کچھ فائدہ نہ ہوا، تم میں سے کسی کو اس کا منتر (دم نہ کرتا) معلوم ہے، صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے کوئی بڑا عالم کی قسم میں اس کا منتر (دم نہ کرتا) نہیں ہوں، لیکن تم لوگوں سے ہم نے یہ چاہا کہ ہماری مہمان نوازی کرو، تو تم نے نہ کیا، اب میں تمہارے دم کرنے والا نہیں جب تک ہم کو اس کی ضرورت نہ ہو، آخر چھو بکریاں اجرت کے لیے یہ وہ صحابی کیا اور سورہ فاتحہ پڑھ کر (اس پر دم کیا) اور احباب دشمن لگاتار کیا، یہاں تک کہ وہ ایسا تندرست ہوا جیسے کوئی دبی سے ہاندا جا گیا ہو، اور کھول دیا جائے

اس وقت چلنے پھرنے لگا، اسے کوئی تکلیف نہ رہی، جو بکریاں ضرور وہ قبیلے والوں نے دیں، بعض صحابہ کہنے لگے، انگوہانت لو لیکن جس نے دم کیا تھا اس نے کہا ابھی ضرور ہم حضور پروردگار ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوں اور آپ ﷺ سے یہ واقعہ بیان کریں، یہ صحابہ حضور پروردگار ﷺ کی خدمت القدس میں حاضر ہوئے اور پورا واقعہ بیان کیا، حضور پروردگار نے وہ گاتے والے صحابی سے پوچھا، تجھے کیسے معلوم ہوا کہ سورہ فاتحہ ستر ہے، اس کے ساتھ دم کیا جاتا ہے اور مریض تندرست ہو جاتا ہے، یہ تجھے کسے معلوم ہوا، پھر حضور پروردگار ﷺ نے فرمایا، تم نے پوچھا کیا، یہ بکریاں ہانت اور میرا بھی ایک حصہ اپنے ساتھ لگاؤ، اور آپ ﷺ مسکرائے، ثابت ہوا کہ طاعات پر اجرت لینا جائز ہے۔

### ﴿وجہ پنجم﴾

﴿طاعات پر اجرت لینے کے جواز میں احادیث سے پانچویں دلیل﴾

عمر سہیل اس سبب قال صحابہ ت امرؤ النبی و رسول اللہ ﷺ و خلفائے اہل بیت و سبک  
لیک نفسی قتال و جل یا رسول اللہ ﷺ روحیہا قال و وجاہکھا معامعک من القرآن  
رواہ البخاری و المسلم و ابوداؤد و الترمذی و العیاضی و المعینی و احمد فی مسندہ المطالبین ۱۰  
سہیل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک خاتون رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر  
ہو کر عرض کرتی ہے یا رسول اللہ ﷺ میں نے اپنی جان آپ کو بخش دی تو ایک سہیلی نے  
عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس کا کاف بھگت سے کر لوں ہو حضور پر نور ﷺ نے فرمایا تیرے  
پاس بتنا تو ان ہے انکے عرض میں نے یہ تیرے نکاح میں دے دی،

### ﴿وجہ ششم﴾

﴿طاعات پر اجرت لینے کے جواز میں احادیث سے چھٹی دلیل﴾

قال القاضي ابی جواز اخذ الاحرف علی تعلیم القرآن و هو مذهب کافة العلماء عمر البخاری  
حضرت قاضی عیاض رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے تعلیم قرآن پر اجرت  
لینے کا جواز ثابت ہوا اور یہ تمام علماء اہل اسلام کا مذہب ہے۔

ثابت ہوا کہ طاعات پر اجرت لینا جائز ہے۔

### ﴿وجہ دہم﴾

﴿طاعات پر اجرت لینے کے جواز میں احادیث سے ساتویں دلیل﴾

عن المحکم قال لم اسمع احداً مکروہ اجر المعلم رواہ البخاری  
حضرت عکرم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے کسی سے نہیں سنا جس نے معلم کی اجرت  
مکروہ دیکھی ہو۔ اس سے بھی ثابت ہوا کہ طاعات پر اجرت لینا جائز ہے۔

### ﴿وجہ یازدہم﴾

﴿طاعات پر اجرت لینے کے جواز میں احادیث سے آٹھویں دلیل﴾

ابن ابی نعیم و اعطی الحسن عشرة ذراہم رواہ البخاری

حضرت حسن نے معلم پر اجرت میں دس ذراہم دیے۔

ثابت ہوا کہ طاعات پر اجرت لینا جائز ہے۔

☆ طاعات پر اہمیت لینے کے جوڑ میں احادیث سے کوئی دلیل ☆

۱۲۔ ولہو برائیں سیریں ہاں باحوال لقسام قال السحت الطر شوافی الحکمہ  
حضرت ابن سرین رضی اللہ عنہ نے تقسیم کی اہمیت کو برائیں سمجھا (وہ شخص جو مال قیمت  
تقسیم کرنا ہو، تقسیم کرنے میں جو جوت دھشت ہوتی ہے انکے ہرے اہمیت لیتا ہو اسے  
ہرے اہمیت لینے کو حضرت ابن سرین رضی اللہ عنہ نے بیان کیا) اور سخت کی تعریف  
کرتے ہوئے فرمایا کہ (سخت اسے کہتے ہیں کہ حاکم فیصلہ کرنے میں دھشت لے۔  
تات ہوا کہ طاعات پر اہمیت لیتا ہوا ہے۔

### ☆ وجہ سیز و اسم ☆

☆ طاعات پر اہمیت لینے کے جوڑ میں احادیث سے دوسری دلیل ☆

۱۳۔ (وہی الحدیث) ابن حسین بن علی بعث امہ علی بن الحسین وبن العابدین  
ابن عبد الرحمن بن اسمی ليعلمہ القرآن فعلمہ فاتحة الكتاب فقرأها بين يدي امہ  
الحسين فواصل اليہ عشر مراث (جميع مراث) ای عشرۃ الاف درہم وبعشرۃ  
الراش وبعشرۃ نحوت من الثياب،

القبيل "سم استحق هذا قال له لانه علم اسي فاتحة الكتاب وهي التي لم تنزل على  
احد من ادم النبي محمد عليهما الصلوة والسلام ولم تنزل على جدي سورة  
الفضل بها هذا الذي تقدمت اليه حلقه كذا في تفسير حنفی حویۃ الاسرار (۶۷)  
حضرت امام حسین اپنے فرزند جناب زین العابدین کو حضرت عبدالرحمن مثنیٰ کے پاس لے  
گئے تاکہ حضرت عبدالرحمن انہیں قرآن کریم پڑھائی، حضرت عبدالرحمن نے جناب  
زین العابدین کو سورہ فاتحہ سکھادی، پھر سیدنا زین العابدین نے اپنے والد کے سامنے  
سورہ فاتحہ پڑھی (سیدنا امام حسین نے اپنے صاحبزادے سے جب سورہ فاتحہ سنی تو)  
حضرت عبدالرحمن کے پاس دس هزار

(10000) درہم اور دس گھوڑے اور دس جڑے (کپڑوں کے) بھیج دیئے  
۱۴۔ (ایک سال کے سوال کی حضرت جناب عبدالرحمن رضی اللہ عنہ) اس سب سے

(اے سالک! اس کی بات مان لے؟)

ہر۔ تو حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا،

(اے سالک! جناب عبدالرحمنؓ نے میرے صاحبزادے کو سورہ فاتحہ پڑھائی ہے اور اس کا فضی ہے)

(اور سنو! حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر میرے نانا جان جناب سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ تک کسی (نبی) پر میرے نانا جان ﷺ کے سوا سورہ فاتحہ نازل نہیں ہوئی (یہ اعزاز صرف اور صرف میرے نانا جان ﷺ کو حاصل ہے مزید برآں) میرے نانا جان علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اس سے افضل کوئی سورت نازل نہیں ہوئی۔

(اے سالک! میں نے عبدالرحمنؓ کو اگر کچھ دیا ہے تو) یہ اس کا حق ہے۔ ثابت ہوا کہ طاعات پر اہمیت لینا جائز ہے۔

### ﴿وجہ چہارم﴾

اس سے پہلے کہ میں فقہاء کے اقوال و دلائل پیش کروں یہ جاننا لازم ہے کہ طاعات پر مال لینے میں فقہاء کرام کے جہ اقوال ہیں وہ آپ کے سامنے پیش کروں اور ہر قول پر اگلے دلائل پیش کروں۔ پھر اگلے اقوال میں تضاد کو رفع کر کے تطبیق پیش کروں تاکہ اور جن اقوال پر پنی زبان کا فتویٰ ہے اور نگاہ برادرانہ یہ ہیں انکو ذکر کروں گا۔

### ﴿قول اول﴾

قول اول محققین مجتہدین کا ہے

(۱) وہ فرماتے ہیں کہ طاعات مع شروط کی صورت میں مکمل ہمارے کا احکام قبول موجب اجر ہے، کیونکہ اس صورت میں عقداً منعقد ہی نہیں ہوتا۔  
اس قول کو طحا، حنفیین نے ان الفاظ لا ینجز الا بشئ عاز ولا یحت الا بخرق سے تعبیر کیا ہے

### ﴿قول ثانی﴾

قول ثانی احناف متاخرین مجتہدین کا ہے

(۲) وہ فرماتے ہیں کہ طاعات پر اہمیت دینا واجب ہے اور مال پر فتویٰ ہے

یہ قول اول و ثانی میں تضاد کیا ہوا یہ ہے کہ قول اول کے مطابق (طاعات مع شروط

مذہب میں عقد اہارہ واجب و قبول ہجرت نہیں)

جب قول دینی کے مطابق (حالات پر ہجرت دینا واجب ہے)

دونوں اقوام میں تحقیق اس طرح ہوگی

(۱) کہ ابن دلائل سے تعلیم قرآن و دیگر طاعات پر ہجرت لینے کی نفی ثابت ہو رہی ہے

وہ ہجرت کے وجہ کی نفی پر محمول ہیں، (یعنی ہجرت واجب نہیں، جائز ہے)

(۲) اور جن دلائل سے تعلیم قرآن پر ہجرت کا اثبات ہے وہ ہجرت کے وجہ پر محمول

ہیں۔ دونوں سے جواز ثابت ہوا لہذا تضاد (یعنی اختلاف) نہ رہا)

### ﴿قول ثالث﴾

(۳) وہ فرماتے ہیں کہ طاعات پر اہارہ اگر قید مکانی یا قید زمانی کیساتھ ہو تو ایسا اہارہ اس

قود کیساتھ جائز ہے۔ اور اگر طاعات پر اہارہ قید مکانی یا قید زمانی کی قید سے مستثنیٰ ہو (یعنی اس

اہارہ میں زمان یا مکان کی قید نہ ہو) تو پھر وہ اہارہ ناجائز۔ کیونکہ پھر اہارہ نفس طاعت پر ہوگا

اور یہ ناجائز ہے۔ (قول ثالث کا خلاصہ)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ نفس طاعت کا معاوضہ ملے نہ کریں، بلکہ ان قود (قید مکانی یا قید زمانی)

کے بدلے میں معاوضہ ملے تو جواز میں کوئی شک نہیں قید مکانی سے مراد یہ ہے جیسے ایک

نفس حافظہ سے یا طالب علم سے کہے کہ میرے گھر یا فلاں مکان یا فلاں جگہ جا کر قرآن کریم

کی تلاوت کریں (قید زمانی) جیسے ایک نفس حافظہ سے یا طالب علم سے کہے کہ فلاں مرحوم

کے ایصالِ ثواب کیلئے فلاں وقت قرآن کی تلاوت کریں تو جب یہ قود پائے گئے سبکی

(قرآن کی تلاوت کرنے والا) اگر قود مذکورہ کا معاوضہ لیتا ہے تو جائز ہے (مترجم)

### ﴿قول رابع﴾

(۴) وہ لفتاء فرماتے ہیں کہ اگر اہارہ میں شرط کو صراحتاً ذکر کر دیا ہے تو پھر ہجرت لینا منع

ہے اور اگر اہارہ میں شرط کو صراحتاً ذکر نہ کیا ہو تو پھر ہجرت لینا جائز ہے،

یعنی قول چہارہ کی مطابقت اس شرط صراحتاً ذکر نہ کی ہو تو پھر طاعات پر مال لینا مباح ہے۔

اب سرفہر (نظر یہ) کے دلائل ذکر کروں گا۔ ملاحظہ فرمائیں



## ﴿قَوْلِ اَوَّلِ﴾

قَوْلِ اَوَّلِ مَثَقَدِ مِثْنِ مَجْهَدِ مِثْنِ کا ہے

وہ فرماتے ہیں کہ طاعات مع شروط کی صورت میں عقدِ اجارہ کا ایجاب و قبول موجب اجرت نہیں، کیونکہ اس صورت میں عقد اصلاً منعقد ہی نہیں ہوتا،

اس قول کو علماء مَثَقَدِ مِثْنِ نے اِنْ الْفَاظِ

(لَا يَجُوزُ إِلَّا سَخِيحًا وَلَا يَجِبُ إِلَّا جَوْفًا) سے تعبیر کیا ہے



## ﴿ قول اول ﴾

حاجات مع شروہ کی صورت میں مقدمہ کا کتاب و قول موجب اجرت نہیں، لیکن ان صورت میں مقدمہ منقطع ہی نہیں ہے۔

اس قول کو، حنفیین نے ان الفاظ لا يجوز الاستحواز ولا يجب الاخره سے تفسیر کیا ہے

## ﴿ قول اول کے دلائل ملاحظہ فرمائیں ﴾

۱۔ وفي الاصل اى في المصنوع لا يجوز الاستحواز على الطاعات كتعليق القرآن والخط والاذان والتفويض والحج والمعرواى لا يجب الاجرة.

خلاصہ الفتاویٰ احیاء جلد ۲ (۱۱۴) و عیسیٰ الہدایہ جلد ۱۳ (۶۵۲) و عیسیٰ البحاری، موطوع الارب للذوی القرب لشرف لالہ ثم حریرۃ الاسرار (۶۶)

مبہوت میں ہے کہ طاعات پر اجرت لینا جائز نہیں (طاعات کی چند مثالیں) جیسے قرآن کریم کی تعلیم، فقہاء آذان و قدریں، حدیث، جہاد وغیرہ پر اجرت لینا جائز نہیں (صاحب خلاصۃ الفتاویٰ فرماتے ہیں کہ مبہوت کی عبارت مذکورہ میں لا یجوز سے مراد یہ ہے کہ یہ اجرت واجب نہیں۔) (لا یجب الاخره)

## ۱۔ صاحب فتاویٰ الحامدیہ کہتے ہیں کہ

قال في المحررة لا يجوز الاستحواز على تعليم القرآن لانه من باب المحسة ولا يجب الاجرة على فعل المحسنة والتفوى هي زامسا على وجوب الاجرة الفتاوى الحامدية

صاحب فتاویٰ الحامدیہ کہتے ہیں کہ ذخیرہ میں ہے کہ تعلیم قرآن پر اجارہ جائز نہیں اس لئے کہ تعلیم قرآن حیات میں سے ہے اور کسی بھی نیک کام پر اجرت واجب نہیں۔ مگر بعد سے زمانے میں فتویٰ اس پر ہے کہ تعلیم قرآن پر اجرت لینا واجب ہے۔

## ۲۔ صاحب صلوٰۃ مسعودی کہتے ہیں کہ

ماہد فامست کہ اجارہ داری پر طاعت درست نیست بحوالہ کتاب (مبسوط) صحیح و احب ماہد صلوٰۃ مسعودی

صاحب صلوٰۃ مسعودی فرماتے ہیں طاعات پر اجارہ درست نہیں (جس طرح کہ صاحب

مستحق ہے کہ وہ آپ میں فرما دے کہ طاعات پر اصرار رکھنا واجب نہیں ہے۔  
 نیز میں صاحب المرقبہ (مفتی شامی) لکھتے ہیں کہ (لا یجوز الاستیجار علی کسب طاعت  
 و تصدیق یہی ہے کہ تعلیم قرآن پر اجارہ منعقد نہیں ہوتا۔  
 اجارہ کا انعقاد اور نہیں ہے اور اہل بیت کا اجارہ۔

۳۔ صاحب شامی لکھتے ہیں کہ

الاصول ان کل طاعة یختص بها المسلم لا یجوز الاستیجار علیہا عندنا  
 عندنا و عندی لہذا اجارہ جلد ۵ (۵۵۲) و فیہ اجارہ جلد ۵ (۵۵۲)

صاحب شامی فرماتے ہیں کہ ہمارے نزدیک ہر وہ طاعت جو مسلمانوں سے منع نہیں ہے ان  
 پر اجارہ اصلاً جائز نہیں۔

۴۔ صاحب فتاویٰ عربی لکھتے ہیں کہ

۱۔ طاعة اجاره است کہ فرضی واجب و مطلوب ہو اجاره منعقد ہوتی ہے  
 و تعلیم قرآن فرضی بالکفایت است و مطلوب علی البقیس پس محل اجاره نیست  
 فتاویٰ عربی جلد ۱ (۱۲۲)

صاحب فتاویٰ عربی فرماتے ہیں اجارہ کا انعقاد ہے کہ جو اشیا واجب و مستحب ہیں ان  
 پر اجارہ منعقد نہیں ہوتا چونکہ تعلیم قرآن کریم فرض کفایہ ہے اور علی البقیس مستحب ہے سو یہ  
 کلن اجارہ نہیں ہوں ہی تو یہ الا بصرہ کا یہ فرمانا (لا یصح الاجارہ) اجارہ صحیح نہیں ہے۔  
 یہی ہے کہ اجارہ منعقد نہیں ہوتا۔

۲۔ بحرحہ قتالی قبل اول کے دلائل میں بھی بظاہر جو قرائن پیش آ رہے تھے وہی رخ ہوتا  
 وہ ان طرح کے دلائل انتہائی واجبہ و اجرت پر مبنی تھا۔  
 اور دلائل نفی و اجرت کی نفی پر مبنی تھا۔

۳۔ طاعات پر عقد مصرح منعقد نہیں ہوتا کہ

۴۔ صاحب شرح الہام لکھتے ہیں کہ

۱۔ فی المذهب عندنا ان کل طاعة یختص بها المسلم لا یجوز الاستیجار علیہا عندنا  
 علی ذلک باطل  
 شرح الہام جلد ۲ اجارہ ص ۱۳۵

صاحب شرح الہامی فرماتے ہیں (ایک قول ہے ہر ایک مذہب سوا ہمارے کے نزدیک (قول نہیں بلکہ مذہب یہ ہے کہ وہ عامتہ جو مسلمانوں کے نقش ہوں یہ ہمارا اصل ہے۔  
 «صاحب المحصر و صاحب جامع الرموز لکھتے ہیں»

(2) بلا صبح و بطل الاحرار عند المتقدمين (العقائد) المحصر و جامع الرموز جلد ۳ احزابہ (۳۶۰)

صاحب المحصر و صاحب جامع الرموز فرماتے ہیں کہ محدثین (امام ابو حنیفہ امام ابو یوسف امام مالک امام شافعی امام احمد) کے نزدیک عبادات پر ہمارا معتد صحیح نہیں بلکہ اصل ہے (یعنی یہ ہمارا معتد نہیں ہوتا)

«حضرت ملاحی القاری رحمت اللہ علیہ لکھتے ہیں»

(3) بناء الفراء القرآن و اعدائها تطوعا بمعبر احرة اى مشروطة بصل اليه.

و اما لو اوصى بان يعطى ضمن من ماله لمن يقرأ القرآن على فراء فالوصية ماطلة اى غير معتدة فلا لزوم على المسافر ولا على الاحير.

يعنى هل حرء الاحسان الا الاحسان لانه لى معنى الاحرة كذا فى الاحتيار.

لنورد مطلقا الوصية ومعنى الاحرة بقوله وهدا معنى على القول المرحوح الذى هو خلاف المعنى به عدم حوز الاستبحار على الطاعات.

ثم اظهر البطلان ومعنى الاحرة انما بطريق الاستدلال (مقطع) لكن.

ليعلم انه من قبيل هل حرء الاحسان فقال، لكن اد اعطى لمن يقرأ القرآن ويعلمه

ويعلمه معرفة لاهل القرآن على ذلك كان هذا من حسن الصدقة عنه فيحوز

شرح القارى للفقہ الاکبر امر ۱۵۴ ۱۵۸

حضرت ملاحی القاری رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

«قرآن مجید کی تلاوت بغیر اہل بیت (یعنی کسی شرط کے کی جائے اورا۔ مآذاب مرحوم و غیرہ) ہمارے تو وہ ثواب مرحوم کو ملے گا۔»

مہاروم نے اس نے صحت کی کہ یہ سب مرنے کے بعد ان شخص کے ہی قرآن قرآن مجید کی تلاوت سے حاصل ہوگا۔ صحت باطل ہے یعنی معتد نہیں سواچ اور سچا، یہ اولیٰ شی ہے۔

اور اس سے کہ اہل حراء، الاحسان والا احسان اور احسان

اسی فرق فرماتے ہیں۔ فاقول یہ ہے کہ یہاں اسان اللہ سے کئی کئی مرتبہ  
معاذ صحت سے اس سے کہیں کہ وہ نہ سمجھی علی القول المعروف الذی ہو خلاف  
المقصود عند حراء لا سمجھا علی الطاعان (بیانہ دست سے بظان اہل حراء،  
الاحسان والا احسان) اسکی نسبت سے وہ کہتا ہے کہ یہ قول عربوں پر مبنی ہے، نہ  
اسکی نسبت سے کہ اس سے یہ کہہ سکتی کہ قول یہ ہے کہ طاعت پر چارہ چارہ نہیں ہے  
الانوصیہ عند حراء نسبت اہل حراء، الاحسان والا احسان) اسکی نسبت  
سے کہ وہ اس طرح اس کی نسبت فرماتا ہے کہ احسان سے کہ اہل حراء،  
احسان والا احسان) اسکی نسبت سے ہے۔

اور یہ کہ اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
قول یہ کہ اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے



فقہاء احناف کا دوسرا نظریہ

## ﴿قَوْلِ ثَانِي﴾

قول ثانی احناف متاخرین مجتہدین کا ہے۔

وہ فرماتے ہیں کہ طاعت پر اجماع دینا واجب ہے سب نے اسی پر توی دیا ہے

احناف متاخرین مجتہدین کے اہل گرامی مندرجہ اہل ہیں

- (1) حضرت معام بن یوسف (2) حضرت نصیر بن یحییٰ (3) حضرت ابی نعیم سلام
- (4) حضرت فقیہ ابو حنیفہ اسمرقندی (5) حضرت صاحب مہملہ (6) حضرت امام الفاضل
- (7) حضرت صاحب خلاصۃ القاری (8) حضرت شیخ طہر الدین المرتضائی
- (9) حضرات شیخ عماد (10) حضرت رکن الاسلام انکریانی (11) حضرت شمس الرحمن اسمرقانی
- (12) حضرت صاحب الذخیرہ (13) حضرت امام کاظمی خان رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

جو قول عالی مدحہ پاؤں دہم

قول عالی اصناف متاخرین مجتہدین کا ہے

وہ فرماتے ہیں کہ طاعات پر اجماع دینا واجب سب نے اسی پہنچایا ہے

اصناف متاخرین مجتہدین کے اسناد گرامی مندرجہ ذیل ہیں

- (1) حضرت عصام بن یوسف (2) حضرت فہر بن یحییٰ (3) حضرت ابی نصر بن سلام
- (4) حضرت فقیہ ابی الیث السمرقندی (5) حضرت صاحب مجید (6) حضرت امام الفضل
- (7) حضرت صاحب خلاصۃ الفتاویٰ (8) حضرت شیخ فہر الدین المرقیانی
- (9) حضرت شیخ عماد (10) حضرت دکن الاسلام انکریانی (11) حضرت شمس الدین السمرقانی
- (12) حضرت صاحب الذخیرہ (13) حضرت امام قاضی خان رحمت اللہ علیہم اجمعین

جو معتبر کتب کی عبارات ہیں

صاحب خلاصۃ الفتاویٰ لکھتے ہیں

(1) قال الامام الفضل اصحابنا المتأخرون يحيزون ذلك ويقولون يحيز علي دفع  
الاحرة وانه بعض مشايخ صالح الفتاوى جوب المسمى عند ذكر المدة ووجوب  
احقر المثل عند عدم ذكر المدة. خلاصۃ الفتاویٰ جلد ۲ صفحہ ۱۱۰

امام فضلی مجتہد نے فرمایا کہ متاخرین مجتہدین نے طاعات پر اجماع کو جائز کہا ہے حرج فرمایا ہے  
کہ (شاگرد) کا مرنے پر مجبور کیا جائے اسی (قول) پر شیخ کے مشائخ کا فتویٰ ہے نیز یہ فتویٰ بھی  
دیا ہے کہ اگر مرنے کا کیا گیا ہو پھر وہ جتنا مقررہ تعیین ہوا ہے دینا لازم بلکہ اگر مرنے کا  
کیا تھا پھر اجرت مقررہ دینا ہوگا۔ (اجرت مقررہ کا مطلب یہ ہے کہ اس علاقہ میں استدعا مطلوب  
تعلیم پر چھوٹا دیا جاتا ہے اتنا ہی دینا چاہیے گا)

صاحب یحییٰ لکھتے ہیں

(2) وجماعة من العلماء المتأخرين علي انه يجوز مثل عصام بن يوسف ونصر بن  
يحيى وامى نصر بن سلام وغيرهم فالأفضل للمتعلم ان يشارط علي الاحرة للمحض  
وتعليم الهجاء والكفاية عيسى السجواني جلد ۱ احادہ (۶۳۹)

اور علماء متاخرین (اصناف) کی ایک جماعت نے طاعات پر اجماع کو جائز قرار دیا ہے

(وہ علماء متاخرین یہ ہیں)



عز صاحب خلاصۃ الفتاویٰ لکھتے ہیں کہ

(۵) بولس استبح اب النفسی من اداء الوطیفة الی المعلم بحیر علی المراسم بحیر  
حلوه ویسح طیس و عیدی و قال فی المحيط و علیہ الفتوی مشایخ بلخ.  
خلاصۃ الفتاویٰ جلد ۳ ص ۱۰۱

اے بچے کے والدین استاد کو انکے خلیفہ دینے سے انکار کریں تو انکی روانی بےطابقی و کد  
تحائف دینے پر مجبور کیا جائے جیسے علوہ اور بی طیس اور عیدی وغیرہ، یزیدیت میں لیا گیا ہے  
کہ (و علیہ الفتوی) اسی پر فتویٰ ہے۔

نہ۔ میں (مطلق شائستہ گل) کہتا ہوں کہ جب صریحاً عقد اجارہ کا درجہ ثابت، تو یہ  
اجارہ منوی یا اور اجارہ معروف فی المعروف بطریقہ لولی جائز ہوا۔

عز صاحب تنویر الابصار لکھتے ہیں کہ

(۶) ویفسی الیوم بصحتها ویحیر العساکر علی دفع ما قبل ویحس بہ ویحیر علی  
الحلوة المرسومة. تنویر الابصار جلد ۳ ص (۳۴)

اس زمانے میں فتویٰ اسی پر ہے کہ طاعات پر اجارہ کا انعقاد صحیح (درست) ہے۔

اور مستاجر کو عین شدہ اجرت دینے پر مجبور کیا جائے گا (اور اگر مستاجر اجرت دینے سے انکار کرے  
تو اسے قید کر دیا جائے) (حتیٰ کہ وہ اجرت دینے پر راضی ہو جائے) اور شاگرد کو اپنے استاد کیلئے  
شیرینی جیسے علوہ جوڑا دینے پر مجبور کیا جائے۔

عز صاحب مفتی لکھتے ہیں کہ

(۸) وقال (عبد اللہ بن الفضل) الاہاء الحیر اخری بحور علی زمانا للامام والمؤذن  
والمعلم اعز الاخرة کذا فی الروضة عیسیٰ الہدایہ جلد ۳ احادیث (۶۵۶)  
امام عہدہ بن فضل الخیر الطریقی فرماتے ہیں کہ ہمارے زمانے میں امام مؤذن و مدرس  
قرآن جیسے اجرت لینا جائز ہے۔

عز صاحب مفتی لکھتے ہیں کہ

(۹) و ذکر السرخسی مشایخ بلخ اعطاء و الحول اعلیٰ المصیفة فی حوار استبحار المعلم  
علی تعلیم القرآن فی حق ابیہا مفتی بالحوار تنویر العیسیٰ الہدایہ جلد ۳ ص ۱۰۲



حضرت امام غفرلہ السرخسیؒ نے فرمایا ہے کہ تلخ کے مشابیح نے امام مالک رضی اللہ عنہ اور ان کے پیروکاروں کے قول کو اختیار کیا ہے جس میں انہوں نے فرمایا ہے کہ معلم کو قرآن کریم کی تعلیم پر اجرت دینا جائز ہے (مشابیح تلخ فرماتے ہیں کہ) ہم بھی اسی پر فتویٰ دیتے ہیں (صاحب مینی دوسرے مقام پر لکھتے ہیں کہ

(10) بعض مشائخنا ائمة بلخ استحسنوا الاستيعار علی تعلیم القرآن لظہور التواسی ای القصور والکسل فی الامور الدینیة فی الامتاع لصیغ حفظ القرآن لان المستفیدین سعوا ذلک لراحة الناس فی معازات الاحسان بالاحسان بلا ضرر ط وقد رآل ذلک فی هذا الزمان وقد ینتھیر الجواب باختلاف الزمان فیقنی بذلك حتی یجبر علی دفع الاجر الی المعلم وان لم یضرب المدة یجب اجر المثل ویجبر علی دفعه وکذا یجبر علی دفع الحلوة المرسومة وعلیه الفتوی

عبر الھدیہ ص ۲۵۳ حد ۶۷۲ و کتابہ الھدیہ والعدایہ والکفای والحر

تلخ کے اثر و مشابیح نے قرآن کریم کی تعلیم پر اجرت لینے کو چاہا تھا ہے کیونکہ (امور دینیہ) میں سستی ظاہر ہونے لگی حاجرت کی منع کی صورت میں قرآن کریم کے حفظ (دیگر عامات) کے ضائع ہونے کا خطرہ ہے، اگرچہ حقد میں علماء نے اجرت کو تلخ کیا تھا، مگر یہ اتنا زمانہ تھا کہ ان کے زمانے میں لوگ تلخی کا بدلہ تلخی سے بد اجرت دیا کرتے تھے، جبکہ ہمارے زمانے میں وہ رغبت معدوم ہو چکی ہے، نیز حالات کے بدلنے سے مسائل میں بھی تبدیلی آتی ہے

سناج فتویٰ اس پر ہے کہ اگر (شائروے پڑھنے کا) وقت مبین کیا ہو تو اسے معلم کی اجرت دینے پر مجبور کیا جائے گا، اور اگر وہ مبین نہ ہو تو پھر اجرت مثل دیا جائے گا، (اجرت مثل کا مطلب یہ ہے کہ اس علاقہ میں اس کا مکتوبہ تعلیم پر تھک کر دیا جاتا ہے، ان کا یہ دینا پڑھے گا)

انکھہ غلطی قول معلم کے دلائل اثبات ہوئی ہیں بلکہ جو تعداد میں آ رہا تھا، اب بھی رفع ہوئی، وہ اس طرح کہ دلائل اثبات، وجوب اجرت کے اثبات پر محمول ہیں، اور دلائل نفی، وجوب اجرت کی نفی پر محمول ہیں۔



فقہاء احناف کا تیسرا نظریہ

## ﴿ قولِ ثالث ﴾

(۱۱) فرماتے ہیں کہ طاعات پر اجارہ اگر قید مکانی یا قید زمانی ایسا جو عقیدہ ہو تو ایسا اجارہ من قبول کئے جوتے ہوئے جائز ہے۔ اور اگر طاعات پر اجارہ قید مکانی یا قید زمانی کی قید سے مستثنیٰ ہو (یعنی تعظیم پر مہرہ اجارہ میں زمان یا مکان کی قید نہ ہو) تو اگر وہ اجارہ ناجائز۔ کیونکہ پھر اجارہ نفس طاعت پر ہوگا۔ اور یہ ناجائز ہے۔

قولِ ثالث کا خلاصہ

خلاصہ کلام یہ ہے کہ نفس طاعت کا معاملہ طے نہ کریں بلکہ من قبول (قید مکانی یا قید زمانی) کے بدلے میں معاملہ طے تو جو اس میں کوئی شک نہیں قید مکانی سے مراد یہ ہے جیسے ایک شخص صاف سے باطلاب علم سے کہے کہ میرے گھر یا فلاں مکان یا فلاں جگہ ہا کر قرآن کریم کی تلاوت کریں تو یہ قید مکانی ہے۔

(قید زمانی) جیسے ایک شخص صاف سے باطلاب علم سے کہے کہ فلاں مرحوم کے ایصالِ ثواب پہلے فلاں وقت آتا ہے تو اس کی عبادت کریں تو جب یہ قبول ہائے مکمل (قرآن کی تلاوت نے) ہو (۱۰) قبول نہ ہو (۱۱) معاملہ طے لیتا ہے تو جائز ہے (مترجم)



فقہاء احناف کا چوتھا نظریہ

## ﴿ قولِ چہارم ﴾

فقہاء احناف کا چوتھا نظریہ یہ ہے کہ عقد تعلیم قرآن میں (یادگیر طاعات میں) اگر (معلم کی جانب سے) شرط صراحۃً ذکر کی جائے تو صراحۃً شرط ذکر کرنے سے (طاعات پر) اجرت لینا منع ہے، اور اگر صراحۃً شرط ذکر نہ کیا جائے تو پھر اجرت لینا جائز ہے، ☆ چوتھے نظریے کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر صراحۃً شرط طے نہ کی جائے تو بلا شرط طاعات پر اجرت لینا مباح ہے۔

## صاحبِ قادی عزیٰ کی لکھتے ہیں کہ

وہ جو صحت کسی شخص پر صبح ناشام مجلس و اطفال اور احتیاسی کردار  
 صحت پر مبنی ہے کہ وہ ان احادیث و معتقدات میں فوائد شد عذری ضروری ہے۔ ۲۲  
 صاحبِ قادی عزیٰ کی لکھتے ہیں کہ ان احادیث کے گھر جانا ہوں گے سے شام تک (تعلیم  
 کے لیے) یہاں صاحبِ قادی عزیٰ کی لکھتے ہیں کہ ان احادیث کے گھر سے آراستہ لڑائی تعلیم  
 کے لیے سے طواہ بہت تعلیم ملی مشقت ہے، اس پر اجارہ (اہل بیت) پائے (پتھر)  
 کے لیے تعلیم کے لیے میں نے اپنی مشقت کی بڑا ہے لیکن وہ معلم اس وقت  
 حاضر ہے کہ اس کے لیے اس کے لیے ضروری ہو یہ بھی مشقت ہے اس لیے اہل بیت  
 کے لیے اس میں حقیقت ہو جائے



فقہاء احناف کا چوتھا نظریہ

## ﴿قَوْلٍ چہارم﴾

فقہاء احناف کا چوتھا نظریہ یہ ہے کہ عقد تعلیم قرآن میں (یاد دہی  
طاعات میں) اگر (معلم کی جانب سے) شرط صراحۃً ذکر کی جائے  
تو صراحۃً شرط ذکر کرنے سے (طاعات پر) اجرت لینا منع ہے،  
اور اگر صراحۃً شرط ذکر نہ کیا جائے تو پھر اجرت لینا جائز ہے۔  
☆ چوتھے نظریے کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر صراحۃً شرط طے نہ کی جائے  
تو بلا شرط طاعات پر اجرت لینا مباح ہے۔

اور قول چہارم واجب و لازم ہے۔

تھا۔ قول چہارم (پہلے) یہ ہے کہ اگر معلم قرآن میں (یادگار طاعات میں) (معلم کی جانب سے) شرط صراحۃً لکھی جائے تو صراحۃً شرط ذکر کرنے سے (طاعات پر) اجرت لینا منع ہے، اور اگر صراحۃً شرط ذکر نہ کی جائے تو پھر اجرت لینا جائز ہے۔  
پہلے نظریے کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر صراحۃً شرط ملے نہ کی جائے تو بلا شرط طاعات پر اجرت لینا جائز ہے۔

۱) حضرت علامہ فضلی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ

(1) بطل الشیء لا بشرط المعلم الا ان يعطى شيئاً بطل. بخاری۔ جلد ۲۔

حضرت علامہ فضلی لکھتے ہیں کہ معلم از خود (تعلیم قرآن کریم یا دیگر طاعات) پر (اجرت لینے کی) شرط نہ لگائیں ہاں اگر (تعلیم قرآن کریم یا دیگر طاعات) پر (معلم کے والدین یا خود معلم) کو یہ پیش کرے تو معلم قبول کرے۔

۲) صاحب مبنی اس قول کی تشریح کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ

(2) بقول الشیء هذا يدل على ان احد الاحوال بالاشراط لا يجوز فان اعطى من

غير شرط فانه يجوز لانه اعطى او صدقة وليس باجرة. عیسیٰ البخاری۔  
صاحب مبنی علامہ فضلی کے اس قول (لا بشرط المعلم) کی تشریح کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ امام شافعی کے اس قول ((لا بشرط المعلم)) کا مطلب یہ ہے کہ اگر شرط ملے کر کے اجرت لی جائے سو اس صورت میں (اجرت لینا) جائز نہیں،

اور اگر شرط ملے نہ کی جائے بلکہ (معلم یا اسکے والدین معلم کو اپنی جانب سے اجرت دے دیں تو اس صورت میں) اجرت لینا جائز، کیونکہ (معلم یا اسکے والدین کا از خود معلم کو اجرت دے دینے سے اجرت کی سمجھ بدل گئی) اب یہ اجرت نہیں بلکہ ہبہ (بخشش) ہے،  
یا صدقہ ہے۔ (اور یہ جائز ہے)

۳) صاحب برتان العارلین لکھتے ہیں کہ

(3) وان علم بغير شرط واحدی اليه به قبل هديده فانه يجوز في قولهم جميعاً بعد القول

صاحب بستان العارفين لکھتے ہیں۔

تمام علماء فقہ احناف لی دے یہ ہے کہ اگر معلم بغیر کسی شرط سے معلم بن جائے گا  
(معلم دھتکے والدین معلم اپنی جانب سے خوشی ہدیہ پیش کریں تو معلم و معلمہ  
ہر دو قبول کیا جائے۔

صاحب جلی شائع بخاری لکھتے ہیں ﴿

(4) واصحابنا الحنفية فانلوا بهذا ايضا. عيسى البخاري

صاحب جلی شائع بخاری فرماتے ہیں

ہمارے امیر احناف حضرت امام نعمان بن حارث ابو حنیفہ امام ابو یوسف امام محمد رحمہ اللہ  
عہدہ احمیں اسی قول کے قائل ہیں (یعنی انکے نزدیک بھی اجرت بلا شرط ہاذا ہے۔  
بہس طرح شائع ہو سکتی، و مثلاً، تاکہ ہیں)

﴿معلم قاضی خان اپنی رائے کا اختیار کرتے ہیں﴾

(5) انما لم يشار عليهم على شيء لكن عرفوا حاجته فجمعوا له في كل وقت شيئا  
لهو محسن طيب له ذلك ولا يكون اجراً خاصي حبان آذان جلد ۱ (۳۸)

معلم قاضی خان اپنی رائے کا اختیار کرتے ہوئے لکھتے ہیں، (اگر معلم متعلمین کو پڑھائے  
اور متعلمین انکے والدین سے کوئی شرط ملے نہ کرے شرط ملے کے بغیر معلم کے ضروریات  
زندگی کاظم ہونے کے بعد اگر متعلمین یا انکے والدین مالی جمل کر جماعت جمع کر کے معلم  
کی ضروریات زندگی پورے کرتے ہوں سو یہ نہایت بہتر اور احسن طریقہ ہے، اس صورت  
میں یہ جماعت و عطیات اجرت شائع ہو سکتے (تو جواز میں کوئی شک نہ رہا)

﴿صاحب البریفة لکھتے ہیں﴾

(6) لا سلم يكس علفه ولا شرط فطره لروح الميت وضاء الله تعالى طاعته قريب

الميت شيئا من المال فحائز البریفة شرح الطریفة المحمدیة

صاحب البریفة اشارت الطریفة المحمدیة لکھتے ہیں۔

لی سلطان اللہ کی رضا و خوشنودی کے حصول کیلئے مروعہ کے ایصال قراب کیلئے قرآن





ان دو احادیث کے مطابق مروجین کو صدقہ کا ثواب ملتا ہے زعموں کا صدقہ مروجین کیلئے نافع ہے۔ ای چلا۔ کا جماع ہے۔

(3) تیسرا جواب یہ ہے کہ آیت میں انسان جو مذکور ہے اس انسان سے مراد کافر انسان مروج ہے نہ مسلمان ماس لئے کہ مسلمان کے عمل خیر سے دوسرے مسلمان کو فائدہ پہنچتا ہے دیکھئے اسی کتاب کے گذشتہ ادراک میں (اصوات کیلئے صدقات کے فوائد کا ثبوت احادیث کی روشنی میں)

(4) چوتھا جواب یہ ہے یہ بات (کہ زعموں کے عمل سے مردوں کو فائدہ نہیں پہنچتا) یہ ادیان سابقہ میں تھا ان کا رین ہے ہمارا نہیں دیکھئے تفسیر خازن، تفسیر صاوی، بلکہ صاحب تفسیر خازن نے قواعد کا حوالہ دیا کہ فرمایا ملاحظہ فرمائیں،

اجمعوا علی ان الاستغفار والدعاء والصدقة والحج والعقل یفیع النیت ویصل الیہ ثوابہ ورحمة الامة وتفسیر حلاوی۔

صاحب تفسیر خازن فرماتے ہیں

تمام حوالہ کا جماع ہے کہ استغفار دعا صدقہ حج عظام کو آزاد کرنے کا ثواب مروجین کیلئے نافع ہے (مروجین کو مذکورہ حسنت کے ایصال کا ثواب سے فائدہ نامرہتا ہے، تخلیق مہریم) (5) پانچواں جواب حضرت نراین علیہ السلام کی وہ حدیث جس میں زعموں کے اعمال خیر کا ثواب مروجین کو پہنچتا ہے اللہ اللہ مقرر ہے ذکر کرنا کا ہی اسکا پانچواں جواب ہے۔

﴿اعتراض﴾

معتز صین کا دوسرا اعتراض۔

بہ قاری مال کے حصول کی نیت سے قرآن کریم کی تلاوت کرے تو خداوند اسکو اجر دے گا حال ہے چونکہ برائے حصول مال اس نے پہلے لہذا اسکا یہ عمل ہی باطل اور اگر نیت و ثواب بخشے گا تو مروج کو ثواب کیے کرے گا۔

﴿جواب﴾

لہذا قبول میں اس اعتراض کے بھی پانچ جوابات دیئے ہیں۔

(1) پہلا جواب یہ ہے کہ تیسرا اس عمل کو باطل قرار دینا صرف جبراً قول ہے۔

بطان کا قول نہ تو قرآن میں ہے نہ حدیث میں نہ حدیث صحابہ نام رضی اللہ عنہم میں ہے۔  
 باطل قرار دیا نہ انہیں میں سے کسی نے اسے باطل کہا نہ طبقات علماء میں سے نہ فقہ  
 نے مجتہد نے اسے باطل کہا نہ اصحاب تفریح نے اسے باطل قرار دیا نہ ہی اصحاب  
 نے اسے باطل کہا (تو صرف تیرے باطل کہنے سے یونکر باطل ہوگا)

﴿دوسرا جواب حدیث سے﴾

(2) ابن رافع بن حدیج قال سمعت رسول الله ﷺ يقول العامل على الصدقة بالحق

كالعاري هي سبيل الله حتى يرجع الى بيته. رواه الترمذی

حضرت رافع بن خدیج فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا رسول اللہ ﷺ نے  
 فرمایا زکوٰۃ وصول کرنے والا انصاف سے (یعنی زکوٰۃ کے وصول میں کسی پزیرا دہی نہ کرے  
 اور پچھلا مال چھٹ کر لے تو وہ حلال) ایسا ہے جیسے اللہ کی راہ میں لانے والا جب  
 تک اپنے گھر نہ لوٹے۔

دیکھئے ایک عامل (حکومت کی جانب سے زکوٰۃ جمع کرنے والا ایک محلوہ دار شخص جسکی ذمہ داری  
 مسلمانوں سے زکوٰۃ جمع کرنا ہے) اور بیت المال میں لا کر جمع کرتا ہے وہ اپنی ذمہ داری پر ہے  
 مگر لوٹنے تک مجاہد کی طرح ہے (اور ثواب اسکو وہی مل رہا ہے اور وہ جہاد کر رہا ہے  
 اپنی پہری کر رہا ہے) پھر بھی اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں کہ اس شخص کا کوئی اجر ثواب  
 ملے گا جو ایک مجاہد کو مل رہا ہے۔ بلکہ وہ شخص اجر سے پرکام کرنے والا ہے مگر بے نیک کام  
 خدمت خلق پر مامور ہے ہجرت لینے کی وجہ سے وہ شخص اجر سے محروم نہیں نہ ہی اسکا نیک  
 عمل باطل جب اکامل باطل نہیں تو وہ شخص جو قرآن کریم کی تاکید کرے انکی نیت میں کی  
 ہو سہارہ وہ عمل سے باطل ہو یا اسے عمل کو باطل کہو کے تو باطل زکوٰۃ ہے عمل اور اجر ثواب  
 وہی باطل ہوتا ہے جب اسے باطل کہو تو قہر کے نبی ﷺ کے قول کو (توڑنا) باطل  
 ہوے اور جب نبی ﷺ کے قول کو باطل کہا تو دائرہ اسلام سے خارج سواہ  
 ہے (خلق و جہم)

## ۱۰ تیسرا جواب تفاسیر سے ہے

عام مساوی لکھتے ہیں

۱۰ یزید علیکم حاج ان نسوا بطلوا الفصل و رفاذ من ریکو بالنحوۃ فی الحج  
بول رفا لکر بعضہم ذلک وحالی ای فلا یس بالنحوۃ فی الحج اذا کانت لا تسقط عن  
معاد الحج واحتمل علی النحوۃ تنقص ثواب الحج ام لا قل بعضہم ان کانت النحوۃ  
اکبر منه وبلغ علیہ سقط العزم علیہ ولس له ثواب کمن لا قصد له الحج وان استوی  
الامر ان کانت النحوۃ نعا للحج فقد حاد حیر الدیبا والآخرۃ مساوی عند ہذا ۱۰۴۰

عام مساوی لکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ابھیں تہمت دے لئے کوئی کتا نہیں کہ شاہ (طلب) کو اپنے رب کے فضل (بذل) کو حاج میں  
تہمت کے ذریعے یہ علم ان لوگوں کے ہارے میں بادل ہوا جو لوگ اسکو گروہ سمجھتے تھے )  
یعنی اگر کوئی حاج کے پام میں تہمت بھی کرے تو جائز ہے بشرطیکہ انوکھ حاج میں تہمت حاصل نہ ہو  
پھر سوال ہوا کہ حاجی جب حج کرے اور تہمت بھی تو آیا حج کے ثواب میں کوئی کمی واقع  
ہوئی یا نہ؟

سوال کا جواب یہ ہے: (جواب تین شقوں پر مشتمل ہے)

شق نمبر (۱) اگر اصل غلط، مقصور صرف تہمت ہے؟

(شق نمبر ۲) یا دونوں، (یعنی حج و تہمت)

(۳) یا صرف حج،

۱۰ شق نمبر (۱) کی وضاحت ہے

اگر اسکا مقصور مطلوب و غلط، تہمت ہو (یعنی حج کو حاج تہمت بتایا حج کو صرف ایک ریلی اور  
ضمنی وجہ دیا) سو حج جو اس پر فرض تھا وہ حاجی اپنی فریضت سے تو بری الذمہ ہو گیا مگر  
حج کا ثواب نہ ملے گا یہ یہاں ہے جیسے کسی کا حج کا اردہ نہ ہو اور حج کے ان مہلت میں پہنچے  
اس کا حج تو ہو گیا فرض حج سے اس کا اردہ خارج ہو گیا مگر حج کا ثواب نہ ملا۔

۱۰ (شق نمبر ۲) یا دونوں، (یعنی حج و تہمت) کی وضاحت ہے

اگر دونوں مساوی وجہ میں ہیں تو یقیناً سہاگ اور صالحی اخلاص میں بھی برابر ہیں گے،  
یہاں انوں کا حال تو اللہ جانتا ہے جو عالم اقیب ہے۔

اور صرف حج کا اور تہات حج سے مانع ہو (یعنی تہات حج سے مانع ہوا اس طرح کہ اگر صرف حج کا کیا اور ساتھ ساتھ تہات بھی نہ لگا جسے کوئی حلالی مانع ہے۔ میں مرقاۃ کیوں جانوں کہ حلالی ہونے کے باعث تہات سے مانع ہوا اس میں ہی کچھ اشیا فریضے اور حجے تو اس صورت میں اسے دیکھنا آخرت میں مل سکے (یعنی تہات کے ذریعہ اسے واپس لگی اور حج کے ذریعہ یہاں سے منہم سے نکلا ہوا تعلیق مترجم)

تمام شقوں پر غور کرنے سے بعد سمجھو کہ جب تہات حج تہات کی قسمی یا صرف حج کی نہ ہو تو صورتوں میں وہ حلالی نہ حج سے مراد ہوا تہات کرنے سے اسکا عمل حج باطل ہوا۔ لہذا یہ تہات دیکھئے اسکا رد حج کا بھی ہے جو فرض مہلات میں سے ہے اور تہات کا رد بھی ہے جس کے ذریعہ مال بھی ملے گا تو کیا اسکا حج باطل ہو گیا نہیں ہو جب تہات سے اسکا حج باطل نہ ہوا تو کوئی قرآن کریم کی تلاوت کرے اور نیت مال کا ہو تو اسکا حج عمل کیونکر باطل ہو گا۔ تعلیق مترجم)

### چوتھا جواب

صاحب مرقاۃ کہتے ہیں

(۱) اداعرا والصد العیبة فلا تنک ان لا احقر للو له تعالیٰ منکم من یزید الدنیا العیبة ایضا یومسکم من یزید الاخرة (ای الاخرة فقط) مرقاۃ صاحب مرقاۃ فرماتے ہیں کہ جب ایک شخص جہاد کرتا ہے اور نیت قیمت کے حصول کی رہتا ہے تو اس میں کوئی شک نہیں کہ اسے اجر ملے گا، کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے (ومنکم من یزید الدنیا) تم میں بعض وہ ہیں جو دنیا چاہتے ہیں (یعنی مال قیمت بھی) (ومنکم من یزید الاخرة) اور تم میں سے بعض وہ ہیں جو آخرت چاہتے ہیں، (غور فرمایا آپ نے کہ ایک شخص جہاد رہا ہے جو مہلات ہے اور نیت مال قیمت کے حصول کی ہے تو فرمایا (ولا تنک ان لا احقر) اس میں کوئی شک نہیں کہ اسے اجر ملے گا۔ جب جہاد جس کی نیت مال قیمت کے حصول کی ہے پھر بھی اسکا حج عمل باطل نہیں ہو گا۔

ایک شخص قرآن کریم کی تلاوت کرے جو بیٹھ کر ہے مگر انکی نیت ہاں سے صوفی کی ہے اسکا نیک عمل کیونکر باطل ہوگا جیسے اسکا عمل اس نیت سے باطل نہیں اسی طرح باطل قرآن کا عمل اس نیت سے باطل نہ ہوگا۔ (تعلیق مترجم)

﴿پانچواں جواب حدیث مرفوعہ سے﴾

(5) مرفوعاً من قرأ سورة الواقعة في كل ليلة لم تصبه فاقة أبداً

حضور پروردگار فرماتے ہیں جو شخص ہر رات سورہ واقعہ کی تلاوت کرے گا اسے کبھی فاقہ نہ ہوگا۔

(نور فرمائیں کہ حضور پروردگار نے فاقوں سے بچنے کیلئے سورہ واقعہ کا تحفہ بتلایا اب اگر کوئی فاقہ زدہ یہ سورت اس نیت سے پڑھتا ہے کہ مجھے ہاں ملے تاکہ میرا فاقہ ختم ہو جائے اور مال مل جائے تو کیا وہ سورہ واقعہ کے پڑھنے کے اجر و ثواب سے محروم ہو گیا نہیں محروم نہ ہوا اور نہ ہی ہاں ملنے کی نیت سے پڑھنے کی بنا پر اسکا عمل باطل ہوگا بلکہ دنیا کا مال بھی ملا۔ فاقے بھی ختم ہونے اور اثرات کا اجر و ثواب بھی ملے گا۔ ہم فرمایا ہم ثواب ہر سورہ واقعہ کو مال ملنے کی نیت سے پڑھنے کی بنا پر اسکا عمل باطل نہ ہوگا تو پھر قرآن کریم اگر مال کی نیت سے پڑھا جائے تو اتنی کا یہ نیک عمل کیونکر باطل ہوگا۔ (تعلیق مترجم)

﴿اعترضاض (1)﴾

اعمر صالحہ رسول اللہ ﷺ الى عثمان بن ابی العاص اتخذ المزون لایاحد علی اذاتہ احوا روایا لم یجدوا وادوا ووالسبی وای ما عابوا احمد ووالحاکم فی المستور کما والحدادی فی التاريخ قوله عهد ای عوی۔ ملاحظہ عی الہدایہ

حضور پروردگار ﷺ نے عمر کے آخری حصے میں عثمان بن ابی العاص سے فرمایا (عثمان) میرا مزون مقرر کر، جو آذان پر اہرت نہ لے۔

جواب والا ناؤن نیک عمل ہے اگر نیک عمل پر اہرت لینا جائز ہوتا تو اللہ کے نبی ﷺ حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایسے مزون رکھنے سے کیوں منع فرماتے جو آذان پر اہرت لے۔

## ﴿اخر اخص (2)﴾

قال رسول الله ﷺ: «الفرق بين القرآن ولاننا نكلموا به

رواه احمد واسحق بن راهوية وابن أبي شيبة في مصنفه وبعده الرزاق في مصنفه  
ومعده بن حميد وابن العلي الموصلي والطبرسي والشيخان في مسنده وابن عدي في  
الكامل خلاصة الهداية جلد 3 (253)

رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ قرآن کریم پر جو مکر قرآن کیساتھ کیا نہیں۔

معلوم ہوا کہ نیک نسل پرکھنے کے لینا ہا نہیں وہ نہ رسول اللہ ﷺ قرآن پڑھتے پرکھنے  
سے منع نہ فرماتے (قرآن پڑھا نہیں یعنی قرآن پڑھ کر)

## ﴿تین جوابات﴾

۱۔ فقہانہ علی قواعد العریضۃ والاحیاء وحديث ابن عباس لسان الرخصة مع قوله،  
یہا جواب یہ ہے کہ یہ منع قوۃ عزیمت اور اخلاص کیلئے ہے اور سیدنا عبداللہ بن عباس رضی  
اللہ کی حدیث بیان رخصت کیلئے ہے۔

## ﴿دوسرا جواب﴾

علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں

(2) عبادت تعلیم حسۃ اللہ تعالیٰ کردہ ہو وہیں مکروہ پداشت کہ صانع خود  
احیاء او وفوت خود عمل او برعریضۃ والیجہ بالا گذشتہ بیان رخصت خود  
انجۃ النبیات۔

علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ تعلیم عبادت الہی ہے سو کیسے ہو سکے کہ  
عزیمت کی وجہ سے اکا اخلاص ضائع ہو جائے اور اکامل فوت ہو جائے اور وہ جو پہلے گناہ  
وہ بیان رخصت ہے۔

## ﴿تیسرا جواب﴾

(3) عن عمر بن سلمۃ انه سمع قوله وکانت علی مودة کتب اذا سجدت تفلحت علی  
فما لیت امرأۃ من الحي الا تخطون عنکم فارتکم فاشعروا القطعۃ الی لیبھا لما  
فرحت بشی فرحی بد لک القمیص رواه البخاری ومسلم بن النبی

حضرت عربی سلم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں (مصرغی میں) قوم کا نام یاد میں آئی ہمارے  
 لڑتا تھا (غربت کی بنا) میرے جسم پر (مصرف) ایک چادر تھی جب میں تھکا لڑتا تو وہ چادر  
 میرے جسم سے گھل جاتی (جس کی وجہ سے کچھ اعضائے بدن پر ظاہر ہوتے) سو اس قبیلے  
 کی ایک خاتون نے (قوم سے) کہا کہ تم اپنے نام کے اعضاء کیوں نہیں سمجھتے؟ (قوم)  
 نے میرے لئے قبیس کا پڑاؤ کیا کہ اس سے میرے لئے قبیس ملوایں، مجھے اس قبیس سے اتنی  
 خوشی حاصل ہوئی کہ اتنی خوشی مجھے کسی اور چیز سے حاصل نہ ہوئی تھی،

یہ دیکھئے صحابہ کرام نے اپنے نام کو قبیس نامت کی وجہ سے دی حالانکہ نامت علامات  
 میں سے اعظم علامات ہے، صحابی قبول کرتا ہے اور خوشی کا اظہار کرتا ہے اگر علامات پر کچھ  
 سے لینا منع ہوتا تو یہ صحابہ اسے قبیس کیوں دیتے اور وہ صحابی اس پر خوشی کا اظہار کیوں کرتا

### ﴿اعتراض﴾

لہذا مجموع ما ائق بہ المناحرہ من مشائخنا وھم البلیون علی خلاف طی  
 بعضہ مخالفین لمانھب الیہ الامام و صحابہ و المناحرہ جلد ۳۴ (۳۴)  
 وہ مسائل مجموعی جن کے (مناحرہ) کے مشائخ میں سے علامہ اصناف علی نے جہنمی دیا  
 ہے (کہ یہ جائز ہیں) جبکہ امام اعظمؒ اور صاحبین (ابو یوسفؒ) کے خلاف ہیں (یعنی ہمارے  
 اور مخالف نے اس کے برعکس فتویٰ دیا)

میں کئی وجوہ سے اس کا جواب دیتا ہوں

### ﴿وجہ اول﴾

پہلا جواب یہ ہے کہ شای کا فرمانا (لہذا مجموع ما ائق بہ المناحرہ) صحیح نہیں،  
 کیونکہ (مجموع) فقہ مجموع، تعظیم قرآن، ملت، امامت، اذان، بکیر، ہونا، تاخیر، ہذا، سب کو شامل  
 ہے، یہ کلمہ معترض (اعتراض کرنے والا) علامت، نمرہ (صرف علامت قرآن) جو درحقیقت  
 معنی یہ قول ہے (یعنی جس کے جواز پر لڑائی دیا گیا ہے) سو معترض اپنے اس قول (مجموع) کیساتھ  
 معنی یہ قول کو بھی خارج کر دیا ہے، میں کہتا ہوں کہ معترض کا مقصود مطلب یہ ہے کہ  
 یہ نہ کہ علامت نمرہ قبروں کے پاس بقول علامہ جائز ہے،





## عزائم اعتراض

صحاب ثانی تھے ہیں

ظہر لک یہاں عدم صحیحہ ماضی الجوہرۃ من قولہ واحتلوا علی الاستیجار علی  
قراء القرآن مدۃ معلومۃ قال بعضهم لا یحور وقال بعضهم یحور وهو المحذور  
والصواب ان یقال علی تعلیم القرآن فان الخلاف فیہ کما علمت لاف علی القراء المحرور  
لانہ لا ضرورۃ فیہا فان کان ماضی الجوہرۃ سبیل قلم فلا کلام وان کان عہد التبر  
محذوف لکلامہم فاعطیہ فلا یقبل شامی احزابہ جلد ۳ (۳۵)

صحاب جوہر نے کہا ہے کہ انہی نے ایک شخص کو روک دیا پھر ان کے کلمات  
نہیں کیے کسی شخص کو دیا تو انہی نے روک دیا کی وجہ سے کئی قرآن و کلمات قرآن  
پر اثرات لینا جائز ہے یا نہ۔

(۳) صاحب الجوہرۃ البیرونی نے کہا ہے

ان میں علماء اثناف کی ۱۰ باتیں ہیں۔

یکہ نہ وہ کہتے ہیں ان صورت میں اثرات لینا جائز نہیں (قال بعضهم لا یحور)

اور وہ کہتے ہیں ان صورت میں اثرات لینا جائز ہے (قال بعضهم یحور)

اہل دونوں میں اختلاف ہے کہنا ہے

(۴) صاحب الجوہرۃ البیرونی نے کہا ہے کہ انہوں نے اقوال میں (قال بعضهم یحور  
وہو المحتار) نہ دیا ہے کہ اثرات لینا جائز ہے۔

(۵) صاحب ثانی نے کہا ہے کہ صاحب الجوہرۃ البیرونی کو یہ کہنا چاہئے تھا

کہ یہ تمہارے قرآن پر اثرات لینا جائز ہے یا نہ؟ اصل اختلاف اس میں ہے

نہ کہ صرف قرآن پر ہی اثرات لینا جائز ہے یا نہ؟ (اس میں تو کوئی اختلاف نہیں) لیکن صاحب ثانی

نے کہا ہے کہ اگر دوسری جگہ قرآن کا اثرات لینا جائز ہے تو قرآن پر بھی اثرات لینا جائز ہے

یہاں تو جائز ہے، اس میں تو کسی اختلاف نہیں)

اصل اختلاف تو اس میں ہے کہ آیا قرآن پر اثرات لینا جائز ہے یا نہ؟

صاحب شانی فرماتے ہیں، میں کہتا ہوں۔

کہ جوہرۃ السیرۃ میں یہ کلمات (وَقَالَ بَعْضُهُمْ يَخُورُ وَهُوَ الْخُضَعَانُ) عطا قول یہ ہے  
اجزۃ لینا جائز ہے (اس کی دو شقیں ہیں)۔

(۱) باتو سلسلہ قلم ہے (کچھ میں لغزش کا احتمال ہے جسے فقہاء سلسلہ قلم سے تعبیر کرتے ہیں)۔

(۲) صاحب الجوہرۃ السیرۃ نے مرا قصداً ہی لکھا ہے۔

حق اول کے مطابق اگر سلسلہ قلم ہے ہجرت میں کوئی اعتراض نہیں (کہ انسان سے خطا  
اور لغزش کا قیاس ممکن ہے)۔

حق دوم کے مطابق اگر یہ بات صاحب الجوہرۃ السیرۃ نے مرا قصداً ہی ہے سلسلہ

قصہ دوم میں یہ بات علماء اسلام و معتقدین امام کے قول کا طلب (قول محکم) کے خلاف ہے،

شانی، جلد ۵، (۳۵)۔

میں محمد تعالیٰ کئی وجوہ سے اسکا جواب دیتا ہوں ﴿

﴿وجہ اول﴾

میں (مفتی شانت مکن) کہتا ہوں،

کہ معترض کا صاحب جوہرۃ السیرۃ کے ان کلمات (وَقَالَ بَعْضُهُمْ يَخُورُ وَهُوَ الْخُضَعَانُ)

عطا قول یہ ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت پر اجزۃ لینا جائز ہے (کہ اسنی قلم، سلسلہ قلم)  
سے تعبیر کرنا، یہ پھر اسے خطا قرار دینا ہی بدی للعلل ہے۔

کیونکہ جوہرۃ السیرۃ میں قرآن کریم کی تلاوت پر اجزۃ لینے کے جواز پر (یَخُورُ وَهُوَ

الْخُضَعَانُ) کے الفاظ ہیں اور اس سے قبل قرآن کریم کی تلاوت پر اجزۃ لینے کے جواز پر

جود و اہل گذرے ہیں ان میں یہ الفاظ (المعنى به، یعنی وہ قول جس پر فقہاء کافر تھے ہے،

یہ ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت پر اجزۃ لینا جائز ہے) کے الفاظ موجود ہیں۔

(حتى يحصر على دفع الاجر الى المعلم وعليه الفتوى)

والفتوى هي دمانا على و حوب الاحرة الفتاوى الحامدية)

﴿وجہ دوم﴾

وجہ دوم یہ ہے، مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ معترض علامہ شانی محدثین کے قول سے

مرادی معنی سے ناواقف ہے۔ کیونکہ فقہاء کے اس قول (لا یجوز الاستیجار) کا معنی (لا یجوز الاستیجار) ہے نہ کہ (بحرم) یا (مکروہ) کما مر من المصنوع والحق المصنوعی و عیسیٰ الہدایۃ و عیسیٰ البحاری و غیرہا ملحد کفر

(یعنی صاحب مہسوط و دیگر فقہاء کرام نے "لا یجوز الاستیجار" کا معنی مرادی میں کیا ہے کہ "لا یجوز الاستیجار" کا مطلب "لا یجوز الاستیجار" واجب نہیں فقہاء نے اس کا مطلب یہ تو بیان نہیں کیا کہ "لا یجوز الاستیجار" کہ استیجار صحیح نہیں کا یہ معنی ہو "ای بحرم" کہ یہ اجرت حرام ہے، یہ کسی فقیہ نے نہیں کہا، اور نہ ہی فقہاء نے "لا یجوز الاستیجار" کا مطلب یہ بیان کیا کہ "لا یجوز الاستیجار" ہی مکروہ کہ استیجار صحیح نہیں کا یہ مطلب ہو کہ یہ اجرت مکروہ ہے) معلوم ہوا کہ علامہ شافعی سے تسامح ہوا۔

### ﴿وجہ سوم﴾ صاحب بزرگوارائی لکھتے ہیں

(۱) قال صاحب البحر والذی ظہری انہ مبنی علی قول ابی حنیفۃ یکرہۃ الفرافا عند النیسر والمختار قول محمد من عدم کراهۃ الفرافا عند القبر کما فی الخلاصۃ فیہلوم النیسر بحر الواقع وقف۔

صاحب بزرگوارائی فرماتے ہیں: یہ قول امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے اس قول پر مبنی ہے جس میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ قبر کے پاس قرآن کریم کی تلاوت مکروہ ہے مگر امام محمد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قبر کے پاس قرآن کریم کی تلاوت مکروہ نہیں اور کچھ قول بخاری ہے جیسے کہ علامۃ الفتاویٰ میں ذکر کیا گیا ہے، سو (اجرت کا) متعین لازم ہے۔۔۔ میں کہتا ہوں کہ اب تو بات بالکل واضح ہو گئی۔

### ﴿وجہ چہارم﴾

صاحب جوہرۃ النیرۃ نے اپنے قول میں مدۃ معلوم کی قید لگائی ماریا کہ اگر کسی نے ایک متعین کردہ مدۃ پر قرآن کریم کی تلاوت کرنے کیلئے کسی کسٹمیں کیا تو (متعین مدۃ کی وجہ سے جلی قرآن کو تلاوت قرآن پر اجرت لینا جائز ہے۔

جب کہ یہی بات قول ثالث میں واضح طور پر جان کی گئی ہے اس لیے اسے (قول ثالث کا خلاصہ اس ضمن میں فقہاء کا تیسرا نظریہ یہ ہے کہ طاعات پر ہمارے ہر مکانی یا قید زمانی کیساتھ مقید ہو تو یہاں اجارہ الیٰہی قیود کیساتھ جالڑ ہے۔ اور اگر طاعات یا ہمارے قید مکانی یا قید زمانی کی قید سے مستثنیٰ ہو (یعنی تعلیم پر عقدہ اجارہ میں زمان یا مکان کی قید نہ ہو) تو پھر وہ اجارہ ناجائز۔ کیونکہ پھر اجارہ ظلم طاعت پر ہوگا۔ اور یہ ناجائز ہے) یعنی جو حرة السيرة اور قول ثالث میں مطابقت ہے۔

﴿جب مجرم﴾

پہلے یہ ہے کہ مدۃ معلومہ کی قید صرف صاحب جو حرة السيرة کا قول نہیں۔ بلکہ یہ قول اکثر مجتہدین و مستقر علماء اہل امام سے منقول ہے،

منا صاحب خلاصة الفتاویٰ (جو مجتہد ہیں) اور صاحب فتاویٰ کاظمی خان (یہ بھی مجتہد ہیں) نے اس پر مزید دلائل ملاحظہ فرمائیں۔ ان دلائل کو اس وجہ کی صورت میں ذکر کروں گا سوال؟۔ کیا قرآن کریم کی طاعات قبروں کے پاس جائز ہے یا نہ۔ جواب!۔ صاحب فتاویٰ الہدائی لکھتے ہیں۔

(۱) وھل قرأ القرآن عند القور مکروہہ تکلموا لہ قال ابو حنیفۃ بکروہ و قال محمد لا بکروہ و مشائخنا اختلفوا بقول محمد و حل مات فاجلس وارلہ و حل اقرء القرآن علی قبرہ تکلموا لہ مبہم من کثرہ ذلک و المختار انہ لیس بمکروہہ و یكون الماحورہ فی هذا الباب قول محمد و لهذا حکى عن الشيخ ابن بکر العباسی انہ لو وصی عند موتہ بذلك و لو کان مکروہا لعلو وصی بہ ذکروہ قول فی حلی عندہ حلوہ (۱۰۶۶) صاحب فتاویٰ الہدائی فرماتے ہیں۔

نہا قبروں کے پاس قرآن کریم کی طاعات مکروہ ہے صاحب فتاویٰ الہدائی جواب دیتے ہیں۔ اس مسئلہ میں فقہاء کے دو نظریے ہیں۔

(۱) امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مکروہ ہے۔

(۲) جبکہ امام محمد فرماتے ہیں مکروہ نہیں۔

اہل علماء احناف نے امام محمد کے قول کو ترجیح دی اور اسی پر عمل کیا۔

(صاحب فتاویٰ الہدائی فرماتے ہیں: "دوسرا مسئلہ یہ ہے)

کہ اگر کوئی مسلمان وفات پا جائے اور مرحوم کے درجہ اولیٰ قبر کے پاس قرآن کریم پڑھنے کیلئے قاری کو نہ ملے (تو آیا یہ جائز ہے یا نہ؟)

(صاحب فتاویٰ الہدائی فرماتے ہیں) اس میں بھی فقہاء نے کلام فرمایا، لیکن اس میں بھی وہ نظریئے ہیں۔

(۱) ایک نظریہ کے مطابق قبر کے پاس قاری کو اس لئے بخانا کہ وہ قرآن کریم کی تلاوت کرے مکروہ ہے (مہم من مکروہ ذلک)

(۲) "دوسرا نظریہ یہ ہے کہ قبر کے پاس قاری کو اس لئے بخانا کہ وہ قرآن کریم کی تلاوت کرے مکروہ نہیں۔

(صاحب فتاویٰ الہدائی اپنا نظریہ پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں)

مما قال یکن ہے (والمختار انہ لیس بمکروہ)

(صاحب فتاویٰ الہدائی فرماتے ہیں) اس باب میں (یعنی اس مسئلہ میں)

امام ترمذی کا قول ہی نافذ العمل ہوگا۔ (وبیكون المأخوذ به في هذا الباب قول محمد)

(صاحب فتاویٰ الہدائی فرماتے ہیں) اسی بنا پر شیخ ابو بکر العیاض رحمت اللہ علیہ کے بارے میں مشہور ہے کہ جب وہ قریب المرگ ہوئے تو اپنے وصیت فرمائی کہ جب میری روح قبر میں غصری سے پردہ اڑ جائے تو (میری قبر کے پاس قاری بخانا تاکہ وہ میری قبر کے پاس قرآن کریم کی تلاوت کرے)

(صاحب فتاویٰ الہدائی فرماتے ہیں) کہ اگر قبر کے پاس قاری کو بخانا کہ قرآن پڑھو نا جائز ہوتا تو حضرت شیخ ابو بکر العیاض رحمت اللہ علیہ ایسی وصیت کیوں فرماتے (اسے عظیم فقیہ کا اس اعدائے وصیت کرنا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ قبر کے پاس قاری کو قرآن کریم پڑھنے کے لئے بخانا جائز ہے)

(صاحب فتاویٰ الہدائی فرماتے ہیں)

☆ وفي المدارح حایة وحل مات لما جلس وأوله وحل على قبره يقرأ القرآن قال بعضهم يكره والمختار انه لا يكره والاشبه انه يستحب به الميت .

تعار حایة تکملة البحر الحراء الناس

(صاحب تارخانہ فرماتے ہیں)

کہ اگر کوئی مسلمان وفات پانہاں ماہر مرحوم کے درجہ اعلیٰ قبر کے پاس قرآن حکم پڑھے  
کیلئے گاڑی کو بٹھائے (قرآن پڑھ جائز ہے یا نہ)

(صاحب تارخانہ فرماتے ہیں)

اس میں فقہاء کے دو نظریے ہیں،

بعض نے فرمایا ہے۔ مکروہ ہے (قال معصوم بکروہ)

اور بعض فقہاء نے فرمایا ہے۔ حلال قول یہ ہے مکروہ نہیں (والمختار الہ لا یکرہ) (صاحب

قادی تارخانہ اپنا نظریہ پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں)

میرے نزدیک (احوط قول یہ ہے) کہ اس سے صاحب حراز کو فائدہ ہوگا۔

﴿صاحب فتح القدیر لکھتے ہیں﴾

❦ واحط من اجلاس القارئین لیقرؤ احد القرو والمختار عدم الکراہۃ

فتح القدیر و کبری ج ۱ (۶۵۶)

(صاحب فتح القدیر فرماتے ہیں) قبروں کے پاس گاڑیوں کو اس لئے بٹھاؤ کہ وہ قبر کے

پاس قرآن کریم کی تلاوت کریں، سو اس مسئلہ میں فقہاء نے اختلاف فرمایا ہے، مگر علماء

قول یہ ہے کہ یہ مکروہ نہیں، (والمختار عدم الکراہۃ)

﴿صاحب جوہرۃ النیرۃ اور صاحب سراج الوہاب لکھتے ہیں﴾

❦ احسنہ علی الاستیجار علی قبر لقرآۃ القرآن علی القرمیدۃ معلومۃ قال معصوم

لا یحور وقال یحور وهو المختار جوہرۃ جلد ۳ ۶۹۲ سراج الوہاب

صاحب جوہرۃ النیرۃ اور صاحب سراج الوہاب فرماتے ہیں۔

مدۃ معلومہ کی صورت میں قبر کے پاس گاڑی کو بٹھا کر قرآن کریم کی تلاوت کرانے پر

اجرت دینے (اور اجرت لینے میں) اختلاف فرمایا ہے، بعض فرماتے ہیں جائز نہیں

بیکہ بعض فرماتے ہیں جائز ہے اور یہی قول علماء ہے، (والحال یحور وهو المختار)

» صاحب درکار لکھتے ہیں ﴿

۱۔ ولایکفرہ احلاس القارئ عند القبر وهو المختار. ذو مختار حناجر حلد ۱  
صاحب درکار فرماتے ہیں، کہ قبر کے پاس قاریوں کو قرآن کریم کی تلاوت کیلئے غناء  
مکروہ نہیں، اور یہی مختار ہے، (وہو المختار)

﴿صاحب شامی و صاحب مراقی الفلاح لکھتے ہیں ﴿

۲۔ ولایکفرہ الجلوس للقراء عند القبر فی المختار لعادۃ القراء علی التوحید  
المطلوب بالسکينة والتدبر والاعتباط شامی حلد ۱ حناجر (۸۳) بقلالین  
نور الايضاح و مراقی الفلاح، حناجر.

صاحب شامی و صاحب مراقی الفلاح فرماتے ہیں،

مترقول کے مطابق قبر کے پاس قاری کا قرآن کی تلاوت کیلئے بیٹھا مکروہ نہیں، تاکہ  
نہایت سکون و اطمینان کیساتھ قرآن کریم کی تلاوت کی جاسکے۔

﴿صاحب عیسیٰ الہدایہ لکھتے ہیں ﴿

۳۔ ... ولایاس بقراء القرآن عند المقور ولكن لا يجلس علی القبر  
صاحب عیسیٰ الہدایہ فرماتے ہیں، قبروں کے پاس قرآن کریم کی تلاوت کرنے میں کوئی  
حرج نہیں، یہاں قبروں کے اوپر بیٹھا منع ہے، عیسیٰ الہدایہ حناجر (۱۳۳)

﴿صاحب سادۃ المتقین شرح احیاء العلوم لکھتے ہیں ﴿

۴۔ ان الاستیجار لقراء القرآن علی رأس القبر مدۃ معلومة جائز کلاسیجار  
للانسان وتعلیم القرآن ان كانت القراء علی القبر فیستحق الاجر ویستحق المیت  
بالقراءۃ ویحذف عنه العذاب بذلک قال فی تکملة البحر الجزء الثامن والی  
التار حادیۃ رجل مات لا یجلس وراثۃ وحلا علی قبره یقرأ القرآن قال بعضهم بکفره  
والمختار انه لا یکفره والا شبه انه یتفع بد المیت. سادۃ المتقین شرح احیاء العلوم

■

صاحب سادۃ المتقین شرح احیاء العلوم تکملة البحر کی آخروں جزاء سے نقل کرتے  
ہوئے لکھتے ہیں،

قبر سے سر ہانے مدۃ معظوم تک اگر قاری کو ٹھایا جائے تاکہ وہ قبر کے پاس قرآن کریم

کی عمارت سے خواستہ اجرت لینا اور قادی قادی کے لئے اجازت لینا یہاں ہے یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص آدھن اور تعلیم قرآن پر اجرت لینا ہے (جیسے آذان و تعلیم قرآن کریم اجرت لینا جائز ہے) قادی کے پاس قادی کو مدد مطلوبہ کیلئے لھار قرآن کریم کی عمارت لہرا رہا ہے اجرت لینا جائز)۔

صاحب ساداتہ المصنف قادی تارخانہ سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں،

صاحب تارخانہ فرماتے ہیں،

کہ اگر کوئی مسلمان وفات پا جائے اور مرحوم کے درجہ انکی قبر کے پاس قرآن کریم پڑھنے کیلئے قادی کو بخائے (قرآنیہ جائز ہے یا نہ؟)

(صاحب تارخانہ فرماتے ہیں)

اس میں فقہاء کے وہ نظریے ہیں،

بعض نے فرمایا ہے، مکروہ ہے (قال معصوم بکروہ)

اور بعض فقہاء نے فرمایا ہے، مختار قول یہ ہے مکروہ نہیں، (والمختار وہ لا یکرہ)

(صاحب قادی تارخانہ اپنا نظریہ پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں)

میرے نزدیک (اسمط قول یہ ہے) کہ اس سے صاحب عزار کو فائدہ ہوگا۔

صاحب قادی قاضی خان لکھتے ہیں کہ

ان قراءۃ القرآن عند القورۃ ان لوی ان یوالسہم مصروفہ یقرء وان لم یفصد

ذلک فاللہ مسبحہ وتعالیٰ یسمع القرآن حیث کان قاضی خان صاحب عزار جلد ۱

صاحب قادی قاضی خان فرماتے ہیں،

کہ اگر قبروں کے پاس قرآن کریم اس نیت سے پڑھا جائے کہ اہل قور قادی کی اور

سکر مہانت حاصل رہیں تو (انجی بات ہے بلکہ قبروں کے پاس قرآن پڑھ کر کوئی

خرج نہیں اور اگر یہ مقصود ہو تو بلکہ قادی جہاں سے بھی پڑھا کر ایصال ثواب کرے تو

انہ جمل جہاز انکی عمارت کو ہر جگہ سے مستجاب ہے (اور عمارت کا ثواب مرحوم کو پہنچاتا ہے)

... یہاں مذکورہ بالا سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر مہانت کے حصول کی نیت نہ ہو

تو جب بھی قبر کے پاس قرآن کریم کی عمارت کا ثواب مرحومین کو مل جاتا ہے۔



۳ صاحب طحاوی لکھتے ہیں :

والسحار حوار الاستحار على قراءة القرآن على القبور مدعى معلومه كسأله  
الطحاوى حاشية الدر المختار في باب الاجارة الفاسدة انه حرمة الاسرار (۱۶۰)  
صاحب طحاوی فرماتے ہیں،

کہ مدعی معلومہ کی قید یہاں قیروں کے پاس عبادت کرنے والے واجرت دینا اور ان  
قرآن کا اجرت لینا (مذکورہ) کے مطابق جائز ہے۔  
عنا اعتراض ہے

ان القبرية متى حصلت وقعت حر العمل ولهذا تنعير اهلها وبنته فلا يجوز له  
احد الاحرف من غيره كمالى الصوم والصلوة.  
اعتراض یہ ہے کہ جناب والا

جب مال (مال سے مراد نیکی کرنے والا شخص) کوئی بھی نیکی کرتا ہے تو یہ اسی کامل شمار  
ہوگا (اسی کی عبادت شمار ہوگی اس لئے کہ یہ عبادت اسی سے واقع ہوئی) کیونکہ انکی نیت  
والہیت متعین ہے۔ ہاں مال کیلئے دوسروں سے اس عبادت پر اجرت حاصل کرنا جائز نہیں  
جیسے روزہ اور نماز وغیرہ ہے۔ ہدایہ وغیرہ جلد ۳ (۳۵۳) اور المختار اجازہ (۳۳۰)  
مذہب جواب ہے

ان اعتراض کے بجز تعاقبی مسئلہ و جوابات دیتا ہوں (۱) پہلا جواب یہ ہے،  
اسے اعتراض حیرت انگیز ہے کہ عبادت کرنے والا جو بھی عبادت کرتا ہے وہ اسی کی عبادت  
مفہوم ہوگی اس عبادت کا واقعہ اس ہی سے ہوگا یعنی اپنی عبادت سے دوسرے کو قطع نہیں  
ہوتا چکا۔ جب ہی تو وہ اپنے اس فعل پر اجرت حاصل نہیں کر سکتا،

تو یہ اعتراض غلط ہے اس لئے کہ اہل سنت و جماعت کے نزدیک مال کیلئے جائز ہے  
کہ وہ اپنے ایک فعل کا ثواب دوسرے مسلمان کو بخشے، خواہ وہ ایک عمل بھی نہ کرے۔ یہ بالکل  
مذہبی ہے ہاں حج ہو یا صدقہ یا عتق قرآن ربکم ہذا کر لکھی جمل حال ہاں ہی انبیاء کرمہ علیہم  
السلام سے حرارت مذکورہ لی۔ یا رب کا ثواب یا انبیاء کرمہ ام و رحمت اللہ علیہم اجمعین  
سے حرارت مذکورہ لی۔ یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ثواب عبادت یا عتق یا صدقہ

(2) دوسرا جواب یہ ہے کہ صاحب بحر الرائق نے اس اعتراض کا جواب اس انداز سے دیا ہے: **قال في البحر وبطلان هذا بسناد كروا في الصحيح عن العبر ان الصحيح يقع عن الامر** صاحب بحر کہتے ہیں اسے معترض فقہاء کے اقوال (ان الصحيح يقع عن الامر) کے ساتھ میرے اس اعتراض کی دہریاں کھر گئیں فقہاء کھروا ہم علیہم طر حنوان نے لکھا کہ (اگر ایک مسلمان دوسرے مسلمان سے کہے کہ میری جانب سے حج کرو اور دوسرا مسلمان حج کا حکم دینے والے مسلمان کی جانب سے حج کر لے تو فقہاء نے لکھا ان (الصحيح يقع عن الامر) یہ حج حکم دینے والے کی جانب سے واقع ہوگا۔

۱۰۔ دیکھا آپ نے کہ فعل کوئی کر رہا ہے اور عبادت کسی کی جانب سے واقع ہو رہی ہے جب کہ یہ حج بدل ہے حال یہ حال کوئی نقلی حج بھی نہیں کر رہا بلکہ فرض حج ہے۔ پھر بھی یہ حج نئے حج بدل کہتے ہیں امر (حج بدل کا حکم دینے والا) کی جانب سے ہی شمار ہوگا، کیونکہ اس حج سے امر کا امر قارئاً ہوگا نہ کہ ناقل کا۔

طرز براں اتارنے اپنے اعتراض کیلئے جس عبارت کو دلیل بنایا اس عبارت میں یہ جملہ (فلا يجوز له اخذ الاجرة من غيره) سہماں کیلئے جائز نہیں کہ وہ ان حقائق پر کسی سے اجرت لے، اس جملے کے بعد تو قاری میں نے اسنے دلائل دیے ہیں کہ اب اس جیسے کی کوئی حجت نہ رہی۔

### خبر سوال پچ

علامہ شامی کہتے ہیں کہ تین اہام میں عبارت سمجھ کر لیا تو اس مسئلہ کے قواعد میں بہت کچھ کہا گیا ہے۔ انہوں نے جن عبارت سے استدلال کیا ہے وہ صریحاً ہیں۔  
مجھے کہ حضرت تاج الشریعہ نے شرح الہدایہ میں فرمایا ہے:

ان القرآن بالاحرة لا يستحق الثواب لا للتميت ولا للقاري وقال العيني في شرح الهداية ويمنع القاري للدينار الواحد والمعطى اتمان خاصي جلد ۵ احارہ ۳۵۱

اجرت پر قرآن مجید چڑھا جائے اس صورت میں ثواب کا مستحق نہ تو قاری ہوگا نہ ہی مرقوم کہ جسے کا ثواب ملے گا۔ اور پھر شرح بدایہ میں فرمایا ہے کہ (قاری اگر دیکھے

مصول کے لئے قرآن پر محتاج تھا کہ اسے نہ کھا جائے۔ نیز قرآن کریم کی تلاوت سے اسے اپنے دانا اور اجرت لینے والا ہوں کہنا ہے۔

## ✽ جواب اول ✽

اس سوال کے دو جواب ہیں۔

پہلا جواب یہ ہے کہ اچانک مصحف جائز ہے۔ دیکھئے مذہبِ اہم۔ بحوالہ اہل

## ✽ جواب دوم ✽

”وهي الروضة وفيها صاحب جوارح للامام والمؤلف والمعلم اخذ الاخرة وحفظ في العباد والكنافة والامام الحبر الاخرى

کتاب الروضة میں ہے کہ حدیث زمانے میں امام اور مؤذن اور معلم کے لئے اجزائے اپنے عمل (یعنی معلم قرآن کو قرآن کریم پڑھانے کا اور مؤذن کو آذان دینے کی اجرت ملتی تھی) اسی طرح کتاب الزیچہ کتاب اللہیہ اور یہی قول حضرت علامہ امام الخیر فی اخروی کا بھی ہے۔

## ✽ سوال ✽

”سوال؟“ قیہ (اہم کتاب) میں ہے کہ اگر کسی شخص نے اس شرط پر کوئی شیء وقف کر کے اسے وقف میں میری قبر کے پاس قرآن کریم کی تلاوت کچھائے تو یہ نہیں جائز ہے۔ اور کتاب الوصایا میں علامہ نے تصریح فرمائی ہے کہ اگر ایک مسلمان نے دوسرے کی قبر پر وقف کی کہ میری میری قبر کے پاس قرآن پڑھے گا تو اسے وقف سے ہل دیا جائے۔ قیہ ہیئت باطل ہے۔

✽ میں الحمد للہ تعالیٰ کنی و جود سے اس کا جواب دیتا ہوں ✽

## ✽ جواب اول ✽

سادہ، بحر نکلتے ہیں

قال في البحر في المرقف ان هذا السطلان مسمى على وطاهر، غير المسمى به و المسمى به، حوالا عند الاخرى فو تعين السطلان بحر ولف

اس حدیث کا جواب یہ ہے کہ صاحب مزار اب اللفظ تک اسے نہیں سمجھتا ہے اس بلطان کا کیا ہے  
 سو یہ بلطان غیر مفتی ہے قول پہنچی یہاں ہذا بلطان میں علی (ظاہر) ظہر المعنی بہ ا  
 اور جو مفتی ہے قول ہے اسے مطابق تھیں مکان اور اجرت لینا جائز ہے۔ (المعنی بہ، حوالہ  
 احمد الاسود ونہیں المسکان)

### ﴿وجہ دوم﴾

قال صاحب البحر فی الوقف والبدی ظہری انہ میں علی قول میں حبیہ  
 مکرر اذہ القراءۃ فعد القرو المحدث قول محمد من عدم کراۃ القراءۃ فعد القرو  
 کما فی الخلاصۃ محروک

﴿صاحب خلاصۃ الفتاویٰ اپنی رائے پیش کرتے ہوئے رقمطراز ہیں﴾

اس حدیث کا جواب دیتے ہوئے صاحب خلاصۃ الفتاویٰ (باب الوقف میں) لکھتے ہیں۔  
 میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ یہ (بلطان وصیت) اس قول پہنچی ہے جس قول میں امام احمد  
 نعمان بن ثابت (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا ہے کہ قبر کے پاس قرآن کریم کی تلاوت  
 مکروہ ہے (انہ میں علی قول میں حبیہ مکرر اذہ القراءۃ فعد القرو)  
 جبکہ امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ (قبر کے پاس قرآن کریم کی تلاوت کرنا)  
 مکروہ نہیں، یہی قول ہے (والمحدث قول محمد من عدم کراۃ القراءۃ فعد القرو)

### ﴿وجہ سوم﴾

صاحب حموی الاشیاء لکھتے ہیں

قال الحموی وہی مجمع الفتاویٰ الوصیۃ بالقراءۃ فعد علی القرباطلة ولكن ہذا  
 لم یس فی الفتاویٰ واما اداعیہ فہی ان یحور علی وجہ الصلۃ حموی الاشیاء  
 یہ اعتراض کا جواب دیتے ہوئے صاحب حموی الاشیاء مجمع الفتاویٰ سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں  
 کہ قبر کے پاس قرآن کریم کی تلاوت کرنے کی وصیت اس میں صحت میں باقی ہے جب  
 قرآن پڑھنے والا تمکین ہے۔ (یعنی جس کی تمکین نہ ہو)  
 اور اگر تمکین ہو تو کثیرت جرت قہری دینا جائز ہے۔

صاحب حموی الاشباہ اپنی رائے کا اعجاز کرتے ہوئے لکھتے ہیں

ويعلم من قول مجمع الفتاوى ان الوصية بالقراءة فاستطاعت لعدم جواز الاسارة على القراءة فوسعي ان يكون صحيحة على المعنى به من جواز الاسارة على الطاعة كما هو مذهب عامة العلماء المتأخرين حموي الاشباہ

۵

ان اعتراض کا جواب دیتے ہوئے صاحب حموی الاشباہ اپنی رائے کا اعجاز کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ مجمع الفتاویٰ کے قول سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وصیت کرنا کہ میری قبر کے پاس قرآن کریم کی حیات کی جائے) سو یہ وصیت باطل ہے، کیونکہ قرآن کریم کی حیات پرابہدہ جائزی نہیں۔  
تنبیہ میں کہیں کہ مخیرین علیہ السلام کے مذہب مفتی بہ قول کے مطابق حیات پرابہدہ (یعنی اجرت لینا) صحیح رہا ہے۔

### ﴿سوال﴾

جواب: والا! قبر کے پاس قرآن کریم پر سحر کی اجرت لینا مدت ہے کیونکہ قرات قرآن متواتر پر نہ تو ائمہ اربعہ الامام اعظم، امام مالک، امام شافعی، امام احمدی، حنبلی، رائے کوئی قول حقوق ہے اور نہ ہی ان اکابر کی اجازت۔ سو مرنے والے کا وصیت کرنا کہ میرے مرنے کے بعد میری قبر کے پاس میری کوٹھا کر عبادت کرواؤں (یہ وصیت محض باطل ہے جب یہ وصیت ہی باطل تو قاری کو اجرت دینے نہ دینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا؟

﴿میں کئی وجوہ سے اسکا جواب دیتا ہوں﴾

### ﴿وجہ اول﴾

میں (مفتی رشید گل) کہتا ہوں،

کہ یہ (اجرت در حقیقت صدقہ ہے) اور صدقات کے حلقہ مطلق نفوس قرآن و احادیث مجھ، اثبات صدقات للاموات اور ان صدقات کا مانع للاموات ہونے کیلئے کافی وثائق موجود ہیں، سو نفوس قرآن کریم و احادیث مجھ کے ہوتے ہوئے ہمیں ان مساکین میں صدقہ ادا کرنا لازم ہے اور یہ وصوان اللہ علیہم اجمعین کی اجازت کی ضرورت نہیں۔  
اجرت جب ہوتی ہے اس مسئلے کا حل نفوس قرآن کریم و احادیث مجھ میں نہ ہوتا

۱۰۔ امام القراءۃ عبد القیوم منکرہ عبد البی حبیفہ و مالک و احمد فی روایۃ لا یحدث و قال محمد بن الحسن و احمد فی روایۃ لا یکرہ لعماد بن علی بن عمرہ اوصی ان یقرأ علی قبرہ و قلت المدنی یوضح سورۃ البقرۃ و حوالہا شرح القاری للغة الاکبر (۱۵۸) صاحب شرح فتح اکبر کتبہ میں

و قبروں کے پاس قرآن کریم کی تلاوت کرنا ایک روایت کے مطابق یہ امام اعظم نعمان بن حاتم امام مالک امام احمد کے نزدیک مکروہ ہے کیونکہ یہ دین میں ایک نیا کام ہے بلکہ امام محمد بن حسن اور امام احمد

نے ایک روایت میں کہا ہے کہ قبروں کے پاس قرآن کریم کی تلاوت کرنا مکروہ نہیں۔ (اپنے اس قول پر دلیل دیتے ہوئے امام محمد بن حسن اور امام احمد فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے وصیت فرمائی کہ میرے دفن کے وقت سورہ بقرہ کا پہلا (رکوع) اور آخری (رکوع) پڑھی جائے۔

﴿سوال﴾ کل طاعة یختص بها المسلم ای ملة الاسلام لا یجوز الاستیحار علیها سوال واجب الاستیجابات مسلمانوں سے تعلق ہیں ان طاعات پر اجازت (حرکت) لینا جائز نہیں ضامی جلد ۵، (۳۴)

﴿میں کئی وجوہ سے اسکا جواب دیتا ہوں﴾

﴿وجوب اول﴾

میں پہلے بھی اس سوال کا جواب دے چکا ہوں کہ حضرت علامہ شانی حنفی کے قول سے مراد یہ معنی سے ناواقف ہے۔ کیونکہ فقہاء کے اس قول (لا یجوز الاستیحار) کا معنی (لا یحب الاستیجار) ہے نہ کہ (محرم) یا (مکروہ)۔ کما مر من المیسوط و الخلاصة الفتاوی و عیسی الہدایۃ، و عیسی النہای و غیر ہذا فقہاء کو

(یعنی صاحب میسوط و دیگر فقہاء کرام نے "لا یحب الاستیحار" کا معنی مراد یہ کیا ہے کہ "لا یجوز الاستیحار" کا مطلب ہے "لا یحب الاستیحار" احرار ۳ ارجح نہیں۔ فقہاء نے اسکا مطلب یہ تو بیان نہیں کیا کہ "لا یجوز الاستیحار ای محرم" کہ استیجار صحیح نہیں کا یہ معنی ہو کہ یہ اہرہ حرام ہے۔ یہ کسی فقیہ نے نہیں کہا،

دست فی صہاء کے "لا یجوز الاستیعاج" کا مطلب یہ جان لیا کہ

لا یجوز الاستیعاج اسی معنی ہے۔ "استیعاج نہیں کیا یہ مطلب ہو کہ یہ اہرت طرہ ہے" معلوم ہوا کہ علامہ ثانی سے تسامع ہوا۔

مزید معلومات درکارہوں کو قول اول کی طرف رجوع فرمائیں وہاں میں نے سب کثیر (تقریباً چودہ کتابیں) سے ثابت کیا ہے کہ "ہمارے کاغذ اور جڑ ہے" اسکے الگ احکامات ہیں اور قرآن کریم کی تلاوت کا ثواب مرحومین کو ملتا اور فانی ہے (اسکے احکامات اور ہیں) اور صدقہ کے احکامات اور ہیں۔

نتیجہ کلام یہ ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت "پراہارہ" منعقد نہیں ہوتا ہا ثواب تو وہ یقیناً مرحومہ و مائلی کو مل جاتا ہے۔ ہا صدقہ، سورہ توہر حال میں درست ہے (انہیں تو کلام نہیں)

﴿وجہ دوم﴾

دوسرا انتخاب یہ ہے

کہ قرآن کریم "اعادیت مبارکہ کی کتابت وحسن اسلام میں یقیناً عبادت محصہ ہے" (خاص عبادت ہے) پھر بھی قرآن کریم "اعادیت مبارکہ کی کتابت پر اہرت لینا بالاتفاق جائز ہے" جب یہ عبادت شخص ہے اور اس پر اہرت لینا جائز ہے تو تسلیم قرآن کریم اور تلاوت قرآن پر اہرت کیا کرنا جائز ہو۔

﴿وجہ سوم﴾

تیسرا انتخاب یہ ہے

کہ سورہ فاتحہ چار عہد منتخب اسلام کا عبادت خاص ہے یا چونکہ سورہ فاتحہ پر حکروم کرنا اس پر اہرت لینا بالاتفاق درست جائز ہے۔ جس پر اعادیت سے حوالے گذر چکے ہیں۔

﴿وجہ چہارم﴾

نہا۔ صاحب تحفہ نری (بعد مابین معہ) کے ذیل میں لکھتے ہیں کہ

جنوں علماء دہر غور کر شد هیچ وجه ذرا نیافسد۔ و اجماع بر حواریان محقق گشت و از بس آیت حرمت اولیائت نمی شود۔ زیرا کہ اگر مراد اولیائت و نہ لیس اولیاء مگر اس احوت کتابت بالیست کاغذ۔ و یہاں میں شود۔ لفظہ ثم یقولون ہذا

عن عبد اللہ بن مسعود صحابہ و لعنوا من القدر، ولہذا ابن عباس و محمد بن حنفیہ  
 مداحین فتویٰ دافعہ، لیسہریر بری

صحابہ تغیر عزائی (بعد مابین معہ) کے اہل میں گھٹتے ہیں۔

۱۔ جب طاعات پر معص کے دلائل کو دیکھا گیا سوچیں دلائل میں کوئی وزن نہ پڑا اس لئے  
 ۔ جب لوگوں کو طاعت کے ان دلائل پر غور و خوض کیا جو معص کیلئے قائم کی گئیں تھیں تو ان طاعت کے  
 ان دلائل میں ایسی کوئی وجہ نہ پائی کہ جواز پر لپٹنے کے معص کا سبب بن سکے جبکہ اجرت  
 کے جواز پر اجماع ثابت و قائم ہے۔

یہ اس آیت (الشعروانہ نساء للہ) سے اجرت کی حرمت ثابت نہیں۔

کیونکہ اگر اس آیت (الشعروانہ نساء للہ) سے اجرت کی حرمت ثابت کی جائے، بالخصوص کاغذ یا قلم یا سیاہی،  
 مردوں کی تو پھر انہی میں شامل کے اس قول: ثُمَّ يَفْزَنُونَ هَذَا مِنْ عَدِّ اللَّهِ کا کیا مقصد ہوگا۔  
 اس لئے حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے اجرت لینا  
 مہمان قرار دیا ہے۔

### ۱۰ اعتراض

اس اعتراض کی تین شقیں ہیں

۱۔ (شق ۱) بناب المعروف کا لفظ شرط ہے (یعنی جہاں عرف میں پایا  
 جائے تو ایسا ہے جیسے اس نے شرط لگائی ہے) یہ ہر ایک موقع پر قرآن خوانی کے بعد کچھ لے  
 لینا عبادی ہے جیسے اس نے پہلے سے یہ لے لیا ہے، سو اس صحت میں ہی کچھ قول کر لینا  
 جائز نہیں، کیونکہ قاعدہ ہے المعروف کا لفظ شرط۔

(شق ۲) قول البعض هذا يشبه الاحرف

بعض فقہاء نے فرمایا ہے کہ قرآن خوانی سے بعد کچھ قول کر لینا اجرت کے مشابہ ہے۔

(شق ۳) هذا بمنزلة الاحرف

بعض فقہاء نے فرمایا ہے یہ اجرت کے قائم مقام ہے۔

طاعات پر کچھ قول کر لینا تو مثل شرط کے ہے، یا مثلاً شرط کے ہے، یا بحول شرط کے ہے،  
 لہذا اتمام صورتوں میں طاعات پر اجرت لینا منع ہے۔



جو کسی مجددِ تہذیب کی دنیا سے اس کا جواب دیتا ہوں ہے

جواب اول ہے

صاحب مثنیٰ لکھتے ہیں

لَا يَلْبِثُ الْمُنْطَفِدُ مِمَّنْ مَعَهُ ذَلِكَ لِمَرْحَبَةِ الْمَنَاسِ فِي مَعْلُومَاتِ الْإِحْسَانِ بِأَلَا حَسْرَةٍ

بِالْإِضْرَاطِ وَقَدْ رَأَى عَيْسَى كَذَابِيَّةً عَالِيَةً بَوَكَاهُ، وَالْبَحْرُ كَمَا عَرَفِي الْقَوْلَ الْهَامِي

(دیکھتے) اختتام لکھتے ہیں کہ حقدینِ فقہاء نے (اجرت کا لینا) اس لئے منع کیا تھا کہ ان کے زمانے میں لوگ احسان کا بدلہ احسان کیساتھ چکانے میں رغبت رکھتے تھے۔ جبکہ وہ رغبت (عبادے دور میں) ازائل ہو چکا ہے (سو ہمارے زمانے میں طامات پر اجرت لینا جائز ہے) تفصیلی جواب قولِ جلی کے بیان میں گذر چکا ہے۔

فَارْجِعْ إِلَى قَوْلِ الْهَامِي، سَوَاءٌ تَفْصِيلِي جَوَابٌ دِيكُنَا بِقَوْلِ جَلِي كَمَا مَطَافُ فَرَاغِي،

جواب دوم البیان فقیر نے الاسرار لکھتے ہیں ہے

وَهِيَ زَعَامَاتُ تَغْيِيرِ الْجَوَابِ فِي بَعْضِ الْمَسَائِلِ لَتَغْيِيرِ التَّوَمَانِ وَحَوَافِ اِثْنَاوَسِ الْعِلْمِ

وَالدِّينِ لَتَغْيِيرِ الرِّعَايَاتِ (التي قولہ) فَاغْنِي فِي الْحَوَازِ فِيهِمَا عَشِيَّةُ الْوُفُوعِ فِي

عَاهُو اَشْدَّ مَهْلُو اَصْحَ، كَذَابِيَّةً رُوحِ الْبَيَانِ، حَرْفَةُ الْاَسْرَارِ (۶۶)

صاحب دوم البیان و صاحب فقیر نے الاسرار فرماتے ہیں،

(کہ حقدین کے زمانے میں لوگ نیکیوں کے کاموں میں بلا اجرت رغبت رکھتے تھے،

سوائے اجرت لینے کو منع کرتا اس زمانے کے لحاظ سے صحیح تھا سائنس کی کمرانیت کا جواب دینا

ان کے زمانے کے لحاظ سے بالکل درست تھا جبکہ ہمارے زمانے میں (لوگوں کی طبیعتوں

میں تغیر و تبدل کی وجہ سے) بعض مسائل کا جواب بھی متغیر ہوگا،

(جبکہ ہمارے زمانے میں لوگوں کی دین کی طرف رغبت میں کمی اور سستی دکھائی دے رہی ہے

تک پہنچی کہ اس بات کا خوف پیدا ہوا کہ بے رغبتی اور سستی دکھائی کی بنا کہیں دین و اسلام

مہدم نہ ہو جائے،

سوائے اہلِ اُمت (انے) ہر خوف کے (کہیں) دین و اسلام مہدم نہ ہو جائے (مذکورہ مسائل

عامات پر اجرت لینے) کے بارے میں جواز کا فتویٰ دیا،

اس سے کہ دین کا تمام مہدم ہونے سے (بہتر ہے کہ جواز کا فتویٰ دیا جائے اور دین

مہدم اٹنے سے بچاوا جائے) کیونکہ دینی کامہدم اور (نہوا ہند) اجرت کے پلے سے  
ریا اور پریشانی کن اور جانی کا باعث ہے۔

### ﴿وجہ دوم﴾

﴿ابواللیث اسمر قدنی وصاحب خزینۃ الاسرار لکھتے ہیں﴾

الثالث ان يعلم معر شرط فان اهدى اليه قبله يعوز احصاء لان النسي كان  
معلما لحلق بقبل الهداية. يستان الفقيه ابي الليث ثم خزينة الاسرار (٦٦)  
ابواللیث اسمر قدنی وصاحب خزینۃ الاسرار فرماتے ہیں۔

یہ بات (قر) ثابت ہے کہ معلم بغیر اجرت کے چھائے (اگر کتابہ کے والدین عز،  
اکارب معلم کو بعد یہ کچھ فیس کریں تو معلم کو قبول کر لینا چاہیے مگر علم ملانے سے جائز  
قرار دیا ہے،

(تعلیم قرآن پر ہدایات کی قویات کے حوالہ ابواللیث اسمر قدنی وصاحب خزینۃ الاسرار  
معلم انسانیت جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے اسوہ حسنہ کو مکمل ملاتے ہوئے لکھتے ہیں)  
(لان النسي كان معلما لحلق بقبل الهداية) کہ حضور پروردگار ﷺ تمام مخلوقات کے معلم  
ہیں (اللہ کی عطا۔ سے انہیں قرآن کریم کی تعلیم دی دیگر علوم کی تعلیمات سے مخلوقات  
معاذ اللہ کے سبوں کو منحور کیا بلکہ وہ کونسا علم ہے اور کسی چیز کا علم ہے جو حضور پروردگار ﷺ  
نے اللہ کی مخلوق کو سکھائی ہو یا نہ ملاتی ہو پھر بھی حضور پروردگار ﷺ ہدایات قبول فرماتے تھے

سوال کے متن نمبر (٦) کا جواب

﴿عبارہ تکراری لکھتے ہیں﴾

ان لفظ قالوا المعروف كالمشروط مشعر بضعف هذه القاعدة قال الفقهاء ان  
لفظ قالوا اشارة الى ضعف ما قالوا. عبارہ تکراری فرماتے ہیں،

کہ قالوا المعروف كالمشروط ایس لفظ (قالوا) ای اس قاعدہ (المعروف كالمشروط) کے  
ضعف کی دلیل ہے، عبارہ تکراری فرماتے ہیں کہ لفظ (قالوا) اس بات کی طرف  
اشارہ ہے۔ جو کچھ انہوں نے کہا، ضعیف ہے۔

﴿صاحب لادنی حاد یہ لکھتے ہیں﴾

قال في الحامدية لفظ قالوا يستعمل في ماله اختلاف المشايخ  
 کہ لفظ (قالوا) اس مسئلہ کیلئے استعمال ہوتا ہے جس مسئلہ میں مشائخ کا اختلاف ہو۔

﴿صاحب فتح القدر لکھتے ہیں﴾

قال في فتح القدير قول التهذيب على ما قالوا العادة في مثل هذه القادة الضعيف مع الحاصل  
 صاحب فتح القدر فرماتے ہیں کہ صاحب ہدایہ کا یہ فرمانا (علی ما قالوا) اپنے عقل کی جانب  
 اعادہ ہے اور یہ (علی ما قالوا) مسئلہ میں اختلاف و ضعف کی جانب مشعر ہے۔

﴿صاحب حموی لکھتے ہیں﴾

قال الحموي صرح المصنف في فوائد الزينة بأنه لا يجوز العنوي بما يقتضيه  
 الصواب لأنها ليس ككلمة بل أغلبية خصوصاً وهي لم تثبت عن الإمام بل استحرجها  
 المشايخ من كلامه حموي۔

صاحب حموی فرماتے ہیں مصنف نے فوائد الزینہ (ہی کتاب) میں تصریح فرمائی ہے  
 کہ فتویٰ (علم نحو، علم صرف، علم اصول، علم فقہ) کے قواعد و ضوابط پر نہیں دیا جاتا، کیونکہ قواعد  
 کا تعلق کلیات سے نہیں بلکہ التفصیلات سے ہوتا ہے بلکہ یہ مسئلہ کہ طاعات پر اجارہ ناجائز  
 ہے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا اپنا قول بھی نہیں بلکہ یہ تو مشائخ نے ان کے کلام  
 سے استخراج کر کے کہا ہے۔

﴿صاحب حموی دوسرے مقام پر لکھتے ہیں﴾

بما۔ وفي موضع آخر من الحموي لا يحمل الاطباء من القواعد والصواب والاعمال  
 المعنى حكمية لفظ الصريح كما صرحوا۔

صاحب حموی دوسرے مقام پر فرماتے ہیں کہ صرف قواعد و ضوابط پر فتویٰ دینا جائز نہیں،  
 بلکہ منطقی پر لازم ہے کہ وہ عقل صریح کیساتھ فتویٰ دے، جیسے کہ علماء نے اس بات کی  
 تصدیق فرمائی ہے۔

بما۔ معلوم ہوا کہ (المعروف كالمشروط) کو (اس مسئلے میں) اپنی جگہ سے ہٹا کر  
 جگہ اس کے قائلہ مذکورہ معروف کا مستعمل اس قسم کے مبادیات میں جاری نہ ہوگا، دیکھو

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ہَلْ حِزْبًا الْاِخْسَانُ (الایۃ) سورہ دھن

احسان کا بدلہ احسان ہے۔

قرآن کریم کی اس آیت سے ظاہر ہوا کہ (ہم جس مسئلہ میں گفتگو کر رہے ہیں) ”دست“ ہے اس لئے کہ قاری کا پڑھنا احسان (نیکی) ہے اور مروجہ کی جانب سے یا اپنی جانب سے کچھ دے دینا صدقہ ہے یہ بھی احسان (نیکی) ہے، یہ احسان کا بدلہ ہے احسان کے ساتھ اس میں حرمت و ممانعت کہاں سے آگئی۔

﴿ احسان کرنا مأمور ہے ﴾

اللہ تعالیٰ دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے۔

اَحْسَنْ تَحْسَنَ اللَّهُ إِلَيْكَ (الایۃ) سورہ القصص،

احسان کر (لوگوں کیساتھ) جس طرح تیرے ساتھ اللہ نے احسان کیا ہے۔

جب احسان کرنا مأمور ہے تو ماننا پڑے گا کہ قاری کا پڑھنا احسان (نیکی) ہے اور مروجہ کی جانب سے یا اپنی جانب سے کچھ دے دینا صدقہ ہے یہ بھی احسان (نیکی) ہے یہ احسان کا بدلہ احسان کے ساتھ اس میں حرمت و ممانعت کہاں سے آگئی۔

﴿ احسان کرنا مأمور ہے ﴾

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

إِنَّ اللَّهَ بِأَعْيُنِهِ لَيُحِيطُ بِمَا تَعْمَلُونَ (سورہ النحل)

اللہ تمہیں عدل و احسان کرنے کا حکم دیتا ہے۔

جب احسان کرنا مأمور ہے تو ماننا پڑے گا کہ قاری کا پڑھنا احسان (نیکی) ہے اور مروجہ کی جانب سے یا اپنی جانب سے کچھ دے دینا صدقہ ہے یہ بھی احسان (نیکی) ہے یہ احسان کا بدلہ احسان کے ساتھ اس میں حرمت و ممانعت کہاں سے آگئی۔

﴿ احسان و محبہ متان کا سبب ہے ﴾

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

إِنَّ رَحْمَةَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ (الایۃ) سورہ اعراف،

اللہ کی رحمت احسان کرنے والوں کے قریب ہے۔

تھری کا پڑھنا قربت الہی ہے اور مرحوم کی جانب سے یا اپنی جانب سے دیا  
 دینا صدقہ ہے یہ بھی قربت الہی ہے اس میں حرمت و ممانعت کہاں سے آئی۔  
 ﴿وہ احسان سب رحمت ہے﴾

قال النبی ﷺ رحمہ اللہ تعالیٰ رجلاً مسحاً اذا اشترى و اذا الفقی  
 حضور پر نور ﷺ فرماتے ہیں اللہ رحم کرتا ہے اس (احسان) کرنے والے پر جو خرید و فروخت  
 کے وقت اور جب دوسرے پر قرض ہو تو اپنا قرض مانگنے کے وقت شکایت و احسان کرنے  
 والا ہو۔ رواہ البخاری و ابن ماجہ

حدیث مبارک سے ظاہر ہوا کہ احسان کرنے والے پر اللہ تعالیٰ رحم فرماتا ہے۔  
 تو قاری کا پڑھنا احسان (نیک) ہے اور مرحوم کی جانب سے یا اپنی جانب سے کچھ دے دینا  
 صدقہ ہے یہ بھی احسان (نیک) ہے۔ یہ احسان کا بدلہ احسان کے ساتھ اس میں حرمت و ممانعت  
 کہاں سے آئی۔ بلکہ یہ تو دونوں کیلئے باعثِ رحم و رحمت الہی ہے۔

﴿وہ احسان بخشش کا ذریعہ ہے﴾  
 حضور پر نور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

قال النبی ﷺ عصر اللہ تعالیٰ لو حل کان قلمکم کان سہلاً اذا اشترى سہلاً  
 اذا الفقی۔ رواہ الترمذی و قال حدث حسن عرب صحیح۔  
 حضور پر نور ﷺ فرماتے ہیں تم سے پہلے ہوا آدمی گنہگار ہے کہ جب وہ خرید و فروخت  
 کرتا تو آسانی (احسان) کرتا (دیتے ہوئے زیادہ دیتا خرید کے وقت قیمت زیادہ دیتا) اور جب  
 (کسی پر قرض ہوتا تو) قرض کی وقت تری (احسان) کرتا اس پر اللہ تعالیٰ نے اسے بخش دیا  
 ہا۔۔۔ میں (ملتی شائستہ گل) کہتا ہوں کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ احسان کرنے  
 والے کو اللہ تعالیٰ بخشتا ہے۔

﴿جو حقوق پر احسان و مہربانی کرنے سے اللہ مہربان ہوتا ہے﴾

حضور پر نور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

قال النبی ﷺ کان لاسر فیہا من الناس فانما ای معسر قال لفتاۃ لعلو عہ لعل  
 اللہ ان یحاور عہ لعلو اللہ عہ رواہ البخاری و مسلم و السنن

مضمر پر فوراً ملاحظہ فرماتے ہیں، ایک تاجر (فصل) اتحاد، جو لوگوں کو قرض دینا خواہہ چار سو روپے مقرر فی  
 کوٹنگ سے پانچ سو روپے (نور یا دلا دہی سے کسی) نو جوان (کو سو روپے مقرر فی) کے پاس قرض  
 لینے کیلئے بھیجا تو وہ تاجر اس نو جوان سے کہتا کہ وہ قرض دار پر میرانی سے پیش آئے، کیونکہ  
 آج اگر ہم اس کیساتھ میرانی سے پیش آئیں گے تو ہو سکتا ہے کہ کل اللہ تعالیٰ ہم پر میرانی  
 سے پیش آئے۔

۱۰۔ میں (مطلق شائستہ گل) کہتا ہوں کہ بائیں اس صحت مہد کہ سے مہرت حاصل کریں  
 اور مہرتی کرنا ترک کریں۔

﴿احسان کرنے والا مطلق، و مرحوم ہے﴾

۱۱۔ هذا الحديث يدل على دوام عاقلة بالاحسان قال في الكنز وغيره صح  
 الرأفة في النفس والسبح والحط من النفس.

یہ حدیث دلالت کرتا ہے اس بات پر، کہ احسان کی عادت ہمیشہ (بر کام میں) ہوتی چاہے  
 جس طرح صاحب کٹر لگتا ہے کہ (غریب سے وقت) بیسوں میں زیادتی کرنا (سود کی قیمت  
 سے زیادہ پیسے دینا) اور (جو چیز چاہی) اس کی صفیں کردہ بیسوں میں کی کرنا (یعنی خریدنے  
 والے سے کم پیسے لینا) اچھا ہے۔

۱۲۔ میں (مطلق شائستہ گل) کہتا ہوں کہ یہ احسان ہے اور احسان کرنے والا مرحوم و مطلق ہے

﴿صاحب اشیاء سمجھتے ہیں﴾

۱۳۔ انه يعارض هذه القاعدة قاعدة اخرى صحيحة وقوية مهال في الاشياء  
 الضرورية من تسبب المحظورات والحاجة لنزول ضرورة الضرورة وحوت الاعارة على  
 خلاف القياس للحاجة، الاشياء صاحب اشیاء فرماتے ہیں۔

یہ قاعدہ (المعروف كالمشروط) اس قاعدہ سے متضاد ہے جو اس سے زیادہ سچی اور  
 مضبوط ہے، صاحب اشیاء فرماتے ہیں کہ یہ ہے ضرورت سے تسبب المحظورات كضرورت  
 اشیاء منوہ کو مہمان کر دیتی ہیں اور عادت ضرورت کے قائم مقام ہے (یعنی اگر مسلمان  
 کسی شیئی کو مانع ہو جائے یعنی میاں و م جس کے کرنے کی اسے حاجت چھ جائے  
 تو یقیناً یہ احتیاجی اہل ضرورت ہے، بہت ساری ایسی اشیاء ہیں جو اسلام میں ممنوع ہیں

مگر جب مسلمان اشیاء منوعہ کی طرف فتاویٰ دہاے تو یہ احتیاتی انکی ضرورت بن گئی۔  
اب اگر وہ بصورت احتیاتی اس فتی کو استعمال کرتا ہے

یادہ کام جو اسلام میں منوع ہے کرتا ہے تو چونکہ انکی وہ احتیاتی انکی ضرورت بن گئی ہے  
لہذا وہ کام جو منوع ہے اب اسے کر لینا منوع نہیں بلکہ جواز ضرورت جائز ہے۔

لہذا فقہاء نے جو ج ضرورت، تعلیم قرآن (و دیگر طاعات پر) اجرت لینے کو علی خلاف القیاس  
جائز قرار دیا ہے (یعنی قیاس تو یہ چاہتا ہے کہ حکومت و تعلیم قرآن کریم چونکہ اعظم الطاعات ہیں  
سو حکومت و تعلیم قرآن پر اجرت لینا ہرگز جائز نہ ہو مگر فقہاء نے اس قیاس کے خلاف فتویٰ دیا  
کہ تعلیم و طاعت قرآن پر اجرت لینا جائز ہے)

﴿صاحب اشیاء کہتے ہیں﴾

و حوزۃ السلم علی خلاف القیاس لمحااجة المفالیس. الاشیاء، صاحب اشیاء فرماتے ہیں  
(فقہاء) نے مامول کی ضرورت کے پیش نظر بیع سلم کو جائز قرار دیا حالانکہ یہ خلاف قیاس ہے  
﴿صاحب ہدایہ و کنز کہتے ہیں﴾

بلا. و بحوزۃ الانصاع بشر الحنزیو للضرورة هداية والكفر وغيرهما.  
صاحب ہدایہ و کنز فرماتے ہیں۔

سور کے بالوں سے جو ضرورت قائمہ اٹھا جائز ہے (حالانکہ سور کے بال بھی نہیں اٹھیں  
ہیں مگر جو ضرورت فقہاء نے سور کے بال سے قائمہ اٹھانے کو جائز لکھا ہے)

﴿صاحب اشیاء کہتے ہیں﴾

بلا. المشقة تحلب البسیر والاصل علیہا قوله، يُؤَيِّدُ اللَّهُ بِكُمْ الْيُسْرَ وَلَا يُؤَيِّدُ بَكُمُ  
الْعُسْرَ، و ما جعل عليكم في الدين من حرج. الاشیاء.

صاحب اشیاء فرماتے ہیں۔ مشقت آسانی کی طرف لہاتی ہے، جیسے کہ

اللَّهُ يُؤَيِّدُ اللَّهُ بِكُمْ الْيُسْرَ وَلَا يُؤَيِّدُ بَكُمُ الْعُسْرَ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا

اللہ تعالیٰ تم پر آسانی دیتا ہے اور تم پر سختی نہیں چاہتا۔

نیز اللہ جل جلالہ فرماتا ہے، و ما جعل عليكم في الدين من حرج

تو حرجہ نہیں ہے تم پر دین میں کوئی غل۔





مکتبہ دارالعلوم دیوبند

۱۔ کتاب التوحید ص ۱۰۰  
۲۔ کتاب التوحید ص ۱۰۰  
۳۔ کتاب التوحید ص ۱۰۰

فہرست

۱۔ کتاب التوحید ص ۱۰۰  
۲۔ کتاب التوحید ص ۱۰۰  
۳۔ کتاب التوحید ص ۱۰۰  
۴۔ کتاب التوحید ص ۱۰۰  
۵۔ کتاب التوحید ص ۱۰۰  
۶۔ کتاب التوحید ص ۱۰۰  
۷۔ کتاب التوحید ص ۱۰۰  
۸۔ کتاب التوحید ص ۱۰۰  
۹۔ کتاب التوحید ص ۱۰۰  
۱۰۔ کتاب التوحید ص ۱۰۰

۱۱۔ کتاب التوحید ص ۱۰۰  
۱۲۔ کتاب التوحید ص ۱۰۰  
۱۳۔ کتاب التوحید ص ۱۰۰  
۱۴۔ کتاب التوحید ص ۱۰۰

۱۵۔ کتاب التوحید ص ۱۰۰

فہرست

۱۶۔ کتاب التوحید ص ۱۰۰  
۱۷۔ کتاب التوحید ص ۱۰۰  
۱۸۔ کتاب التوحید ص ۱۰۰  
۱۹۔ کتاب التوحید ص ۱۰۰  
۲۰۔ کتاب التوحید ص ۱۰۰  
۲۱۔ کتاب التوحید ص ۱۰۰  
۲۲۔ کتاب التوحید ص ۱۰۰  
۲۳۔ کتاب التوحید ص ۱۰۰  
۲۴۔ کتاب التوحید ص ۱۰۰  
۲۵۔ کتاب التوحید ص ۱۰۰

۲۶۔ کتاب التوحید ص ۱۰۰  
۲۷۔ کتاب التوحید ص ۱۰۰  
۲۸۔ کتاب التوحید ص ۱۰۰  
۲۹۔ کتاب التوحید ص ۱۰۰  
۳۰۔ کتاب التوحید ص ۱۰۰

انجواب

۳۱۔ کتاب التوحید ص ۱۰۰  
۳۲۔ کتاب التوحید ص ۱۰۰  
۳۳۔ کتاب التوحید ص ۱۰۰  
۳۴۔ کتاب التوحید ص ۱۰۰  
۳۵۔ کتاب التوحید ص ۱۰۰  
۳۶۔ کتاب التوحید ص ۱۰۰  
۳۷۔ کتاب التوحید ص ۱۰۰  
۳۸۔ کتاب التوحید ص ۱۰۰  
۳۹۔ کتاب التوحید ص ۱۰۰  
۴۰۔ کتاب التوحید ص ۱۰۰

میں اختلاف ہو جائے (تو امام محمد کا قول اس صورت میں یہ ہے کہ عرف کی طرف رجوع کیا جائے) (یعنی اگر عرف میں پہلے لینے کا رجوع ہو پھر تو پکڑے اگر اب کرنے کی صورت میں درزی سے پکڑے کے پہلے وصول کریں گے اور یہی ہی اگر پکڑا دھنے والے نے پکڑے کو دوسرا رنگ دے دیا جو پکڑا دینے والے کے غلطہ کے مطابق نہ تھا تو امام محمد نے نزدیک عرف کی طرف رجوع کریں گے) (اگر عرف میں پکڑے کو دوسرا رنگ دینے کی صورت میں رنگ سازد سے دار ہو تو پھر اس سے پہلے لینے جائیں)

ابن ذکوانہ تینوں ائمہ (امام اعظم، امام احمد، امام شافعی) کے نزدیک مسئلہ یہ ہے کہ اختلاف کی صورت میں ہم عرف کو پھوڑیں گے۔ بلکہ ان دونوں صورتوں میں جو پکڑے کا مالک ہے اس کا قول مستحب ہے (والقول لرب القول ولو عرفا) (عرف اور قول دونوں کی بات فقہ کی تمام کتابوں کے متون اور شروح کے (باب الاقرار) میں موجود ہے۔

یہاں (مفتی ثنائت گئی) کہتا ہوں کہ طاعات و عبادات میں (جیسے عظیم قرآن و تلاوت قرآن کریم، دعاؤں، نماز، ہجرت کے مسئلہ میں) المعروف کا المشروط کا قاعدہ سچا نہیں ہے، یعنی اس مسئلہ میں عرف عام کو اختیار نہیں۔ بلکہ عرف عام کو ترک کریں گے اور فقہاء کا یہ فتویٰ ہے کہ ہمارے زمانے میں طاعات و عبادات پر اجرت لینا جائز ہے اسی فتویٰ پر عمل کریں گے۔

صاحب اشیاء لکھتے ہیں کہ

قائدہ مذکورہ المعروف کا المشروط بہت سارے مسائل کو شامل نہیں

سواء قاعدہ کلیہ نہیں بلکہ قاعدہ تخصیص ہے یہ قاعدہ طاعات و عبادات کے بارے میں غیر مقبول ہے۔ دیکھئے صاحب اشیاء لکھتے ہیں۔

قال في الاشياء لو حلف لا يهدم بيتا حدث يهدم بيت العسكروت حتى بعد اربعة مسائل من ذلك صاحب اشیاء فرماتے ہیں۔

اسی شخص نے قسم کھائی کہ میں گھر نہیں گراؤں گا پھر اس نے حکمرانی کا (چال) توڑا اور

۱۱ مانٹ ہوگا (یعنی اس نے قسم توڑی۔ اس لہذا اس پر کفارہ ہوا اگر لازم ہوا)

۱۲ یعنی کہ اس نے قسم کھائی تھی (لو حلف لا يهدم بيتا) کہ میں گھر نہیں توڑوں گا

اسے (عدمیت المسکوت) سکری کا گھر (بار) توڑا اور مانت لیا اور فرمایا میں کہ عرف یا میں سکری کے جانے کا گھر نہیں کہتے بلکہ اسے جلا کیا جاتا ہے پھر بھی اس کے توڑنے سے فقہاء کے نزدیک وہ شخص مانت ہوا۔

یہ معلوم ہوا کہ یہ قاعدہ المعروف کالمشروط قاعدہ کلی نہیں بلکہ قاعدہ اخصیہ ہے یہ قاعدہ طاعات و عبادات کے بارے میں غیر مقبول ہے۔

(25) ان تمام جمادات سے ثابت ہوا کہ وہ مناسات (نیکیاں) جن کے مالمین کو بہت بڑا اجر و ثواب ملتا ہے ان (طاعات و مناسات) پر اجرت لینا بالاعمال جائز ہے مثلاً (1) جہاد پر مال نہیں لینا۔ بالاعمال جائز ہے۔

(2) دس اور قیم و نامر کے لئے قیم کے مال میں سے دستور معروف طریقہ سے لے لینا اور اپنے مصرف میں صرف کرنا۔ قرآن و سنت کی روشنی میں جائز ہے۔

(3) مساجد و رہا (مسافر خانے) کی تعمیر پر اجرت لینا۔ بالاعمال جائز ہے۔

(4) قرآن کریم کا حدیث کی کتابت پر اجرت لینا۔ بالاعمال جائز ہے۔

نہ اس (مفتی شاکر علی) کہتے ہیں کہ تمہارا پیش کردہ قاعدہ (المعروف کالمشروط) مذکورہ بالا مناسات پر اجرت لینے کے مجوز کی صورت میں غیر مقبول ہوا۔

حوا اعتراض ہے

صاحب ہدایہ لکھتے ہیں

ہاں قبل قال وقد انفقت کلّ متھم جمیعاً فی الشروع والظنّ علی التعلیل بالضرورة و هو بحسبہ ضیاع القرآن کما فی الہدایہ۔

سوال: جناب الامام صاحب ہدایہ فرماتے ہیں۔ تمام شروع اور کتب قانونی اس بات پر متفق ہیں کہ (تعلیم قرآن کریم پر اجرت لینا) (التعلیل بالضرورة) ہے اور وہ یہ ہے (کہ اگر تعلیم قرآن پر اجرت نہ ل جائے تو قرآن کریم کے ضائع ہونے کا خطرہ ہے۔

(تعلیل بالضرورة کا مطلب یہ ہے کہ قرآن کریم کے ضائع ہونے کے خطرہ سے بچنے کے لئے فقہاء نے تعلیم قرآن کریم پر اجرت لینے کو جائز قرار دیا اگر یہ وجہ نہ ہوتی تو پھر اس کے لئے کوئی دوسرا

چشمیں کی وجہ سے ا کا جواب دیتے ہیں۔

﴿وجہ اول﴾

صاحب اشیاء کہتے ہیں۔

فان في الاشياء والحاجة لئلا يزل العزلة والصوره وحوريات الاحباره على خلاف

القياس للحاجة الاشياء صاحب اشیاء فرماتے ہیں۔

اور حاجت ضرورت کے قائم مقام ہے، (یعنی اگر مسلمان کسی مٹی کا تان ہو جائے یعنی ایسا کام جس کے کرنے کی اسے حاجت پڑھ جائے تو یقیناً یہ احتیاتی انکی ضرورت ہے بہت ساری ایسی اشیاء ہیں جو اسلام میں ممنوع ہیں مگر جب مسلمان اشیاء ممنوعہ کی طرف متوجہ ہو جائے تو یہ احتیاتی انکی ضرورت بن گئی اب اگر وہ بصورت احتیاتی اس مٹی کو استعمال کرتا ہے یا وہ کام جو اسلام میں ممنوع ہے اور کوئی مسلمان وہ کام بھی حاجت کے کر لیتا ہے تو چونکہ وہ احتیاتی انکی ضرورت بن گئی ہے لہذا وہ کام جو ممنوع ہے اب اسے کر لینا ممنوع نہیں بلکہ بقدر ضرورت جائز ہے)۔

لہذا الفقہاء نے بوجہ ضرورت، تعلیم قرآن (دیکھ کر طاعات پر ہجرت لینے کو علی خلاف القیاس جائز قرار دیا ہے) یعنی قیاس تو یہ چاہتا ہے کہ طاعات، تعلیم قرآن کریم چونکہ اعظم الطاعات ہیں ۱۔ طاعات و تعلیم قرآن پر ہجرت لینا ہرگز جائز نہ ہو مگر فقہاء نے اس قیاس کے خلاف فتویٰ دیا کہ تعلیم و طاعات قرآن پر ہجرت لینا جائز ہے)۔

وچندنی شافعی نے اپنے قرآن شریف پر مسئلہٴ حلالیت ہے یہیں ہی مرحوم کی مطرقت کہلے قرآن کریم پر دیکھایا ہے حلال یہ بھی حلالیت ہے ہی طرح مصیبت زدہ کہلے مصائب و آگاہ سے نجات لینے قرآن کریم پر دیکھایا ہے حلال (یہ بھی) حلالیت ہے، اور یہ حاجت بطریقہ اولیٰ ضرورت سے مستثنیٰ ہے قول کہ قراءت ہر روز کی ضرورت نہیں، یہ تفریح کا دوسرا نسل کے خلاف ہے۔

﴿وجہ دوم﴾

صاحب اشیاء کہتے ہیں۔

و حوار المسلم على خلاف القياس لحاجة المصالح الاسلام

(فقہاء) نے اس کی ضرورت سے پیش نہ رنج سلم کو ہوا قرآن یا حاکم یہ خلاف قیاس ہے

۱۰۔ سوچائی کیلئے قرآن شریف پڑھنا یا حاکمیت ہے۔ یہاں ہی مرحوم کی مغفرت کیلئے قرآن کریم پڑھنا یا حاکمیت ہے۔ یہی طرح مصیبت زدہ کیلئے مصائب و آفات سے نجات کیلئے قرآن کریم پڑھنا یا حاکمیت (یہ بھی) حاکمیت ہے۔ یہاں ہی حاکمیت بطریق ہادی ضرورت ہے۔ سوچائی کا یہ قول کہ قراءت مجرورہ کی ضرورت نہیں۔ یہ تفریق غلط و موقوفہ عمل کے خلاف ہے۔

### ﴿وجہ سوم﴾

﴿صاحب دایہ و کز لکھتے ہیں﴾

ويجوز الاستماع بشعر الخویر للصورة هداية والکفر وغيرهما صاحب دایہ و کز فرماتے ہیں۔

سارے ہاں سے بوجہ ضرورت فائدہ اٹھانا جائز ہے۔ (حالانکہ سارے ہاں بھی نہیں ایمن ہیں مگر بوجہ ضرورت فقہاء نے سارے ہاں سے فائدہ اٹھانے کو جائز لکھا ہے) ۱۱۔ سوچائی کیلئے قرآن شریف پڑھنا یا حاکمیت ہے۔ یہاں ہی مرحوم کی مغفرت کیلئے قرآن کریم پڑھنا یا حاکمیت (یہ بھی) حاکمیت ہے۔ یہی طرح مصیبت زدہ کیلئے مصائب و آفات سے نجات کیلئے قرآن کریم پڑھنا یا حاکمیت (یہ بھی) حاکمیت ہے۔ یہاں ہی حاکمیت بطریق ہادی ضرورت ہے۔ سوچائی کا یہ قول کہ قراءت مجرورہ کی ضرورت نہیں۔ یہ تفریق غلط و موقوفہ عمل کے خلاف ہے۔

### ﴿وجہ چہارم﴾

۱۲۔ اعتراض کرنے والے تو نے ضرورت کو صرف فیضان قرآن سے مخصوص کیا۔۔۔۔۔ میں کہتا ہوں کہ تمہاری یہ تخصیص غلط ہے۔ (یعنی تم نے کہا کہ تعلیم قرآن کریم پر اجرت لینا) (الصلح بالصورة) ہے اور یہ ہے کہ اگر تعلیم قرآن پر اجرت نہ لی جائے تو قرآن کریم کے ضائع ہونے کا خطرہ ہے۔ یہ تخصیص صرف قرآن کریم کیساتھ غلط ہے بلکہ جمیع احادیث علیہ اس میں شامل ہیں۔ لہٰذا کہتے

﴿صاحب یعنی لکھتے ہیں﴾

(10) بعض مشائخ السلف علیہم السلام استعملوا الاستیجار علی تعلیم القرآن لظہور

الموسى الى المنور والكسل في الامور الدينية فعلى الامتاع تصبغ حفظ القرآن لان  
المستفيد من معارف ذلك لرفع الناس في محاربات الاحسان بالاحسان بلا غش ط  
وقد ران ذلك في هذا الزمان وقد يصير الحجاب باختلاف الزمان يعني بذلك  
حتى يحبر على دفع الاحر الى المعلم وان لم يصرب المدة يحب احرا العثل ويحبر  
على دفعه وكذا يحبر على دفع الحلوة المرسومة وعليه الفتوى  
عسى الهداية اجرة بحد ٣٠٠ ٢٠٠ كفاية الهداية والهداية والكفى والبحر



شیخ کے ائمہ و مشائخ نے قرآن کریم کی تعلیم یا اہرت لینے کو اچھا ہوتا ہے لیکن (سورۃ)  
میں مستحقِ ظاہر ہونے لگی وہ اہرت کی شیخ کی سورت میں قرآن کریم کے حلقہ (دوسرے  
حالات) کے ضائع ہونے کا ثمرہ ہے مگر چھ حلقہ میں ملتا ہے اہرت کو شیخ کیا تھا، مگر یہ  
انکا بار تھا کہ انکے زمانے میں لوگ بھی کاہر بھی سے ہوا اہرت دیا کرتے تھے، جب ان سے  
زمانے میں وہ رہت محدود ہو چکی ہے، نیز حالات کے بدلنے سے مسائل میں بھی تبدیلی  
آتی ہے۔

سواج فتویٰ اس پر ہے کہ اگر (شاگرد نے پڑھنے کا حکمت معین کہا ہو تو اس معلم کی اہرت  
دینے پر مجبور کیا جائے گا، اور اگر مدد معین نہ ہو تو پھر اہرت شیخ دیا جائے گا (اہرت شیخ  
کا مطلب یہ ہے کہ اس علاقہ میں اس کا مطلوبہ تعلیم پر جو کہ دیا جائے گا وہی دینا پڑے گا)  
..... اس کے بعد مذکور سے تہذیبی تخصیص غلط ثابت ہوئی۔

دوسرا جواب

صاحب روح البیان غفرلہ الاسرار لکھتے ہیں:

وفی زماننا تعبر الحواب فی بعض المسائل لتعبر الزمان وحرف القلوب والعلم  
والدین لفسور الرغبات (السی قولہ) فالسی فی الجواز فیہما عشیة فو فو فی  
معادہ شد معہا واصبح . کذا فی روح البیان تحت ایہ لا تفسروا اباہی لہما قلیلا . ثم  
عریۃ الاسرار (۶۶)

صاحب روح البیان صاحب غفرلہ الاسرار فرماتے ہیں:

(کہ حلقہ میں کے زمانے میں لوگ انہیں کے کاموں میں ہوا اہرت دیتے تھے،

ان کے لئے اس طرح کہاں سے کہا کہ اس کے خلاف سے کچھ تو سنا لیں تو اس وقت کا جواب دینے کے لئے کہ اس کے خلاف سے اس کے لئے تھا، جبکہ یہ کہ اس کے لئے میں ان لوگوں کی طبیعتوں میں تغیر نہیں کی ہے اس لئے اس میں اس کا جواب بھی خیر، بلکہ اس کے لئے میں ان لوگوں کی دین کی طرف رجعت میں ہی ہر سستی دکھائی اس سے کہ یہ کچھ کہ اس بات کا خوف پیدا ہو کہ یہ حق اور سستی دکھائی کی بنا کہیں دین و اسلام شہد نہ ہو جائے۔

۳۴۰ (استغفار) نے یہ وجہ خوف کے (کہ کہیں دین و اسلام منہدم نہ ہو جائے) لکھ کر مساکین (غلامانِ پراہت) کو دے کرے۔ ہر ایک میں چار سو کاغذی روپے۔

س نے کہ دین کا تہم مہدم ہونے سے (بکتر ہے کہ جہاں کالونی دیا جائے اور دین کو مہدم ہونے سے بچایا جائے) کیونکہ دین کا مہدم ہونا (نمود پائند) اجرت کے لینے سے زیادہ برائے کن مامور راجسی کا باعث ہے۔

۱۲۔۔۔۔۔ اہل خاکہ سے بھی تمہاری تفصیلات طلب ہوئی۔

﴿افتراف﴾

ثالثا. وقد عرفت كلفهم حقيقا على التصريح بأصل المذهب من عدم الجواز ثم استدلوا بعد ما علمت بهذا دليل قاطع وبرهان ساطع على ان المعنى به ليس هو جواز الاستبحار على كل طاعة بل على ما ذكرناه فقط مما فيه ضرورة ظاهرة فيج الخروج عن أصل المذهب.

سوال؟ کیا تمام علماء اہل مذہب کی تصریح پر اتفاق ہو گئے کہ اہل مذہب سے مطابق (طاعات پر اجماع) لکھا جائے (تھا) سوائے ان کے (بعض) مساکین کو جمع کے لکھی سے مستثنیٰ قرار دیا۔

سوچ دیکھ قاضی احمد علی سامطی ہے کہ تمام طاعات ہجرت لیزا ملتی ہے قول کہ طاعت چار  
میں ہوئے ان طاعات کے جنہیں فقہاء نے اس حکم سے مستثنیٰ قرار دیا ہے، کیونکہ اس  
کی ضرورت ظاہر ہے۔ سوچ ضرورت ہی اصل مذہب (یعنی طاعتی ہے قول سے) خراج کا  
موجب بنا۔

## ﴿فلناھی الجواب بوجوه﴾

ہم کئی وجوہ سے اسکا جواب دیتے ہیں

### ﴿وجہ اول﴾

پہلا جواب یہ ہے،

کہ قول اول میں کلمہ تعالیٰ چودہ کتابوں سے ثابت کرایا ہوں کہ فقہاء کے اس قول (لا یجوز الاستیجار علی کل طاعۃ) کا مراد ہی معنی (محرم) یا (مکروہ) نہیں بلکہ اسکا مراد ہی معنی (لا یحب) (الاحقر) ہے اس سے مرام یا مکروہ کہنا لغو ہو گیا۔

تفصیل: اسکا ہو تو دیکھتے قول اول، جو کلمہ رکھا ہے۔

### ﴿وجہ دوم﴾

دوسرا جواب یہ ہے،

کہ استیاء کیلئے ان الفاظ کا استعمال (ثم استواء) فان الاستیاء من ادوات العموم (مطلق) قاضی ہے، کیونکہ کتابوں میں استیاء کیلئے یہ الفاظ موجود نہیں۔

سوائے مطلوب قاسد کے حصول کیلئے ان الفاظ کا کلام استعمال علماء کے شان کے لائق نہیں

### ﴿وجہ سوم﴾

کہ سطرش کے اس قول سے یہ ظاہر ہوتا ہے، کہ سطرش نے (المعنی بہ لیس بہ حوا) الاستیجار علی کل طاعۃ سے مراد یہ لیا ہے کہ

مخالفین فقہاء کا معنی یہ قول یہ ہے کہ (طاعات پر اجرت لینا) جائز یا واجب ہے اس مہارت لیس بہ جواز الاستیجار علی کل طاعۃ سے یہ نتیجہ اخذ کرنا ملتا ہے۔

کیونکہ میں نے قول دوم میں انہیں کتابوں کے حوا میں سے جہت کیا ہے کہ مخالفین فقہاء کا معنی یہ قول و حوا (الاحقر) ہے، اس کے ضمن میں ہی جواز موجود ہے،

اس سے خوب ظاہر ہوا کہ اصل مذہب جواز الاستیجار بلا وجوب ہے، اور مخالفین کا مطلق یہ قول واجب حوا ہے اسی کے ضمن میں جواز پایا جا رہا ہے،

مخالفین کا قول انہیں قاطع و ساطع ہے۔

یہ کہ اصل مذہب بھی یہی ہے کہ طاعات پر اجرت لینا واجب ہے تو مخالفین کے قول



اصل مذہب میں تحقیق پال کر سواض میں کافور لیس جو انور الاستیجار علی کمال طاعتی  
سے متاخرین کا مفتی پ۔ قول جہاد و احباب لیا خط ہے۔  
(ع۔ اعتراض)

وَمَاعَرَى الْحَاوِي الرَّاحِدَى مِنْ أَمَةِ لَا يَحْجُورُ الْأَسْتِجَارَ عَلَى أَقْلٍ مِنْ حَمْدِ  
وَأَمِينٍ فَرَعَمَا فَجَارَحَ عَمَاتُفَقَ عَلَيْهِ أَهْلُ الْمَذَاهِبِ قَائِلِينَ: (٣٩)  
سَأَلُ؟ بِتَابِ وَهَى!

حادی الزہدی فرماتے ہیں کہ استیجار چالیس (45) اور اہم سے کم جائز نہیں سو یہ بات اہل مذہب کے اس مسئلہ سے خارج نہیں پر اہل مذہب کا اتفاق ہے۔

خوبی کئی وجوہ سے اسکا جواب دیتا ہوں

اول

پہلا جواب یہ ہے کہ یہ مسئلہ مبہوت کا ہے اور مبہوت سے کواشی نے نقل کیا پھر کواشی نے قرآنِ مامور نے نقل کیا ہے حالانکہ مذہبِ حق ہے جو ظاہر والہ ہے لہذا اعتراض کا اعتراض خدا ہے۔ دیکھئے صاحب کواشی لکھتے ہیں۔

❦ وفي الكواشي المسماة للعلم اقل من خمسة واربعين درهما شرعي هذا اذا لم يسم شيئا من الاجر كما ذكره في الاصل اي الميسر في رجل قال للقاري اعلم القرآن لي ولم يسم شيئا من الاجر وحنقه وليس له ان يأخذ اقل من خمسة واربعين درهما لمحالفة النص الا ان يهب الاجر للمسماح ما فوق المسمى الي خمسة واربعين بعد العقد عليه او شرط ان يكون ثواب ما فوقه لنفسه فلا يائمه فعلى هذا لو قال القاري اقر احضامك ما قدرت من الاجر حين امرو المسماح بالحقه ما اقل من خمسة واربعين درهما فقرأ من القرآن ذلك المقدار من الثلث او الربع او النصف او سحره فلا يائمه وهذا مما يجب حفظه لا ابتلاء القراء والمحققين بذلك حرية الاسرار (٦٩)

وہاں تک کہ وہ کسی نے حتم قرآن پہاڑتے طے نہیں کی (اور ضم) لیا تو اسے

اسکی نے قاری سے کہا کہ میرے لئے قرآن کا نظم لکھو ہجرت مقررہ کی تو قاری اچھا ہے کہ نص کے مطابق پٹالیں درہم سے کم نہ لے۔

پس اگر اچھے پٹالیں درہم سے زیادہ دیتا ہے، بعد اسکے کہ قاری یہ سمجھتا ہے معاملہ ہوائی یا قاری نے یہ شرط لگائی تھی کہ اس مقدار سے زیادہ چھوٹے یا زیادہ کا تو زیادہ کا اجر و ثواب میرے لئے ہی ہوگا۔

اس صورت میں (اگر اچھے متعین کردہ درہم سے زیادہ خدمت کرتا ہے اور قرآن پڑھنے والا زیادہ لے لیتا ہے تو وہ) گنہگار نہیں۔ اس پر تفریع بخواتین ہوئے معصی لکھتا ہے کہ اگر اچھے سے معاذرت کہا کہ میرے لئے پٹالیں درہم سے کم میں قرآن کریم پڑھ۔

قاری نے کہا کہ میں جتنی مقدار پڑھنے پر تیار ہوں چھوٹے یا زیادہ (ایک اعلیٰ کے مطابق پٹالیں درہم کا نصف یا تہائی یا چوتھائی) کے مقدار میں تلاوت کی تو وہ (اس ضمن کردہ مقدار کے مطابق اچھے سے اجرت لے تو) گنہگار نہیں۔

اس مسئلہ کو مخفی کرنا ضروری ہے کیونکہ محامد و خراس سب کوئی اس کی ضرورت ہے۔

### ﴿اعتراف﴾

فَاِذَا عَلِمْتَ ذٰلِكَ ظَهَرَ لَكَ حَقِيْقَةُ مَافَلَا وَ اِنْ خِلَالَهُ حَارَجَ مِنْ الْمَلْعَبِ

وَمَعَافِيْ بِهٖ الْبَلْعِيُوْنَ وَمَا طَلِقَ عَلَيْهِ اِلْتِمَامُوْا وُشُرُوْا حَاوِلُوْا وَاِنْ

سوال؟ جناب والا! استون اور شروج اور تائے ائمہ کا اتفاق اور جس پر جتنی فقہاء اتفاق نے لکھی دیا ہے اس سے حقیقت مسئلہ ظاہر ہوا انکی مخالفت مذہب سے خارج ہے۔

فامیں کئی وجوہ سے اسکا جواب دیتا ہوں ﴿

### ﴿وجہ اول﴾

﴿ہم اول یہ ہے کہ یہ عبارت (فَاِذَا عَلِمْتَ ذٰلِكَ ظَهَرَ لَكَ حَقِيْقَةُ مَافَلَا) اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ قبر کے پاس قرآن کریم پڑھنے کی اگر کوئی ہمت نہ لے تو یہ ہمت باطل ہے۔ اس عبارت سے ہمت کا بطلان ثابت کرنا لفظ ہے۔

یونکہ میں مجھ تعالیٰ کی کتابوں سے مواظبت سے عبارت لکھتا ہوں کہ ہمت کے بطلان کا قول قول مروج ہے جب کہ مخالف قول یہ ہے کہ یہ ہمت درست ہے یہ قول (ظہر لک حَقِيْقَةُ مَافَلَا) باطل ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ فردی اور ملیات کے درمیان اصول و عقایدات اور پس قیروں کے پاس قرأت و تکرار فردی اور ملیات کے اقسام سے ہے نہ کہ اصول و عقایدات کے اقسام میں سے ہوں۔ مسکن فرمید میں لفظ (حقیقتہ) کہتا ہے کہ اس لئے لفظ (حقیقتہ) حق کے استعمال کا تعلق مقام سے ہے نہ کہ قیروں کے پاس فرماتے ہوئے، فردی اور ملیات کے اقسام سے ہے نہ کہ اصول و عقایدات سے ہوں۔ لفظ کا یہاں استعمال ہے چاہے کیونکہ فردی میں لفظ (صواب) استعمال ہوتا ہے۔ (جو یہاں موجود نہیں)

فصل ثانیۃ فی اثبات کتبہ

۱۰۔ ولی الاشیاء اذا استطاع من مذهبہ ومذہب مخالفہ

قلت: وحوالہ مذہب صواب یحتمل الخطأ، ومذہب مخالفہ صواب یحتمل الصواب، واما استطاع معنی دار معتقد خصوصاً للذات وحوالہ الحق مانع علیہ والباطل ماعلیہ خصوصاً للذات المختار جلد ۱، مقصدہ (33) والاشیاء

اگر ہم اختلاف سے ہمارے مذہب اور مخالفین کے مذہب کے بارے میں سوال کیا جائے تو ہم مسائل کے جواب میں کہیں گے کہ ہمارا مذہب باطل درست ہے (ہاں) خطا کا احتمال ممکن ہے جبکہ مخالفین کا مذہب ہی لفظ ہے اگرچہ صواب (یعنی درست ہونے کا) احتمال ہے۔  
۱۱۔ مگر جب مسائل ہم سے اور ہمارے اور مخالفین کے عقائد کے بارے میں سوال کرے گا تو ہم لازماً یہی جواب دیں گے کہ (کلمہ تعالیٰ) اور عقیدہ چاہے باطل ہے جبکہ مخالف کا عقیدہ باطل و مردود ہے۔

دیباچہ کے لفظ (حق) کا تعلق مقام سے ہے نہ کہ فردی اور ملیات سے۔

چوتھ ہوا کہ مسائل فرمید میں لفظ (حقیقتہ) کہتا ہے کہ استعمال کرنا لفظ ہے۔

بہت مضامین کو یہ علم نہیں تو اس کے دیگر اقوال پر کیا عمل کیا جائے گا۔

درجہ سوم

۱۔ یہ کہتا (وہاں علامہ حارث) یقیناً لفظ ہے، کیونکہ لا یجوز الاستیعاب کا معنی مذہب اور

مذہب مخالفہ میں ہے نہ کہ ای (الاصحاح الاخر)

اس کا غامس یہ ہے کہ ایسا اجارہ منقطع نہیں ہوتا کیونکہ ایسے اجارہ - یہ کلمہ "منقطع" واجب  
 ایجاب، قبولی، اور شرائط کے ہوتے ہوئے منعقد نہیں یعنی واجب امر کا نہیں سوجھ "منقطع"  
 کی صورت میں نہ تو چیز پر اجرت دینا واجب اور نہ ہی مستاجر کا اخیر سے کچھ لینا واجب۔

اور جو دیا جاتا ہے وہ اس طرح ہے، کہ ایک طرف سے جلی قرآن نے قرآن کریم کی تلاوت  
 کی، پھر صاحب جانی نے جلی قرآن کی خدمت کی، سو یہ تو قرآن کریم کی آیت پر عمل ہے  
 (هل حراء الا احسان الا الاحسان) نکلی کا بدلہ نکلی ہے قرآن پڑھنے والے نے تلاوت  
 کے ذریعے صاحب خانہ کیا تھا احسان کیا اور صاحب خانہ نے خدمت کے ذریعے احسان  
 کیا نیز انکی مکمل رضاعت میں نے المعروف کا مشروط کی بحث میں کر دی ہے کہ مقتدین  
 نے اس آیت مبارک کی دلیل سے جائزین کے اہل کی خدمت قرار دیا ہے۔

یعنی قادری کا قرآن کریم کی تلاوت اور صاحب خانہ کا قادری کی خدمت کرنا دونوں جائز ہیں۔

### ﴿وجہ چہارم﴾

یونگی وجہ یہ ہے

کہ مفتی یہ قول بطریق اجارہ کا عقد (ساجدہ) منعقد ہوتا ہے، اس سے یقیناً اجرت واجب ہوا،  
 مگر بعد سے زمانے میں مقتدی اجارہ صحیح ہے نہیں ہوتا ہی شرط کے الفاظ باعث القہر ہے  
 قول کی مخالفت نہ ہوگی،

### ﴿استراض﴾

ولا وما استدبل به بعض المحشيين على الخواص محدث البخاري في اللديع  
 فهو حطاء لان المنفذين من العاصين الاستيعار جواروا الرقبة بالا حرقوا لوما تقر آن  
 كعطاء كمره الطحطاوى لا بها ليست عاقبة محضة بل من التداوى  
 سوال؟ ہذا؟ اور بعض غشی حضرات نے بخاری کی روایت کردہ وہ حدیث جس میں ایک  
 شخص دسائپ یا پھر نے کاتھا (اور صحابہ نے دم مارنے کے بدلے بکریوں خاص نعمانی  
 تھیں اس حدیث و اجرت لینے کیلئے دلیل طلبا ہے جبکہ اس حدیث کا طاعت پر اجرت لینے ن  
 نکلی مانع نہ ہے بلکہ وہ فقہاء جو تحفیم قرآن کریم کا طاعت پر اجرت لینے کو منع سمجھتے ہیں  
 انہوں نے دم سے پر اجرت لینے کو ہذا قرار دیا ہے اچھے قرآن کریم کیا تھا دیا جائے۔

یہ قرآنیم عبادۃ محمد نہیں بلکہ قرآن من جانب اللہ تھا۔ بھی ہے لہذا یہ عباد  
 کے حاج کیلئے بھی ہے۔

﴿میں کئی وجوہ سے اسکا جواب دیتا ہوں﴾

﴿وجہ اول﴾

معرض کا یہ کہنا (وما استدلو بہ بعض المحسنین) غلط ہے۔

یعنی معرض کا یہ کہنا کہ بعض محسنوں نے اس حدیث سے اہمت کے لئے توجہ دلائی وہی گالی  
 ہے۔ ”بعض“ کا لفظ غلط ہے۔ بلکہ غرض الاسرائیلی عبادت میں ہے۔ دیکھئے وہ فرماتے ہیں  
 کہ تین اہم مآخذ تمام شافعی امام احمدی ضعیف اور متاخرین علماء اہل سنت نے ان احادیث  
 سے جو احادیث اللہ تعالیٰ نے جانب بائیں کھینچ کاٹا تھا اور صحابہ نے دم کیا وہاں دم پر اہمت  
 کی تھی (کوئی دلیل بتایا ہے) بلکہ یہ احادیث انی مستحضر یوقی ہیں جنہیں حضرت ابو سعیدؓ، ثوری  
 حضرت عباد بن عباسؓ، حضرت ابو ہریرہؓ قرطبی رحمہ اللہ عہم اجمعین نے روایت کی ہیں (۔  
 سائر علماء (امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمدیؒ ضعیف) اور متاخرین علماء اہل سنت کے استدلال  
 کو (بعض المحسنین) کہنا نہایت توہین آموز ہے۔ غرض الاسرائیلی عبادت ملاحظہ فرمائیں۔  
 ۱۰۰ الاتساع الثلاثة والعطاء المتأخرون من الحصة استدلو اھی احد الاجراء بعدہ  
 الحديث. حزيمة الاسرار (۱۹۹۵) ای احادیث اللہ تعالیٰ العروبة عن ابی سعید الخدری  
 وابی ہاشم وابی ہریرہ فارسی اللہ تعالیٰ عہم۔

﴿وجہ دوم﴾

دوسری وجہ یہ ہے

کہ معرض کا یہ کہنا (ھو عطاء اللہ) ہے جہاں لئے کہ معرض کا مقصد یہ ہے کہ جو کہ میں  
 کہ رہا ہوں یہ سچا ہے۔ رہا ہے (امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمدیؒ ضعیف) کا قول یا متاخرین  
 علماء اہل سنت کا قول وہ غلط ہے (نمود باطل) کہ۔ (یعنی یہاں گزشتہ ہو سکتا کہ معرض کا قول  
 درست ہو اور خود باطل اور عطاء (امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمدیؒ ضعیف) کا قول یا متاخرین  
 علماء اہل سنت کا قول غلط ہو کہ۔ بالکل معرض کا قول ہی غلط ہے)۔

﴿وجہ سوم﴾

تیسری وجہ یہ ہے

کہ معترض کا یہ کہنا (لان المستقدمين من العامين الاستبحار) اس عبارت میں لغت "العامين" کو استعمال کرنا غلط ہے

اس لئے کہ میں قول اول میں واضح کرایا ہوں کہ علماء حنفیہ کے اس قول (لا یبحر الاستبحار) کا معنی مراد یہ ہے اسی (لا یحب الاستبحار) کہ (یحرم، اور نہ بکھر، اور نہ بے) (یعنی علماء حنفیہ کیلئے "ناہین" کا لفظ استعمال کرنا صحیح نہیں کیونکہ وہ ناہین نہیں بلکہ اسے اس قول جس میں انہیں فرمایا ہے کہ "ستجوز جائز نہیں" کا مقصد یہ ہے کہ یہ اجاہد واجب نہیں انہیں نے یہ کب کہا ہے کہ یہ اجاہد حرام ہے یا اجاہد مکروہ ہے یا اجاہد منع ہے تو اپنی جانب سے علماء حنفیہ کو ناہین کے لفظ سے نوازنا کہاں کا انصاف ہے (تعلیق مترجم)

﴿وجہ چہارم﴾

چوتھی وجہ یہ ہے

کہ معترض کا یہ لکھنا (جوزوا الرقبة بالاجرة) یہ ائمہ ثلاثہ (امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل) اور متأخرین علماء احناف کے استدلال کا اقرار ہے۔

(یعنی اسے معترض تو نے بھی تسلیم کر لیا کہ علماء حنفیہ نے دم و تجویزات پر اہانت لینے کو جائز قرار دیا ہے تو پھر تو نے اس عبارت سے ائمہ ثلاثہ امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور متأخرین علماء احناف کے استدلال کا اقرار کر لیا۔ تعلیق مترجم)

﴿وجہ پنجم﴾

معترض کا یہ لکھنا (لانها ليست عداوة محضة) یہ بھی غلط ہے کیونکہ سورہ فاتحہ یقیناً قرآن ہے۔

﴿وجہ ششم﴾

پنجمی وجہ یہ ہے

کہ معترض کا یہ لکھنا (بل من الندای) یہ بھی غلط ہے، کیونکہ علم طب میں تدویٰ ان اشیاء کو کہا جاتا ہے جو (بہار ہیں) سے مستحالی کیلئے استعمال کی جاتیں ہیں (جب تو نے سورہ فاتحہ



ہوتا ہوا کہ اس حدیث میں (قرآن کریم کا سر کے اعضاء ہونا طاریہ ہے۔ مگر حکم کے اعتبار پر محمول کرنا واجب ہے۔ لیکن تیار حقیقت کے اقویٰ علامات میں سے قویٰ علامت ہے (جیسے کہ مختصر المعانی صفحہ نمبر 234 میں ہے)

ان دلائل سے یہ احتمال باطل ہو گیا کہ (مفسر پروردگار نے) ظہیر میر کے نکاح فرمایا نیز یہ احتمال بھی باطل ہوا کہ اس حدیث (ذو ج بعاصمہ بن النضران) میں ہما میں "ب" بمعنی "ن" کے ہو۔ نیز یہ احتمال بھی باطل ہوا کہ اس زوجہ محترمہ رضی اللہ عنہا نے اپنا سر حضور پروردگار کو خفیہ دیا ہو، پھر یہ جتنے احتمالات معترض نے بیان کیے ہیں یہ تمام کے تمام باطلی بلا دلیل ہیں۔ جبکہ اصل معنی حقیقی پر واجب ہے۔ یہاں معنی حقیقی پر حمل کرنا اس وقت صحیح نہیں کہ معنی حقیقی پر حمل کرنا محال ہو یا معنی حقیقی حذر ہو، جبکہ یہاں معنی حقیقی پر حمل کرنا نہ تو محال ہے اور نہ معنی حقیقی حذر ہے سو معنی حقیقی پر حمل کرنا واجب (مورد) ہے قرآن کریم کا وہ صدر جو حضور پروردگار کے پاس موجود تھا کے اعضاء نکاح کا مستحق ہوتا، قرآن کریم ہی سر کا اعضاء ہوا۔ قطعی حرجیم)

### ﴿اعتراض﴾

لا تسلم ان حوار الاجر فی الرئی بدل علی حوار التعليم مالا جرو الحديث اما هو فی الرئی اعتراض؟ جناب والا!

ہم (تعمیرات) پر اجرت لینے کے جواز کو ہم تعلیم قرآن کے اجرت لینے کے جواز پر قیاس نہیں کر سکتے (یعنی اگر حضور پروردگار کے زمانے میں صحابہ کرام نے سائب یا یحییٰ کے کالے ہونے آدمی کو ہم کیا تھا تو اس کے بدلے صحابہ کرام نے اجرت کی تھی حدیث کے نبی پروردگار نے اس میں سے ایسا حصہ بھی طلب فرمایا تھا تو ہم کرنے کی اجرت کے جواز کو (تعلیم قرآن پر اجرت لینے کے جواز کیلئے دلیل نہیں بنایا جاسکتا کیونکہ وہ اجرت تو صرف "ذم" تک محدود ہے نہ کہ تعلیم قرآن پر اجرت لینے کو شامل موسم تھا یہ قیاس حلیم نہیں کرتے۔



## ✽ جواب ۲۶ ✽

حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ ان اُحق ما احسنہ (المنیٰ احرف) قال العیسیٰ فی حوار  
احد الاحرف لعلو الفراء وللعظیم والرفی ایضا لعموم اللفظ عیسیٰ البحاری  
ان اُحق ما احسنہ علیہ اسرار کتاب اللہ کما مر فی الاسانید عن ابن عباس رضی اللہ عنہ  
میں (ملکی شریعت کئی کتاب کا جواب دیتا ہوں!

دیکھئے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے جو حدیث مروی ہے نیلے الفاظ یہ ہیں  
(ان اُحق ما احسنہ) اس حدیث کے ذیل میں حاشہ بھی فرماتے ہیں کہ ان حدیث سے  
ثابت ہوا کہ قرآن کریم کی تعلیم یہاں سے آئی کہ قرآن کریم (کسی کے گھر میں ہو یا منہ ظہر ہو)  
اور وہ (تجوizat پر) اجماع لیا جائز ہے، کیونکہ یہاں لفظ کا عموم دلالت مہیا ہے وہ عموم  
یہ ہے ان اُحق ما احسنہ علیہ اسرار کتاب اللہ (اسرار شفی کی اس توضیح کے معنی کا بار  
ظہر پہ چاہ دہرایا ہوگا۔

## ✽ اعتراض ۲۶ ✽

والاصورۃ فی الاستیعاب علی الفراء ذ علی الفراء  
الاعتراض: جناب! اظہر ہے اس قرآن کریم پڑھنے پر اجرت لینے کی ضرورت نہیں۔

ہمیں کئی وجوہ سے اس کا جواب دیتا ہوں ✽

### ✽ وجہ اول ✽

حاشہ بھی رحمت اللہ علیہ لکھتے ہیں

فیہ حوار الاحرف لعلو الفراء القرآن کما مر انھا

حاشہ بھی فرماتے ہیں کہ اس میں ۱۴ احکامات قرآن کریم پر اجرت لینے کا جواز ہے۔

### ✽ وجہ دوم ✽

جو وہ یہ ہے کہ میں نے مبارک کتبہ سے ثابت کیا کہ تمام اقوال میں بخاریوں سے  
کہ احکامات کتبہ پر اجرت لینا جائز ہے۔

### ✽ وجہ سوم ✽

تیسری وجہ یہ ہے کہ مجھے مرحوم شیخ الاسلام کا اس وقت کا مرحوم سے خطاب قریب

تخفیف ہے قلم مرحوم کی ضروریات ہیں، (مرحوم کو مذکورہ تمام اشیاء کی ضرورت ہے) اور  
مرحوم کی یہ مذکورہ تمام ضروریات قرآن کریم کی تلاوت کی برکت سے پوری ہو سکتی ہیں،  
مگر افسوس کہ محض کو مذکورہ ضروریات ضروریات نظری نہیں آتیں، (الحیادانہ)

### ﴿اعتراض﴾

والمأخوذ منها حرام للأخذ وهو عامي بتلاوة والذكر لأجل الدنيا ويصح القاري  
للدنيا والأخذ والمعطى الثمان... اعتراض؟ جواب: واو!

تلاوت قرآن کریم اور ذکر کے عوض جو کچھ لیا جائے وہ لینے والے کیلئے حرام ہے اور دنیا  
کے حصول کیلئے جو تلاوت کرتا ہے یا دنیا کے حصول کیلئے ذکر کرتا ہے وہ دونوں گنہگار ہیں  
جو قاری دنیا کے حصول کیلئے قرآن کریم کی تلاوت کرے اسے منع کیا جائے اس صورت میں  
عوض دینے والا اور عوض لینے والا دونوں گنہگار ہیں۔

﴿میں کئی وجوہ سے اسکا جواب دیتا ہوں﴾

### ﴿وجہ اول﴾

میں (مفتی شائستہ گل) کہتا ہوں کہ یہ فرمت، مصیبت، دگناہ اس بات پہنچی ہیں کہ جب  
حقہ دین کے اس قول لايجوز الاستبحار على الطاعات کا معنی مرادوی بحرم الاستبحار  
کیا جائے جبکہ (لايجوز الاستبحار على الطاعات) کا معنی (بحرم الاستبحار) کرنا غلط ہے  
کیونکہ امام محمد نے اپنی کتاب مسند میں خود اس عبارت کا مرادوی معنی یوں کیا ہے۔ ای  
لايجب الا حرمانا امام محمد نے اس کا مرادوی معنی بحرم نہیں فرمایا،

مہ عدم وجوب جواز کے معنی نہیں۔ جس طرح کہ میں نے قول الاول میں بہت ساری کتابیں  
سے جواز کا ذکر کیا ہے، فراجع الیہ ان شئت۔

### ﴿وجہ دوم﴾

وجہ دوم یہ ہے

یہ کہنا (وهو عامي بتلاوة والذكر لأجل الدنيا ويصح القاري للدنيا) کہ دنیا کے حصول  
کیلئے اگر تلاوت کرنے والا گنہگار ہے ایسے قاری کو تلاوت سے منع کیا جائے یہ قول غلط،

مراد ہے

دیکھئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

۱۰ فَهَلْ أَنتُمْ مُنْصِفُونَ اَوَلَا تَحْكُمُوْنَ عَمَّا اُنْزِلَ عَلَيْكُمْ مِنْ رَّبِّكُمْ قُلْ هُوَ الَّذِي يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ ۝۱۱  
وَيَضَعُكُمْ فَا فِيْهِ اَوَّلُكُمْ وَآخِرُكُمْ وَيُخْرِجُكُمْ مِنْهُ بِقَدَرٍ ۝۱۲  
(مغربی نوح علیہ السلام فرماتے ہیں)

ہاں میں نے اپنی قوم سے کہا، معافی مانگو اپنے رب سے، وہی اللہ مخالف کرنے والا ہے۔  
بیسے گناہ تم پر سوار، احباب! اور اللہ تمہاری امداد فرمائے، کامل اور بیخوش سے اور اللہ کے کام  
اللہ تمہارے لئے ہائی اور اللہ کے گناہ تمہارے لئے نہیں۔

قرآن کریم کی اس آیت سے ثابت ہوا کہ طاعات میں مشغول ہونا خیر و برکت اور سعادت  
مذاتی کا سبب ہوتا ہے، بخیر و عافیت و سلامتی و اولاد و اولاد باعات اور نیکوں اور مغفرت کے حصول کے لئے  
استغفار پر عمل کرنا قلعی ہے، احباب! صبحی، اقوال صحابہ کرام، اقوال تابعین سے ثابت ہے،  
﴿وَجِبَ سَوْمٌ﴾

نیمری وجہ یہ ہے

کہ احضارِ اقوال جی ہے طاعات پہلے صریح کی صورت میں، جبکہ یہاں اجازت صریح نہیں،  
سویہ اعتراضی ہی ہے، جبکہ اللہ نے "عَابَادَةُ سَعَادَةٍ" اور "الْعَرَفِ" کا لفظ "اللہ" کی بحث میں خوب  
اضاحت کی ہے، ملاحظہ فرمائیے،

### ﴿اعتراض﴾

☆ فَالْحَاصِلُ اَنْ مَا شَاعَ فِيْ رِوَايَاتِ الْاَحْوَادِ بِالْاَجْرَةِ وَحَسْبُ فَلَهُ طَهْرٌ لِّكَ  
مُطْلَقًا مَا كَبَّ عَلَيْهِ اَهْلُ الْعَصْرِ مِنَ الْوَسْئَةِ بِالْخَصَمَاتِ وَالنَّهَائِلِ (ابنِ اَحْمَرَ)  
وَلَوْ لَا الْاَجْرَةُ مَا فَرَّ أَحَدٌ لَّا أَحَدٌ فِيْ هَذِهِ الزَّمَانِ بَلْ جَعَلُوا الْقُرْآنَ الْمَعْلُومَ كَسِبًا وَسِيلَةً  
إِلَى حَمْعِ الْمَالِ لِعَظَمَتِهِمْ بِهِمْ لَا يَلْبَسُونَ إِلَّا بِالْاَجْرَةِ الْمَدَّةِ  
ابنِ اَحْمَرَ؟ جواب: ہاں!

قرآن مجید کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ نے زمانے میں لوگوں (مردم) کے آئینے میں جو  
ممال ثواب (یعنی قرآن مجید) سے ہرگز نہ ہوتے ہیں، جبکہ یہ بات ائمہ کرام نے افسوس سے

کہ اہل مصر علماء نے (مسلمانوں کو) اس طرح وصیت کرنے سے منع کیا ہے کہ (میرے مرنے کے بعد) قرآن کریم کے قسم پڑا کر لیا جائے۔

بلکہ (قاریوں) نے قرآن کریم کو اہل کمانے اور مال ملنے کا وسیلہ ٹھکانا ہے۔ نیز اہل مال نے اس امید نہ ہوا کہ ہمارے زمانے میں کوئی بھی کسی کیلئے قرآن کریم کی تلاوت نہ کرے۔ یہ صاحب غنا کو بھی معلوم ہے کہ یہ لوگ (آخرت لیجئے بغیر) (میرے ہاں) نہیں آئیں گے۔

یہ نہیں کئی وجوہ سے اسکا جواب دیتا ہوں کہ

### ﴿وجہ اول﴾

میں (مفتی شافعی) کہتا ہوں کہ "معرض" یہ بنا (ان مناسبات میں) و ما مناس لمرءة الاحراء بالاحرة) غلط ہے کیونکہ میں "تہذیب مسخرہ" کی بحث میں ذکر کرتا ہوں اس میں اجرت کی شرط نہیں دیہ افتراء ہے۔

### ﴿وجہ دوم﴾

کہ "معرض" کا یہ کہنا (ولو لا الاحرة مافرو لایذھون) غلط ہے یہ مسلمانوں پر افتراء ہے نیز یہ قول بطور کالمشروط پر مبنی ہے جسکے میں نے ہائیں (22) جوابات دیے ہیں شوق بقوال معروف کالمشروط کی بحث میں دیکھ لیجئے۔

### ﴿وجہ سوم﴾

کہ "معرض" کا یہ قول (ظہر لک بطلان ما لک علیہ اهل العصور من الوصیۃ بالاحسان والہالیل) مردہ ہے وصیت کے بطلان کی بحث میں میں نے کمرہ تعالیٰ چہار (4) جوابات دیے ہیں۔ خارج البہا ان نسبت اگر تو ہے تو اس بحث میں مداخلت کر لے

### ﴿وجہ چہارم﴾

لا مات رجل فاحسب واوله وحلا بقراء القرآن علی قبره، نکلموا فیہ صہبہ من کبرہ ذلک والمختار وہ لیس بمکروہ ویکنون الماحوز احز فی ہدایات قول محمد ولہذا حکى عن الشیخ اسی نکرو العیاض وصی اللہ علیہ اہ او صی عبد موہ بذلك ولو کان مکروہا الماحوز صی وہ کمرہ ولو لیس شلی حلا حلا 245

تیجے اسوئمہ کے چنے کھانا اور قبرستان میں حلوہ روٹی کا پھلنا  
سوال -

یہ کہتا ہے کہ تیجے میں جو چنے بڑھتے ہیں اور میت کو ان کا ثواب ملنے میں چنے صاحب  
دکوۃ کو بھی کھائے جائیں۔ یہ حق عقائدوں کا ہے۔ مگر کہتا ہے کہ چنے کھانے ثواب ہیں اور  
قبرستان میں جو حلوہ روٹیاں وغیرہ لے جاتے ہیں اور تقسیم وہاں پر کرتے ہیں اس کے واسطے کیا حکم  
ہے۔

### الجواب

سوئمہ میں جو چنے تقسیم ہوتے ہیں ان کو صاحب دکوۃ بھی کھا سکتا ہے کہ صاحب دکوۃ وہی  
صدقات نہیں لے سکتا جو واجب ہیں۔ باقی صدقات اس کے حق میں عہد ہیں۔ اور تقسیم خیرا کے  
لئے قبرستان میں طہاراتی کالے جانا اور ان کا بھی تقسیم نا اگرچہ جائز تو ہے لیکن بہتر یہی ہے کہ  
وہاں ملے جایا جائے کہ اس کے سب سے اول آقا۔ مسکین کی بے حرمی ہوتی ہے دوسرے  
مسکین عروم دا جاتے ہیں پس مناسب ہی ہے کہ ان کو بھی تقسیم دیا جائے۔

قللہ والہ تعالیٰ اعظم

محمد مظهر علی خاں

دام مسجد جامع فقیر پور، دہلی

وَلَسَوْفَ يَأْتِيكِ  
وَلَسَوْفَ يَأْتِيكِ

(صاحب فتاویٰ الہدائی فرماتے ہیں) اس میں بھی لکھا ہے کہ اس نے کلام فرمایا،

یعنی اس میں بھی وہ نظر پڑے ہیں،

(۱) ایک نظریہ کے مطابق قبر کے پاس قاری کو اس لئے بٹھانا کہ وہ قرآن کریم کی تلاوت کرے مکروہ ہے (مہم من مکروہ ذلک)

(۲) دوسرا نظریہ یہ ہے کہ قبر کے پاس قاری کو اس لئے بٹھانا کہ وہ قرآن کریم کی تلاوت کرے، سو یہ مکروہ نہیں،

(صاحب فتاویٰ الہدائی فرماتے ہیں) اس باب میں (یعنی اس مسئلہ میں)

امام محمد کا قول ہی نافذ اصل ہوگا۔ (وہ يكون العاصود بدلی هذا الباب قول محمد)

(صاحب فتاویٰ الہدائی فرماتے ہیں) شیخ ابو بکر العیاض رحمت اللہ علیہ جب قریب المرث ہوئے تو اپنے وصیت فرمائی کہ جب میری روح قفسِ خضریٰ سے پیدا کر جائے تو (میری قبر کے پاس قاری بٹھانا کہ وہ میری قبر کے پاس قرآن کریم کی تلاوت کرے)

(صاحب فتاویٰ الہدائی فرماتے ہیں) کہ اگر قبر کے پاس قاری کو بٹھا کر قرآن پڑھوانا جائز ہوگا تو حضرت شیخ ابو بکر العیاض رحمت اللہ علیہ ایسی وصیت کیوں فرماتے؟ (اسے عظیم فقیہ کا اس انداز سے وصیت کرنا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ قبر کے پاس قاری کو قرآن کریم پڑھنے کے لئے بٹھانا جائز ہے)

(۲) وقال محمد بن الحسن لا يكره القراءة عند القبور العاروی عن ابن عمر رضى

الله عنهما انه اوصى ان يقرأ على قبره وقت الدفن بفتح السورة البقرة وحوادثها

شرح الفاری علی التلخیص الاکثر (۱۵۸) ص ۱۰۰ صاحب شرح فقہ اکبر لکھتے ہیں

امام محمد بن حسن فرماتے ہیں کہ قبروں کے پاس قرآن کریم کی تلاوت کرنا مکروہ نہیں،

(اپنے اس قول پر دلیل دیتے ہوئے امام محمد بن حسن) فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ

بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے وصیت فرمائی کہ میرے دفن کے وقت سورہ بقرہ

کا پہلا (رکوع) اور آخری (رکوع) پڑھا جائے،

مفتی شائستہ گل نقادری (مدظلہ)

ترجمہ فقہ اسلامی، دارالحدیث، لاہور



تقبیل الالبہامین لتویر العینین

عند اسم رسول الثقلین

ہوں انکسین ہوں کا نام سنتے ہی آنکھوں کو منور کرتے

کیسے انکو شے ہوم کرا آنکھوں پر رکھتا

﴿مصنف﴾

مفتی اعظم سرحد

مفتی شائستہ گل قادری

التواری الروائی - زبدۃ القاریین حضرت علامہ صاحبہ الاسلام

محمد عبدالعلیم قادری

ترجم :

دارالعلوم قادریہ سبحانیہ

ناظم اعلیٰ :



بتفصيل الاتهامين لتويز العيين

عند اسم رسول الثقلين

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي هدانا للإيمان والإسلام وهو ما سئلنا الفصل  
الانحة الأربعة اعلاه الذي نشره الأمانة السي الامي الفصل الاماء  
والصلوة والسلام على سيدنا محمد الذي ظهر الله تعالى موته  
في الآخر لا اله الا هو وعلى له واصحابه بالبقاء اما بعد  
فبقول المولوي الحاج شافعة گل من العلامة الفهامة مولانا  
وسيدنا محمد علي مرعوف السانكي الذي شاء الله امره  
عونه مرعوف باستان عفي الله عنها

بفصله عفيف لم يسمع من بعض جهنة لانحة انكار تفصيل  
الاتهامين عند ذكر نبوت اسم رسول الثقلين في الاذان رلت  
مهامن الكتب وحرر بها اسمب هذه الرسالة

بتفصيل الاتهامين لتويز العيين

عند اسم رسول الثقلين

بفصل الله تعالى وكرمه

ذلك فصل الله برئيه من يشاء والله ذو الفضل العظيم



## ترجمہ خطبہ

مجمع المرجع عالمی کی مجمع دہلی میں ثابت ہے اللہ تعالیٰ چلے اور اللہ اس سے ہمیں  
ایمان و اسلام کی راہوں پر چارواں اور ہمیں اللہ اور رسول سے توحید سے منور پادار اور اللہ  
جنہوں سے دین و احکام میرا ہو، غیب کی خبریں دینے والے تمام مخلوق میں افضل رسول الہی  
ہو، اسے امتوں و ملتوں کا پیغمبر ہیں

اور اسلام ہو، انکار سے مراد یہاں سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس پر جنگی نبوت  
و اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے آخر میں خطاب فرمایا حضور پر نور ﷺ  
کی آل و تمام صحابہ کرام و جنوں اللہ علیہم اجمعین پر۔ (المائدہ  
(نصرت علامہ حجة الاسلام والمسلمین مفتی اعظم سرحد) مفتی شامہ علی القادری  
بن صدر الشریعہ مفتی محمد علی القادری رحمۃ اللہ علیہما ساکن خدائی شاد من  
(فرماتے ہیں) آپ میں نے جہاں اللہ (مساجد) اسے یہ منا

کہ انہوں جب آواز دیں گے تو اب اے خداوند رسول اللہ ہے اور سنے اور  
آواز دیں گے تو انہوں پر گئے، یہ صبح ہے، میں نے جب ان جہاں کو اس فعلی مستحب  
سے منکر پایا اور انکار کرتے ہوئے سنا تو میں نے اس موضوع پر کتابوں میں پہلے ہو  
مضامین کو لکھا کیا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اور اس رسالہ کا نام رکھا،

تقبیل الالبہامین لتنوير العینین

عند اسم رسول الثقلین

ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم

یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہے عطا کر دیتا ہے

اور اللہ ہی بہت بڑا فضل و کرم کرنے والا ہے۔

۱۰ صاحب کنز العمال وصاحب جامع الرموز لکھتے ہیں ۹

(۶) و اعلم انه يستحب ان يقال عند سماع الاولى من الشهادة صلى الله عليك يا رسول الله وعند سماع الثانية مهاجرات عيسى بك يا رسول الله (علیہ السلام) ثم يقال اللهم متعني بالسمع والصر بعد وضع طغرى الانهاس على العيس فانه لا يكون فائدا له الى الحجة كذا في كنز العباد. جامع الرموز جلد ۱. اذان (58)

صاحب کنز العمال وصاحب جامع الرموز فرماتے ہیں،

کہ جب (مؤذن آذان پڑھتے تو سننے والے کہنے) پہلی شہادت سنتے وقت یہ کلمات (صلی اللہ علیک یا رسول اللہ) اور دوسری شہادت سنتے وقت یہ کلمات (فوت عیسیٰ) کہ یا رسول اللہ (علیہ السلام) کرنا مستحب ہے، پھر دونوں انگوٹھوں کو آنکھوں پر رکھنے کے بعد یہ کلمات کہے (اللہم متعني بالسمع والصر)

تو حضور پر نور ﷺ (اس عمل کرنے والے اور یہ کلمات کہنے والے کو) جنت میں پہنچانے والے ہو گئے۔

۱۱ صاحب لبخانی لکھتے ہیں ۹

(تشمہ)

(2) يستحب ان يقال عند سماع الاولى من الشهادة صلى الله عليك يا رسول الله وعند سماع الثانية مهاجرات عيسى بك يا رسول الله (علیہ السلام) ثم يقال اللهم متعني بالسمع والصر بعد وضع طغرى الانهاس على العيس فانه لا يكون فائدا له الى الحجة كذا في كنز العباد. فیستثنى اذان (58)

۔ جب (مؤذن آذان پڑھتے تو سننے والے کہنے) پہلی شہادت سنتے وقت یہ کلمات (صلی اللہ علیک یا رسول اللہ) اور دوسری شہادت سنتے وقت یہ کلمات (فوت عیسیٰ) کہ یا رسول اللہ (علیہ السلام) کرنا مستحب ہے۔ پھر دونوں انگوٹھوں کو آنکھوں پر رکھنے کے بعد یہ کلمات کہے (اللہم متعني بالسمع والصر) تو حضور پر نور ﷺ (اس عمل کرنے والے اور یہ کلمات کہنے والے کو) جنت میں پہنچانے والے ہو گئے۔

## ﴿صاحب شای لکھتے ہیں﴾

وسمعه في العداوى الصوفية وكتاب الفردوس من قبل طبري ابيداه عبد سماع  
اشهد ان محمد رسول الله في الاذان انا قلناه ومدخله في صفوف الحجة والسادة  
في حاشية البحر المحيى الرولى عن المقاصد الحجة للسحاوى وذكر ذلك البحر احمى  
وخال تم قال ولم يصح في المرفوع من كل هذا الشئ وظل بعضهم ان القهستاني  
كتب على هامش نسخة ان هذا مختص بالاذان واما في الاقامة فلم يوجد بعد  
الاستقصاء الثام والبع. خامس. حلة 1 اذان (٢٦٤)

اسی طرح قادی صوفیہ میں اور کتاب الفردوس میں ہے جس نے (وقت آذان مؤذن  
سے یہ کلمات) "اشهد ان محمد رسول الله" سنے، اور نکر اپنے انگوٹھوں کے ہاتھوں  
چوم کر انگوٹھوں پر رکھے، (تو حضور پر نور ﷺ کا ارشاد اکرامی ہے) میں اسے جنت میں یہاں  
دلا ہوں، اور اس کا عمل صوفیہ جنت میں ہے۔

علامہ فخر رازی نے بحر کے حاشیہ میں مقامہ حسنہ سے ہمارے تحریر کیا ہے۔

حضرت جمالی نے بھی اس مسئلے کو نہایت طویل طریقہ سے ذکر کیا ہے البتہ انہوں نے کہا  
ہے کہ اس بارے میں کوئی مرفوع حدیث نہیں آئی، نیز بعض علماء نے نقل کیا ہے کہ علامہ  
جمالی نے ایک کتاب کے حاشیہ پر لکھا ہے، کہ ان کلمات کا کہن اور انگوٹھوں کو چومنا نہ  
آذان سے متصل ہے۔

## ﴿صاحب لمحاوی لکھتے ہیں﴾

### (فائدہ)

(١) ذکر القهستاني عن كبار العباد انه مستحب ان يقول عند سماع الاولى من  
الشهادتين اللهم صل على محمد وارض عنك يا رسول الله وعند السماع الثانية قراء  
عيسى بك يا رسول الله ثم يقول اللهم متعني بالسمع والبصر بعد وضع ايدي  
علي عبيدك فانه ﷺ يكون قائله له الى الجنة وذكر القهستاني في الفردوس من  
حديث ابي بكر الصديق رضي الله عنه: "فروا عن مسيح العيسى باطن انملة  
السامع بعد قبلتهما عند قول المؤذن اشهد ان محمد رسول الله وقال اشهد ان

محمد اعبده ورسوله بوضيت بالله رباهو بالاسلام ذبنا بمحمد نيا، حلت له  
شعاعى، وكذا روى عن الحضر عليه السلام ومنه يعمل فى المصائل، طحاوى  
المراعى اذان، (32) عباد، فهدى، اذان (58)

علامہ قسطلانى کنز العباد سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں،

کہ جب (مؤذان آذان دے تو سننے والے کیلئے) پہلی شہادت سننے وقت یہ کلمات  
(صلی اللہ علیک یا رسول اللہ) اور دوسری شہادت سننے وقت یہ کلمات (قوت عینی  
ہیک یا رسول اللہ) کہنا مستحب ہے۔ ہر دووں انگلیوں کو آنکھوں پر رکھنے کے  
بعد یہ کلمات کہے (اللہم معنی بالسمع والعصر) تو حضور پر نور ﷺ اس عمل کرنے والے  
اور یہ کلمات کہنے والے کو جنت میں پہانے والے ہو گئے۔

علامہ دہلوی نے فردوس میں حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث نقل کی ہے  
جو حدیث مرفوع ہے لکھتے ہیں کہ (سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور پر نور ﷺ  
نے فرمایا ہے کہ جب مؤذان آذان میں یہ کلمہ پکارے)  
”اشھد ان محمد رسول اللہ“ (نور ساجح شکر) شہادت کی انگلیوں کے پردوں کو چم کر  
آنکھوں پر رکھنے کے بعد (یہ کلمات کہے)

”اشھد ان محمد اعبده ورسوله بوضيت بالله رباهو بالاسلام ذبنا بمحمد نيا“ تو  
وہ میری شہادت کا مستحق ہو گیا، اسی طرح حضرت خضر علیہ السلام سے مروی ہے، افسان  
میں اسی طرح عمل کیا جاتا ہے۔

علامہ مہدائی رحمت اللہ علیہ مجموعہ الفتاویٰ میں لکھتے ہیں

سوال

(4) ناخبا ہر دوست برچشم نہادان بنام شہیدان نام سرور کائنات ﷺ اور آذان پر حکم دہو  
جناب والا! آذان کی وقت جب کوئی حضور پر نور ﷺ نام مبارک سننے اور سننے ہی دونوں  
انگلیوں کو چم کر اپنی آنکھوں پر رکھے سو اس کے لئے کیا حکم ہے؟  
جواب: بعض فقہاء مستحب نوشتہ اندوختہ ہی ہم درجی درباب نقل میاذا کرکج نیست۔۔۔  
اگر مستحب حامل دتارک ہر دو چاہی ملاست و تخطیج نیست درجایع الرموزی آزاد۔

اعلم ان يستحب ان يقال عند سماع الاذان من الشهادۃ صلى الله علیک یا رسول  
الله وعند سماع الغابۃ قرۃ عیسیٰ بک یا رسول الله ثم یقال اللهم منعی بالمسمع  
والبصر بعد وضع طهر الیدین علی العین لانه صلى الله علیه وسلم ینکون فانیذا له  
الی الخیر، کذا فی تکریر العبادۃ مجموعۃ الفتاویٰ عبدالرحمن جلد 3 صفحہ 42

علامہ عیدنائنی جواب میں لکھتے ہیں کہ بعض فقہاء نے اس عمل کو مستحب لکھا ہے اور اس مسئلہ  
میں دلیل کے طور پر احادیث بھی نقل کرتے ہیں مگر وہ احادیث صحیح نہیں، یہ فعل مستحب میں  
ماہل و ناکہ کا عمل علامت و خدمت نہیں، ہاں جامع الرموز میں لکھا ہوا ہے کہ جب (مؤذن  
آذان پڑھے تو سننے والے کہیں) پہلی شہادت سنتے وقت یہ کلمات (صلى الله عليك  
يا رسول الله) اور دوسری شہادت سنتے وقت یہ کلمات (طوبت عیسیٰ بک یا رسول الله  
(استحب) کہنا مستحب ہے۔ پھر دونوں انگلیوں کو آنکھوں پر رکھنے کے بعد یہ کلمات کہے (اللهم  
منعی بالمسمع و البصر) کہ حضور کو حضور پروردگار (اس عمل کرنے والے اور یہ کلمات کہنے والے  
کو) جنت میں لے جانے والے ہو گئے۔

(5) نبی کریم ﷺ کا نام مبارک سکر اپنے انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر ملنا مستحب ہے۔

(۶) یہ حضرت آدم علیہ السلام کی سنت ہے۔

(2) سیدنا ابو کریم صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

(3) سیدنا حضرت علیہ السلام سے منقول ہے۔

حضرت اسماعیل حتی رحمت اللہ علیہ تفسیر روح البیان میں فرماتے ہیں کہ

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص (سیرا نام سکر بخنوں کو چوم کر اپنی آنکھوں پر لے گا)  
قیامت کے دن میری شفاعت اسکے لئے لازم ہوگی، نیز وہ کبھی امداد ہوگا نہ انکی  
آنکھیں کبھی گی، بلکہ اس عمل سے بہت سارے نفع ہوتا دیتا ہو گئے،

روح البیان جلد ۷۔ مطبوعہ مصر و استنبول۔ (۲۲۹)

(6) تفسیر روح البیان اور تفسیر ابی طالب مکی میں لکھا ہوا ہے

کہ جب سیدنا آدم علیہ السلام جنت میں تھے، وہ جناب سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے دیدار سے  
مفتی ہوئے، اللہ جل جلالہ نے آپ کی طرف وحی فرمائی کہ (اے آدم) آپ کے پشت میں  
ہے، انا تمہارا والد آغا میں ہوں، انا اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو نور حضرت آدم علیہ

السلام کے انگشت میں ظاہر فرمایا تو اس نور نے تسبیح چڑھا شروع کی۔

دوسری روایت میں ہے کہ اللہ جل جلالہ نے اپنے محبوب ﷺ کے ہاتھ مبارک کا کھڑا سیدنا آدم علیہ السلام کے ہاتھوں میں ظاہر فرمایا تو حضرت آدم علیہ السلام نے انگشتوں کو چوم کر اپنی آنکھوں پر مس کیا۔

سوا آدم علیہ السلام کیلئے یہی اصل طہرہ حضور پر نور ﷺ کو جبریل علیہ السلام نے جب اس واقعہ کی خبر دی، تو حضور پر نور ﷺ نے فرمایا، جو شخص (بوقت آذان) میرا نام نکراںگوں وہ چوم کر آنکھوں پر طے گا وہ کبھی نابینا نہ ہوگا

حضرت محدث دہلی شریعہ متونی ۹ درجہ المرتبہ رحمہ اللہ

اپنی شہرہ آفاق کتاب الفردوس میں لکھتے ہیں

ع۔ من قبل طبری انہما بعد عند سماع اشہد ان محمد رسول اللہ فی الاذان انما نداء و مدخلہ فی صفوف الجہۃ

جس نے (بوقت آذان مؤذن سے یہ کلمات) "اشہد ان محمد رسول اللہ" سنے، اور نکرا اپنے انگلیوں کے ناخن کو چوم کر آنکھوں پر رکھے، (تو حضور پر نور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے) میں اسے جنت میں لیجائے گا، اور اس کا دخل صفوں جنت میں ہے۔

۱۰۔ حضرت حافظ الحدیث محلی بن مندو رحمت اللہ علیہ محدث دہلی صاحب فردوس رحمت اللہ علیہ کے ہاتھ میں اپنے تاثرات قلم بند کرتے ہیں۔

کہ جوانی زیرک و حسن خلق و مذہب سنت حلیہ (سنت) است و امتثال دور، فرماتے ہیں کہ محدث دہلی وہ عظیم و باکمال شخصیت ہیں کہ جوانی کا عالم ہے تو جوانی میں نہایت کھردرا غافل میں سب سے زیادہ خلق مذہب و ایمان کے حوالے سے نبی کریم ﷺ کے سنتوں کے تحت پابند اور امتثال سے ہمیشہ اور تھے۔

۱۱۔ صاحب رد المحتار لکھتے ہیں

(۸) یصح ان یقال عند سماع الاولی من الشہادۃ علی اللہ علیک یا رسول اللہ و عند سماع الثانیۃ منہا لیرت عینی مک یا رسول اللہ (۱۲) نہ یقال اللہ معنی بالسمع و البصر بعد و صح طبری الانہما من علی العین فانہ ﷺ یقول

المادة 10

و قد التحق بالمعهد العالي لمصرى، جلد ١، اوراق (370) مصنفه (1249) فيس العاصميين  
المولود (1198) المتوفى 1254 هـ وخطاوى المراكى مصرى (111) و جامع  
الرموز و محيط و حرة الروايات و كثر العاد و مقبلة الصلوة و تهذيب الصلوة و غيره .

وَمِنْ مَنَاقِبِ رَدِّ الْمَحْتَرَكِ فِيهِ

کہ جب (موازن آواز پر پڑے تو سننے والے کہیں) پہلی شہادت سننے وقت یہ کلمات (اصلی اللہ علیک یا رسول اللہ) اور دوسری شہادت سننے وقت یہ کلمات (اقرت عیسیٰ مک یا رسول اللہ) کہنا مستحب ہے۔ چاروںوں انگوٹھوں کو انگوٹھوں پر دھرنے کے بعد یہ کلمات کہیں (اللهم معی بالسمع والبصر) تو حضور پر نور ﷺ (اس عمل کرنے والے اور یہ کلمات کہنے والے کو) جنت میں پہنچانے والے ہوں گے۔

\_\_\_\_\_

## ﴿اشعار مولانا رومی در مشنوی﴾

بود در انجیل نام مصطفیٰ ﷺ آں سر عالمبرآں بحر سفا

حضور پر نور ﷺ کا اسم گرامی انجیل میں موجود ہے حضور پر نور ﷺ تمام انبیاء علیہم السلام کے سردار و مکرر صفا میں۔

بود ذکر حلیہ ہاشم او بود ذکر غز و صوم و اکل او

اسی تورات میں حضور پر نور ﷺ کے حلیہ شریف، اوصاف جسمانی، جہاد و روزہ، اکل و شرب کا ذکر انجامہ موجود ہے۔

طاقت نصرائیاں بھر ثواب چوں رسیدندے بدار نام و خطاب

بوسہ داندے بدار نام شریف رونہاوندے بدار وصف لطیف

نسل ایٹاں نیز ہم بسیار شد نور احمد ناصر آمد یار شد

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اتنی (تورات کو پڑھتے پڑھتے) جب حضور پر نور ﷺ کے نام مبارک (اور اس قوم کو تورات میں اللہ جل جلالہ کی جانب سے حضور پر نور ﷺ کے مبعوث ہونے کی جو بشارتیں دی گئیں تھیں اس مقام) تک پہنچے تو انہوں نے حضور پر نور ﷺ کے نام مبارک کو بوسے دئے اور اللہ جل جلالہ نے جس لطیف انداز سے اپنے محبوب ﷺ کے اوصاف جمیل بیان فرمائے تھے اس مقام پر لڑوئے محبت و ولوب و احترام اپنانے رکھتے تھے اس محبت و ولوب و احترام کا سلسلہ انہیں دنیا میں یہ ملا کہ اللہ تعالیٰ نے اکی نسل میں اضافہ فرمایا تو نور مصطفیٰ ﷺ انکے برعاطے میں مددگار ثابت ہوا۔

وآں گروہ دیگر از نصرائیاں نام احمد و اشجدے مستہاں

مستہاں غوار کشجدے آں فریق گشت محروم از خود شرط طریق

جبکہ اسی امت کا ایک بد بخت گروہ ایسا تھا جو نام نبی ﷺ کے احرام سے محروم تھا، وہ گروہ جنکے قلوب عیب رسول ﷺ و احترام رسول ﷺ و ولوب رسول ﷺ سے خالی تھے بلکہ انکے دلوں میں یہاں محبت کے عداوت نے جگہ لی اور وہ گستاخانہ نظروں سے اتر نام مقدس کو کہنے لگے، سو انکو نہیں تو یہ سزا ملی کہ



(1) اگلے مقام پر آپ ہو گئے

(2) دو گزہ ذیل فرما دو

(3) اپنے دین و مذہب سے کبھی غم نہ ہو گئے

نام احمد چوں چہنیں طاری کند تا کہ نورش چوں مددگاری کند  
سوائے مسلمانوں جب حضور پر نور ﷺ کا نام مقدس الی اللہ سے (دوسری جگہوں کیساتھ)  
مدد کرتا ہے تو سوچ کر سرکار کا نام ﷺ کے نور کی مدد کا کیا عالم ہوگا۔

آج لے آگے پناہ آج مدد مانگ ان سے پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر نہ ہو گیا  
(امام المسلمین الشیخ احمد رضا خان از قبیلہ برہانچہ لکھنوی ترمذی رحمہ اللہ)

نام احمد چوں حصار سے شد حصیں تا چہ باشد ذات آں روح الامین  
جب حضور پر نور ﷺ کا صرف نام مبارک ہی ایسا عظیم قدر ہے جس میں ہر طرح حفاظت ملتی  
ہے تو پھر وہ ذات جو روح الامین ہے کی دعا کا کیا عالم ہوگا۔

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمہ اللہ

ہذا سلسلہ نسب سائیں (27) اسٹوں سے سیدنا محمد فاروقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے  
جنکی ولادت ۱۳ ربیع الثانی ۱۲۷۱ھ میں ہوئی متوفی ۱۲۸۸ھ بمطابق ۱۸۷۳ء آپ سلاسل  
اربعہ میں نماز تھے، امیر حسین امرہوی، غم عید آبادی نے جو ابراہیم دہلوی کے صفحہ 75 پر آپ کے  
تعلیمات میں سے لکھا ہے،

کہ آپ (یعنی مجدد الف ثانی) رحمت اللہ علیہ کا معمول تھا (جب مؤذن سے) آذان میں  
حضور ﷺ کا نام مبارک سنتے تو دونوں انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر رکھتے۔

مجدد الف ثانی کے دادا مولوی الشیخ عبدالقدوس گنگوہی قادری چشتی رحمت اللہ علیہ  
متوفی ۱۳ ربیع الثانی ۱۲۷۱ھ نے مجموعہ خطیب ص 208 خطبہ چہارم اشوال، میں  
انگوٹھے چومنے کا مسئلہ بحوالہ کتب معتبرہ تفصیلاً ذکر فرمایا ہے تاکہ آخر میں ایک سوال  
کا جواب بھی ملے۔

سوال: مخالفین کہتے ہیں کہ علامہ جمال الدین سیوطی متوفی 911ھ نے تفسیر العقاب اور  
المختار میں لکھا ہے کہ انگوٹھے چومنے کے تمام احادیث مضعوف ہیں۔

نواب ایہ علامہ جلال الدین سہلوی بدستور بہتان دہوت ہے، کیونکہ بعض محدثین انھیں کرام فرماتے ہیں۔

(۱) کہ یہ حدیث حسن ہے۔

(۲) بعض کہتے ہیں یہ حدیث ضعیف ہے،

(۳) بعض کہتے ہیں یہ فعل سنت ہے۔

(۴) بعض کہتے ہیں یہ فعل مستحب ہے

حضرت علامہ ابو الفیض محمد عبداللہ دہلوی نے فیض الاسلام فی ترویج سنت الاسلام کے صفحہ (283) سے صفحہ (284) تک گنتیں کتب کے حوالوں سے،

مولانا غلام دہلوی قصودی کی کتاب تحفہ دہلوی کی سند سے،

اور مولانا مولوی ابوالحسن حسن صاحب متوفی ۱۳۵۵ھ کا کوری لکھنوی نے تفریح الاولیاء

مولانا مولوی عبدالغفار مرحوم مفتی عدالت گوالیار نے نورالمنین ۱۳۵۹ھ مطبوعہ کجھانی،

حضرت علامہ الحاج مولانا مولوی ابوالخیر عظیم البرکت الشاہ احمد رضا خان صاحب نقادہ

الاقبیلہ بڑھچ قدادری افغانی مجدد مادیہ حاضرہ قم بریلوی نے منیرالمنین میں

حضرت ابو مہر علی شاہ صاحب ہاشمی گولڑی رحمت اللہ علیہ نے ملفوظات طیبہ میں ص ۳۴،

حضرت مولانا شمس علی خان صاحب مناظر المستفت نے نیز حضرت مولانا مولوی الحاج

مفتی احمد یار خان اوجہانوی بدایونی ثم گجراتی رحمت اللہ علیہ نے اپنی کتاب جہان حق میں

(ان تمام علماء نے آذان کیوقت انکو طے پونے کو مستحب لکھا ہے)

چنانچہ حضرت علامہ ابن حجر مکیؒ

نے کتاب تحفہ میں لکھا ہے

ومن شرط العمل بالحدیث الضعیف ان لا یشتد ضعفه و حدیث الدہلوی ایس لیے

شدہ الضعیف کہ اسبابی احصا ص ۱۴۱ قریباً بل صحیح و لہذا فی الصدیق الاکبر رحمہ

حضرت علامہ ابن حجر مکی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ضعیف حدیث پر عمل کرنے کی

شرط یہ ہے کہ اس حدیث کی سند میں کوئی عیب نہ ہو اور اس حدیث کی روایت میں کوئی

تعارض نہ ہو اور اس حدیث کی روایت میں کوئی عیب نہ ہو اور اس حدیث کی روایت میں کوئی

و حضرت امام الشیخ الرداء محدث نے

اسی کتاب مروجات السنن میں لکھتے ہیں

و ادلت رافعة الى الصديق الاكبر فلهي للعمل لقوله عليه الصلوة والسلام .

عليكم بسني و سنة الخلفاء الراشدين من بعدى فثبت انه مطلوب فعلا من

اسی ہيكون بدعة، مروجات الرحمة

امام الشیخ الرداء محدث رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب اس حدیث کی رفع جناب

سیدنا محمد مصطفیٰ رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے تو عمل کیلئے کافی ہے کیونکہ حضور پر نور ﷺ

نے فرمایا ہے تم ہماری اور میرے خلفاء راشدین کی سنتوں کی پیروی کرنا لازم ہے

اسی طرح کتاب فتح المسبب شرح الاربعین میں مکتوب موجود ہے

(19) اسی طرح حضرت علامہ ربیعہ محدث نے کتاب نہایت شرح منہاج نوادی میں

تصریح فرمائی ہے۔

(20) امام حمادی علیہ الرحمۃ نے تانہات کثیرہ الرداءات آپ سے حدیث تکمیل

ابہامی کو قوت دی ہے۔

ہوا کا) اصل تھارے کے تحت ہے یہی کافی ہے، ہاں حدیث کو ملاحظہ کیا جہاں  
اور خطرات اور بھارت اور بہتان صریح ہے۔

(23) اسی طرح یہ مسئلہ طار فتنہ بنی مہاراجن اسی طرز آہاں لی کہ آپ قلاب  
الارشاد میں موجود ہے۔

(24) نیز حافظہ مہاکریم دہلوی قادری کی کتاب جانیہ المومنین میں بھی موجود ہے۔  
اور نیز مفتی سید مہد القادری صاحبی قادیانی نے جامع الفتاویٰ میں لکھا ہے۔ حرور الدیارات لکھا ہے۔  
محمد عبدالعزیز بنزلی لاہور۔

### ﴿صاحب مقدمۃ الصلوٰۃ لکھتے ہیں﴾

(26) قال السیوطی من سمع الاذان قبل غصری اہتمامہ ومسح علی جہہ  
فما طالہ فی صفوف القیامۃ وقائدہ الی الحدیث مقدمۃ الصلوٰۃ

۵

مصور پورہ موجود فرماتے ہیں جس نے آذان بنی اور دونوں انگلیوں کو چمکڑا کر اپنی آنکھوں پر  
مسح کیے، میں قیامت کے دن اسے صفوں میں تلاش کروں گا اور جنت میں داخل کروں گا

### ﴿صاحب نور الہدیٰ لکھتے ہیں﴾

(27) چوں کہ نام کی صلوٰۃ اندرون آذان بتوفیق فقہری اہتمام ہو سکتی ہے۔  
آذان میں جب حضور پورہ موجود کا نام سے تو سخت والا اپنے دونوں انگلیوں کو چمکڑا کر دونوں  
آنکھوں پر رکھے۔ غرض کہ روایات قر نور الہدیٰ (25)

(28) فلما انتصب آدم علیہ السلام علی قدمیہ وای فی السماء کعبۃ بحدیثہ  
کالشمس یضیئہا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ففتح فلا حینئذ اذہ لاء وقال  
اشکیرک ایہا الرب لانک تفصلت فی خلقتی ولکن اصبر علیک ان تسامی  
سامعی ہذہ الکلمات محمد رسول اللہ فاحاب اللہ تعالیٰ مرحباک باعبدی آدم  
علیہ السلام وای قول لک انک اول انسان خلقته ہذا الذی وایہا ایضا ہو اسک  
الذی سامی الی العالم بعد الان بسین عہدہ ویکون رسولی الذی لاحلہ عہدہ  
کمال الاشیاء الذی متی جاءہ سب مطلق نور العالم الذی کانت نفسہ موضوعہ فی بیاء  
السماء سبعین الف مئة قبل ان احلق شیئا وصرع آدم علیہ السلام الی اللہ تعالیٰ



پارہ اول اور سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پر نور ﷺ کے طفیلہ اول نبی  
 سوانح (مجلد ہمارے لئے جنت ہے یہی کافی ہے) اس حدیث کو موضوع کتاب ہوا۔  
 خلافت اور جہاد اور بہتان صریح ہے۔

لہذا ہر (مؤذن آذان) ہمارے تو سننے والے کیلئے) پہلی شہادت نئے وقت یہ کلمات (صلی  
 اللہ علیک یا رسول اللہ) اور دوسری شہادت نئے وقت یہ کلمات (لموت عسی  
 ربک یا رسول اللہ) کہنا مستحب ہے۔ دونوں انگوٹھوں کو چوم کر آنکھوں پر  
 رکھنا فعل مستحب ہے بدعت نہیں۔ ہذا و ما تو لیلی الاہا اللہ العلی العظیم

﴿صنفہ و حورہ﴾

مفتی اعظم سرحد

مفتی شائستہ گل قادری (رحمت اللہ علیہ)

الحمد للہ کہ اس رسالے کا ترجمہ بھی آج بروز ہفتہ بتاریخ

۲۸ اگست ۲۰۰۴ء مکمل ہوا

(نذرات عقیدت، حرم)

انگوٹھے چوم کر زندہ کر سنت صدیقؐ کو  
 دخول جنت چاہئے تو ٹٹوں وسیلہ حضرت صدیقؐ کو

المفتی الی اللہ محمد عبدالعظیم قادری مفتی عبد حبیب صحابہ و اہل بیت

ناظم اعلیٰ:

دارالعلوم قادریہ سبحانیہ

شاہ ایس کالونی ۵، ایپی ۲۵ پاکستان

استغاث

پرہیز سے میں فدا ہوں یا رسول اللہ ﷺ

آپ کے درگاہ میں گدا ہوں یا رسول اللہ ﷺ

پلا دابو، پلا دابو، پلا دابو یا رسول اللہ ﷺ

دن رات تڑپ رہا ہوں یا رسول اللہ ﷺ

میں گھر گیا دیدارِ روضہ اطہر کو

ہر طرف سے جٹکائے اتلا ہوں یا رسول اللہ ﷺ

نہرتے ہیں گنبدِ غفران وہ نور کے جلوے

دیدار کیلئے پھر تڑپ رہا ہوں یا رسول اللہ ﷺ

مقیہات کی طبعِ دل میں فوڈاں ہے

قادر کی طریقت، محبتِ امینا ہوں یا رسول اللہ ﷺ

مر جتنے قبر میں آئیں تو میں محمد بن نہ ہوں گا

سرگامی آمد ہے انتظار میں کھڑا ہوں یا رسول اللہ ﷺ

اٹھا، سب بند اعمال یا رسول اللہ ﷺ

قدوس میں آ پڑا ہوں یا رسول اللہ ﷺ

رہے مجھے شہوبِ قدوس میں رسول کے

ہزاروں گام کہ میں امتی ابلی ہوں یا رسول اللہ ﷺ

صدائے خدا میں لیلِ شبِ درموسم ہوں

ہاں حسرت کہ مجھ پر از خطا ہوں یا رسول اللہ ﷺ

مشفیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

## ﴿اعلہار تشکر﴾

وہ علماء کرام جنہوں نے میرے ساتھ اس کتاب کے پروف ریڈنگ، نوٹنگ، اصلاحات میں مدد دی کا تہ دل سے مشکور و ممنون ہوں خصوصاً مولانا عبداللہ قادری، مولانا تصور حیات قادری، مولانا عبدالغفور، مولانا دوست محمد قادری، دعا ہے اللہ تعالیٰ مذکورہ بالا علماء کو اس عظیم کار خیر

کا اجر عظیم عطا فرمائے آمین، بجاہ سید المرسلین، یا رب الغلین۔

## ﴿مترجم کی وضاحت﴾

معاون کتب برائے ترجمہ

عربی، پشتو سے اردو میں ترجمہ کرتے وقت میں نے وجہ ذیل کتب سے

اعانت حاصل کی

کنز الایمان،

مترجم (الشیخ احمد رضا خان الغفاری الذہبی) کنز الدقائق فی تفسیر القرآن (رحمۃ اللہ علیہ)

مرآۃ الصانع،

مصنف، حضرت علامہ مفتی احمد یار خان بکراتی رحمۃ اللہ علیہ

شواہد الحق،

مصنف

علامہ یوسف النعمانی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم، حضرت علامہ مولانا عبدالکیم شرف قادری دامت برکاتہم العالیہ



اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله الذي هدانا لهذا وما كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله .  
لقد جاءك رسل ربنا بالحق ، ونودوا أن تلکم الجنة  
أورثتموها بما كنتم تعملون .

الحمد لله الذي لم یزل ولا یرأل حیا قیوما عالما قديرا مدبرا  
سمیعا بصیرا .

وشهدان لا اله الا الله وحده لا شریک له . له الملك وله  
الحمد وتکبر تکبیرا .

وشهد ان سیدا رزاقا اماما محمدا عبده ورسوله الذي ارسل  
الی الناس كافة نبیورا و نذیرا ۝ صلى الله علیه وعلى اله  
واصحابه وازواجه وذریته وسلم تسلیما کثیرا کثیرا ۝

امابعد . فیایہا الناس ان لکم معالم فانتهوا الی معالمکم وان  
لکم ہایہ فانتهوا الی ہایحکم فان العبد المؤمن بین محافظ  
بین احل قد مضی لا یدری ما الله صانع به ، و بین اجل قد بقی  
لا یدری ما الله قاص فیہ . فلیتزود العبد من نفسه لنفسه ومن  
حیاتہ لم تہ ومن سائہ لکبرہ ومن ذنیاء لا اخرتہ فان الذنیاء  
خلعت لکم ، ثم خلقتم للاحرة . هو الذی نفسی بیدہ

مَا بَعْدَ الْمَوْتِ مِنْ مُسْتَعْتَبٍ وَلَا بَعْدَ الدُّنْيَا ذَرْأًا إِلَّا الْجَنَّةُ أَوْ النَّارُ  
 الْقَوْلُ قَوْلِي هَذَا أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ لِي وَلَكُمْ بِسَكِينٍ إِنَّ أَدَمَ ابْنَ  
 مَسْكِينٍ ، بَيَانُهُ كَسْفٌ وَمَرْكَبُهُ جَنَازَةٌ وَمَنْزِلُهُ لَحْدٌ وَهَرَاثَةُ  
 تُرَابٌ ، بَيْتُهُ خَرَابٌ وَوَلَدُهُ يَتِيمٌ وَمَالُهُ مَقْسُومٌ  
 وَعَلَيْهِ الْجَسَابُ ، اِغْلَمُوا أَنَّ الدُّنْيَا أَوَّلُهَا بُكَاءٌ وَآخِرُهَا طَاءٌ  
 وَغَاقِبَتُهَا تُرَابٌ ، خَلَالُهَا جَسَابٌ وَخَرَامُهَا غَدَابٌ وَشَهَاتُهَا  
 عَذَابٌ ، أَيُّهَا الْمُؤْمِنُونَ إِنَّ الْمَلُوكَ الْمَاضِيَةَ وَالْجَبَّارَ الْمُتَكَبِّرُونَ  
 مَا لَكُمْ لَا تَنْتَظِرُونَ أَيُّهُمْ وَلَا تَغْبِرُونَ ، فَاخْتَبِدُوا إِلَى الطَّاعَاتِ  
 إِنْ كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ ، وَاتَّقُوا يَوْمًا تُرْجَعُونَ فِيهِ إِلَى اللَّهِ ثُمَّ تُوَفَّى كُلُّ  
 نَفْسٍ مَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ، وَنَادُوا بِمَلِكٍ لِيَقْضِيَ عَلَيْنَا  
 رَبُّكَ ، قَالَ إِنَّكُمْ مَا كُنْتُمْ تَلْقَوْنَ لَظْفًا جَنَّتُمْ بِهِ الْحَقُّ وَلَكِنَّ الْكُفْرَ كُنْتُمْ  
 بِالْحَقِّ تَكَاذِبُونَ ، أَمْ أَمْرُؤُا الْإِنْسَانُ لَمَرُؤُونَ ، أَمْ يَحْسِبُونَ أَنَّهُ لَا تَسْمَعُ  
 بَرَّهْمَ وَنَجْوَاهُمْ تَلَى ، وَرُسُلُنَا لَدَيْهِمْ يَكْفُرُونَ

اس خطبہ کے بعد تھوڑی دیر کے لئے بیٹھ جائے

اور پھر دوسرا خطبہ شروع کرے

الْحَمْدُ لِلَّهِ حَمْدُهُ وَسُعْيُهُ وَنَسْتُغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنُؤْمَلُ  
 عَلَيْهِ وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ  
 يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يَضِلَّهُ فَلَا مُهْدِيَ لَهُ ، وَنَشْهَدُ أَنَّ  
 لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ ، وَنَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ

ورسوله صلى الله عليه وعلى جميع الانبياء والمرسلين  
 وعلى الملكة المقرنين وعلى عباد الله الصالحين وعلى سائر  
 من امن بالله ورسوله خضوعا على خير البشر بعد الانبياء  
 والمرسلين ابى بكر الصديق رضى الله تعالى عنه وعلى  
 مريض المسحود والمخرا ب امير المؤمنين عمر ابن الخطاب  
 رضى الله تعالى عنه وعلى كامل الحياء والايمان امير المؤمنين  
 عثمان ابن عفان رضى الله تعالى عنه وعلى اسد الله العال  
 امير المؤمنين علي ابى طالب رضى الله تعالى عنه وعلى  
 الامامير الشهيدين الشهيدين ابى محمد بن الحسن وابى  
 عبد الله الحسين وعلى امهات سيدات النساء فاطمة الزهراء  
 نب رسول الثقلين صلى الله عليه وسلم وعلى العشرة المبشرة  
 وسائر فرق المهاجرين والانصار والتابعين الابرار ورضوان  
 الله تعالى عليهم اجمعين عباد الله رحمكم الله ان الله  
 سامركم بالعدل والاحسان وايضا ذى القربى وبهى عن  
 الفحشاء والمنكر وبكثير الله اكبر والله يعلم ما تصفون

خطباء سے قریش خطبہ کا اضافہ کیا  
 نماز جمعہ کے بعد فقیر نو ماہ میں یا فرما میں  
 الفقیر الی اللہ محمد مہد اعظم القادری  
 علیہ رحمۃ اللہ

خطبہ کا یہ عبارت تہا فیصل کا لونی ۵ ابی

﴿ شجرہ قادریہ غفورہ ﴾

بسم الله الرحمن الرحيم

اے خداوند! تو ذات کبریا کیواسطے

رحم کر مجھ پر محمد مصطفیٰ کیواسطے

الحق کرتا ہوں تجھ سے یا اہل اہلین

کھول دے مشکل علی مرتضیٰ کیواسطے

شیخ حسن بصری کا نام لاتا ہوں شفیع

شیخ حبیب عجیٰ پر حدیثی کیواسطے

طاہر علم و عمل دے یا اہل اہلین

حضرت داؤد طائی رہنما کیواسطے

حضرت معروف کرخی کیلئے تو رحم کر

شیخ عبداللہ سری اولیاء کیواسطے

یا الہی دے مجھے شوق وصال احمدی

شیخ جنید بغدادی ہے ریا کیواسطے

یا الہی دین و دنیا میں میرا دل شاد کر

شیخ شبلیؒ — نور و صفا کیواسطے

شاد کر مجھ کو الہی غم زدہ ہوں بے نوا

شیخ عبدالواحد حسینی رہنما کیواسطے

حوض کوثر دے مجھے اور قرب شتم المرسلین

بو الفرج طرطوس مصعین اصلیا کیواسطے

شیخ ابوالحسن ہنکاری جمال اولیاء

شیخ ابوسعید مہارک مقتدا کیواسے

دل کو روشن کر عظیم غوث اعظم ہامغا

قبلہ حاجات کعبہ مدعا کیواسے

فضل کر مجھ پر عظیم شاہ دولہ ہاکمال

شیخ شاہ منور مقبول خدا کیواسے

دین دنیا کا وسیلہ کن ہمارے سب لئے

شیخ شاہ عالم جمال اقتبا کیواسے

شیخ احمد ستانی دو جہاں کے دھگیر

شیخ حنیف پشادری کمال اسفیا کیواسے

یا الہی کر مجھے محبوب اپنا بے ریا

شیخ محمد صدیق بٹاونی اولیاء کیواسے

دور کر مجھ سے الہی غم الم روز جزا

شیخ محمد عمر الہی ذوالعطاء کیواسے

بخش دے اپنی محبت یا الہ الغلین

شیخ محمد شعیب کمال اولیاء کیواسے

آئندہ کرتا ہوں تجھ سے یا غفور حمد مبین

شیخ عبدالغفور سراج اولیاء کیواسے

روشنی دے دل میرے کو یا رشید المرشدین

شیخ عبدالوہاب مرشد اولیاء کیواسے

دور کر غفلت ہماری دو جہانوں کیلئے

شیخ ماسد الحقؒ پر صفا کیا اسلئے

فیض دے مجھ کو ایسی دین و دنیا میں تمام

شیخ جلال الدینؒ جلال اولیاء کیا اسلئے

یا الہی کر عطا مجھ کو رضائے احمدی

شیخ عبدالسبحانؒ خمس الاولیاء کیا اسلئے

علم و عرفان سے منور کر قلوب مسلمین

شیخ عبدالعلیمؒ خادم اولیاء کیا اسلئے

بخش دے میرے معاصی یا الہی در جہاں

بر طویل ان اولیاء و اصفیاء کیا اسلئے

چند صلی اللہ علی خیر خلقہ سیدنا محمد و آلہ و اصحابہ اجمعینؑ

اللهم صل علی محمد و آلہ و عترتہ بعد اکل معلوم لک

اللهم صل علی محمد و آلہ و عترتہ بعد اکل معلوم لک

اللهم صل علی محمد و آلہ و عترتہ بعد اکل معلوم لک

اللهم صل علی محمد و آلہ و عترتہ بعد اکل معلوم لک

اللهم صل علی محمد و آلہ و عترتہ بعد اکل معلوم لک

اللهم صل علی محمد و آلہ و عترتہ بعد اکل معلوم لک

اللهم صل علی محمد و آلہ و عترتہ بعد اکل معلوم لک

# خطوط

پیر صاحبؒ کے نام محمد علی جناح کے خطوط

مرکزی دفتر

آل انڈیا مسلم لیگ، دیا گنج دہلی کیمپ دہلی

۱۱ نومبر ۱۹۴۵ء

پیارے مساجد نشین صاحب

مجھے آپ کا ۱۲ نومبر ۱۹۴۵ء کا لکھا ہوا خط ملا جس پر میں آپ کا مشکور ہوں۔ اس کے بتانے کی ضرورت نہیں کہ میں آپ کا بہت ممنون ہوں۔ کیونکہ آل انڈیا مسلم لیگ کو آپ کا تعاون حاصل رہا ہے جو پاکستان کے قیام کے لئے ضروری ہے اور جو اسلام کا نظریہ بھی ہے اور یہ مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اس خطرناک موڑ پر ہماری قومی تنظیم مسلم لیگ کی مدد کریں، اور لیگ کے امیدواروں کی مدد کریں، پاکستان کے لئے مسلم انڈیا کی رائے حاصل کریں۔ دنیا کی آنکھیں مسلم انڈیا پر منعکس ہیں اور قزاقستان کے تیر کی نوک کی حیثیت حاصل ہوگی۔

میرے علم میں ہے کہ آپ کی تنظیم ان اشخاص میں سے ہے جن کے باپ دادا نے اسلام کی خاطر جانی اور مالی خدمت کی ہے اور آپ اس خطرناک موڑ پر مسلم انڈیا اور مسلم لیگ کی مدد اور تعاون کے لئے سب کا طور پر آگے بڑھے ہیں جو مسلمانوں کی واحد با اختیار اور نمایندہ تنظیم ہے۔

آپ کے اظہار جذبات کی یقین دہانی نے مجھے بڑا حوصلہ بخشا کہ آپ بغیر کسی دنیاوی فائدے اور لالچ سے اور خدا کا فضل ہے نہ آپ کو اس کی ضرورت ہے، ملک و قوم کا کام کرنا چاہتے ہیں اس لئے وہ کام اور خدمت کریں جو کہ ملت اسلام اور دس کروڑ مسلمانان ہند کی زندگی اور سوت کا باعث ہے۔ چند نقاط کے متعلق نوٹ جو آپ نے ممبرانی کر کے مجھے بھیجا ہے، میں نے اپنے دوست قاضی عبدالحکیم خٹک کو جو ممبرانی کر کے مجھے دیکھنے آیا تھا پوری وضاحت کی ہے۔ وہ آپ کی تبادلات کا پتھر تباد سے گا۔

آپ کے اس نوٹ پر پانچ نقاط کا ماتخذ ہے، کے متعلق میں آپ کو تناؤں کو پاکستان کے قیام کا ابتدائی سوال جب حل ہو جاتا ہے تو پھر صرف



مسلم لیگ آئین نہیں بنائیگا۔ بلکہ باشندگان پاکستان جس میں ۷۵٪ مسلمان ہونگے اس لئے آپ سمجھتے ہیں کہ یہ مسلم حکومت ہوگی اور یہ پھر پاکستان کے لوگوں پر منحصر ہوگا کہ وہ آئین بنائیں جس کے تحت پاکستان وجود میں آئے گا اور کام چلے گا۔ اس خطرے کو محسوس کرنے کی ضرورت ہی نہیں کہ وہ آئین بنا دے اور جس میں خاصی مسلم اکثریت سے ہوگی۔ وہ پاکستان کے لئے اسلامی تصور کے خلاف آئین بنا سکیں گے اور نہ ہی حکومت پاکستان جب بھی وجود میں آجائے، اسلامی تصور اور اصولوں کے خلاف کام کر سکتی ہے۔

آپ کو معلوم ہے کہ میں ۲۰ تاریخ کو اپنا اور انشاء اللہ فریئر کانفرنس میں شمولیت کے لئے پہنچ رہا ہوں اور میں عزت اور مسرت سمجھتا ہوں کہ آپ سے ملنے اور بات کرنے کی سعادت حاصل ہو۔

آپ کا مخلص

محمد علی جناح

ماونٹ پینزنٹ روڈ مال بارہ بڑی

۲. نومبر ۱۹۴۵ء

پیارے سجادہ نشین صاحب !

آپ کے ۲۰ نومبر کا خط مجھے ملا۔ مجھے افسوس ہے کہ آپ دیگر  
مہمہ وفیات کی وجہ سے نہیں آسکے میں ۲۴ نومبر کو مردان جا رہا ہوں  
مجھے خوشی ہوئی کہ راستے میں مانگی شریف بھی جاؤں اور کچھ دیر ٹھہروں  
میرا خیال ہے کہ یہاں سے گیارہ بجے روانہ ہو جاؤں اور آپ کے  
ساتھ آدھ گھنٹہ کے لیے ٹھہر جاؤں اور آپ سے ملنے کی سعادت  
حاصل کروں۔ میں دوپہر کے کھانے پر پہلے سے مدعوں ہوں اس لیے  
میں ساڑھے گیارہ اور بارہ بجے کے درمیان مانگی شریف میں ہو گا۔ شکریہ

آپ کا مخلص

محمد علی جناح

محدوث و غیر انویس روڈز پر۔

جنوری ۲۰۱۹ء

پیایے فقیر صاحب

سب کے ۱۱ جنوری کا خط جو آج بدست فلیٹ محمد خان مجھے ملا۔ میں نے اس کے ساتھ معاملے پر پوری بات چیت کی ہے۔ آپ نے جو اطلاعات اور تجاویز پیش کی ہیں، میں اس پر آپ کا بڑا مشکور ہوں۔ ان میں سے کچھ پر عمل درآمد ہو چکا ہے۔ جبکہ اسی معاملہ میرے زیر غور ہے۔ فی الحال ہمارے تنظیم میں نئی تبدیلیاں ممکن نہیں، اگرچہ آپ کے تجاویز مفید ثابت ہوں گے۔ اب صرف چار پانچ ہفتے باقی ہیں اور جو کچھ مسودہ، قبل ازیں تیار ہو چکا ہے، ہمیں اس سے مستفید ہونا ضروری ہے۔ صرف ایک طریقہ ہے کہ اس کام کو کامیابی سے چلائیں وہ یہ ہے کہ ہر فرد ذاتی اور اجتماعی طور پر گروہوں میں غلط رائے کے دریغ حصول پاکستان کی خاطر اپنی پوری کوشش کریں۔

یہ باب اہم مسئلہ ہے نیز جہاں چاہ وہاں راہ۔ اگر ہم میں قوت کی یکسانیت اور اتحاد نہ ہو تو یہ ممکن ہے کہ مکمل مشینہ ی او سائن

کار آمد ثابت نہ ہوں۔ ہماری موجودہ مشینری نیا ہو چکی ہے۔ ہمارے  
 پچھلے سالوں کی کوشش کا نتیجہ ہے۔ جو کتاب ہے یہ سافاں اور شیشی کٹش  
 نہ ہو جتنا بعض اصحاب کی خواہش ہے لیکن وہ لوگ جن کا ارادہ ہو کہ  
 اتحاد اور دوستی اور خود اعتمادی کے متعلق ہیں وہ موجودہ مشینری سے  
 حیران کن کامیابی حاصل کر سکتے ہیں۔ اس لیے میری آپ سے اور ہر مسلمان  
 سے یہ استدعا ہے کہ پوری دل لگی کے ساتھ کوشش کریں۔ مجھے یقین ہے کہ  
 صوبہ سرحد میں کامیابی ہمارے قدم چھوے گی

میں آپ کا اور فتح علی کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے لاہور آنے  
 کی زحمت اٹھائی جس سے مل کر مجھے بہت خاموشی ہوئی وہ آپ کو دہی  
 سب کچھ تفصیلاً بتا دیں گے جو باتیں اس کے اوپر سے مابین ریکٹ آئیں

آپ کا مقصد

محمد علی جناح

۱۔ اورنگ زیب روڈ ٹی وی

۲۔ اکتوبر ۱۹۴۷ء

عزیزم پر صاحب!

اخبارات میں پڑھ کر مجھے خوشی ہوئی کہ آپ تہہ دل سے مسلم لیگ کے لئے کام کرتے ہیں۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہمارے بہترین اور سب سے اہم اشخاص سامنے آئیں اور بے لوث کام کریں جیسا کہ مجھے یقین ہے کہ آپ نے جان لیا ہے کہ پاکستان کے مقصد کو حاصل کرنے کے لئے ایک بہت بڑی کوشش ہمارے سامنے ہے۔ خواہ کسی بھی فرقہ سے تعلق رکھتا ہو۔ یہ ہر ایک مسلمان پر فرض ہے کہ وہ کام کریں اور ہمارے لوگوں کو منظم کریں اور آل انڈیا مسلم لیگ کے جھنڈے کے نیچے متحد ہو جائیں۔ امید ہے آپ بخیریت ہوں گے۔ نہایت ادب کے ساتھ۔

دوستانہ

محمد علی جناح





JOHNSTON P. LAGASY ROAD  
MALABAR HILL  
COCHIN

PERMUTATION,  
27th November, 1945.

My dear Rajeeva Krishna Saheb,

I am in receipt of your letter of  
yesterday. Sir, I am sorry that you cannot  
come on the 28th owing to your other en-  
gagements.

As regards to "Horse" on the 4th  
November, and on 7th, I shall be glad to  
go to Mandi Sharif. I propose to start from  
here at 11 a.m. and reach Mandi Sharif and  
spend at least 2 1/2 hours with you and have  
the pleasure of seeing you. I am already  
booked for lunch at Mandi Sharif, and therefore I  
shall be at Mandi Sharif between 11-30 and  
12 o'clock.

Thanking you,

Yours sincerely,

H. J. L.

Rajeeva Krishna Saheb  
of Mandi Sharif,  
Mandla, N.W.F.P.







10 AURANGZEEB ROAD  
NEW DELHI

30th October 1946.

My dear Pir Sahib,

I was very pleased to read in the newspapers that you have now been whole-heartedly working for the Muslim League. We want our best and most prominent men to come forward and work selflessly, as, I am sure, you have already realized that there is a very great struggle in front of us to achieve our goal of Pakistan.

It is now up to every Muslim, to whatever class he may belong to work and organize our people and stand united under the banner of the All-India Muslim League.

Hoping you are well and with very kind regards,

Yours sincerely,

Haizrat Mohammad  
Aminul-Haqqat,  
Pir Sahib of Wazir Sharif,  
Lahore.

GOVERNMENT HOUSE

PESHAWAR

P. M. P.

No 29-55(R).

Governor-General's Camp,  
Peshawar.

16th April 48.

Dear Pir Sahib,

I have received your letter of the  
14th of April, and I regret very much that my  
programme is completely full now and hence  
I cannot possibly arrange to meet the Tribal  
Pirs during my present short visit, as suggested by  
you.

Will you please convey my thanks to them  
for the help and the support they gave us, as you  
say, during the Referendum etc.

Yours sincerely,



Pir Sahib of Wanki Sherif,  
Sajjadha Bakhsh's House,  
Wanki Sherif,  
Muzaffargarh, N.W.F.P.





# موضوع

موضوع: ...

...  
...  
...  
...  
...  
...

...  
...

...  
...  
...



ط ساد  
محلہ

۲۰ ۱۲ ۶۴

محمد علی دکنی صاحب

اسلام تعلیم و حقہ امور مرا سہا امید ہے کہ یہ کتاب  
میرے

مسلک حمایت الہی ہے کہ تہذیب و تمدن کا نام  
میں آج - چاہے حاصل ہو سکتا ہے جو خدمت  
اس وقت علماء و خدایاں اسلام کی انجام  
دے ہے میں اسکا اثر جو مسلمان کے قلب پر ہے  
معاذ اللہ میرے اپنے دل و رستوں کو کامیاب کرنے  
و اسلام کا علم لے

[illegible]

کے لئے یہ بات ضروری ہے کہ وہ اپنے آپ کو

میں سے جدا کر کے رکھیں کہ ان کے لئے یہ بات ضروری ہے

ان کے لئے یہ بات ضروری ہے کہ ان کے لئے یہ بات ضروری ہے

ان کے لئے یہ بات ضروری ہے

ان کے لئے یہ بات ضروری ہے

ان کے لئے یہ بات ضروری ہے

ان کے لئے یہ بات ضروری ہے

ان کے لئے یہ بات ضروری ہے

ان کے لئے یہ بات ضروری ہے

ان کے لئے یہ بات ضروری ہے

ان کے لئے یہ بات ضروری ہے

ان کے لئے یہ بات ضروری ہے

ان کے لئے یہ بات ضروری ہے

ان کے لئے یہ بات ضروری ہے

ان کے لئے یہ بات ضروری ہے

ان کے لئے یہ بات ضروری ہے

مذہب کی روشنی میں

مذہب کی روشنی میں







پیر صاحب کے نام سابق صدر محمد ایوب خان کا خط

---

حکومت پاکستان  
وزارت دفاع کراچی  
۲۷ اکتوبر ۱۹۵۴ء

عزیزم پیر صاحب

وزیر دفاع بننے کی مبارکباد کا پیغام بھیجنے پر میں آپ کا مشکور ہوں۔ اگرچہ یہ میں نے اپنی مرضی کے خلاف اس آزد پر قبول کیا ہے کہ میں ملک اور ملک کے لوگوں کے مسائل حل کرنے کے لئے کچھ کام کروں۔ میں اُمید کرتا ہوں اور میری دُعا ہے کہ میں ان کی خدمت کر سکوں۔

آپ کا مخلص

دستخط

ایم ایوب خان



MINISTRY OF DEFENCE

Ministry of Defence

CAFACIS.

27 October, 1944

My dear Sir

Thank you very much indeed for your  
reply of 14th Oct. I am very appreciative of  
the fact that you have agreed to consider  
the matter. I have been told that  
I should be able to see you on 27th Oct. and  
I am sure that you will be able to  
give me all the information I need.  
Yours faithfully

R. S. Smead  
Hawthorn

AS